TIGHT BINDING BOOK

brown book

UNIVERSAL
LIBRARY

OU_222718

UNIVERSAL
LIBRARY

گلزارِ اُردو

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

احقر عبداللہ متخلص بہ علم نقشبندی اوّل مدرّس فارسی اینگلو ورنیکلر سکول روپڑ ضلع انبالہ ساکن قصبۂ ساڈھورہ ضلع ہذا گزارش پرداز ہے کہ حکّامِ ملک نواز کی قدردانی سے اشعار کی خوبی اور اُردو محاورات کا روز بروز عروج اور فروغ ہے۔ مگر اس مضمون کے لئے کوئی کتاب درسیہ حاوی المطلب تجویز اور تالیف نہیں ہوئی جس کی تعلیم سے طلبہ دیگر مضامین کی طرح استعداد حاصل کرکے کامیاب ہوں۔ بدیں نظر معلّمین اور متعلّمین کی خیرخواہی اور آسانی کے لئے اشعار کی خوبی اور شعر فہمی اور محاورات اور ضرب الامثال کو جو لوہے کے چنے تھے شیریں انگور بنا دیا۔ تاکہ طلبہ حظ اور لطف اُٹھائیں اور کل نمبر کما لائیں +

۱۸۸۸ء میں کتاب تالیف کی تھی جس میں جلد قابل اعتراض درج ہو گئے

اشعار محاورہ میرے لڑکوں نے میری طرف سے محاورات کی اشاعت کے باعث اکثر فحش اشعار تھے۔ لہذا اب یہ ذخیرہ بسبب عدم فرصتی کے

Checked 1969.

دو سال کے بعد بڑی کوشش اور جانفشانی اور
از سرِ نو جمع کیا ہے۔ فحش کلام سے قطعی پر
اور لکھنوی کے پُرمعنی اور پُرمذاق اشعار
بڑی تحقیق سے لکھا گیا۔ دو شاعر کے ایک مشت
سمجھا گیا۔ اور مُتاخّرین کی نسبت سرقہ یا توا
چند نسخے اور بہت سی غزلیں اور اشعار جو د
دیوانوں میں طبع نہیں ہوئے ان موقعوں پ
بدون تحقیق و سند کے درج نہیں ہوئی۔ یہ محقق
نام سے موسوم ہے +

اِس مختصر گلشن میں طالبِ مولیٰ کو رنگ
طالبِ علم کو گلِ کلام اور ثمرِ مطلب ہے۔ عمد
میں تعصّبِ مذہبی کی خزاں اور اتحادِ مذاہب
اُسکو تمام دیوانوں سے خوبی اور مذاق کے سا
سیر ہوگئی + (حلم مؤلّف)

باغ ہر دیوان کا اس مختصر گلشن میں ہے | جیسے

اِس گلشن میں تین چمن ہیں۔ پہلے چمن میں

رجاں کاہی سے میں نے بذاتِ خود
ہیر کیا گیا۔ مستند اساتذہ دہلوی
اب کئے گئے۔ ہر شعر کا شاعر
ر شعر کے موقع پر مُتقدّمین کا شعر
ود کا گمان ہوا۔ اور بعض شعر کے
ال اور زبان زدِ خاص و عام ہیں
ولّف معذور ہے۔ کوئی بات
اور مستند سرمایہ **گلشن اردو** کے

رفت اور بوے وحدت ہے۔ اور
وبی اس گلشن کی یہ ہے کہ اس
ل بہار ہے۔ جس نے اسکو پڑھا
پوری پوری واقفیت اور

ہر جہاں انسانِ خاکی تن میں ہے

لیے شعر کی بادِ بہاری

گل کھلا ہی ہے دوسرے چمن کو اشعارِ محاورہ کی نسیم مہکا رہی ہے۔
تیسرے چمن میں ضرب الامثال کی صبا سیر دکھا رہی ہے +

پہلا چمن شعر کی خوبی اور شعر فہمی میں شعرا کی فضیلت اور غرض

کتب صحیح بخاری کی حدیث ہے اَلشُّعَرَاءُ تَلَامِیْذُ الرَّحْمٰنِ وَالْسِنَتُہُمْ کُنُوْزُ الْاَسْرَارِ الْغَیْبِ۔ شیخ فرید الدین عطار ؎

شاعری جزویست از پیغمبری		جاہلانش کفر خوانند از خری

سے فضیلت ظاہر ہے۔ عالم ایجاد ایک مرقع تصاویر ہے اسکے
بانے کے واسطے خدا تعالیٰ نے شعرا کو آئینہ تصویر نما بنایا ہے۔
س نے خدا کی ذات وصفات وکمالات کو کلام کی خوبی سے دکھایا ہے
وان خدا کی معرفت اور عشق حقیقی میں علم تصوف وسلوک کی کتابیں ہیں
المدعا شعرا کا کلام کی خوبی بتانا اور انسان کا تمام مخلوقات پر شرف
رخدا کا کمال دکھانا ہے۔ یہ لوگ گنڈر کے لعل ہیں۔ زندانہ صورت
سیرت + بقول سعدی

مقدس دلوں پر زتاب		رہا کردہ دیوار بیروں خراب

حیدر علی آتش

ہم شاعروں کا حلقہ حلقہ ہے عارفوں کا | | نا آشنائے معنیٔ صورت نہیں کوئی

ناسخ

ذرا دیکھے کوئی ابرو تو سمجھے قدر شاعر کی | | لکھا ہے مصحفِ رخ پر خدا نے ہم زبوں کو

اقسام شعر

مخزن العلوم و خزینۃ العلوم میں مضمون کے لحاظ سے شعر چار قسم پر ہے -

عارفانہ - عاشقانہ - ناصحانہ - شاعرانہ +

اوّل قسم عارفانہ

عارفانہ وہ شعر ہے جس میں خدا کی وحدت و حقیقت و معرفت و حکمت و قدرت کا اظہار ہو - عالمِ ایجاد ایک آئینہ خانہ ہے - ہر مذہب اور ہر شے آئینے ہیں - اِن میں وہ ہی اپنا نظارہ کر رہا ہے اور دوسرا کوئی نہیں ظفر

تو ہی تو جلوہ نما اِس آئینہ خانہ میں ہے | | اور کوئی دوسرا تیرے سوا بالکل نہیں ہے

اور کوئی رقیب اور غیر اور دشمن نہیں ہے - سب ایک ہی ذات کے تمام افعال اور حرکات اُسی کے منشا اور اختیار سے ہیں +

بزم - باغ - میخانہ - بتخانہ - آئینہ خانہ - ویرانہ مراد جہان - شراب سے مراد خدا کی وحدت اور الست کی مستی ہے - بقولِ ظفر

مے وحدت کی ہم کو مستی ہے | بُت پرستی خدا پرستی ہے
ہستی کے میکدے میں ظفر اک ہوائے سرور | روزِ ازل سے مستِ شرابِ الست ہوں

باغباں - بت - پیرِ مغاں[۱] - شاق - صاحبِ خانہ - پردہ نشین ضمیر غائب ضمیر مخاطب اور اسم اشارہ سے مراد خدا ہے - اور اُسکی حکمت کے سمجھنے سمجھانے کی حالت میں عارف مضمر ہے - ضمیر متکلم عارف کی طرف سے ہے عارفوں کو دل ہی عبادت خانہ ہے - اور دل ہی خدا خانہ - اور دل ہی آئینۂ خدا نما - اِسوجہ سے انکو اہلِ دل اور اہلِ معنی کہتے ہیں +

خواجہ میر تقی

کریں کیونکہ دل کی نہ ہم پاسداری | کہ ہر دل میں ہم تیرا گھر دیکھتے ہیں
طریقِ عشق میں ہے رہنما دل | پیمبر دل ہے قبلہ دل خدا دل

مثال اشعارِ[۲] عارفانہ

واجب کا ہو نہ ممکن مصدر صفت ثنا کا | خواجہ میر تقی دہلوی | قدرت سے اُسکی لب پر نام آتا ہے خدا کا
ناحق ہم مجبوروں پر یہ تہمت ہے مختاری کی | چاہتے ہیں سو آپ کریں ہیں ہم کو عبث بدنام کیا
ہو باغ و بہار آیا گل پھول کہیں پایا | جلوہ اُسے یاں اپنا ہر رنگ دکھانا تھا
سرسری تم جہان سے گزرے | ورنہ ہر جا جہانِ دیگر تھا +

---

[۱] بت پرستوں کا گرو
مخمور - شراب خانہ کا مالک *
[۲] خراب پلا ہوا
تمام عارفانہ اشعار کو دیکھو آئیں میں مضمون کے ہیں جن سے سمجھنے میں ایک سے دوسرا کو مدد ملتی ہے *

حالانکہ ظاہر اُسکے نشاں نقش جہت تھے میر — خود گم رہے جو پھر لئے بہت پا سکے نہ ہم
اگرچہ وصل ہے پر ہیں طلب میں سرگرداں — یہ وہم کا رہے جاتے ہیں جستجو کو ہم
کوئی طرف یاں ایسی نہیں جو خالی ہووے اُس سے میر! [illegible]
یہ طرفہ ہے شور جرس سے چار طرف ہم تنہا ہوں ہا

اہلِ چمن سے اپنی کیونکر ہو روشناسی — دو — برسوں اسیر رہکر ہم اب ہا ہوئے ہیں

میرزا رفیع السودا

ہر سنگ میں شرار ہے تیرے ظہور کا — موسیٰ نہیں جو سیر کروں کوہِ طور کا
اس گلشنِ ہستی میں عجب دید ہے لیکن — جب چشم کھلی گل کی تو موسم ہے خزاں کا
غرض کفر سے کچھ نہ دیں سے ہے مطلب — تماشائے دیر و حرم دیکھتے ہیں
حبابِ لبِ جُو ہیں اے باغباں ہم — چمن کو ترے کوئی دم دیکھتے ہیں
نہیں معلوم اب کے خاک میں کیا کیا ملا دیکھا — کہ چشمِ نقشِ پا سے تا عدم نکلی نہ حیرانی

خواجہ میر درد دہلوی

جلوہ تو ہر اک طرح کا ہر شان میں دیکھا — جو کچھ کہ سنا تجھ میں سو انسان میں دیکھا
مدرسہ یا دیر تھا یا کعبہ یا بت خانہ تھا — ہم سبھی مہمان تھے واں تو ہی صاحبخانہ تھا
بیگانہ گر نظر پڑے تو آشنا کو دیکھ — بندہ گر آوے سامنے تو ہی خدا کو دیکھ
ارض و سما کہاں تری وسعت کو پا سکے — میرا ہی دل ہے وہ کہ جہاں تو سما سکے

۵ سودا کے دعوائے بیسی پر اعتراض
۶
مرزا رفیع سودا — اب تک زندہ ہے

گر معرفت کا چشمِ بصیرت میں نور ہے
توجس طرف کو دیکھیے اُسکا ظہور ہے

بینائی نہ تھی تو دیکھتے تھے سب کچھ
(انشا)
جب آنکھ کھُلی تو کچھ نہ دیکھا ہم نے

یہ جو کہتے کعبہ میں ہے فقط یہ غلط ہے محض اسی نمط +

جدھر آنکھ اُٹھا کے نظر کروں نظر آئے مجھ کو وہ برملا
تجھے انشا اور تو کیا کہوں دو جہاں میں کوئی بھی طرف ہے
جو خدا کے نور سے پُر نہو کہ محال دہر میں ہے خلا +

جرات

جس نے دیکھا آکے یہ آئینہ خانہ دہر کا
فی الحقیقت بس وہ اپنا آپ ہی حیران ہو

ہر رنگ میں گر ہمکو وہ جلوہ دکھاتا
تو گلشنِ گیتی کا کوئی رنگ نہ بھاتا

مصحفی

نظارہ کروں دہر کی کیا جلوہ گری کا
یاں عمر کو وقفہ ہے چراغِ سحری کا

نقشے کو ترے دیکھ کے کہتا ہے زمانہ
سارا بدن انسان کا چہرا ہے بی کا

امام بخش ناسخ لکھنوی

طرفہ گل اس باغ میں ہے اور شبنم ہی عجیب
ہنسکے بیٹھا جو تری محفل میں وہ رو کر اٹھا

کونسا تن ہے کہ مثلِ روحِ اُسمیں تو نہیں
کون گل ہے جو ترا مسکن بر رنگِ بو نہیں

آئینہ دوراں ہے۔ اِس میں عکسِ جاناں ہے
آپ اپنا حیراں ہے آپ اپنا ثانی ہے

خورشید کی تلاش ہے نصف النہار میں
وہ ہے حضور تو ہی دلا بے حضور ہے

بت ہستی کو جو توڑیں تو خدا آئے نظر
آتش سنگ کی صورت ہے وہ پنہاں ہمسے

جو نظر آتا ہے ناسخ! ہے وہی
ڈھونڈتا ہے جو اُسے وہ کور ہے

یہ اندھے ہیں کہتے ہیں جو ہم ہی ہم ہیں
جو آنکھیں ہوں روشن تو پھر تو ہی تو ہے

عجب خانہ برباد ہو ہرزہ گردو!
جو بیٹھا ہے گھر میں وہی کو بکو ہے

جو ہے بے جہت ہے وہی شش جہت میں
جو یکسو ہے سب سے وہی چار سو ہے

حیدر علی آتش لکھنوی

حلاوت سے نہیں اک ذرہ موجود اگر خالی
گرہ میں قند کو باندھی ہوئے ہر نیشکر دیکھا

ہوش اُڑائے صورت آبادِ جہاں کی دیدنے
پتلیوں کو دیکھکر محوِ تماشا ہو

پھرتا ہوں پھیرتا ہے وہ پردہ نشیں جدھر
پتلی کی طرح سے میں نہیں اختیار

اس شش جہت میں خوب تری جستجو کریں
کعبہ میں چلکے سجدہ تجھے چار سو

شیخ ابراہیم ذوق دہلوی

آپ آئینۂ ہستی میں ہے تو اپنا حریف
ورنہ یاں کون تھا جو تیرے مقا

گوش شنوا نہیں ہے باغِ جہاں میں غافل!
ورنہ ہر برگ ہے یاں نغمہ کر

سب کو دیکھا اُس سے اور اُسکو نہ دیکھا جو نگاہ
وہ رہا آنکھوں میں اور آنکھوں سے

مجھ میں نہیں لبط ہے گویا برنگِ بوئے گل
وہ رہا آغوش میں لیکن گریز

ں اِس صورت کدے میں ہیں ہزاروں صورتیں	کوئی صورت اپنے صورتگر کی بے صورت نہیں
ں خرمن سوزِ دانائی ہے نافہمی تری	ورنہ کیا کیا لہلہاتے کھیت ہیں ہر دانہ میں
نہ خرمن ہے ہمیں قطرہ ہے دریا ہم کو	جز میں آتا ہے نظر کُل کا تماشا ہم کو

ہیں وہ ہوں خشتِ کہن مدت سے اِس ویرانے میں +

برسوں مسجد میں رہا برسوں رہا بتخانے میں +

ہوئے ہیں اِس اپنی سادگی سے ہم آشنا جنگ و آشتی سے

اگر نہو یہ تو پھر کسی سے نہ دوستی ہے نہ دشمنی ہے

کیونکر حباب ہو سکے دریائے بیکراں	دریا سے جب تلک نہ ملیں پھوٹ پھوٹ کے

اسد اللہ غالب دہلوی

اِنکے اشعار اسوجہ سے ادق ہوتے ہیں کہ بہت سے قابلِ ذکر الفاظ کو مخذوف کرتے ہیں بعیدہ قرینہ و اشارہ و ایما پر مدار رکھتے ہیں +

نقشِ فریادی ہے کسکی شوخیٔ تحریر کا	کاغذی ہے پیرہن ہر پیکرِ تصویر کا
عشرتِ قطرہ ہے دریا میں فنا ہو جانا	درد کا حد سے گزرنا ہے دوا ہو جانا
نہ تھا کچھ تو خدا تھا کچھ نہ ہوتا تو خدا ہوتا	ڈبویا مجکو ہونے نے نہ ہوتا میں تو کیا ہوتا
اُسے کون دیکھ سکتا کہ یگانہ ہے وہ یکتا	جو دوئی کی بو بھی ہوتی تو کہیں دوچار ہوتا
محرم نہیں ہے تو ہی نواہائے راز کا	یاں ورنہ جو حجاب ہے پردہ ہے ساز کا

یک ذرّۂ زمیں نہیں بیکار باغ کا
یاں جادہ بھی فتیلہ ہے لالہ کے داغ کا

سب کہاں کچھ لالہ و گل میں نمایاں ہوگئیں
خاک میں کیا صورتیں ہونگی کہ پنہاں ہوگئیں

حکیم مومن خاں مومنؔ دہلوی

کسی کا ہوا آج - کل تھا کسی کا
نہ ہے تو کسی کا نہوگا کسی کا +

غضب سے تیرے ڈرتا ہوں رضا کی تیری خواہش ہے
نہ مَیں بیزار دوزخ سے نہ میں مشتاق جنّت کا +

بلیکِ حرم ہم ہیں نہ ناقوسِ کلیسا
پھر شیخ و برہمن میں ہے کیوں غلغلہ اپنا

ابوظفر بادشاہ شاہ دہلی - ظفر

اِن کے سینکڑوں شعر اور بیسیوں غزلیں عارفانہ ہیں - اِسلئے دو غزلیں
جو باہم تناسب اور مربوط ہیں درج ہوئیں +

حال نہیں کچھ کھلتا میرا کون ہوں کیا ہوں کیسا ہوں ؟
مست ہوں یا ہشیاروں میں ہوں ناداں ہوں یا دانا ہوں

کان سے سب کی سنتا ہوں اور مُنہ سے کچھ نہیں کہتا ہوں
ہوش بھی ہے بیہوش بھی ہوں کچھ جاگتا ہوں کچھ سوتا ہوں

رند میں ہوں یا زاہد ہوں یا صوفی ہوں یا مَیکش ہوں +
عالم ہوں یا جاہل ہوں یا مومن ہوں یا ترسا ہوں

کیسا رنج اور کیسی راحت کس کی شادی کس کا غم
یہ بھی نہیں معلوم مجھے مَیں جیتا ہوں یا مرتا ہوں
کارِ دیں کچھ بن نہیں آتا دعویٰ ہے دینداری کا
دنیا سے بیزار ہوں لیکن رکھتا خواہشِ دنیا ہوں
یار ہے میرے دل میں اور مَیں کعبے میں بتخانے میں
گھر میں وہ موجود ہے اور مَیں گھر گھر ڈھونڈتا پھرتا ہوں
کچھ بھی نہیں اور سب کچھ ہوں گر دیکھوں چشمِ حقیقت سے
مَیں ہوں ظفر! مسجودِ ملائک گرچہ خاک کا پُتلا ہوں

اُوپر کی غزل کو یہ نیچے کی غزل سمجھاتی ہے

کہیں مَیں غنچہ ہوں واشُد سے اپنی خود پریشان ہوں
کہیں گوہر ہوں اپنی موج میں مَیں آپ غلطاں ہوں
کہیں مَیں ساغرِ گل ہوں کہیں میں شیشۂ مُل ہوں
کہیں مَیں شورِ قلقل ہوں کہیں مَیں شورِ مستاں ہوں
کہیں میں جوشِ وحشت ہوں کہیں میں محوِ حیرت ہوں
کہیں مَیں آپ رحمت ہوں کہیں مَیں داغِ عصیاں ہوں

کہیں میں برقِ خرمن ہوں کہیں میں ابرِ گلشن ہوں
کہیں میں اشکِ دامن ہوں کہیں میں چشمِ گریاں ہوں
کہیں میں عقل آرا ہوں کہیں مجنونِ رسوا ہوں -
کہیں میں پیرِ دانا ہوں کہیں میں طفلِ ناداں ہوں
کہیں میں دستِ قاتل ہوں کہیں میں حلقِ بسمل ہوں
کہیں زہرِ ہلاہل ہوں کہیں میں آبِ حیواں ہوں
کہیں میں سروِ موزوں ہوں کہیں میں بیدِ مجنوں ہوں
کہیں گل ہوں ظفر میں اور کہیں خارِ بیاباں ہوں

دُوسری قسم عاشقانہ

عاشقانہ وہ شعر ہے جس میں حسن و عشق کی تعریف سے محبوبِ عالم یعنی خدا مطلوب ہو۔ عارفانہ اور عاشقانہ میں مطلوب ایک ہی شے ہے یعنے ذاتِ باری - صرف یہ فرق ہے کہ عارفانہ بے حسن و عشق کے ساز کے آوازِ جاں نواز ہے۔ اور عاشقانہ حسن و عشق کے ساز کے ساتھ نغمۂ دلنواز۔ حسن ایک ساز ہے اور عشق زمزمہ۔ اس میں شعرا کے کلام کی موزونی وہ لطف دیتی ہے جیسا کہ ساز کے ساتھ راگ۔ دونوں سے خدا ہی خدا کی آواز ہے۔ یہاں

عشق[1] کی طرف خیال لیجانا ایسی بے سمجھی اور بے ادبی ہے جیسا کہ مسجد میں کتے کا لانا - بقول رند لکھنوی ؎

پھوٹے وہ آنکھ جو کرے تجھ پر نگاہِ بد		او بت بُرا کہے جو تجھے وہ زباں تھکے
ہم نہ دیکھیں تو دیدہ کا ہے تصور		وہ تو ہر جا پہ آشکارا ہے +

یہاں ہر مذہب ہر رنگ اور ہر عاشق[2] و معشوق سے خدا کے روپ مقصود ہیں

دم نکلتا ہے مرا ہر عاشق و معشوق پر	ناسخ	گل میں تیرا رنگ بلبل میں تری آواز ہے

ماہ - صنم بمعنی بُت - گل - حور - پری - یار - جاناں - ضمیر غائب اور مخاطب اور اسم اشارہ کون اور کس سے انسان کے روپ[3] میں خدا مطلوب ہے - اور ضمیر متکلم سے طالب یعنی عاشق - شراب سے مراد عشق و مستیٔ الٰہی اور نورِ دل ہے

مَیں نہیں اس میکدے میں آج کل سے مست ہوں	ظفر	مے پرستِ عشق ہوں روزِ ازل سے مست ہوں
ساغرِ داغِ جنوں سے مست مَیں دیوانہ ہوں	ناسخ	کیا خرابات جہاں میں مجکو پروائے شراب
ہیں قلوب اسکے نور سے روشن		کیوں نہ کہلائے آفتاب شراب

اسی غرض سے سکندر نامہ کے ساتھ ساقی نامہ ہے +

انسان اشرف و احسن المخلوقات اور خدا کی ذات کا نمونہ یا بُت ہے اسکے حُسن کی تعریف خدا کے حسن کی تعریف ہے - اور انسانی حسن کی تعریف میں عورت اور لڑکے سے کچھ غرض نہیں ہے +

حسن انسان سے ہر اک شعر میں یا مطلب ہے	آتش	روح معنی ہے جو ہے بیت مرے قالب میں

خصوصاً مرد کی تعریف مقصود ہے۔ کیونکہ مرد کامل الحسن اور کامل العقل اور کامل الخلق ہے چونکہ اسکے حسن کو خط یعنی ڈاڑھی کامل کرتی ہے اسوجہ سے خط کی بہت تعریف ہے +

نمودِ سبزۂ نورس نہیں اُس روئے رنگیں پر	آتش	جنابِ خضر بہر سیر ہیں گلزار میں آئے
سبزۂ خط کا نہ انبوہ سمجھ اُس رُخ پر	مصحفی	خسروے حسن کا نکلا ہے یہ لشکر باہر
گل تو سب ہوتے ہیں سبزے سے مگر اے بلبلو	ناسخ	اُس گلِ عارض پہ دیکھو سبزے کے آغاز کو
خط نکلنے سے ہوا اور بھبو کا چہرا		حسن نے کاہ کو شعلہ پہ مگر چھوڑ دیا
نہیں ہے رُخ پہ ہوا خطِ معنبر پیدا		بدلے پانی کے ہوا آگ سے عنبر پیدا
کیا خوب نقطہ رکھتا ہے کیا خوب دائرہ	ظفر	صفحے پہ روئے یار کے لیخ ان خال و خط

اس سے ثابت ہے کہ یہاں عورت اور لڑکے کی طرف فاسقانہ خیال کی بُو بھی نہیں انسان کی مخلوقات پر شرافت اور فوقیت مطلوب ہے۔ چونکہ خدا اور انسان میں حسن و عشق کا رابطہ ہے اور خدا بھی مذکر ہے اور انسان بھی۔ اسوجہ سے حسن و عشق بھی مذکر ہیں۔ اور انسان خدا پر اور خدا انسان پر عاشق ہے۔ بقولِ آتش ؎

نہیں معشوق سا عاشق کا کوئی دوست دنیا میں +
خدا سے کون بندے پر زیادہ مہرباں ہوگا

۴ یعنی فرشتے عبادت کرتے ہیں انسان بھی کرسکتا ہے پر انسان کا جو کام عشق ہے وہ فرشتوں سے نہیں ہو سکتا +

اِسی عشق کے باعث انسان کو ملایک سے شرف اور فخر حاصل ہے بقول فوق ؎

جو فرشتے کرتے ہیں کرسکتا ہے انسان بھی	پر فرشتوں سے نہو جو کام ہے انسان کا

زلف سے مراد دام محبت و اطاعت ہے اور خال سے مقصد داغ اُلفت ۔ چہرے سے مطلب نور عالم وغیرہ + (غیر۔ عدو۔ مدعی۔ بدبیں۔ بدخواہ۔ بواہوس) یعنی رقیب اُن فرشتوں سے مراد ہے جو خدا کی درگاہ میں مقرب ہیں۔ خدا نے روزِ ازل جو اُنسے مشورہ لیا تھا کہ ہم آدم کو اپنا نائب بنانا چاہتے ہیں تو اُنہوں نے بھانجی ماری تھی۔ (آیۃ) وَاِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اِنِّيْ جَاعِلٌ فِي الْاَرْضِ خَلِيْفَةً ۭ قَالُوْٓا اَتَجْعَلُ فِيْهَا مَنْ يُّفْسِدُ فِيْهَا وَيَسْفِكُ الدِّمَاۗءَ ۚ وَنَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِكَ وَنُقَدِّسُ لَكَ ۭ پس سوخت اِس بات کی ہے کہ وہ تو مقرب بنا کے اپنے وصل سے مُشرّف کئے اور ہم کو دور ہجر میں زمین پر پھینکا جب حضرتِ منصور عاشق اللہ نے خدا کی ذات میں محو ہو کر انا الحق کہا تھا تو ظاہر والوں یعنی اہلِ شریعت نے کہ یہ قاضی مفتی محتسب۔ پارسا۔ واعظ ناصح۔ زاہد۔ عابد۔ شیخ ہیں منصور کو شرعی تعزیر میں سنگسار کر کے سولی دی اِسلئے اطفالِ سنگ ان اِن لوگوں سے مراد ہے ۔ اسی وجہ سے عاشق اللہ انکی اور انکی عبادت۔ نماز۔ روزہ حج اور انکے عبادت خانوں مسجد۔ کعبے کے لطف سے خالی بتا کر تضحیک کرتے ہیں۔ اور عشق افزائی کے لحاظ سے میخانہ کی اور

۱۵

۱ لایحی +
۲ نزدیکی +
۳ اور جب کہا میں نے فرشتوں سے کہ زمین میں ایک اپنا نائب بنانیوالا ہوں بولے کیا تو وہاں اس میں کسی کو بنائیگا جو فساد کریگا اور خون ریزی اور ہم تیری تسبیح کرتے ہیں اور تیری پاکی ذات کو یاد کرتے ہیں یعنی آدم کو مت بنا ہم کو بنا۔ پس نزدیکی فرشتوں سے نقابت کی وجہ سے ہے +
۵ پتھر مارنا +

صورتِ خدائی کے مشاہدے کی وجہ سے (کنشت[۵۰] - کلیسا[۵۱] - صومعہ[۵۲] - دیر[۵۳]) یعنی بتخانہ کی تعریف کرتے ہیں +

القاب حسن

ترک[۵۴] - قاتل - ظالم - ستمگر - سفاک[۵۵] - جلاّد - صیّاد - دلدار - دل آزار - سنگدل نازک اندام - جادوگر - فتنہ گر - بے پیر - بے رحم - بے دید - بے مہر وغیرہ +

القاب عشق

اسیر - مجنوں - سودائی - وحشی - دیوانہ - شیفتہ - فریفتہ - سوختہ - بسمل - تفتہ جان نیم جان - غمگین - حزین - از خود رفتہ - زار - گریاں - نالاں - لاغر - ناتواں وغیرہ

اشعار عاشقانہ

غزل سلیمان - عارفانہ و عاشقانہ

جب حسنِ ازل پردۂ امکان میں آیا
ہر رنگ ہر رنگ ہر اک شان میں آیا

حرمت سے ملائک نے اُسے سجدہ کیا ہے
جسوقت کہ وہ صورتِ انسان میں آیا

گل ہے وہی سنبل ہے وہی نرگسِ حیراں
اپنے ہی تماشے کو گلستان میں آیا

اوّل ہی آخر وہی ظاہر وہی باطن
مذکور یہی آیتِ قرآن میں آیا

قانون وہی ساز وہی طبلہ وہی ہے
ہر تار میں بولا کہ ہر اک تان میں آیا

یوسف کا وہی حسن وہی عشقِ زلیخا
بلقیس میں خود آپ سلیمان میں آیا

۵۰ خاص آتش پرستوں کا عبادت خانہ - عموماً بت خانہ +
۵۲ خصوصاً راہبوں کا
۱۶
عموماً بت خانہ +
۵۳ بت خانہ +
۵۴ بت طاہر
۵۵ چالاکی سے لوگوں کو فریب دینے والا +

غزل نیاز دہلوی۔ عارفانہ و عاشقانہ

یار کو ہم نے جا بجا دیکھا
کہیں ظاہر کہیں چھپا دیکھا

کہیں وہ بادشاہِ تخت نشیں
کہیں کاسہ لئے گدا دیکھا

کہیں بولا بلے وہ کہہ کے اَلَست
کہیں وہ بندۂ خدا دیکھا

کہیں واجب بنا کہیں ممکن
کہیں فانی کہیں بقا دیکھا

کہیں زاہد کہیں عابد
کہیں رندوں کا پیشوا دیکھا

کہیں عاشق نیاز کی صورت
سینہ بریاں و دل جلا دیکھا

بادشاہ۔ عارفانہ و عاشقانہ

سمایا ہے جب سے تو آنکھوں میں میری
جدھر دیکھتا ہوں اُدھر تو ہی تو ہے

گلستاں میں جا کر ہر اک گل کو دیکھا
نہ تیری سی رنگت نہ تیری سی بُو ہے

نکلجائے دم تیرے قدموں کے نیچے
یہی دل کی حسرت یہی آرزو ہے

میر تقی (عاشقانہ)

گل و بلبل بہار میں دیکھا
ایک تجکو ہزار میں دیکھا

اُس مہ چاردہ کی دوری نے
دس ہی دن میں مجھے ہلال کیا

غم رہا جب تک کہ دم میں دم رہا
دل کے جانے کا نہایت غم رہا

کس کا کعبہ کیسا قبلہ کون حرم ہے کیا احرام
کوچے کے اُسکے باشندوں نے سب سے یہیں سے سلام کیا

۱۷

سارے رندا وباش جہاں کے تجھ سے سجود میں رہتے ہیں
بانکے ٹیڑھے ترچھے تکھے سب کا تجھ کو امام کیا +

گو کہ بتخانے جا رہا ہوں مَیں | بخدا باخدا رہا ہوں مَیں

میرزا رفیع السّودا

نہ دانہ ساتھ لے صیّاد ڈالنے تو دام لیتا جا | چمن میں ہمصفیروں کو مرا پیغام لیتا جا
جس روز کسی اور پہ بیداد کرو گے | یہ یاد رہے ہمکو بہت یاد کرو گے
رستم سے تو کہہ دیکھو کہ سر تیغ تلے دھر دے | یہ کام ہمارا ہی ہے ہر کارے دہر مرد
بولا وہ جسے تیری تصویر نظر آئی | یہ خواب زلیخا کی تعبیر نظر آئی +
معتقد ہرگز نہیں ہیں کفر اور اسلام کے | گر مرید اس دور میں ہیں ہم تو پیر جام کے
گل پھینکے ہے اوروں کی طرف بلکہ ثمر بھی | اے خانہ برانداز چمن کچھ تو ادھر بھی

غزلِ درد

جگ میں آکر ادھر اُدھر دیکھا | تو ہی آیا نظر جدھر دیکھا
جان سے ہو گئے بدن خالی | جس طرف تو نے آنکھ بھر دیکھا
نالہ فریاد آہ اور زاری | آپ سے ہو سکا سو کر دیکھا
اُن لبوں نے نہ کی مسیحائی | ہم نے سو سو طرح سے مر دیکھا
زور عاشق مزاج ہے کوئی ۔ | درد کو قصّہ مختصر دیکھا

انشا

صنما بربِّ کریم یاں ترے ہیں کرم ایک یہ مبتلا
کہ اگر اَلَسْتُ بربّکم تو ابھی کہو تو کہیں بلیٰ

ہوسِ جمالِ حبیب ہو تجھے کچھ دلا تو کلیم وش
نہ وہ لن ترانی اُدھر کی سُن ارنی ہی کہنے پہ جی جلا

وہ جو محوِ مستِ نظا رہ ہیں یہی آہ بھر کے کہیں ہیں وہ
کہ اسی تجلّی کے نور نے ہمیں مثلِ طور دیا جلا

جرات

اِک جلوہ سے حل کر دے جو عقدہ دو جہاں کا
ہوں مست مے عشق مَیں اس پیرِ مغاں کا

ہو کے رو پوش اتو مُردہ سا بنایا آپ نے
ہم سے چھپکر ہمکو عالم میں چھپایا آپ نے

حیرت افزا حسن جو اپنا دکھایا آپ نے
اِک مُرقّع بزمِ خوباں کو بنایا آپ نے

مصحفی

کیا بھیجوں میں قاصد کو وہاں کوچہ میں جسکے
جبریل کو مقدور نہیں نامہ بری کا

قدم اس دھج سے کچھ پڑتا ہی اُس غارتگرِ جاں کا
کہ دل ہر ہر قدم پر لوٹتے ہے گبر و مسلماں کا

منظور کب تھا کعبہ و بتخانہ دیکھنا
دونوں جگہ تھا جلوۂ جانانہ دیکھنا

ناسخ

خود بیں ہوا جو مَیں وہی آیا مجھے نظر
آئینہ صاف عارضِ جانانہ ہو گیا

جانور ہے جسکو عشق کا کلِ پُرخم نہیں
جو نہ آجائے فریبِ یار میں آدم نہیں

دونو تجھ پر جیتے ہیں تجھ سے کچھ نسبت نہیں
کعبہ بتخانے سے۔ حاجی برہمن سے کم نہیں

نقش جہت میں موج زن ہے تو ہی اے دریائے حسن
فرق کیا ہے ڈوبنے والے میں اور تیرنے والے میں

ہے وہ مجنوں جو نظر آتا ہے زیرِ آسماں
کون لیلےٰ ہے جنوں انگیز اس خرگاہ میں

ہم اُس صنم کی پرستش میں محو ہیں زاہد!
خدا کا جسپہ بشر اشتباہ کرتے ہیں

عاشقانہ - آتش

نورِ شمع و رنگِ گل دیکھا جو روئے یار میں
گاہ پروانہ بنا میں گاہ بلبل ہو گیا

حسنِ مخلوقات سے اشرف جمالِ یار ہے
بے حساب ان عارضوں میں ہے شمارِ آفتاب

یہ صدا آتی ہے زنجیر سے مجھ مجنوں کی
آج مجبور نہیں وہ کل جو تھے مختارِ قدم

مرے صنم کا کسی کو مکاں نہیں معلوم
خدا کا نام سنا ہے نشاں نہیں معلوم

اے صنم کوئی نہیں محبوب تجھ سا دوسرا
سخت کافر ہے جو وحدت کا تری قائل نہیں

نواب محمد خاں - رند

غرض نہ دیر سے مقصد نہ کعبے سے اے دوست
تجھی کو ڈھونڈ رہا ہوں کہاں کہاں کب کا

نہ غرض دیں سے نہ دنیا سے سروکار مجھے
یاد میں تیری دو عالم کو فراموش کیا

آدم کو بھی اللہ نے پیدا نہ کیا تھا +
دیوانہ ہوں اُس شاکِ پریزاد کا تب سے

تو ایک کے بھی اے مرے یوسف نہ آیا ہاتھ
کیا کیا تلاش میں نہ تری کارواں تھکے

از بسکہ آنکھیں محوِ تجلائے یار ہیں
نظروں میں ہر پہاڑ مری کوہِ طور ہے

ذوق - خاقانِ ہند

شوقِ نظارہ ہے جب سے اُس رُخِ پُر نور کا
ہے مرا مرغِ نظر پروانہ شمعِ طور کا

ہم ہیں اور سایہ ترے کوچے کی دیواروں کا
کام جنت میں ہے کیا ہم سے گنہگاروں کا

پروانہ بھی تھا گرمِ نمایش[۱] پہ کھلا نہ راز
بلبل کی تنگ حوصلگی تھی کہ غل ہوا

آئی تہی دُرّوں[۲] کی نہ ہرگز سمجھ میں بات
آوازہ گو بلند مثالِ دُہل ہوا

جنکی نظر چڑھا ترا رخسارِ آتشیں
اُنکا چراغِ گور نہ تا حشر گُل ہوا

ملے اکسیر گر اس کشتۂ خوں سے میں لوں ہرگز
مرے مذہب میں خوں کرنا ہے کشتہ کرنا پارے کا

ہفتاد و دو فریق حسد کے عدد سے ہیں
اپنا ہے یہ طریق کہ باہر حسد سے ہیں

میں وہ نہیں کہ تم ہو کہیں اور کہیں نہیں
میں ہوں تمہارا سایہ جہاں تم وہیں نہیں

مطلب کفر سے ہے نہ اسلام سے غرض
دل دیکھ اے صنم تجھے سب سے بری ہوئے

اِس تبکدے میں کون ہے کافر ترے سوا
تو آپ ہی بتت شکن و بت تراش ہے

مرزا اسد اللہ غالب

شوقِ ہر رنگ[۵] رقیبِ سر و ساماں نکلا
قیس تصویر کے پردے میں بھی عریاں نکلا

یہ نہ تھی ہماری قسمت کہ وصالِ یار ہوتا
اگر اور جیتے رہتے یہی انتظار ہوتا

ہوئے مر کے ہم جو رسوا ہوئے کیوں نہ غرقِ دریا
نہ کبھی جنازہ اُٹھتا نہ کہیں مزار ہوتا

دریائے معاصی تنک آبی سے ہوا خشک
میرا سرِ دامن بھی ابھی تر نہ ہوا تھا

ثابت ہوا ہے گردنِ مینا پہ خونِ خلق
لرزے ہے موجِ مے تری رفتار دیکھکر

مِلنا نہیں ترا آساں تو سہل ہے
دشوار تو یہی ہے کہ دشوار بھی نہیں

[۱] معشوق جس سے کلام ہو
[۲] خال یا بال جس سے خال ڈھلوں یعنی پیدا ہو خال سے خوش جس کے بھیجیں جلی ہوئی معشوق کے پاس بھیجیں سوزش کی کیفیت ہو
[۵] ہر رنگ رقیب سر و ساماں والا

نظر سے مورچل تک کا حصہ
غل کیا جاتا ہے کہ تنگ کرنا کو
کہتے ہیں یہ بات نہ آتی گر اردو
اسکا واؤ شوخ ہے اور خوبوں میں
ہوتا ہے کہ عاشق میں اچھی
شوق = رقیب بیچی = دشمن

سچ کہتے ہو خود بین و خود آرا ہوں کیوں نہ ہوں
بیٹھا ہے بُتِ آئینہ سیما مرے آگے

بیٹھا ہے جو کہ سایۂ دیوارِ یار میں
فرمانروائے کشورِ ہندوستان ہے

بجا ہے گر نہ سنے نالہائے بلبلِ زار
کہ گوشِ گل نمِ شبنم سے پنبہ آگیں ہے

ہم بھی تسلیم کی خو ڈالیں گے
بے نیازی تری عادت ہی سہی

حکیم مومن خاں مومن

مُوئے نہ عشق میں جبتک وہ مہرباں نہ ہوا
بلائے جاں ہے وہ دل جو بلائے جاں نہ ہوا

واعظ! کبھی ہلا نہیں کوئے صنم سے میں
کیا جانوں کیا ہے مرتبہ عرشِ عظیم کا

عدم میں رہتے تو شاد رہتے اُسے بھی فکرِ ستم نہ ہوتا +
جو ہم نہ ہوتے تو دل نہ ہوتا جو دل نہ ہوتا تو غم نہ ہوتا
وہ جو ہم میں تم میں قرار تھا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو
وہی یعنی وعدہ نباہ کا تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو

اللہ رے گمرہی بُت و بُت خانہ چھوڑ کے
مومن چلا ہے کعبے کو اک پارسا کے ساتھ

ظفر

شعلہ ہے وہی شمع وہی ماہ وہی ہے
خورشید وہی نورِ سحرگاہ وہی ہے

حور و ملک و دیو پری انس و بنی جان
سب صورتوں میں معنیٔ دلخواہ وہی ہے

یوسف ہے وہی و وہی زلیخا وہی یعقوب
کنعاں ہے وہی مصر وہی چاہ وہی ہے

رہرو وہی رہبر وہی وہی رہ مقصود
گمراہ وہی راہ سے آگاہ وہی ہے

کیا حسن میں کیا عشق میں سب میں ہے وہی نور
یہ موجب غمزہ سبب آہ وہی ہے

مجنون و خرابانی و دیوانہ و ہشیار
درویش و گدا شاہ و شہنشاہ وہی ہے

خارا میں شرر ہے وہ ظفر العل میں وہ رنگ
واللہ وہی سب میں ہے باللہ وہی ہے

تیسری قسم نصیحتانہ

اِس میں گل و بلبل شمع پروانہ وغیرہ کے لباس میں آدمی مراد ہے۔ اور ضمیر غائب واسم اشارہ وضمیر مخاطب سے عام آدمیوں کو نصیحت ہے۔ گلشن۔ سرائے۔ محفل۔ میخانہ سے جہان مطلوب ہے +

خواجہ میر تقی

جس سر کو غرور آج ہے یاں تاجوری کا
کل اُس پہ یہیں شور ہے پھر نوحہ گری کا

آفاق کی منزل سے گیا کون سلامت
اسباب لُٹا راہ میں یاں ہر سفری[1] کا

مرگئے پر[2] خاک ہے سب کبر و ناز
مت جھکو گو سر کسی مغرور[3] کا

ٹھیکری کو قدر ہے اسکو نہیں
ٹوٹے جب کاسہ سر[4] فغفور[5] کا

حق تو سب کچھ ہی ہے تو ناحق نہ بول
بات کہتے سر کٹا منصور کا

کنعاں سے جا کے مصر میں یوسف ہوا غنی
عزت کسو کی ہوتی نہیں ہے وطن کے بیچ

[1] سفری مراد مرنے والا انسان
[2] پر + پہ + پیچھے
[3] غرور + چاہے +
[4] کاسہ سر + کاسہ سر + کاسہ سر
[5] فغفور چین کے بادشاہ کا لقب ہے۔ اور اہل فغفور بت پرستی پر اکثر کاربند ہیں + +

اے عدم ہونیوالو تم تو چلو + ہم بھی اب کوئی دم کو آتے ہیں

میرزا رفیع السودا

غافل غضب سے ہو کے کرم پر نظر نہ رکھ — پُر ہے شرارِ برق سے دامن سحاب کا
جوں سایہ اس چمن میں پھرا میں تمام عمر — شرمندہ پا نہیں مرا برگِ گیاہ کا
ہم تو قفس میں آنکے خاموش ہو رہے — اے ہمصفیر فائدہ ناحق کے شور کا
اکسیر ہے تو کیا ہے؟ وہ مشتِ خاک سودا! — خاطر پہ جب کسی کی اُس سے ملال آیا
برنگ آئینہ ہم اور سینہ صاف ہوئے — جو اپنے دل پہ کسی شکل سے غبار آیا
اپنا ہنر دکھائینگے ہم تجکو شیشہ گر! — ٹوٹا ہوا کسیکا اگر ہم سے دل بنا
اِنتہا عیشِ جہاں کو جو تو دیکھا چاہے — بزمِ مستاں پہ نگہ غور سے کر آخر شب

خواجہ میر درد

مثلِ نگیں جو ہم سے ہوا کام رہگیا — ہم روسیاہ جاتے رہے نام رہگیا
جگ میں کوئی نہ ٹک ہنسا ہوگا — کہ نہ ہنسے میں رو دیا ہوگا +
شادی کی اور غم کی ہے دنیا میں ایک شکل — گل کو شگفتہ دل کہو تم یا شکستہ دل
نے گل کو ہے ثبات نہ ہمکو ہے اعتبار — کس بات پہ چمن! ہوس رنگ و بو کریں
مثالِ عکس جو کوئی کہ پاک طینت ہے — جہاں صفا ہے وہیں بود و باش کرتے ہیں
ہمت رفیق ہووے تو فقر سلطنت ہے — آتا ہے ہاتھ یعنی یاں تخت دل کے ہاتھوں

اے غنچہ تجھ سے آگے جو کچھ کہ تھا گرہ میں
گل یاں لٹا گئے ہیں کل رخت دل کے ہاتھوں

اہل فنا کو نام سے ہستی کے ننگ ہے
لوح مزار بھی مری چھاتی پہ سنگ ہے

قلندر بخش جرات

گل کو کیا رولی ہے تو اے بلبل!
یہ گلستان نہیں رہنے کا +

وہی بجھیگا میرے زخم دل کو
جگر پر جسکے ایک ناسور ہوگا

زمیں پر سے ریز زمیں کچھ تو لیجا
کہ آنا نہیں پھر دوبارا زمیں پر

غلام ہمدانی مصحفی

اور سب کچھ جہاں میں ملتا ہے
لیکن اک آشنا نہیں ملتا

حسرت اُس مسافر بیکس کی روئیے
جو رہگیا ہو بیٹھ کے منزل کے سامنے

قدر اوقات کی اپنی اگر انساں جانے
کنج خلوت کو وہ اقلیم سلیماں جانے

ہو نہ وابستہ کسی چیز کا یاں صاحب ہوش
رہے دنیا میں و لے آپکو مہماں جانے

انشاء اللہ خاں انشا

کیا ہنسی آتی ہے مجکو حضرت انسان پہ
فعل بد تو انسے ہو لعنت کریں شیطان پہ

کمر باندھے ہوئے چلنے پہ یاں سب یار بیٹھے ہیں
بہت آگے گئے باقی جو ہیں تیار بیٹھے ہیں

کہاں گردش فلک کی چین دیتی ہے سنا انشا +
غنیمت ہے کہ ہم صورت یہاں دو چار بیٹھے ہیں +

شیخ امام بخش ناسخ

ترکِ لذت کر دلا پہنچے نہ تا تجکو گزند
نوش تو پیچھے ہے پہلے نیش ہے زنبور کا

حرف سکہ کے ہوں کیسے پر ادب کرتے نہیں
زر سے جو چسپیدہ دل ہے اُسکا رتبہ کم ہوا

چاند چھپتا ہے جو دو دن ہوتی ہے مشتاق خلق
ہوگئی قدر اُس کی جو نظروں سے پنہاں ہوگیا

دشمن سر ہے تری گردن کشی مانندِ شمع
افسرِ زرشوق سے رکھ پر نہ اتنا سر اُٹھا

دو روز ایک وضع پر رنگِ جہاں نہیں
وہ کونسا چمن ہے کہ جسکو خزاں نہیں

نکہتِ گل کہتی جاتی ہے زبانِ موج سے
قابلِ نظارہ رنگِ گلشنِ عالم نہیں

گر غرض ناچیز سے نکلے اُسے رکھے عزیز
پیار سے آغوش میں لیتا ہے شعلہ کاہ کو

ہیں جو قانع خانہ ویرانی میں بے ساماں نہیں
ہے ہر اک وزن مرے بیت الحزن میں آئینہ

رزق کا کیا غم کہ ہوتا ہے تولد بعد طفل
پہلے بھرتا ہے خدا پستانِ مادر شیر سے

حیدر علی آتش

آدمی کیا وہ نہ سمجھے جو سخن کی قدر کو
نطق نے حیوان سے مشتِ خاک کو انساں کیا

غبارِ راہ ہو کر چشمِ مردم میں محل پایا
مہالِ خاکساری کو لگا کر ہم نے پھل پایا

مسافر ہی نظر آیا نظر آیا جو دنیا میں
جسے دیکھا اُسے آلودۂ گردِ سفر دیکھا

کمال کونسا ہے وہ جسے زوال نہیں
ہزار شکر کہ مجھ کو نہ کچھ کمال ہوا

شہد کے واسطے زنبور نے کاٹا تو کھلا
نوش چاہے جو زمانے میں تو بے نیش نہیں

بشر کو بعد نعمت کے قدر ہوتی ہے نعمت کی
غنیمت جانتا ہے لنگ اپنے پائے چوبیں کو

بے اعتبار نقش و نگار زمانہ ہے
ایک رنگ پر ہوا نہیں رہتی ہے باغ کی

کام ہمت سے جوانمرد اگر لیتا ہے
سانپ کو مار کے گنجینۂ زر لیتا ہے

محمد ابراہیم ذوق

جس انساں کو سگِ دنیا نپایا
فرشتہ اُسکا ہمپایہ نپایا +

مقدر ہی یہ گر سود و زیاں ہے
تو ہم نے یاں نہ کچھ کھویا نپایا

کسی بیکس کو اے بیداد اگر مارا تو کیا مارا
جو آپ ہی مر رہا ہو اُسکو گر مارا تو کیا مارا

نہ مارا آپ کو جو خاک ہوا کسیر بن جاتا
اگر پارے کو اے اکسیر گر مارا تو کیا مارا

دیکھ چھوٹوں کو ہے اللہ بڑائی دیتا
آسماں آنکھ کے تل میں ہے دکھائی دیتا

مُنہ سے بس کرتے نہ ہرگز یہ خدا کے بندے
گر حریصوں کو خدا ساری خدائی دیتا

کون گھر آئینہ کے جاتا اگر وہ گھر میں
خاکساری سے نہ جاروب صفائی دیتا

گہر کو جوہری صراف زر کو دیکھتے ہیں
بشر کے دیکھنے والے بشر کو دیکھتے ہیں

ہوتی ہے جمع زر سے پریشانی آخرش
درہم کی شکل صورتِ درہم سے کم نہیں

کہے ایک جب سُن لے انسان دو
کہ حق نے زباں ایک دی کان دو

عزیزو! اسکو نہ گھڑیال کی صدا سمجھو
یہ عمرِ رفتہ کی اپنی صدائے پا سمجھو +

صحبتِ عیسےٰ بنائے خر کو انساں کس طرح
تربیت سے واقعی نااہل دانا کب بنے

اے شمع! تیری عمر طبیعی ہے ایک رات
ہنسکر گزار یا اسے رو کر گزار دے

پتّے سے سیکھے شیوۂ مردانگی کوئی
جب قصدِ خوں کو آئے تو پہلے پکار دے

میرزا نوشہ غالب

دردِ منّت کشِ دوا نہوا +
مَیں نہ اچھا ہوا بُرا نہوا

تھی وطن میں شان کیا غالب! جو ہو غربت میں قدر
بے تکلّف ہوں وہ مشتِ خس جو گلشن میں نہیں

نہ لُٹتا دن کو تو کب رات کو یوں بے خبر سوتا
رہا کھٹکا نہ چوری کا دعا دیتا ہوں رہزن کو

آگ سے پانی میں بجھتے وقت اُٹھتی ہے صدا
ہر کوئی درماندگی میں نالے سے لاچار ہے

غارت گرِ ناموس نہ ہو گر ہوسِ زر +
کیوں شاہدِ گل باغ سے بازار میں آوے

لپٹنا پرنیاں میں شعلۂ آتش کا آساں ہے
ولے مشکل ہے حکمت دل میں سوزِ غم چھپانے کی

رفتارِ عمر قطعِ رہِ اضطراب ہے
اس سال کے حساب کو برق آفتاب ہے

نسیہ و نقدِ دو عالم کی حقیقت معلوم؟
لے لیا مجھ سے مری ہمتِ عالی نے مجھے

ہستی ہماری اپنی فنا پر دلیل ہے
یاں تک مٹے کہ آپ ہم اپنی قسم ہوئے

سرگشتگی میں عالمِ ہستی میں ہیں ہمیں
تسکیں کو دے نوید کہ مرنے کی آس ہے

مے عشرت کی خواہش ساقیِ گردوں سے کیا کیجے
لئے بیٹھا ہے اک دو چار جامِ واژگوں وہ بھی

حکیم مومن

صبر کر صبر ہو چکا جو کچھ
اے دلِ بے قرار ہونا تھا +

چشمِ نرگس بدنظر ہے اور گل بے اعتبار
بے وفا سیرِ گلستاں کیا کریگا دیکھکر

بے صرفہ جاں کنی کامری کچھ تو ہو حصول
محنت کبھی کسی کی گئی رائیگاں نہیں

منّتِ حضرتِ عیسےٰ نہ اُٹھاوینگے کبھی
زندگی کے لئے شرمندۂ احساں ہونگے؟

کیا اعتبار دہر کا عبرت کی جائے ہے
عشرت سرا کبھی کبھی ماتم سرا ہے ہے

دو ہی دن ہے شب و روز غم و شادی مومن!
کچھ ہمیشہ نہ رہیگا نرہا یاد رہے ؟

ظفر

بے شرارت کوئی ہوتے ہیں ہم دو سنگدل
دیکھو پتھر پہ گرا پتھر شرر پیدا ہوا

ظلمِ بد جوہر سے کیا نقصاں شریفوں کو ملے
کب گھٹائے قدر زر لوہا کمینہ کوٹ کر

نکر تو سرکشی غافل! برنگِ آبِ فوارہ
کہ لائیگی یہ تیری سربلندی تجکو پستی میں

خدا نے وسعتِ دامانِ ہمت کی عطا جبکو
نہیں ہونے کا ہرگز تنگدل وہ تنگدستی میں

جو بُرا آپ کو سمجھے تو وہ ہووے اچھا
گر بُرا اور کو ٹھہرائے تو کیا اچھا ہو

جہاں میں جنکو حکومت ہے اُنکو نیند کہاں
کہ لگنے دیتی نہیں فکرِ بندوبست کی آنکھ

دردِ دل درد آشنا جانے
اور بے درد کوئی کیا جانے

کھو کے دیں گر ہوئی دنیا تو ہوئی کیا دنیا
ایسی دنیا پہ ظفر ہم تو ہمیں لعنت کرتے

چوتھی قسم شاعرانہ

اِس میں مضمون کے ساتھ شاعری صنعتیں بھی ہوتی ہیں۔ زمانۂ حال میں

صنعت کو خوبی بولتے ہیں - اِن خوبیوں کی بہت قسمیں ہیں مگر ضروری ضروری ذکر کی جاتی ہیں - اوّل خوبی تشبیہات - اِس میں ایک شے مشبّہ ہوتی ہے یعنی جسکو کسی کے ساتھ تشبیہ دیں اور دوسری مشبّہ بہ یعنی جسکے ساتھ تشبیہ دیں اور یہ اکثر حسن و عشق میں آتی ہے + اِس میں شعرا نے یہ دکھلایا ہے - کہ جن چیزوں کا انسان کو مشبّہ بنایا ہے وہ اصل یہ مشبّہ بہ ہے - کیونکہ انسان اصل ہے اور سب چیزیں اُسکی نقل - سب چیزوں کی خوبیاں اسکی خوبیوں کے آگے مات ہیں - اسکے ثبوت کے لئے مجازی طور پر اور اشیاء کو اُسکا مشبّہ بہ بنایا گیا ہے کہ نقل کے ساتھ اصل دکھانے میں اصل کی خوبی اور شرف معلوم ہو کہ لطف حاصل ہو +

ناسخ

ماہِ نو ہے مثلِ ابرو لیکن اُسکا رو نہیں	ماہِ کامل صورتِ رو ہے مگر ابرو نہیں
مشک میں خوشبو ہے پیچ و تاب مثلِ مو نہیں	پیچ ہیں سنبل میں مثلِ مو مگر خوشبو نہیں
قمریاں دیوانی ہیں کیوں کر گلے میں ہو نہ طوق	باغ میں ایک سرو مثلِ قامتِ دلجو نہیں
نخلبتِ دندانِ جاناں ہے گہر ہیں آب	رشتۂ سلک اپنی مژگاں کی طرح تر ہو گیا
کیا بھلا نسبت ہے شمشیرِ نگاہِ یار کو	بیشتر دیکھا ہے گرتے برق کی شمشیر کو
نقاب لے جو رخسارِ آتش رنگ سے اپنے	پر پروانہ سے آرے چلیں شمعوں کی گردن پر

۱ سرو شمشاد خاک میں گئے مل +	میر	تو نے گلشن میں جو خرام کیا
۲ برابری کا تری گل نے جب خیال کیا	حیدری	صبا نے مار طمانچہ منہ اُسکا لال کیا
۳ ناز ہے گل کو نزاکت پہ چمن میں اے ذوق	ذوق	اُس نے دیکھی ہی نہیں نازو نزاکت والے
۴ معلوم ہوا بینی و ابروے بتاں سے		اِک تیر ہے گویا کہ ملا ہے دو کماں سے
۵ ہے دہن کے غنچہ صد قبے برگ گل لب پر نثار	آباد	سر نگیں آنکھوں پہ گر گس جاں سے قربان ہے
۶ وہی لعلِ لب ہے کہ حسرت سے جس کی	نظیر	جگر آج تک خوں ہے لعلِ یمن کا +
۷ اُس لب نے نہ اک لعل کا بازار کیا سرد	غیور	کچھ آگ سی ہے ایک عقیقِ یمنی پر
۸ شام و صبح مہ و خورزلف درخ اُسکے سے نہیں	سودا	کب وہ ہو سکتے ہیں اس شام و سحر سے بہتر
۹ جب تو چمن سے گھر کو چلا کر کے دیدِ گل		بلبل نے گل کو دیکے تجھے لی رسیدِ گل

۱۰ طرف ہو نقشہ سے تیرے منہ کے یہی تو پایا نہ باغ میں پھل

بہار رسوا خفیف نرگس ذلیل سنبل خراب گلشن +

۱۱ خوش ہوں نہ دیکھکر قد و زلف و دہان یار	آتش	لفظِ الم عیاں ہے الف لام میم سے
۱۲ قد جو بوٹا سا ترا سرو رواں یاد آیا	آغا حیدر	غش پہ غش مجکو چمن میں تیرے شمشاد آیا
۱۳ دیکھا جو تیرا ہاتھ تو یہ مرتبہ ملا	قلق	بت بتکدے میں جمع ہوئے ہیں برہمن کے پاؤں
۱۴ گرا تھا کٹ کے زمیں پر کہیں ترا ناخن	حیدری	فلک نے اُسکو اُٹھا کر وہیں ہلال کیا
۱۵ اُس رخِ آتشیں کی شرم سے رات	میر	شمع مجلس میں پانی پانی تھی

۱ قد کو سرو شمشاد سے تشبیہ دی ہے ۲ انسان کو برابری کا دعوی ہے ۳ سرو کو قد سے تشبیہ دیکر کہتا ہے ۴ یعنی حسن انسان کو ساتھ تشبیہ دیکر کہتا ہے ۵ دہن یعنی منہ کو غنچہ اور لب کو برگ گل اور آنکھ کو نرگس سے تشبیہ دی ہے ۶ لب کو لعل سے تشبیہ دی ہے ۷ لب کو لعل سے تشبیہ دی ہے ۸ زلف کو شب اور رخ کو مہ و خور سے تشبیہ دی ہے ۹ حسن انسانی کو گل سے تشبیہ دی ہے + ۱۰ گل پھر کو باغ اور گلشن اور بہار سے ۱۱ آنکھ کو نرگس اور زلف کو سنبل سے تشبیہ دی ہے + ۱۲ قد کو الف اور زلف کو لام اور دہان یعنی منہ کو میم سے ۱۳ حسن میں انسان کو بت سے تشبیہ دیکر کہتا ہے + ۱۴ ناخن کو ہلال سے تشبیہ دی ہے + ۱۵ رخ اور گال جسم کے رنگ سے تشبیہ دی ہے +

آئینہ[۱] پانی پانی رہا اُسکے سامنے	میر	کہئے جہاں کہو یہ تو ہے روبرو کی بات
آہو[۲] کو اُسکے چشمِ سخنگو سے مت ملا		شہری سے کر سکے ہے کہیں بھی گنوار بات
کہتے[۳] ہیں سب دیکھکر ابرو کو چشمِ یار پر	ناسخ	کھینچی ہے تلوار کس بے رحم نے بیمار پر
حدیثِ[۴] زلفِ چشمِ یار سے پوچھ	سلام	درازی رات کی بیمار سے پوچھ
شبِ[۵] یلدا میں ہمکو کوکبِ رخشاں نظر آئے	عشقی	دبائی تو نے جب زلفِ سیہ اے حور دانتوں سے
مصحفِ[۶] رخ پہ ترے خال نگہبان ہوا	تاباں	لو غلامِ صنبی حافظِ قرآن ہوا +
مصحفِ[۷] رخسارِ جاناں پر نہیں ہے ایک تل		بے نقطہ قرآن بھی دنیا میں نازل ہو گیا
سر[۸] سے لیکر پانک اُس شمع رو کے تل نہیں	شیدا	کیا عجب کا فور جسکو حاجتِ فلفل نہیں
خط[۹] سے وہ زورِ صفائے حُسن اب کم ہو گیا	میر	چاہِ یوسف تھا ذقن اب چاہِ رستم ہو گیا
لچکے[۱۰] ہی نے ہمکو مار رکھا		کٹاری تو نہ تھی اُسکی کمر میں
موئے[۱۱] کمر ہے یوں بدنِ یار میں عیاں	ناسخ	درِ نجف کے جُرم میں جس طرح بال ہو
سرمۂ[۱۲] تسخیر سے ہم خود مسخر کیوں نہوں	مومن	آنکھ کی پُتلی جو تھی جادو کا پُتلا ہو گیا
یار[۱۳] کے روئے کتابی پر نہ سمجھو خطِ سبز	ظفر	رکھدیا قرآں کے ہے طاؤس کل پر پیچ میں
عارض[۱۴] سے کر سکے نہ ترے گل برابری		زلفوں سے ہمسری تری سنبل نکر سکے
اگرچہ[۱۵] ماہ فلک پر کمال کو پہنچے		مگر نہ یار کے حسن و جمال کو پہنچے

۱ آئینہ سے تشبیہ دی ۲ آہو سے تشبیہ دی ۳ ابرو کو کمان سے تشبیہ دی ۴ زلف کو رات اور آنکھ کو صبح سے تشبیہ دی ۵ زلف کو کوکبِ رخشاں سے تشبیہ دی ۶ خال کو غلام اور رخ کو قرآن کے ساتھ تشبیہ دی ۷ رخسار کو مصحف سے تشبیہ دی ۸ تمام جسم کو کافوری شمع اور تل کو فلفل یعنی سیاہی کے ساتھ ۹ ذقن یعنی ٹھوڑی کو چاہ سے تشبیہ دی ۱۰ کمر کو کٹاری سے تشبیہ دی ۱۱ کمر کے بال کو موئے درِ نجف سے تشبیہ دی ۱۲ آنکھ کی پُتلی کو جادو کا پُتلا سے تشبیہ دی ۱۳ زلف کو طاؤس سے تشبیہ دی ۱۴ زلف کو سنبل سے تشبیہ دی ۱۵ چہرہ کو ماہ سے تشبیہ دی

اے غنچہ تجھ سے آگے جو کچھ کہ تھا گزر گیا
گل یاں لٹا گئے ہیں کل خزاں کے ہاتھ سے
اہلِ فنا کو نام سے ہستی کے ننگ ہے
لوحِ مزار بھی مری چھاتی پہ سنگ ہے

قلندر بخش جرات

گل کو کیا رولتی ہے تو اے بلبل!
یہ گلستان نہیں رہنے کا +
وہی سمجھیگا میرے زخمِ دل کو
جگر پر جسکے ایک ناسور ہوگا
زمیں پر سنے ریز زمیں کچھ تو لیجا
کہ آنا نہیں پھر دوبارا زمیں پر

غلام ہمدانی مصحفی

اور سب کچھ جہاں میں ملتا ہے
لیکن اِک آشنا نہیں ملتا
حسرت اُس مسافرِ بیکس کی رویئے
جو رہگیا ہو بیٹھ کے منزل کے سامنے
قدر اوقات کی اپنی اگر انساں جانے
کنجِ خلوت کو وہ اقلیمِ سلیماں جانے
ہو نہ وابستہ کسی چیز کا یاں صاحب ہوش
رہے دنیا میں وُلے آپکو مہماں جانے

انشاء اللہ خاں انشا

کیا ہنسی آتی ہے مجکو حضرتِ انسان پہ
فعلِ بد تو اُنسے ہو لعنت کریں شیطان پر
کمر باندھے ہوئے چلنے پہ یاں سب بیٹھے ہیں
بہت آگے گئے باقی جو ہیں تیار بیٹھے ہیں

کہاں گردشِ فلک کی چین دیتی ہے سنا انشا +
غنیمت ہے کہ ہم صورت یہاں دو چار بیٹھے ہیں +

شیخ امام بخش ناسخ

ترکِ لذت کر دلا پہنچے نہ تا تجکو گزند
نوش تو پیچھے ہے پہلے نیش ہے زنبور کا

حرف سیکھے ہوں کیسے پر ادب کرتے نہیں
زر سے جو چسپیدہ دل ہے اُسکا رتبہ کم ہوا

چاند چھپتا ہے جو دو دن ہوتی ہے مشتاق خلق
ہوگئی قدر اُس کی جو نظروں سے پنہاں ہوگیا

دشمن سر ہے تری گردن کشی مانندِ شمع
افسرِ زرشوق سے رکھ پر نہ اتنا سر اُٹھا

دو روز ایک وضع پر رنگِ جہاں نہیں
وہ کونسا چمن ہے کہ جسکو خزاں نہیں

رنگِ ہتِ گل کہتی جاتی ہے زبان موج سے
قابلِ نظارہ رنگِ گلشنِ عالم نہیں

گر غرض ناچیز سے نکلے اُسے رکھئے عزیز
پیار سے آغوش میں لیتا ہے شعلہ کاہ کو

ہیں جو قانع خانہ ویرانی میں بے ساماں نہیں
ہے ہر اک وزن مرے بیت الحزن میں آئینہ

رزق کا کیا غم کہ ہوتا ہے تولد بعد طفل
پہلے بھرتا ہے خدا پستانِ مادر شیر سے

حیدر علی آتش

آدمی کیا وہ نہ سمجھے جو سخن کی قدر کو
نطق نے حیواں سے مشتِ خاک کو انساں کیا

غبارِ راہ ہو کر چشمِ مردم میں محل پایا
نہالِ خاکساری کو لگا کر ہم نے پھل پایا

مسافر ہی نظر آیا نظر آیا جو دنیا میں
جسے دیکھا اُسے آلودۂ گردِ سفر دیکھا

کمال کونسا ہے وہ جسے زوال نہیں
ہزار شکر کہ مجھ کو نہ کچھ کمال ہوا

شہد کے واسطے زنبور نے کاٹا تو کھلا | نوش چاہے جو زمانے میں تو بے نیش نہیں
بشر کو بعد نعمت کے قدر ہوتی ہے نعمت کی | غنیمت جانتا ہے لنگ اپنے پائے چوبیں کو
بے اعتبار نقش و نگار زمانہ ہے | ایک رنگ پر ہوا نہیں رہتی ہے باغ کی
کام ہمت سے جوانمرد اگر لیتا ہے | سانپ کو مار کے گنجینۂ زر لیتا ہے

محمد ابراہیم ذوق

جس انساں کو سگِ دنیا نپایا | فرشتہ اسکا ہمپایہ نپایا +
مقدر ہی یہ گر سود و زیاں ہے | تو ہم نے یاں نہ کچھ کھویا نپایا
کسی بیکس کو اے بیداد اگر مارا تو کیا مارا | جو آپ ہی مر رہا ہو اسکو گر مارا تو کیا مارا
نہ مارا آپ کو جو خاک ہوا کسیر بن جانا | اگر پارے کو اے اکسیر گر مارا تو کیا مارا
دیکھ چھوٹوں کو ہے اللہ بڑائی دیتا | آسماں آنکھ کے تل میں ہے دکھائی دیتا
منہ سے بس کرتے نہ ہرگز یہ خدا کے بندے | گر حریصوں کو خدا ساری خدائی دیتا
کون گھر آئینہ کے جاتا اگر وہ گھر میں | خاکساری سے نہ جارو صفائی دیتا
گہر کو جوہری صراف زر کو دیکھتے ہیں | بشر کے دیکھنے والے بشر کو دیکھتے ہیں
ہوتی ہے جمع زر سے پریشانی آخرش | درہم کی شکل صورتِ درہم سے کم نہیں
کہے ایک جب سن لے انسان دو | کہ حق نے زباں ایک دی کان دو
عزیزو! اسکو نہ گھڑیال کی صدا سمجھو | یہ عمرِ رفتہ کی اپنی صدائے پا سمجھو +
صحبتِ عیسے بنائے خر کو انساں کس طرح | تربیت سے واقعی نا اہل دانا کب بنے

اے شمع! تیری عمر طبیعی ہے ایک رات
ہنسکر گزار یا اسے رو کر گزار دے

پتّے سے سیکھے شیوۂ مردانگی کوئی
جب قصدِ خوں کو آئے تو پہلے پکار دے

میرزا نوشہ غالب

درد منّت کشِ دوا نہوا +
مَیں نہ اچھا ہوا بُرا نہوا

تھی وطن میں شان کیا غالب! جو ہو غربت میں قدر
بے تکلّف ہوں وہ مشتِ خس جو گلشن میں نہیں

نہ لُٹتا دن کو تو کب رات کو یوں بے خبر سوتا
رہا کھٹکا نہ چوری کا دعا دیتا ہوں رہزن کو

آگ سے پانی میں بجھتے وقت اُٹھتی ہے صدا
ہر کوئی درماندگی میں نالہ سے لاچار ہے

غارت گرِ ناموس نہ ہو گر ہوسِ زر +
کیوں شاہدِ گل باغ سے بازار میں آوے

لپٹنا پرنیاں میں شعلۂ آتش کا آساں ہے
ولے مشکل ہے حکمت دل میں سوزِ غم چھپانے کی

رفتارِ عمر قطعِ رہِ اضطراب ہے
اس سال کے حساب کو برق آفتاب ہے

نسیہ و نقدِ دو عالم کی حقیقت معلوم؟
لے لیا مجھ سے مری ہمتِ عالی نے مجھے

ہستی ہماری اپنی فنا پر دلیل ہے
یاں تک مٹے کہ آپ ہم اپنی قسم ہوئے

سر گشتگی میں عالمِ ہستی میں ہیں ہمیں
تسکیں کو دے نوید کہ مرنے کی آس ہے

مے عشرت کی خواہش ساقیٔ گردوں سے کیا کیجے
لئے بیٹھا ہے اک دو چار جامِ واژگوں وہ بھی

حکیم مومن

صبر کر صبر ہو چکا جو کچھ
اے دلِ بے قرار ہونا تھا +

چشمِ نرگس بدنظر ہے اور گل بے اعتبار
بے وفا سیرِ گلستاں کیا کریگا دیکھکر

بے صرفہ جاں کنی کا مری کچھ تو ہو حصول
محنت کبھی کسی کی گئی رائیگاں نہیں

منّتِ حضرتِ عیسےٰ نہ اُٹھاوینگے کبھی
زندگی کے لئے شرمندۂ احساں ہونگے؟

کیا اعتبار دہر کا عبرت کی جائے ہے
عشرت سرا کبھی کبھی ماتم سرا ہے

دو ہی دن ہے شب و روز غم و شادی مومن!
کچھ ہمیشہ نہ رہیگا نرہا یاد رہے ؟

ظفر

بے شرارت کوئی ہوتے ہیں بہم دو سنگدل
دیکھو پتھر پر گرا پتھر شرر پیدا ہوا

ظلمِ بد جوہر سے کیا نقصاں شریفوں کو ملے
کب گھٹائے قدر زر لوہا کمینہ کوٹ کر

نکر تو سرکشی غافل! برنگِ آبِ فوّارہ
کہ لائیگی یہ تیری سربلندی تجکو پستی میں

خدا نے وسعتِ دامانِ ہمت کی عطا جبکو
نہیں ہونے کا ہرگز تنگدل وہ تنگدستی میں

جو بُرا آپ کو سمجھے تو وہ ہووے اچھا
گر بُرا اور کو ٹھہرائے تو کیا اچھا ہو

جہاں میں جنکو حکومت ہے انکو نیند کہاں
کہ لگنے دیتی نہیں فکرِ بندوبست کی آنکھ

دردِ دل درد آشنا جانے
اور بے درد کوئی کیا جانے

کھو کے دیں گر ہوئی دنیا تو ہوئی کیا دنیا
ایسی دنیا پہ ظفر ہم تو ہیں لعنت کرتے

چوتھی قسم شاعرانہ

اِس میں مضمون کے ساتھ شاعری صنعتیں بھی ہوتی ہیں۔ زمانۂ حال میں

صنعت کو خوبی بولتے ہیں۔ اِن خوبیوں کی بہت قسمیں ہیں مگر ضروری ضروری ذکر کی جاتی ہیں۔ اوّل خوبی تشبیہات۔ اِس میں ایک شے مشبّہ ہوتی ہے یعنی جسکو کسی کے ساتھ تشبیہ دیں اور دوسری مشبّہ بہ یعنی جسکے ساتھ تشبیہ دیں اور یہ اکثر حسن و عشق میں آتی ہے + اِس میں شعرانے یہ دکھلایا ہے۔ کہ جن چیزوں کا انسان کو مشبّہ بنایا ہے وہ اصل یہ مشبّہ بہ ہے۔ کیونکہ انسان اصل ہے اور سب چیزیں اُسکی نقل۔ سب چیزوں کی خوبیاں اسکی خوبیوں کے آگے مات ہیں۔ اسکے ثبوت کے لئے مجازی طور پر اور اشیاء کو اُسکا مشبّہ بہ بنایا گیا ہے کہ نقل کے ساتھ اصل دکھانے میں اصل کی خوبی اور شرف معلوم ہو کہ لطف حاصل ہو +

ناسخ

ماہِ نو ہے مثلِ ابرو لیکن اُسکا رو نہیں	ماہِ کامل صورتِ رو ہے مگر ابرو نہیں
مشک میں خوشبو ہے پیچ و تاب مثلِ مو نہیں	پیچ ہیں سنبل میں مثلِ مو مگر خوشبو نہیں
قمریاں دیوانی ہیں کیوں کر گلے میں ہو نہ طوق	باغ میں ایک سرو مثلِ قامتِ دلجو نہیں
نخلبندِ دندانِ جاناں سے گہر ہیں آب آب	رشتۂ سلک اپنی مژگاں کی طرح تر ہو گیا
کیا بھلا نسبت ہے شمشیرِ نگاہِ یار کو	بیشتر دیکھا ہے گرتے برق کی شمشیر کو
نقاب اُلٹے جو تو رخسارِ آتش رنگ سے اپنے	پر پروانہ سے آرے جلیں شمعوں کی گردن پر

۳۰

۵۱ سرو شمشاد خاک میں گئے مل +	میر	تو نے گلشن میں جو خرام کیا
۵۲ برابری کا تری گل نے جب خیال کیا	حیدری	صبا نے مار طمانچہ منہ اُسکا لال کیا
۵۳ ناز ہے گل کو نزاکت پہ چمن میں اے ذوق	ذوق	اُس نے دیکھے ہی نہیں ناز و نزاکت والے
۵۴ معلوم ہوا بینی و ابروے بتاں سے		اِک تیر ہے گویا کہ ملا ہے دو کماں سے
۵۵ ہے دہن کے غنچہ صد قبے برگِ گل لب پر نثار	آباد	سرمگیں آنکھوں پہ ترگس جاں سے قربان ہے
۵۶ وہی لعلِ لب ہے کہ حسرت سے جس کی	نظیر	جگر آج تک خوں ہے لعلِ یمن کا +
۵۷ اُس لب نے نہ اک لعل کا بازار کیا سرد	غمود	کچھ آگ سی ہے ایک عقیقِ یمنی پر
۵۸ شام و صبح مہ و خور زلف و رخ اُسکے سے نہیں	سودا	کب وہ ہو سکتے ہیں اس شام و سحر سے بہتر
۵۹ جب تو چمن سے گھر کو چلا کر کے دیدِ گل		بلبل نے گل کو دیکھے تجھے لی رسیدِ گل
۶۰ طرف ہو نقشہ سے تیرے منہ کے یہی تو پایا نہ باغ میں پھیل		

بہار رسوا خفیف نرگس ذلیل سنبل خراب گلشن +

۶۱ خوش ہوں نہ دیکھکر قد و زلف و دہان یار	آتش	لفظِ الم عیاں ہے الف لام میم سے
۶۲ قد جو بوٹا سا ترا سرو رواں یاد آیا	آخا حسین بانت	غش پہ غش مجکو چمن میں ہے شمشاد آیا
۶۳ دیکھا جو تیرا ہاتھ تو یہ مرتبہ ملا	قلق	بت بتکدے میں جمع ہے برہمن کے پاس ہیں
۶۴ گر اٹھا کٹ کے زمیں سے کہیں ترا ناخن	حیدری	فلک نے اُسکو اُٹھا کر وہیں ہلال کیا
۶۵ اُس رخِ آتشیں کی شرم سے رات	میر	شمع مجلس میں پانی پانی تھی

۱ آئینہ پانی پانی رہا اُسکے سامنے	میر	کہئے جہاں کہو یہ تو ہے روبرو کی بات
۲ آہو کو اُسکے چشمِ سخنگو سے مت ملا		شہری سے کر سکے ہے کہیں بھی گفتگو رات
۳ کہتے ہیں سب دیکھکر ابرو کو چشمِ یار پر	ناسخ	کھینچی ہے تلوار کس بے رحم نے بیمار پر
۴ حدیثِ زلف چشمِ یار سے پوچھ	سلام	درازی رات کی بیمار سے پوچھ
۵ شبِ یلدا میں ہمکو کوکبِ رخشاں نظر آئے	عشقی	دبائی تو نے جب زلفِ سیہ اے حور دانتوں سے
۶ مصحفِ رخ پہ ترے خال نگہبان ہوا	تاباں	لو غلامِ جنبی حافظِ قرآن ہوا +
۷ مصحفِ رخسارِ جاناں پر نہیں ہے ایک تل		بے نقط قرآن بھی دنیا میں نازل ہو گیا
۸ سر سے لیکر پا تلک اُس شمع رو کے تل نہیں	شیدا	کیا عجب کا فور جسکو حاجتِ فلفل نہیں
۹ خط سے وہ زورِ صفائے حسنِ بے کم ہو گیا	میر	چاہِ یوسف تھا ذقن اب چاہِ رستم ہو گیا
۱۰ لچکنے ہی نے ہمکو مار رکھا		کٹاری تو نہ تھی اُسکی کمر میں
۱۱ موئے کمر ہے یوں بدنِ یار میں عیاں	ناسخ	درِ نجف کے جرم میں جس طرح بال ہو
۱۲ سرمۂ تسخیر سے ہم خود مسخر کیوں نہوں	مومن	آنکھ کی پتلی جو تھی جادو کا پتلا ہو گیا
۱۳ یار کے روئے کتابی پر نہ سمجھو خطِ سبز	ظفر	رکھدیا قرآن کے ہے طاؤس کلا پر پیچ میں
۱۴ عارض سے کر سکے نہ ترے گل برابری		زلفوں سے ہمسری تری سنبل نکر سکے
۱۵ اگرچہ ماہ فلک پر کمال کو پہنچے		مگر نہ یار کے حسن و جمال کو پہنچے

تشبیہاتِ عشق

مَیں[۱] وہ رونے والا جہاں سے چلا ہوں	میر	جسے ابر ہر سال روتا رہیگا +

سودا

ساون کے بادلوں کی طرح سے بھرے ہوئے		یہ وہ ہیں نین[۲] جنسے کہ جنگل ہرے ہوئے
یہ آنکھیں[۳] جوں صدف کبھی بر نیساں نظر کھلیں		عطا اُسکی نہ باندھیں گانٹھ جو دریا کہ بہن جاری
رکھوں[۴] ہیں آنکھوں میں کیونکر تجھے کہ ہی رسات	کلیم ہمدانی	پھر ایسا گھر کہ جو خانہ خراب ٹپکے ہے
چرخ[۵] بد بیں کی کبھی آنکھ نہ پھوٹی سو بار		تیر نالے نے مرے چشمِ زحل میں مارا
طلسم[۶] طرفہ تراشکوں نے میرے مردماں باندھا		کہ ہر اک اک گرہ میں حاصلِ صد بحر و کان باندھا
سماب[۷] ہے۔ یا برق ہے یا ماہیٔ بے آب		گو کچھ ہی ہو سینے میں مرے دل تو نہیں ہے
تو نے[۸] شہبازِ نگہ کو جو ادھر چھوڑ دیا		ہمنے بھی طائرِ دل باندھکے پر چھوڑ دیا
دیکھ[۹] افراطِ زخم و کثرتِ داغ		سینہ گلزار و لالہ زار ہے دل
اے[۱۰] لالہ گو فلک نے دیئے تجکو چار داغ		چھاتی مری سراہ! کہ اک دل ہزار داغ
یوں[۱۱] شعلہ زو مجکو جلاتے ہو کہ سینہ		رکھتا ہوں میں گل خوردہ برنگِ طاؤس
قیس[۱۲] صحرا میں اکیلا مجھے پاکر دوڑا		مَیں بگولے کی طرح مفت میں برباد ہوا
آوارہ[۱۳] و سرگشتہ نہ دیوار نہ در کے۔		سایہ کی طرح ہم تو اِدھر کے نہ اُدھر کے
دود[۱۴] کی طرح مَیں دل سوختہ جاتا ہوں جدھر		اپنے احوال پہ عالم کو رولاجاتا ہوں

[۱] اس میں عاشق کو ابر سے تشبیہ دی ہے کہ رونے میں ہمیشہ مشغول رہتا ہے
[۲] یہ وہ نین ہیں جو ہمیشہ آنسوؤں کے پانی سے ہرے رہتے ہیں
[۳] آنکھوں کو بادلوں سے تشبیہ دی ہے کہ بادلوں سے موتی برستے ہیں
[۴] آنکھوں کو بادلوں سے تشبیہ دی ہے کہ بادلوں سے پانی برستا ہے
[۵] آنکھوں کو دریا سے تشبیہ دی ہے کہ دریا کی طرح آنسو بہتے ہیں
[۶] آنکھ کو طلسم سے تشبیہ دی ہے کہ طلسم کی طرح آنکھ سے آنسو جاری ہیں
[۷] آنکھ کو سماب سے تشبیہ دی ہے کہ سماب کی طرح بیقرار ہے
[۸] دل کو پرندوں کے شکار سے تشبیہ دی ہے
[۹] سینہ کو داغوں کے سبب لالہ زار سے تشبیہ دی ہے
[۱۰] لالہ کو داغوں کے سبب آسمان سے تشبیہ دی ہے
[۱۱] سینہ کو داغوں کے سبب طاؤس سے تشبیہ دی ہے
[۱۲] عشق کو بیابانی کی وجہ سے بگولے سے تشبیہ دی ہے
[۱۳] عشق کو سایہ سے تشبیہ دی ہے
[۱۴] دل سوختگی کی وجہ سے دود سے تشبیہ دی ہے

بزمگہِ آبلہ اے وائے یہ کیا زندگانی ہے		کہ جسکے پانوں پڑتا ہوں اسی کو سرگرانی ہے
نقشِ پا خالقِ گیتی نے بنایا ہم کو		جسکے قدموں سے لگے اُس نے مٹایا ہم کو
بدریا ہے محبت زورقِ آسا غم کے ہاتھ ہم		کبھی ہیں اس کنارے اور کبھی ہیں اس کنارے ہم
کیوں مَیں دلِ صد آبلہ پاک نہ باندھوں		ہے اسپہ مجھے خوشۂ انگور کی سُوجھی

علاوہ حسن اور عشق کے تشبیہات عامہ ہیں جن کو تمثیل بھی کہتے ہیں۔
اگرچہ تمثیل اور تشبیہ میں کچھ فرق ہے لیکن اس نازک زمانہ میں تشبیہ پر اکتفا مناسب ہے

صحبتِ راست کب ہو کج سے برار		تیر آخر چلا کماں کو چھوڑ
استقامت ہے عجب شے یہ نہیں جسمیں لغزش		نخل کا پانوں زمیں پر نہ پھسلتے دیکھا
ہنگامِ تشنہ کامی سقائے دہر ہمکو		دیتا ہے کوئی قطرہ سو بھی لہو ملا کر
ہے دلیلِ مرگِ انساں واقعی موئے سفید		کوہکن کی موت تھی انجام جوئے شیر کا
قصرِ تن کی بے ثباتی کا جو آتا ہے خیال		ہر حباب اپنی نظر میں قلعہ فولاد ہے

ذوق

نہ چھوڑ تو کسی عالم میں راستی کہ یہ شے		عصا ہے پیر کو اور سیف ہے جواں کے لئے
نازک خیالیاں مری توڑیں عدو کا دل		مَیں وہ بلا ہوں شیشے سے پتھر کو توڑ دوں
ناقص کا صفا کیش سے مطلب بر آوے		جو کور ہو عینک سے اُسے کیا نظر آوے
مقدم صدق ہے کذب اگرچہ صدق فائق ہے		کہ پہلے صبح کاذب یاں ہے پیچھے صبح صادق ہے

۴۱ رکاؤ خوب نہیں طبع کی روانی میں — تشبیہ — کہ بو فساد کی آتی ہے بند پانی میں

۴۲ نکلے دینا سے کہاں احمق اُٹھا کر بارِ حرص — تشبیہ — رہگیا۔ یہ تو گدھا دلدل میں پھنس کے بوجھ سے

۴۳ جس ہاتھ میں خاتم لعل کی ہے گر اُسمیں زلفِ سرکش ہو (رباعی)

پھر زلف بنے وہ دستِ موسیٰ جس میں اخگر آتش ہو

۴۴ ہنگامہ گرم ہستیٔ ناپائدار کا — تشبیہ — چشمک ہے برق کی کہ تبسم شرار کا

۴۵ وہ خلق سے پیش آتے ہیں جو فیض رساں ہیں — تشبیہ — ہے شاخِ ثمردار میں گل پہلے ثمر سے

۴۶ ہمارا ہر نفس اک بادباں ہے — تشبیہ — روانہ کشتیٔ عمرِ رواں ہے

۴۷ تنزل میں ترقی ہے ترقی میں تنزل ہے — تشبیہ — تماشا دیکھ غافل! ماہِ نو اور ماہِ کامل کا

۴۸ گر قناعت ہو تو نانِ خشک نعمت ہے دلا — تشبیہ — دیکھ پانی ہی چراغِ گل کو روغن ہو گیا

غالب

۴۹ صفائے حیرت آئینہ ہے سامانِ زنگ آخر — تشبیہ — تغیرِ آب برجا ماندہ کا پاتا ہے رنگ آخر

۵۰ اُلفتِ گل سے غلط ہے دعوئے وارستگی — تشبیہ — سرو ہے باوصفِ آزادی گرفتارِ چمن

نصیر

۵۱ دریا کے باہر آب سے جوں بلبلہ نہیں — تشبیہ — بندہ بھی یوں ہیں ذاتِ خدا سے جدا نہیں

خوبیٔ استعارہ

استعارہ وہ ہے جس میں مشبہ کو ترک کریں اور مشبہ بہ کو ذکر کر کے مشبہ مراد لیں

---

۴۱ طبیعت کے رکاؤ کو پانی سے تشبیہ ۴۲ دنیا کو دلدل سے اور حرص کو بوجھ سے تشبیہ ۴۳ زلفِ سرکش کو لعل میں سوراخ کرنے کے تار سے تشبیہ ۴۴ چشمک کو برق سے اور تبسم کو شرار سے تشبیہ ۴۵ شاخِ ثمردار کو سخی سے تشبیہ ۴۶ بادبان کو سانس سے اور عمر کو کشتی سے تشبیہ ۴۷ ترقی میں تنزل ہونا کمال سے زوال کی طرف آنا ہے ۴۸ قناعت کی مثال ۴۹ صفائے حیرت کو آئینہ سے تشبیہ ۵۰ آزادی کا دعویٰ غلط ہے جب تک گل سے اُلفت ہے ۵۱ بندہ کو خدا سے جدا نہیں کہتے ہیں

مثلاً چاند۔ سورج کہیں اور اُس سے چہرہ یا رخسارِ خوباں مراد لیں۔ اور سنبل ذکر کریں اور زلف مراد لیں۔ اِس موقع پر مشبہ بہ کو مستعار منہ کہتے ہیں اور جو لفظ کہ مشبّہ بہ کی جگہ ہو مستعار لہ کہلاتا ہے۔ مثال

کہہ کے[۵۱] اُسکو ماہ سارے شہر میں	بیرنجی	مجکو مشکل مُنہ دکھانا ہوگیا
دریائے[۵۲] غم سے میرے گزرنے کے واسطے	زنیف	تیغِ خمیدہ یار کی لوہے کا پُل ہوا
مقابل[۵۳] سرو کو پاکر گلستاں میں وہ گل بولا	واثقی	غلام اپنا جو ہو دل سے اُسے آزاد کیا کیجے
اے[۵۴] دل شتاب چل کہ تماشے کی بات ہے	دل کشی	بیٹھا ہے آفتاب بکل ماہتاب میں
انگشت[۵۵] نما کیوں نہ مہ نو ہو کہ اُس نے	نظیری	دعویٰ مرے خورشید کے ناخن سے کیا تھا
حنائی[۵۶] دست نے موتی سیہ بادل سے برسائے	نشاطی	اندھیری رات میں سورج اچانک ہوگیا پیدا
پروانہ[۵۷] بنا میرے جلانے کو وفادار +		محفل میں کوئی شمع بدلجائے تو اچھا

سودا

جو طبیب[۵۸] اپنا تھا دل اُسکا کسی پر زار ہے	عاشقی	مژدہ بادے مرگ عیسی آپ ہی بیمار ہے
حباب[۵۹] آسا کیا ہے کار استغنا تمام اپنا	میر	رکھا محروم میں قطرے سے اِس دریا میں جام اپنا

خوبیِ مناسبات

اِس میں یہ خوبی ہے کہ جس چیز کا ذکر کیا جائے اُس کی رعایت سے اُسکے مناسبات بیان کئے جائیں اِسکو تلازمہ اور ضلع بھی کہتے ہیں +

۵۱ اِس میں یہ خوبی ہے کہ ماہ سے تشبیہ دینا
۵۲ یہاں ایک پُل کہ ہے اور ماہ
۵۳ تشبیہ سرو کو ہے اور ماہ سے
۵۴ اور دل کو تشبیہ مہتاب سے استعارہ کیا ہے
۵۵ اور ناخن کو تشبیہ مہ نو سے استعارہ
۵۶ کیا ہے اور تشبیہ ابر کی صفت ہے اور تیر تفنگ کی +
۵۷ خوبرو کو گل سے استعارہ کیا ہے۔ آزاد سرو کی صفت ہے کہ اسکو پھول پھل کی قید نہیں ہے
۵۸ خوبرو کو آفتاب سے استعارہ کیا ہے
۵۹ خوبرو کو خورشید سے استعارہ کیا ہے +

بادلوں اور رنڈیجہ کی رات اور پانی کی بوندوں کو موتی اور ابر کو سورج سے استعارہ کیا ہے +
۵۸ بیمار کو شمع سے استعارہ کیا ہے +
۵۹ بیمار کو طبیب اور دل کو جام سے استعارہ کیا ہے +
تشبیہ دی ہے۔ یہاں دل کو حباب سے مخذوف ہے اور جام کو دریا سے استعارہ کیا ہے +

سودا

عجب بادا[1] ہیں جنکو ہے عجب تاجِ سلطانی — فلک بالِ ہما کو بل میں سونپے ہے مگس رانی

ظفر! مطلب فقیروں کو کسی کی کیا شکایت سے[2]

کہ یاں تو صبر و تسلیم و رضا کا کارخانہ ہے

محتاج[3] سے نہ پوچھ کہ کیا تجھ کو چاہیئے — مرو فقیر آپ ہے صورت سوال کی

سودا

لے بلبلِ چمن نہ گلِ نو دمیدہ ہوں[4] — مَیں موسمِ بہار میں شاخِ بریدہ ہوں

گریاں[5] بشکلِ غنچۂ خنداں بطرزِ جام — اس میکدہ میں آہ! عبث آفریدہ ہوں

اُس بت[6] نے اپنے گھر سے نکلوائے اپنے دوست — بیت الصنم میں برہمنوں کی بھگت ہوئی

مینا[7] و ساغر و مے و ساقی و مطرب و لے — یہ ساری خوبیاں ہیں سود اکے دم قدم سے

مانگ[8] ہے کاہکشاں دانت ترے اختر ہیں — ہے ہلالِ فلکِ حسن گرے یا رابرو

ہوا ہے[9] رعد برق انداز میری جان کو ظالم! — تری فرقت میں مجھ پر گولیوں کا مینہ برستا ہے

ذوق[10]! اس بحرِ جہاں میں کشتۂ عمرِ رواں — جس جگہ پر جا لگی وہ ہی کنارا ہو گیا

مرضِ[11] عشق پہ رحمت خدا کی۔ — مرض بڑھتا رہا جوں جوں دوا کی

خوبیِ متضاد

جس میں ایک شے دوسری شے کی ضد یا مقابل میں ہو جیسا کہ الفاظ مفصلہ

---

[1] سلطان کی بیٹی
[2] شاہی اور فقیری کے پہلو بہ پہلو ہونے کی طرف اشارہ
[3] فقیر یعنی مگس رانی
[4] سوسن کی بہار اور خزاں کی آمد
[5] شکستہ دل اور دیدہ گریاں کی رعایت سے
[6] بت خانہ کی رعایت سے
[7] ساقی اور مطرب یعنی ضدم ضدم
[8] کاہکشاں کی رعایت سے
[9] برق انداز یعنی گولی انداز اور گولیوں کا مینہ برسنا بندوق کا
[10] کشتی اور کنارہ آیا۔ یہ دریا کا
[11] مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی رعایت سے مرض اور دوا کا لانا یہ طبابت کا

ذیل ہیں۔ (کعبہ۔ حرم۔ مسجد) و (دیر۔ صومعہ۔ کنشت۔ بتخانہ۔ کلیسا) +
آذان و ناقوس + صوفی و کبیفی + زہد و زاہد + رنج و راحت + موت و حیات +
اسیر و آزاد + ہجر و وصال + دوست و دشمن + آگ و پانی + کفر و اسلام +
مشکل و آسان + گرم و سرد + تر و خشک + بخیل و کریم + خندہ و گریہ + سوز و زیان
سوال و جواب + جزو و کل + زمین و آسمان + صبح و شام + گل و خار + بہار و خزاں
آنا و جانا + ہنسنا و رونا + بیٹھنا و اٹھنا + ٹھیرنا و چلنا + سونا و جاگنا وغیرہ +

ناسخ

ایک چھوٹا تو ملی دوسرے کو قید حیات — کبھی ہوتا نہیں یہ خانۂ زنداں خالی
باعث گردش ہوا یہ وحشت آباد وجود — بیٹھے تھے کنج عدم میں اے جنوں آرام سے
اے شیخ و گبر سبحہ و زنار توڑ دے — پر دل کسی بشر کا نہ زنہار توڑیے

خرابی ایک کی تو دوسرے کی یاں ہے آبادی

بناتا ہے فلک تربت گر اکر خانۂ تن کو +

کعبے میں جا کے بیٹھ رہونگا میں دیکھنا! — تو دیر سے نکالیگا اے بت اگر مجھے

آتش

کوئی بت خانے کو جاتا ہے کوئی کعبے کو — پھر رہے گبر و مسلماں ہیں تری گھات میں کیا؟
راحت طلب کو رنج کشوں کی خبر کہاں — آگاہ کیا سوار ہے؟ تو سن کے بوجھ سے

جرات

جو بعدِ مرگ کروں میں فغاں زمیں کے تلے — تو کیا عجب ہے کہ ہو آسماں زمیں کے تلے
کی بے زری فلک نے حوالے نجیب کے — پاجی ہر ایک صاحبِ زر آئے ہے نظر

ذوق

یہ اقامت ہمیں پیغامِ سفر دیتی ہے — زندگی موت کے آنے کی خبر دیتی ہے
بندہ نوازیاں تو یہ دیکھو کہ آدمی — جزوِ ضعیف محرمِ اسرارِ کُل ہوا

غالب

دردِ منّت کشِ دوا نہوا — مَیں نہ اچھا ہوا بُرا نہوا
ایماں مجھے روکے ہے جو کھینچے ہے مجھے کفر — کعبہ مرے پیچھے ہے کلیسا مرے آگے

مومن

وہ ہنسے سُن کے نالہ بلبل کا — مجھے رونا ہے خندۂ گُل کا
خود گلا کاٹ سو جبکہ مَیں بسمل نہوا — اُن کو آساں نہوا جو مجھے مشکل نہوا

میر

ایک سب آگ ایک سب پانی — دیدۂ و دل عذاب ہیں دونوں
آگ تھے ابتدائے عشق میں ہم — اب ہوئے خاک انتہا ہے یہہ

سودا۔ فوج کی ہجو میں

پیادہ[۱] یہ کہ ڈریں سر منڈاتے نائی سے	نتیجہ	سوار وہ کہ گریں سوتے چارپائی سے
نہیں[۲] موقوف شیخ و برہمن! کچھ دیر تو کیجیے		ہر اک سو جلوہ گر حق ہے جدھر جاہو ادھر دیکھو
رندوں[۳] میں تو جاتے ہو پر اے شیخ جی صاحب		سمجھو کہ تبرک کہیں ستار ہو جائے

خوبیٔ دو معنی جسکو صنعتِ ایہام کہتے ہیں

دو معنی لفظ کا ذکر کرنا جسکے ایک معنی قریب ہوں دوسرے بعید! اور اپنا مطلب معنی بعیدہ سے حاصل ہو۔ اس میں مناسبات قریبہ کے ہوتے ہیں اور مطلب بعیدہ سے ہوتا ہے۔ اکثر شعرا اسکو مقطع[۴] اور سجع[۵] میں لاتے ہیں +

علی

بہ آبِ[۶] زر لکھا ہے بو علی نے	نتیجہ	کہ سونے سے مسافر کو خطر ہے

میر

گئی[۷] تسبیح اسکی نزع میں کب میر کے دل سے	نتیجہ	اُسی کے نام کی سمرن تھی جب منکا ڈھلکتا تھا
چلی[۸] جاتی ہے دھڑکوں ہی میں جاں بھی	نتیجہ	نہیں سے کہتے ہیں جاں کو رواں ہے

غالب

لیکہ[۹] دشوار ہے ہر کام کا آساں ہونا	نتیجہ	آدمی کو بھی میسر نہیں انساں ہونا
واللہ[۱۰] کہ شب کو نیند آتی ہی نہیں	نتیجہ	سونا سوگند ہو گیا ہے غالب

۱ پیادہ - ایک مہرہ شطرنج کا جو سب سے کمتر ہوتا ہے

۲ نہیں - ہرگز نہیں

۳ رندوں میں - شرابیوں میں

۴ مقطع - غزل کے آخر شعر کو کہتے ہیں جس میں شاعر اپنا نام بھی لاتا ہے +

۵ سجع - وہ شعر جس میں نام شاعر کا ہو

۶ بہ آبِ زر - سونے کے پانی سے

۷ گئی - نکل گئی

۸ چلی - نکلی

۹ لیکہ - لیکن

۱۰ واللہ - خدا کی قسم

دو معنی جو ایک کے ساتھ جمع ہوں جیسا کہ آسلام کا سجع۔ (اسلام علیکم) اور میری آسلام ایک آسلام نام دو شخص کے۔ (اسلام مرے کی آسامی تیری (اسپ دوڑی کر +

۱۱ سونے کے دو معنی ہیں ایک خواب دوسرے زر۔ زیادہ عرض خواب سے ہے +

۱۲ منکا - ایک گول دانہ کا چھوارہ سر تسبیح کا دانہ

۱۳ عرض گردن سے ہے

۱۴ رواں - ایک معنی جان کے دوسرے بدن کے ہوا مراد ہے +

۱۵ آدمی - ایک تو ظاہر ہے دوسرے معنی خدا کا بندہ مراد دوسرے ہے

۱۶ سونا سوگند - ایک معنی سونا ایک قسم کا دھات ہے دوسرے معنی قسم کھانا اصل سے ہے کہ سونا سوگند ہو گیا ہے یعنی قسم کھانا بیکار ہے

نام کو اللہ اکبر کیا ترے توقیر ہے — ذوق — داخلِ ہر نام ہے شاملِ ہر تکبیر ہے
سر سبز سبزہ ہو جو ترا پائمال ہو — بیخود — ٹھہرے تو جس شجر کے تلے وہ نہال ہو
دشمنِ مومن ہی رہے بت سدا — مومن — مجھ سے میرے نام نے یہ کیا کیا

خوبیٔ تجنیس

تجنیس دو معنی لفظ کو دو جگہ لانا ہے جس سے علیحدہ علیحدہ معنی مطلوب ہوں

ذوق

کس نزاکت سے ہے دیکھو اتحادِ حسن و عشق — عاشق
زلف واں شانے میں کھینچی در دیاں شانے میں ہے

نفس کی آمد و شد ہے نمازِ اہلِ حیات — نفیسی — جو یہ قضا ہو تو لے اے غافلو قضا سمجھو
دم کو ہمارے سینے میں اک دم نہیں قرار — نفیسی — یہ وہ غریب ہے کہ مسافر وطن میں ہے
دہر میں میں خاک بسر ہی رہا — نفیسی — عمر کو اس طور بسر کر گیا

کیا کہیں اے ہم نشیں ہیں آج کیوں بے کل سے ہم — عاشق
جن سے کل تھی جان کو ان سے جدا کل سے ہیں، ہم

عجب اعجاز ہے بلبل ہوا میں — عاشق — چراغِ گل نہ دیکھا گل ہوا میں
صاف تھا جب تک تو ہم کو بھی جواب صاف تھا — صبا — اب جو خط آنے لگا شاید کہ خط آنے لگا

---

۱ آزاد اور سرسید نے بھی ایک ایک
۲ ہیں۔ دو سرے معنی یعنی اکبر خدا
شاعر کے موضوع یعنی اکبر خدا
ثانی خدا خود دل بنا کا نام ہے
فرض دو سے ہے ہمارے
نیچ کے ہیں ۔
خیال۔ ایک معنی ابتدا کے
دوسرے معنی دوستدار اور ابا ہاں
ہونے کے فرض دوسرے
۳ مومن بیک آنی شاعر کا
نام ہے دوسرے کے لیے نیا بازار کے
ہیں مطبوع دل سے ہے ۔
۴ اول لمحی کا لمحہ۔ دوم
موتنے کی چوڑی ہڑی
۵ اول لمحی ناغہ دوم موت
۶ اول سانس۔ دوم
لمبی۔ لمبی لمبی
۷ سر۔ دوم گردنا
۸ لمبی
۹ اول آرام۔ دوم گل بدن
۱۰ بگھنا
۱۱ اول صاف
۱۲ جواب ۔ اول خط لمبی نہر۔ دوم خط
۱۳ ڈاڑھی ہونا۔ دوم صاف۔ بال
لمبی ڈاڑھی ۔

انشا

یاں[۱] دل میں اور ہاتھ میں ہیں لاکھ داغ و گل[۲]
آہ اے بہار! کس کو تمنائے باغ و گل[۳]

جس[۴] زمیں پر ہوں ترے کشتۂ دیدار کے پھول[۵]
کیوں نہ پھر واں سے اُگیں نرگسِ بیمار کے پھول[۶]

آتی[۷] جاتی ہے جا بجا بدلی[۸]	بیج	ساقیا جلد آ ہوا بدلی[۹]
ایک[۱۰] دم[۱۱] پر ہوا[۱۲] نہ باندھ حباب!	بھ	دم کو دم[۱۳] بھر میں یاں ہوا دیکھا

خوبیٔ اشتقاق

ایک مصدر یا مادّہ کے چند مشتقات شعر میں لانا۔

بھلا ہوا کہ دلِ مضطرب[۱۴] میں تاب نہیں	عاشق	بہت ہی حال بُرا ہے پہ اضطراب نہیں

امین

دن کٹا[۱] فریاد سے اور رات زاری سے کٹی[۲]	میر	عمر کٹنے کو کٹی[۳] پر کیا ہی خواری سے کٹی[۴]
چاہیئے حد سے زیادہ نہ بشر چل[۵] نکلے	نصیر	چلیئے چال[۶] ایسی کہ کچھ کام نظر چل[۷] نکلے
ہمسا بھی اس بساط پہ کم ہوگا بد قمار	ذوق	جو چال[۸] ہم چلے[۹] وہ بہت ہی بُری چلے
سب کو دنیا کی ہوس خوار لئے پھرتی ہے[۱۰]	نظیر	کون پھرتا ہے یہ مُردار لئے پھرتی ہے[۱۱]

۱ اوّل یعنی داغ
دوم پھول +
۲ اوّل مُردے کی ہڈیاں دوم گل یعنی
۳ اوّل ابر دوم پانی کی بوند +
۴ اوّل دم یعنی سانس۔ دوم یعنی بل +
اول ہوا یعنی غرور دوم یعنی فن +

۴۲

۵ مصدر یعنی اضطراب سے مشتق ہے
۶ اس میں ایک مصدر یعنی چلنا سے کئی مشتق لائے ہیں +
۱ یعنی کٹ گئی +
۲ یعنی کٹی +
۳ یعنی کٹ گئی +
۴ یعنی کٹی +
۵ یعنی چل نکلے +
۶ یعنی چلیئے +
۷ یعنی چل نکلے +
۸ یعنی چال +
۹ یعنی چلے +
۱۰ یعنی چلتی ہے +
۱۱ یعنی چلتا ہے +

۵ چال یعنی مصدر چلنا سے
۶ چال یعنی مصدر چلنا سے
۷ چال یعنی مصدر چلنا سے
۸ چال یعنی مصدر چلنا سے
۹ چال یعنی مصدر چلنا سے
۱۰ چال یعنی مصدر چلنا سے
۱۱ چال یعنی مصدر چلنا سے

دونوں مصرعے ایک گھڑی سے ہیں ۴

تازہ بیخ آدم سے ہیں ۴

دونوں مصرعے ایک

اس میں بھی

نمبر مصدر ہوتا ہے

مستثنیٰ ہیں ۴

دونوں مصرعے

ایک تازہ بیخ بیخ سے

ہے ۴

اس میں بھی

تازہ دم ہے ۴

مصدر دیا ہے

جان دی یعنی مر گئے

اور دی ہوئی اسم مفعول

مستثنیٰ ہیں ۴

پہلا کھیل فاعل

دوسرا فعل امر مشترک

چوتھا حاصل مصدر

مصدر کھیلنا سے

مستثنیٰ ہیں ۴

۴۳

۵۸ اول بوریا

دوم ریا۔ دونوں میں

ریا کا مادہ ہے ۴

۵۹ اس میں یہ

خوبی ہے کہ پتا اور

بوٹا مکرر آیا یعنی دو دو فعہ

۶۰ پتا دو دفعہ اور

بوٹا دو بار اور جانے

دوسرے مصرعہ میں

چار دفعہ ۴

۶۱ دوسرے مصرعہ

میں آئینہ دو دفعہ آیا۔

پہلا آئینہ فاعل دوسرا

مفعول ہے ۴

نکرتا ضبط میں گریو اے ذوق اک گھڑی ہم ۱ حافظ

آدمیت سے ہے بالا آدمی کا مرتبہ ۲ فیضی

جو کچھ کہ ہوا ہم سے وہ کس طرح نہ ہوتا ۳ نظیری

لکھا پیشانی کا پیش آتا ہے ہم شاکی نہیں ۴ طالب آملی

جو آیا دم تو آدم ہے اسی آدم کا آدم ہے ۵ صائب

جان دی۔ دی ہوئی اسی کی تھی ۶ غالب

وہ کھیل کھیل جس سے بنے کچھ وہاں کا کھیل ۷ ظفر

کیا فائدہ یہاں کے ظفر! کھیل کو دیں

کیوں ہو بوریا نشیں زاہد! ۸ [ ] اس میں حرف ریا نکلتا ہے

کنوئیں کی طرح گھڑیال کے غرق آسمان ہونا

پست ہمت یہ نہ ہو وے پست قامت ہو تو ہو

حکم ازلی ذوق! یوہیں ہونی ہو ہی چکا تھا

کاتب تقدیر کی تحریر پر شاکر ہیں ہم

نہ آیا دم تو پھر دم میں نہ آدم ہے نہ جا دم ہے

حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا +

خوبیٔ تجنیس مکرر

اس میں ایک لفظ ایک مصرعہ میں دو دفعہ آتا ہے +

میر

پتا پتا بوٹا بوٹا تیری گواہی بھرتا ہے ۹ حافظ

پتا پتا بوٹا بوٹا حال ہمارا جانے ہے ۱۰ مومن

محو مجسم سادہ نظارہ جاناں ہوگا ۱۱ حافظ

مثل درخت وجود عالم تیری ذات سے برپا ہے

جانے نہ جانے گل ہی نہ جانے باغ تو سارا جانے ہے

آئینہ آئینہ دیکھیگا تو حیراں ہوگا

۵۱ اور ہوتے ہوتے روتے روتے

۵۲ آئے + ۵۳ اس میں لفظ تو بہ

۵۴ بیس بار آیا + دوسری اور تیسری کا تو بہ کا استغفار

۵۵ فاعل ہے + ۵۶ اس میں قطرہ دو بار اور طوفاں اور پارہ اور تودہ دو دو دفعہ

۵۷ آئے + تاکید کا فائدہ دیا + ۵۸ کہنے کا لفظ دو بار آیا +

۵۹ دوسرے مصرع میں کوئی دو دفعہ آیا۔ پہلا کوئی ابلیس یعنی شیطان کی صفت۔ دوسرا آدم کی +

۶۰ اول مصرع میں ہنستے دو دفعہ آیا۔ تاکید کا فائدہ دیا +

۶۱ ۶۲ ۶۳

۶۴ پہلے مصرع میں آنسو شنا اور دوسرے میں بیگانہ دو دفعہ آیا۔ اس میں یہ خوبی ہے کہ حسن کے ۶۵ حسن کی نزاکت کا مبالغہ + +

رات ۵۱ جوں شمع کٹی ہمکو جو روتے روتے
بہگئے اشکوں میں ہم صبح کے ہوتے ہوتے

مری ۵۲ طاعت سے ابتو معصیت بھی عار کرتی ہے
مری توبہ پہ توبہ توبہ استغفار کرتی ہے

قطرہ ۵۳ قطرہ آنسو جس کی طوفاں طوفاں شدت ہے (انشا)

پارہ پارہ دل ہے جس میں تودہ تودہ حسرت ہے

کتنے ۵۴ منہم (مصا) ہوگئے کتنے تونگر ہوگئے
خاک میں جب ملگئے دونوں برابر ہوگئے

ہیں ۵۵ ازل سے ساتھ کبر و حلم دونو جلوہ گر
بن گیا ابلیس کوئی کوئی آدم ہوگیا

لاکھوں ۵۶ کٹوا دیے سر آن میں ہنستے ہنستے
اے مری جان کوئی تو تو تماشا نکلا

وہ ۵۷ جب آشنا تھے تو سب آشنا تھے
وہ بیگانہ اب ہیں تو بیگانہ سب ہیں

خوبیٔ مبالغہ

مبالغہ کے لغوی معنی لغو اور جھوٹ ہیں۔ اصطلاح میں کسی وصف کو اس حد تک بڑھانا کہ عقل اور عادت کی رو سے محال ہو۔ نازک کلامی میں اسکا بہت استعمال ہے اور جسقدر مبالغہ کیا جاوے اُسیقدر خوبی اور مذاقِ شعر ہے۔ یہ خوبی حسن اور عشق کی تعریف میں ہے۔ اسلئے پہلے حسن کی نزاکت پھر عشق کے نالے اور ناتوانی کے مبالغہ کی مثالیں ہیں +

نزاکت ۵۸ اس گلِ رعنا کی دیکھنا انشا
نسیمِ صبح جو چھو جائے رنگ ہو میلا

۴۱ اس میں حسن کے نزاکت کا مبالغہ ہے

۴۲ اس میں نازک زندگی کا مبالغہ ہے

۴۳ اس میں کمر کی نزاکت کا مبالغہ ہے

۴۴ اور کمر کو رعایت نازک خیالی سے نہیں ہے

۴۵ اس میں لب کی نزاکت کا مبالغہ ہے

۴۶ اس میں ہاتھ کی نزاکت کا مبالغہ ہے

۴۷ نازک بدن کی کرنگ حنا بھی بوجھ ہے

۴۸ نازک بدن کا مبالغہ ہے کہ انگوٹھے میں آنسو سے بھی بانوں

۴۹ اس میں عشق کی نزاکت ہے

۵۰ اس میں عشق کا مبالغہ ہے

۵۱ اس میں ضعف کی نزاکت کا مبالغہ ہے

۵۲ اس میں نزاکت کا مبالغہ ہے

۵۳ اس میں نزاکت کا مبالغہ ہے

۵۴ اس میں نزاکت کا مبالغہ ہے

۵۵ اس میں بھی ناتوانی کا مبالغہ ہے

۵۶ اس میں ضعف کا مبالغہ ہے

۵۷ اس میں ضعف کا مبالغہ ہے

۵۸ اس میں بھی ناتوانی کا مبالغہ ہے

۴۵

چودھویں رات جو تو منہ کے مقابل ہو جائے — چاندنی میلی ہو دھلوانے کے قابل ہو جائے

نزاکت یہ کہ جوں دستِ حنا بستہ ہو ہاتھ اسکا — جو انگشتِ تصور سے کفِ دلدار کو ملیئے

اے جانِ جاں خیال میں نقشہ تو کھینچ لیں — پر خوف کھاتے ہیں تری نازک کمر سے ہم

لبِ نازک اُس کا کیونکر کہوں بارِ حرف اُٹھائے

کہ جو صدمۂ تبسم سے بھی ہے کبود ہوتا

تکلیف سے جوں پنجۂ گل لالہ ہوا ہاتھ — نازک ہے وہ بس چھوڑ دے اے رنگ حنا ہاتھ

شب کو کسی کے خواب میں آیا نہ وہ کہیں — دُکھتے ہیں آج اُس بتِ نازک بدن کے پانوں

بن بے گریہ گل زمیں ہو کر قدم گڑنے لگا — اور قدم اُکھڑے تو کیا دیکھا بھنور پڑنے لگا

اللہ رے لاغری کہ تری ناتواں کی نعش — اُڑتی پھرے ہے بوئے عبیر کفن کے ساتھ

مریض سوزِ محبت کی دیکھتا گر نبض — تو پھر طبیب کے بھی آبلوں سے پھلتے ہاتھ

ظلمتِ عصیاں سے میرے بنگیا شبِ روزِ حشر — آفتاب اک نیزے پر دُمدار تارا ہو گیا

اب تجے مرجانا بھی مشکل ہے ترے بیمار کو — ضعف کے باعث کہاں دنیا سے اُٹھا جائے ہے

ظفر

ہم روئے ایسا تو نے جو ہم کو رُلا دیا — پانی میں اک دکھائی فلک بلبلا دیا

ناتوانی اسکو کہتے ہیں کہ اکثر موت نے — جب ٹٹولا مجکو بستر پر قبا تھی میں نہ تھا

رہائی رنج سے پھر کیونکہ ہو دے خستہ جانوں کو — کہ پھرتی ہے اجل بھی ڈھونڈتی ہم ناتوانوں کو

ناتواں ایسے ہیں ہم سایگلوں پر جو پڑے — نکہتِ گل سے نہ جنبش ہو گلستاں میں کبھی

امدِ رے بے حسی کہ جو دریا میں غرق ہوں — تالاب کی طرح کبھی پانی رواں نہو

بیاں کس سے ہو ظلمت گستری میرے شبستاں کی (غالب)

شبِ مہ ہو جو رکھدیں پنبہ دیواروں کے روزن میں

خوبیٔ معاملہ یا صنعتِ تملیح یا تلمیح

اس میں قصہ یا واقعہ یا تجربہ یا علمی و عقلی یا نقلی یعنی مذہبی مسئلے کا اشارہ کیا جاتا ہے

ناسخ

عیاں ہے ہر حبابِ بحر سے کیفیتِ دنیا — برائے چشمِ بینا ہیں ہزاروں جامِ جم پیدا

ذوق

خاک آئینہ سے ہے نامِ سکندر روشن — روشنی دیکھتا گر دل کی صفائی کرتا

مٹکے جو وہ مرے رونے پہ توصیفِ مژگاں — نہ سمجھو تم اسے دیوارِ قہقہا سمجھو

کھڑا تھا بام پر وہ اور نظر میں نے جو اسپر کی — نظر آنے لگی گویا مجھے پتلی سکندر کی

سبقت جو زندگی میں سکندر سے کی تو کیا — اے خضر چھیے مرگ کی منزل میں رہگیا

ساقی اِملے ہزار فلاطوں ہیں خاک میں — جو خُم ہی تھے قالبِ آدم سے کم نہیں

چرخ ضدی ہے کوئی ضد دلاوے اسکو — گر سُنے عود کو غرقی تو جلاوے اسکو

ناتواں کا مبالغہ — کوئی بھی بے حرکت ہو حرکت ہو دیکھا — بے حس و حرکت — بے حس و حرکت ہونے کا مبالغہ ہے کہ — چھتار دیا بھی اثر — بے حس و حرکت ہو کر کمال — کی طرح ظلم جھیلا — انوچھے کا مبالغہ — بادشاہ خشمگیں ہو رہے — ظالم بخیال نہ ہو رہے — سکندر نے آئینہ — بنایا تھا +

دیوار فتحپا یعنی — سر سکندری ہے جس پر — چڑھا کرت سے ہنسی — آتی ہے +

سکندر نے سمندر — میں پہاڑ پر ایک پتلی — بنائی تھی جو وہاں آنے — سے ہاتھ کے اشارے — سے جہازوں کو منع کرتی — تھی تاکہ پہاڑ سے ٹکرا کر — چھوٹ نہ جاویں +

خضر اور سکندر — کے قصے کی طرف اشارہ — ہے +

اس میں اس اندلوان — کا قصہ ہے جو رحم دلی — سے ہاتھ میں دفن ہو رہا تھا — اس میں اس جزیرہ — کی کلوری کی طرف جس کے — متعلق میں مشہور ہے — کہ مرنے کے بعد — جلائے جاتے ہیں — سبب اپنی میں نہیں — ڈوبتی +

ہم گئے جنکی طرف جوں گلبازی اس نے — پاس آنے نہ دیا دور ہی پھینکا ہم کو
یاں تک عدو زمانہ ہے مرد دلیر کا — جھلسیں ہیں مثلہ فگار کئے پر بھی شیر کا
جسکے سبب اڑائی ہو وہ آدمی نہیں — کانٹا ہے گھر میں سیہ کا یا گل کنیر کا
اس زلف فتنہ زا کے لئے اے مسیح دم — کچھ دست شانہ پنجۂ مریم سے کم نہیں
آیت سجدہ ہے حق میں مرے ہر جوہر تیغ — ہے خم تیغ فقط کیا خم محراب بنا
شب ہم نے تہیہ جو کیا توبہ کا ساقی — مغرب سے سحر مہر درخشاں نکل آیا
عشق کے داغ کو دل مہر نبوت سمجھا — ڈر ہے کافر کہیں دعوائے نبوت کر دے
کیا بشر مانند یوسف کیا ملک ہاروت ہے — عشق کے ہاتھوں سے ہو جانا اسیر چاہ ہے
سنگ مقناطیس کی ہو لوح میری قبر پر — یار کا رکھتا ہے تو سن نعل آہن زیر پا
دل جو مجروح ہوا پائے یہ رنگیں مضموں — نخل گل ہو جو قلم گل ہوں و چندان پیدا
تو ایسا ماہ لقا ہے کہ تیرے سامنے ہو — کتاں کی طرح گریبان ماہ کنعاں چاک
وہ زندہ ہم ہیں کہ ہیں روشناس خلق خضر — نہ تم کہ چور بنے عمر جاوداں کے لئے
ضعف سے گریہ مبدل بہ دم سرد ہوا — باور آیا ہمیں پانی کا ہوا ہو جانا
بنکے یوسف جو دل چراتے ہو — کون بن جائیگا غلام مرا
دشمن سگ کو چہ نہو اس شوخ آہو چشم کا — نادم ہوں کعب گر گیا ئے نامہ بر سے باندھ کر
دوزخ ہمیں قبول ہے اے منکر نکیر — لیکن نہیں دماغ سوال و جواب کا

یوں ہے تری بصر پہ حنا جیسی کہ تر ہو — عاشقانہ — داؤد کی خونِ سرِ جالوت میں انگلی

آتے نہیں نظر میں مرے ہاتھی کے سوار — ناصحانہ — کانوں میں جو فسانہ ہے اصحابِ فیل کا

تجھ سے رفو نہ ہوگا یہ زخمِ جگر مسیح! — عاشقانہ مصحفی — لاتا ہے کیوں تو رشتۂ سوزن نئے نئے

اُس پہ آفت نہیں منہ سوکھے خدا ہے جس کا — ناصحانہ تاریخ — طائرِ قبلہ نما کا ہے کو بسمل ہوگا

جوں شیشۂ ساعت ہیں تنک ظرف جہاں کی — ناصحانہ صوفیانہ — واں دل میں کدورت ہے تو یاں باد بھری ہے

اپنے کعبہ کی بزرگی شیخ! جو چاہے سو کر — سودا عاشقانہ — از روئے تاریخ تو پیش از صنم خانہ نہیں

ظفر جس شکل سے چاہِ ذقن سے اُس کی دل نکلا — عاشقانہ
نکلتے یوں نہیں دیکھا کنویں سے ماہِ نخشب کو

خوبیِ تعلیل یا حُسنُ التعلیل

کسی چیز کی قدرتی علت کو اپنی مراد کے موافق پسندیدہ طور پر بیان کرنا کہ واقع میں وہ اصلی علت نہیں ہے ذوق

تیرہ روزی نے مری مہرِ جہانتاب کا نور — عاشقانہ — دیا جسوقت اُڑا کر مکِ شب تاب بنا

آہ کے ساتھ جو نکلا شرر آتشِ دل — عاشقانہ — چرخ پر جا کے وہ خورشیدِ جہانتاب بنا

محفل میں شورِ قلقلِ مینا سے مُل ہوا — عاشقانہ — لا ساقیا پیالہ کہ توبہ کا تُل ہوا

ہوں وہ میکش کہ نہ مستی میں کہوں را کبھی — ناصحانہ تاریخ — لا تقفل قل کہے غنچہ مجھے میخانے میں

۵۰ وہ مرے طالع اختر کی ہواداروں گردش — عاشقانہ — کہ فلک کو بھی نگونسار لئے پھرتی ہے

۵۱ میری خاکستر اڑی تھی جن سے گردوں سب بنے — (عاشقانہ)

اُس میں کچھ اخگر جو باقی تھے سو وہ کوکب بنے

۵۲ گندم ہے سینہ چاک فراقِ بہشت میں — عاشقانہ — آدم کو کیا نہو گی محبت طمع کے ساتھ

۵۳ ہے ایک خلق کا خوں سر پہ اشکِ خوں کے مرے — (عاشقانہ)

سکھائی طرز اُسے دامن اُٹھا کے آنے کی +

۵۴ چشمۂ حیواں بنا اُسکے لبوں کی شرم سے — عاشقانہ — پانی پانی لبکہ اعجازِ مسیحا ہو گیا

۵۵ شبِ فرقت کے نالوں نے جہاں سر پر اُٹھایا ہے — عاشقانہ — زمیں کو زلزلہ ہے آسماں چکر میں آیا ہے

خوبیٔ لف و نشر مرتب

اسمیں پہلے چند چیزیں جمع کرکے پھر اُنکے مناسبات باترتیب بیان کرتے ہیں

۵۶ وہ ہے خالی تو یہ خالی وہ بھرے تو یہ بھرے — مرثیہ — کاسۂ عمرِ عدو۔ حلقۂ آغوش ہوا

۵۷ یہ ہمارا دل ہے یا پروانہ ہے یا غنچہ — تاج — ہے وہ قد یا شمع کافوری ہے یا شمشاد ہے

۵۸ غم و شادی کی حالت دیکھ عالم کے مرقع میں — نسخۂ — کوئی تصویر روتی ہے کوئی تصویر ہنستی ہے

۵۹ کوئی زمانہ سے جاتا ہے کوئی آتا ہے — نسخۂ — کسی کا کوچ کسی کا مقام ہوتا ہے

۶۰ سرو ساقد گل سا چہرہ جب دکھایا آپنے — مرثیہ — قمری و بلبل کو آپسمیں لڑایا آپنے

۴۹ وہ مرے طالع اختر کی ہوا داروں گردش کہ فلک کو بھی نگونسار لئے پھرتی ہے
۵۰ میری خاکستر اڑی تھی جن سے گردوں سب بنے
اُس میں کچھ اخگر جو باقی تھے سو وہ کوکب بنے
۵۱ گندم ہے سینہ چاک فراقِ بہشت میں آدم کو کیا نہو گی محبت طمع کے ساتھ
۵۲ ہے ایک خلق کا خوں سر پہ اشکِ خوں کے مرے
سکھائی طرز اُسے دامن اُٹھا کے آنے کی +
۵۳ چشمۂ حیواں بنا اُسکے لبوں کی شرم سے پانی پانی لبکہ اعجازِ مسیحا ہو گیا
۵۴ شبِ فرقت کے نالوں نے جہاں سر پر اُٹھایا ہے زمیں کو زلزلہ ہے آسماں چکر میں آیا ہے

خوبیٔ لف و نشر مرتب

اسمیں پہلے چند چیزیں جمع کرکے پھر اُنکے مناسبات باترتیب بیان کرتے ہیں

۵۵ وہ ہے خالی تو یہ خالی وہ بھرے تو یہ بھرے — مرثیہ — کاسۂ عمرِ عدو۔ حلقۂ آغوش ہوا
۵۶ یہ ہمارا دل ہے یا پروانہ ہے یا غنچہ — تاج — ہے وہ قد یا شمع کافوری ہے یا شمشاد ہے
۵۷ غم و شادی کی حالت دیکھ عالم کے مرقع میں — نسخۂ — کوئی تصویر روتی ہے کوئی تصویر ہنستی ہے
۵۸ کوئی زمانہ سے جاتا ہے کوئی آتا ہے — نسخۂ — کسی کا کوچ کسی کا مقام ہوتا ہے
۵۹ سرو ساقد گل سا چہرہ جب دکھایا آپنے — مرثیہ — قمری و بلبل کو آپسمیں لڑایا آپنے

۵۱ دشنام کے واسطے ۔ اور ترش ابرو کے واسطے + ۵۲ قبض کے واسطے دشت + ۵۳ بسط کے واسطے جبل یعنی بیابان کے واسطے + ۵۴ دل و عیسا سرہ کے واسطے + ۵۵ جان و موسیٰ ترتیب وار + ۵۶ روم کے واسطے + ۵۷ صبح اور موسیٰ کے واسطے + ۵۸ الف لام میم سے ترتیب لفظ الم یعنی پیچ بن گیا + ۵۹ دیر کے واسطے کافر اور حرم کے واسطے مسلمان + ۶۰ بنک کے واسطے مل اور بدھ کے واسطے بقی بنکا +

۵۰

۶۱ جفاکش اور ستم پرور کے واسطے اور دوسرے ہم کے واسطے بلاکش اور دوسرے تم کے واسطے غارتگر اول دوم کے واسطے + ۶۲ بت کے واسطے گبر اور خدا کے لئے مسلمان مرتب ہیں +

۵۱ دشنام ہو کے وہ ترش ابرو سے ہزار دے — یاں وہ نشے نہیں جنہیں ترشی اتار دے
۵۲ عشق کے ہاتھ سے نے قیس بچا نے فرہاد — اسکو گردش میں تو اسکو جبل میں مارا
۵۳ دل غش لب جاں بخش پہ جاں طرۂ مشکیں پہ ہے
عیسائی اپنے دیں پہ ہے موسائی اپنے دیں پہ ہے
۵۴ اس رو و مو کے محو کو کیا روزگار سے — جلوہ ہی کچھ جدا ہے مری صبح و شام کا
۵۵ مکتب میں بھی سبق تھا الف لام میم کا — طفلی ہی سے رہا ہوں میں خوگر الم کے ساتھ
۵۶ دیر و حرم میں کوئی نہیں تیری راہ پہ — کافر نئے نئے ہیں مسلماں نئے نئے
۵۷ نہ جانوں نیک ہوں یا بد ہوں پر صحبت مخالف ہے
اگر گل ہوں تو گلخن میں اگر خس ہوں تو گلشن میں
۵۸ جفاکش اور ستم پرور نہ ہم جیسے نہ تم جیسے — بلاکش اور غارتگر نہ ہم جیسے نہ تم جیسے
۵۹ کہتا ہے کوئی بت مرے رب کو کوئی خدا — جھگڑا پڑا یہ گبر و مسلماں میں رہگیا

خوبیٔ نازک خیالی

اس میں دور دور کے مضمون ہوتے ہیں جو بدقت سمجھ میں آتے ہیں۔ اور مبالغہ بھی ہوتا ہے +

۶۰ ٹوٹے تری نگہ سے اگر دل حباب کا — پانی بھی بھر پیں تو مزا ہے شراب کا

کیونکہ ہر سو ہے چمن رُو نے اے ابر بہار — غالب
گل کو اپنے دیکھتا ہوں بلبلِ گلزار ہے

کرتے ہی نہیں ترک بتاں طورِ جفا کا — غالب
شاید ہمیں دکھلائینگے دیدار خدا کا

ہر چند آئینہ ہوں پر اتنا ہوں نا قبول — درد
منہ پھیر لے وہ جسکے مجھے روبرو کریں

رتبہ گل بازی کا دلا! کاش تو پاتا — جرأت
ہاتھوں سے جو گرتا تو وہ آنکھوں سے اُٹھاتا

بہ گئے یاں دل جگر واں تم نے دھوئے ہاتھ پانوں (غالب)
ہم ادھر خالی ہوئے اور تم اُدھر خالی ہوئے

نازک ایسا ہے وہ کافر وہیں ہو تا بدست — غالب
گزرا اُس کا جو کہیں زیرِ مغیلاں ہوتا

دینگے تیرے بازوئے نازک کو پھر تکلیفِ تیغ — غالب
لائیو اپنے شہیدوں کے نہ مدفن زیرِ پا

تیرے کوچے میں قدم رکھنے کا مجھپر ہے گناہ — غالب
سر مرا کیوں کاٹتا ہے چاہیئے تعزیر پا

ہوں میں بیمار گیا غیر کے دل کا دھڑکا — غالب
کی مرے درد نے خاصیتِ درماں پیدا

غش مجھے آیا جو ہیں پہنچا درِ دلدار پر — غالب
پانوں کے بدلے رکھا سر سایۂ دیوار پر

شب جو الٹی اُس نے روئے حیرت افزا سے نقاب — غالب
چاندنی مثلِ سفیدی رہگئی دیوار پر

نامور ہوتے ہی ہو جاتے ہیں اکثر بے نشاں — غالب
مہر کن کہتے ہیں جنکو گور کن سے کم نہیں

کون ہیں جو بہرِ زر السنان کو کرتے ہیں قتل — ذوق
ہم نہ بہرِ کیمیا کشتہ کریں سیماب کو

ذوق

کچھ اور گماں گزرے نہ دل میں تیرے کافر — غالب
یاد اِس لئے میں سورۂ یوسف نہیں کرتا

سرمۂ چشمِ عزیزاں نہ بنائیں اے چرخ!	نظیری	کیا بنا خاک، غبارِ دلِ احباب بنا
علی سے کیوں نہ وزیر لشکرِ کفار	ظہیر	علی بشکلِ علی۔ علی ہے حرفِ جار
کیا تماشا ہے کہ مثلِ مہِ نو اپنا فروغ	نظیری	جانتے اپنی حقارت کو ہیں شہرت والے

غالب

مری تعمیر میں مضمر ہے صورت اک خرابی کی	غالب	ہیولا برقِ خرمن کا ہے خونِ گرمِ دہقاں کا
خمِ فراق میں تکلیفِ سیرِ گل مت دو	غالب	مجھے دماغ نہیں خندہ ہائے بیجا کا
شمارِ سبحہ مرغوبِ بتِ مشکل پسند آیا	غالب	تماشائے بیک کفِ بردنِ صد دل پسند آیا
گرنی تھی ہم پہ برقِ تجلّی نہ طور پر	غالب	دیتے ہیں ظرفِ بادہ قدح خوار دیکھ کر

غم نہیں ہوتا ہے آزادوں کو بیش از یک نفس

برق سے کرتے ہیں روشن شمعِ ماتم خانہ ہم

ضعف سے ہے نے قناعت سے یہ ترکِ جستجو	غالب	ہے وبالِ تکیہ گاہِ ہمتِ مردانہ ہم
دشمنی نے میری کھویا غیر کو۔	غالب	کس قدر دشمن ہے دیکھا چاہیے
ہے بارے اعتمادِ وفاداری اسقدر	غالب	خالب! ہم اس میں خوش ہیں کہ نامہربان ہے
گر خامشی سے فائدہ اخفائے حال ہے	غالب	خوش ہوں کہ میری بات سمجھنی محال ہے
عاشق ہوں پہ معشوق فریبی ہے مرا کام	غالب	مجنوں کو برا کہتی ہے لیلا مرے آگے
یہ عذرِ امتحاں اے جذبۂ دل کیسا نکل آیا	غالب	مَیں الزام اُنکو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا

روزِ جزا جو قاتلِ دلجو خطاب تھا | عاشق | میرا سوال ہی مرے خوں کا جواب تھا
ورنہ بہائے جاں کے عوض ہر رگ و پے میں سارے
(عاشق)
چارہ گر! ہم نہیں ہونے کے جو درماں ہوگا

دعوے تکلیف سے جلاّد نے | شاعر | روزِ جزا قتل پھر اپنا کیا
اس سے پری وش کو نہ دیکھے کوئی | عاشق | مجکو میری شرم نے رسوا کیا
ساتھ نہ چلنے کا بہانہ تو دیکھ | عاشق | آکے مری نعش پہ وہ رو گیا
دکھلا رہیگی جلوہ نزاکت کے ہے انہیں | عاشق | دشوار چاکِ پردۂ حائل کا تھامنا
خط میں تو لکھ سکتا نہیں احوالِ سوزِ دل اُسے
(عاشق)
بھیجدوں جی میں ہے پروانے کے پر سے باندھ کر

کیا خوش ہوں کوسے غیر میں گر نقشِ پا نہو | عاشق | وہ شوخ جانتا ہوں کہ ثابت قدم نہیں
قہرِ رشکِ ہم کلامی ہے میں گر زاد سے | عاشق | باز پرس اُس سے مگر کچھ داورِ محشر! نہو
میرے تغییرِ رنگ کو مت دیکھ۔ | عاشق | تجکو اپنی نظر نہو جاے
تابِ نظارہ نہیں آئینہ کیا دیکھنے دوں | عاشق | اور بنجائیگی تصویر جو حیراں ہونگے
اُنکو گماں ہے۔ گلۂ چینِ زلف کا | عاشق | خوشبوے دہانِ زخم جو مشکِ ختن سے ہے

خوبیِ ایما یہ

پردے سے کسی مطلب کا اشارہ کرنا اسکو ایما یہ کہتے ہیں + انشا

فقط اِس لفافہ پر ہے کہ خط آشنا کو پہنچے — انشا
بادام دو جو بھیجے ہیں بھوسے میں ڈالکر — ذوق
اُس نے خط جو قلمِ سرمہ سے لکھا ہم کو[۵۱] — غالب
دل تکستہ مگر اُس یار نے سمجھا ہم کو — غالب
بستگی دل کی ہے کیوں اُس گرہِ زلف کے ساتھ — غالب
پھر تے ہی آنکھ کے پھیر نگے گلے پر خنجر — غالب
ایما ہے روئے یار سے اُم الکتاب کا — بیتاب

تو لکھا ہے اُس نے انشا تیرا ہی نام اُلٹا
ایما یہ ہے کہ بھیجدے آنکھیں نکالکر
لکھا ایمائے خموشی ہے سو[۵۲] یدا ہم کو
خط بھی جو خطِ شکستہ سے ہے[۵۳] لکھا ہم کو
کیا سبب کچھ نہیں کھلتا یہ معما ہم کو
ہو چکا آپ کا معلوم ہے ایما ہم کو
بینی الف ہے میم دہن زلف لام ہے

خوبیٔ مقلوب

لفظ کو اُلٹ کر اور معنی پیدا کرنا (امانت)

دنیا میں ہے خزانہ لڑائی کا گھر سدا — نصیر
دردِ دل سے لوٹتا ہوں میرا کس کو درد ہے — ذوق
پھر کر اِدھر اُدھر نہ ہمارا گیا قلق — غالب

از روئے عور گنج کو اُلٹو تو جنگ ہے
ہوں مَیں لفظِ درد جس پہلو سے اُلٹو درد ہے
لفظِ قلق کی طرح سے وہی ہا قلق

خوبیٔ تجاہل عارفانہ

اِس میں یہ خوبی ہے کہ جان بوجھکر انجان بننا + (جرأت)

۵۱ اِس میں خوبیٔ مقلوب بھی ہے کہ انشا کو اُلٹا آشنا بنگیا +
۵۲ پیش +
۵۳ سیاہ نقطہ شکستہ خط جو سُنتے لوگ لکھتے ہیں +

۵۱ مکر جانے کا قاتل نے نرالا ڈھب نکالا ہے (عارفانہ) بسملوں سے پوچھتا ہے اسکو کس نے مارڈالا ہے
۵۲ کون ہے، گلگشت کا عازم کہ استقبال کو (بیخود) گل پیادہ ہو کے گلشن سے چلے بازار کو
۵۳ بغل سے لیگئے دل کو نکال کے وصیح (عارفانہ) جو مانگا تو کہا آنکھیں نکال کے کیسا؟
۵۴ صنم سنتے ہیں کہ تیرے کمر ہے (ذوق) کہاں ہے کس طرف ہے اور کدھر ہے؟
۵۵ ہوش ربا! ستمگرا! ماہِ لقا! تو کون ہے؟ (عارفانہ)
صبر و قرار لے چلا بیج تو بتا تو کون ہے؟

خوبیٔ التفات

التفات کے لغوی معنے کن انکھیوں دیکھنا۔ اصطلاح میں متکلم و مخاطب و غائب کو بدل کر بیان کرنا۔ اصل میں یہ خوبی پورے قصیدے اور غزل میں ہوتی ہے۔ ایک شعر میں آنا مشکل ہے + (میر)

۵۶ حالِ پریشاں سن مجنوں کا کیا جلتا ہے جی اپنا (عارفانہ)
عاشق ہم بھی میر! رہے ہیں اس ڈھب کے دیوانے پر
۵۷ نکر سودا! تو شکوہ ہم سے دل کی بے قراری کا (سودا) (عارفانہ)
محبت کس کو دیتی ہے میاں آرام دنیا میں
۵۸ ہنوا پر نہوا میر کا انداز نصیب (ذوق) ذوق! یاروں نے بہت زور غزل میں مارا

۵۵

۵۱ دل میں تجا ہل عارفانہ کی یہ غزل کیا اور کرے ہے ہی فضل کیا اور قاتل کو پوچھتا ہے + ۵۲ اس میں تجا ہل عارفانہ ہے کہ انسان بیخود سے پوچھتا ہے کہ کہاں جا رہا ہے + ۵۳ دل کو بھی بھیر الخان ہجر میں کر لیا ہے + ۵۴ بھیر الخان ہجر میں کر لیا ہے + ۵۵ بھیر الخان ہو کر یہ پوچھتا ہے کہ تو کون ہے؟ ۵۶ ہم کے لفظ سے متکلم ہے اور میر کے لفظ سے مخاطب مراد ہے ۵۷ اس میں سودا ہی متکلم ہے اور سودا ہی مخاطب ہے + ۵۸ یاروں نے غیر متکلم ذوق کی طرف سے اور ذوق ہی مخاطب ہے

۵۱ الٰہی میں خطاب ہے۔ الٰہی اور خطاب ہے۔

۵۲ خطاب اور لفظ اُس میں

۵۳ ہم متکلم ہے۔ اور غائب

۵۴ غائب بجا ہے۔ مرد دونوں

۵۵ ہم متکلم ہے اور دونوں جا

۵۶ خطاب ہے۔ مرد دونوں

۵۷ ضد کو غائب کیا ہے۔ غیر دونوں کے ایک ہی ہے۔

۵۸ تعجب۔ کہ ذبح کرنے والے کو گناہ ہوتا ہے یہاں اُس کو ثواب ہوا۔

۵۹ بتی کو مورچھل کہتے ہیں۔ مورچھل کرتا گاؤ یا چمر کی گاؤ دُم سے ہے جو چمن کے پہاڑوں میں ہے جس کی دُم سے چنور بناتے ہیں۔

۶۰ اور ہی گاؤ دُم سے چنور کرتا ہے۔

۶۱ ہرا بھرا سبزہ۔

۶۲ جبر کی بات ہے۔

۶۳ شوخ محبوب کی بات ہے۔

۶۴ تعجب کہ بلکل کی

۶۵ کہ پانی میں بیٹھے جلانے

۶۶ جلے آب و آتش

۶۷ دھواں

۶۸ بخلاف

الٰہی! کان میں کیا اُس صنم نے پھونکا دیا	عاشق	کہ ہاتھ رکھتے ہیں کانوں پہ سب اذاں کے لئے
تھی خبر گرم کہ غالب کے اُڑینگے پرزے	عاشق	دیکھنے ہم بھی گئے تھے یہ تماشا نہ ہوا
انصاف کے خواہاں ہیں نہیں طالبِ زر ہم	معشوق	تحسینِ سخن فہم ہے مومن! صلۂ اپنا
وصلِ صنم جو بارِ خدایا نصیب ہو	زاہد	مسجد بنا کروں میں کلیسا کے سامنے

خوبیٔ تعجب

اِس میں کوئی عجیب بات جتائی جاتی ہے۔ (مصحفی)

یہ عجیب رسم دیکھی کہ بروزِ عیدِ قرباں (ذوق)
وُہی ذبح بھی کرے ہے وُہی لے ثواب اُلٹا

مور و بلبل ناداں ہلاتے ہیں کسے حیران ہوں (ذوق)
ہڈیاں بھی تربتِ فغفور و خاقاں میں نہیں

سبزہ خط ہو گیا سرسبز ایسا کس طرح	عاشق	بوند پانی کی ترے چاہِ زنخداں میں نہیں
عشق یہ معجزہ کیسا ہے کہ اس کشتے کے	ذوق	موئے سر حلق سے پیدا ہوئے اور سر نہ ہوا
بیٹھ کر سیرِ ملک کی کرنا۔	سودا	یہ تماشا کتاب میں دیکھا
آپ کو سوخت غیر کو لذت		یہ مزا بس کباب میں دیکھا
مسی مالیدہ لب پر رنگِ پاں ہے	میر	تماشا ہے تہِ آتش دھواں ہے

۵۱ سیہ چوٹی زرافشاں مانگ سبز اُوپر دوشالہ ہے
تماشا ہے پرِ طاؤس میں کالے کو پالا ہے

۵۲ چشم پُرآب ہے اور تشنہ جگر جلتا ہے | کیا قیامت ہے کہ برسات میں گھر جلتا ہے

خوبیٔ نسبت

اِس میں یہ خوبی ہے کہ چند چیزوں کو ایک حال سے نسبت دیتے ہیں +

۵۳ خط بڑھا زلفیں بڑھیں کاکل بڑھے گیسو بڑھے
حسن کی سرکار میں جتنے بڑھے سب کم بڑھے

۵۴ بوئے گل نالۂ دل دودِ چراغِ محفل | جو تری بزم سے نکلا سو پریشاں نکلا
۵۵ گوزِ رو سیم کے رکھتے ہیں طبق شمس و قمر | پر ہیں دونوں ترے صدقے کی رکابی والے
۵۶ ہم ہوئے تم ہوئے کہ میرؔ ہوئے | اُسکی زلفوں میں سب اسیر ہوئے

خوبیٔ معمّا

اِس میں نازک خیالی اور صنعت کے ساتھ آدمی کا نام شعر میں داخل ہوتا ہے جو مشکل سے نکلتا ہے۔ اُردو میں صرف مومن نے معمے کہے ہیں (معما باسم مومن)

۵۷ کیفیتِ وصال بس اب کچھ نہیں رہی | کیونکر نہ ہوں ملول کہ شب کچھ نہیں رہی

۵۱ موسا منہ کو ۵۲ کیفیت ہے اور تشنا ۵۳ خطابت میں آگئی ۵۴ خوشبو ہے جہاں آرائی ۵۵ اس میں سب کو ۵۶ سب کو پریشان میں شامل کیا ہے + ۵۷ بے زبانی کو صفحے کی نکالی ہیں

۵۱ ہمارا وقت اور میر نسبت دی ہے بندو نے زلف کی زلف میں مسلمان تسبیح کی زلف میں کفر کی زلف میں سب حل ہوا معما اس کے چہرے کا اول زلف یعنی اور آخر الف و

۵۷

الفاظ میں اسیر ہیں +
۵۸ قول میں صنعت ذو لسانین یعنی دو زبان ہے غضب کی عربی لیکن ہے جب قول میں سے لیں کھوٹ یعنی دو لام اور ایک ے قبر زیبا قول اور دیں میں ہیں نکالے تو قبر رہ گیا شبہا کا کھانا شوخ کے مطلب سے ظاہر ہے کہ شب رہیں رہی اور وصال کی رات نہ ہوئی تو وصال کیا کیفیت نہ ہی بزم نہ ہو

۵۷ اس میں
جوابی مطلوب ہے۔
ہم کو اُلٹا سوجھا
بات کو اُلٹا کہا
ناداں یار کے اُلٹے ہوگئے۔
یعنی سارا کام
مہتاب رائے ہوا
اور مطلب برآیا
سب باتیں اُلٹی
ہوں قصہ کام کیونکر
بنے +

۵۸ دختیلی یعنی
بڑے بڑے دانتوں والی
کٹیلی یعنی کاٹنے والی
ناری یعنی عورت +
لفظ آری دو معنی ہے
ایک تو یہ کہ آری لوہا
دوسرے آری کا نام
چوپٹ صنی کا اوزار ہے

۵۸

۵۸ خرو یعنی کرگا
یہ لوہا کہاں کے رہتا ہے
اور گوش یعنی کان
یہ سب کے پاس ہیں
دونوں لفظ مل کر
خرگوش بن گیا۔ جو
جنگل میں پاس رہتا
ہے۔ یعنی رہتا ہے +

مومن

مُعما باسم مہتاب رائے

بنے کیونکر کہ ہے سب کار اُلٹا	ہم اُلٹے بات اُلٹی یار اُلٹا

خوبیٔ پہیلی

اِس میں جس شے کا نام ہوتا ہے دو معنی خوبی سے اُسکا نام لیا جاتا ہے یا اس کے پاس پاس کے پتے بتائے جاتے ہیں۔ اِس خوبی کو اُردو شعرا میں صرف خسرو شاہ اور سودا نے برتا ہے۔ اِس میں بھاشا اور پوربی زبان آتی ہے

خسرو

آری کی پہیلی

دانت دختیلی کاٹ کٹیلی پتلی دُبلی ناری +
دونوں ہاتھ سے خسرو کھینچے اور کہے تو آری +

پہیلیٔ خرگوش

آدھا رہے کمہار کے آدھا سب کے پاس	سارا تجھکو چاہیے جنگل اُسکا باس

(خسرو) (پہیلیٔ سایہ)

جمی تھی گربیس کی جوان ہوئی اُنگل چار
بڈھی پھر گز بیس کی یہ تم کرو بچار

پہیلی نیم کے درخت کی

آدھا ترور سارا نانوں +
ارتھ کرو نہیں چھوڑو گانوں

پہیلی برچھی کی

ایک اچنبھا دیکھو چل۔
سوکھی لکڑی لاگے پھل
جو کوئی اِس پھل کو کھائے
پیر چھوڑ وہ انت نہ جائے

سودا

پہیلیئے باز پرند

بعضی بات کہی نہ جائے
ناری ہوکر نر کہلائے

پہیلی شمع

چڑھ چوکی پر بیٹھی رانی
سر پر آگ بدن پر پانی

پہیلی حقہ

باہنی والی جل بھری اوپر جاری آگ
جبھی بجائی بانسری نکسو کارا ناگ

پہیلی حمام

سکھ کارن بنایا اک مندر
پون بجائے وا کے اندر
اس مندر کی ریت دیوانی
آگ بجھاوے اور اوڑھے پانی

+ پڑتا ہے
والی بہنی اُسی۔ باہنی
کو بھاتا ہے +
ہوتا ہے
بکتے ہیں +

پہیلی نارِ آتشبازی

رات سمے اِک میوہ آیا	پھولوں پاتوں سب کو بھایا
آگ دئے وہ ہووے روکھ	پانی دیئے وہ جاوے سوکھ

پہیلی گھڑیال

اِک راجا کے گھر میں رانی	تلے کی پنیدی پیوے پانی
لاجوں ماری ڈوبی جائے	ناحق چوٹ پڑوسی کھائے

پھوٹ کی پہیلی (خسرو)

کھیت میں اُبجے سب کوئی کھائے	گھر میں ہو گھر کا گھر جائے

خوبیٔ تاریخ

اِس میں ابجد کے حروف اِس خوبی کے ساتھ باندھتے ہیں کہ اُنکے ہندسوں سے سن بھی نکل آویں اور شعر کا مطلب بھی اور لطف دے۔ یہ اکثر مکان یا باغ وغیرہ کی یادداشت اور کتاب کی تصنیف و تالیف اور پیدائش و وفات کے سالوں کے واسطے ہے۔ اِس خوبی کے سمجھنے کے واسطے ابجد کا یاد کرنا ضروری ہے وہ یہ ہے

حساب ابجد

ابجد ہوز حطی کلمن سعفص قرشت ثخذ ضظغ

اِن لفظوں میں جتنے حروف ہیں اُن کے واسطے یہ ہندسے مقرر ہیں

الف یا ہمزہ	= ۱	ان میں دوسرے حرف	س	= ۶۰	انہیں بھی پہلے
ب یا پ	= ۲	پہلے سے ایک ایک	ع	= ۷۰	سے دوسرا ۱۰
ج یا چ	= ۳		ف	= ۸۰	زیادہ ہے
د یا ڈ	= ۴		ص	= ۹۰	
ہ	= ۵	ہندسہ زیادہ ہے	ق	= ۱۰۰	انہیں بھی پہلے
و	= ۶		ر یا ڑ	= ۲۰۰	سے دوسرا ۱۰۰
ز یا ژ	= ۷		ش	= ۳۰۰	
ح	= ۸		ت یا ٹ	= ۴۰۰	زیادہ ہے
ط	= ۹		ث	= ۵۰۰	انہیں بھی پہلے
ی	= ۱۰		خ	= ۶۰۰	سے دوسرا
ک یا گ	= ۲۰	ان میں پہلے سے	ذ	= ۷۰۰	۱۰۰ زیادہ ہے
ل	= ۳۰		ض	= ۸۰۰	انہیں بھی پہلے
م	= ۴۰	دوسرا حرف	ظ	= ۹۰۰	سے دوسرا ۱۰۰
ن	= ۵۰	۱۰ زیادہ ہے	غ	= ۱۰۰۰	زیادہ ہے

میرزا جعفر کی شادی کی تاریخ

نجستہ انجمنِ طوے[۵] میرزا جعفر۔	غالب	کہ جنکے دیکھنے سے ہوا ہے سب کا جی محظوظ
ہوئی ہے ایسے ہی فرخندہ سال میں غالب		نکیوں ہو ماتۂ سالِ عیسوی محظوظ ۱۸۵۳

میرزا یعقوب بیگ کی شادی کی تاریخ

ہوا کہ خدا آج یعقوب بیگ	مومن	عروس اور داماد دونوں پری
کہا میں نے مومن سے تاریخ کو		کہ ہے ختم اس پر سخن گستری
کہا میں نے دیکھا مگر تو بھی دیکھ		سما پر ہم زہرہ و مشتری ۱۲

۶۱

تاریخ وفاتِ مولوی شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی

انتخابِ نسخہ دیں مولوی عبدالعزیز	مومن
جانبِ ملکِ عدم تشریف فرما کیوں ہوئے	
مجلسِ درد آفرینِ تعزیت میں میں بھی تھا	
دستِ بے دادِ اجل سے بے سر و پا ہو گئے	
بے عدیل و بے نظیر و بے مثال و بے مثل	
آگیا تھا کیا کہیں مردوں کے ایماں میں خلل	
جب پڑھی تاریخ مومن نے یہ آکر بے بدل	
فقر و دیں فضل و ہنر لطف و کرم علم و عمل	

تاریخِ وفات عارف و تسکین و مومن شاعران (سالک)

برس دن میں مرے یہ تین شاعر	
کہا دل نے کہ داخل ہو گئے سب	
کہ جو تھے حضرتِ دہلی کے ساکن	
ارم میں عارف و تسکین و مومن	

تاریخ جلوسِ تخت و وفات سراج الدین ابوظفر شاہِ دہلی

سراجِ دیں بوظفر مسافر بسوئے جنت ہوئے روانہ
کہ جن کے باعث مے خوشی سے چھلک رہا تھا ایاغِ دہلی
چراغِ دہلی۔ جلوس کا سنہ ہے۔ سو اب بھی مطابق اسکے
سروشِ غیبی نے سالِ رحلت کہا۔ بجھا ہے چراغِ دہلی

ع ۱۲۵۳

ع ۱۲۵۳

ع ۱۲۵۳

تاریخ تولد فرزند امجد علی شاہ بہادر

رند

الٰہی! چلی کیا نسیمِ بہاری — جو ہر غنچۂ دل شگفتہ ہوا آج
چمن ڈھٹ ہے ہیں چہکتے ہیں بلبل — جو گلشن تھا پژمردہ تازہ ہوا آج
سرِ دل سے ہاتف نے فوراً صدا دی — خوش اقبال و مسعود پیدا ہوا آج
۵۹ ۱۲

تاریخ باغ امین الدولہ بہادر - (رند)

وزیرِ ہند و دستورِ معظم - — کہ قاصر مدح میں جسکے قلم ہے
بنایا ہے مبارک باغ اُس نے — بہارِ باغِ ہستی جس سے کم ہے
یہ سُنکر فکر کی مَیں نے جو اے رند! — ندا ہاتف نے دی باغِ ارم ہے
۱۲ ۴۴

تاریخ وفات میر گھسیٹا ظریفانہ

ناسخ

جب میر گھسیٹا مر گئے ہائے — ہر ایک نے اپنے مُنہ کو پیٹا
ناسخ نے کہی یہ اُسکی تاریخ — افسوس کہ موت نے گھسیٹا
۱۲ ۴۴

۶۳

لہ اس میں اخیر کا مصرع ۱۲۷۵ تاریخ ہے بقیہ سب سے ۱۲۷۵ حاصل ہوتے ہیں اسکو تاریخی مصرعہ کہتے ہیں *

لہ اس میں ۱۲۷۵ تاریخ ہے باقی ۱۲ عدد کی خوبی ہے باغ ارم کے ۱۲ دروازے ہیں سنگ ۱۲ ۴۴ *

لہ اس میں ۱۲۷۵ تاریخ ہے اور پہلا مصرع اخیر ہے اور پہلا مصرع ۱۲۷۵ تاریخ ہوا کرتا ہے *

تاریخ تالیفِ خزینۃ العلوم مصنفۂ لالہ درگا پرشاد نادر دہلوی

میر مقصود علی رافع دہلوی

لکھا نادر! یہ تذکرہ۔ نادر	اب یہ حاسد کو چاہیئے غم سے
قلبِ[۹] رنجور۔ رافعا! زخمی	دُگنا اور تِگنا چوگنا[۱۲] کر لے

تاریخ کتابِ ہذا بطورِ اختصار قطعہ مندرجۂ کتاب ہذا صفحہ ۲۵۱

حلم مؤلف شاگردِ مصنف موصوف

کیا چھپی عمدہ مرے اُستادِ نادر کی کتاب	مچ رہی ہے جس کی لیکر غرب سے تا شرق دھوم
کر دیا ہی آنکھ کے تل میں فلک کو پائے بند	مشتری جس پر بھر پر ہیں گھومتے باندھے رقوم
جس زمیں میں شعر کہتے ہیں تو فخرِ شاعراں	آسماں تعظیم سے لے ہی اسے آنکھوں سے چوم
شوق تھا یہ شاعری میں کونسی سیکھوں کتاب	جس سے آجائیں مجھے اس علم کے طرز و رسوم[۱۸]
عیسوی مصرع میں ہجری کہہ صلاح ہاتف[۹۲] نے دی	حلم! چوچند جی لگا کر پڑھ خزینۃ العلوم
	۱۲۹۲

پہلا چمن تمام ہوا

التماس

چونکہ اُردو اشعار میں بہت باریکیاں اور نازک خیالیاں ہوتی ہیں اسلئے عام فہم نہیں ہوتے۔ اور اسی سبب سے یہ پہاڑ نظر آتے ہیں اسی وجہ سے لوگ کچھ کا کچھ سمجھ جاتے ہیں یہانتک کہ اس مذاق سے بے خبر مہذب شعر کو فحش کی طرف خیال کر جاتے ہیں۔ ان قسموں کے رفع کرنے اور معلمین و متعلمین کی آسانی کے خیال نے مؤلف کو حل لکھنے پر مجبور کیا تاکہ حل سے چاٹ لگ کر مذاق و شعر فہمی کی ترقی ہو۔ مؤلف نے اپنے خیال میں تو پڑھنے پڑھانے والوں کو یہانتک نوید دیا ہے کہ اس حل کو دیکھکر ہر قسم کے مشکل اشعار کو بآسانی سمجھ لیا کرینگے گویا دونوں جہنوں کا حل تمام دیوانوں کے قفل کی کنجی ہے۔ حل میں دوسرا فائدہ یہ رکھا گیا ہے کہ جو شعر ثبوت میں نظیر اُدیا گیا وہ بھی گویا اس پیرایہ میں برمحل سمجھا گیا ہے۔ چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار ✤ اگرچہ بخوف طوالت الفاظ کے لطف نہیں لکھے گئے مگر پھر بھی مطلب مذاق کو عام فہم کرنے کے لئے طوالت ہو گئی اسکا عیب نہ پکڑیں کیونکہ بات کے خوگر سے بہت ہی قابل بیان بات چھوڑی نہیں جاتی بقول میر ؎

عیبِ طولِ کلام مت کر لیو ✤ کیا کروں میں سخن سے خوگر تھا ✤ گلشنِ اُردو کے اشعار سے زیادہ مشکل مشکل اشعار تمام دیوانوں کے چیدہ کر کے حل کرنا چاہتا تھا۔ مگر زمانے کی نازک مزاجی اور حال کی بے توجہی سے اندیشہ کر کے اُنسے خاموشی پکڑی بقبالِ مخفی ؎

اے عندلیبِ ناداں دم در گلو بہ بند ✤	نازک مزاجِ شاہاں تابِ سخن ندارند

اگر زمانہ نے قدر دانی کر کے زیادہ مشکل اشعار کے حل کی خواہش کی تو انکی خاطر خواہ خوشی کی جائیگی ✤

دو تو شہروں کی قیمت ۴ر

پہلے چمن کا حل

اشعار عارفانہ میر تقی

میرزا غالب فرمایا کرتے تھے کہ شعرا میں مشہور ہے کہ میر صاحب کے ساتوں دیوانوں میں ۲، نشتر ہیں یعنی اعلےٰ درجہ کی نازک خیالیاں جو شعرا کو لوٹا دیتی ہیں جہاں ایسی نازک خیالی کی نشتر آوے گی وہاں حل میں لکھا جو گا کہ یہ نشتر ہے +

(۱) واجب وہ ہے جو کسی مادہ سے نہ بنے اور نہ اُسکو فنا ہو ممکن اُسکے برخلاف ہے جیسا کہ خدا کا وجود نہ کسی سے بنا اور نہ اُسکے وجود سے کوئی وجود بنے ایسا ہی اُسکا نام لفظ خدا بھی جامد ہے یعنے مصدر و مشتق نہیں مذاق یہ ہے جیسے مشتق سے اُسکی ذات پاک ہے ویسا ہی اسکا نام اور جیسا کہ وہ مشتق نہیں ہے ایسا ہی اُسکی صفت و ثنا کا کوئی مصدر نہیں یعنے اُسکی صفت و ثنا نہیں ہوسکتی - اِس میں نازک خیالی کی نشتر ہے +

(۲) خود قرآن شریف میں فرمایا ہے - یُضِلُّ مَنْ یَّشَاءُ وَیَهْدِی مَنْ یَّشَاءُ - یعنی جسے چاہے گمراہ کرے اور جسے چاہے ہدایت کرے جب نیکی بدی کا اختیار نہیں تو فعل مختاری تبا نا صرف تہمت ہے بس افعال اور حرکات کا وہی مختار ہے جو نیکی بدی ہو اُسی کے اختیار سے ہے +

(۳) کیا گل اور کیا پھول اور کیا باغ اور کیا بہار حیوانات نباتات جمادات وغیرہ سب میں وہ اپنا ہی رنگ دکھا رہا ہے +

(۴) سرسری یعنی روا روی - جھٹ پٹ ہر جا جہان دیگر یعنی ہر ایک شے اگر بہ چشم غور دیکھی جاتی تو ایسی ایسی خدا کی حکمتوں اور قدرتوں سے پُر ہے کہ اُسمیں ایک جہان کی کیفیت ہے ایک پتے پر خیال کرو کسقدر بے شمار رگ و ریشہ - نازک اندامی - تروتازگی و آب و رنگ سے پُر ہے گویا ایک روے زمین کا نقشہ ہے بقول سعدی ؎ برگ درختان سبز در نظرِ ہوشیار + ہر ورقے دفتریست از معرفت کردگار +

(۵) حالانکہ چھ طرفوں یعنے اوپر نیچے آگے پیچھے دائیں بائیں اُسی کا ظہور ہے مگر انسان آپ گم ہے اور گمراہ ہو کر ہر طرف بھٹکتا پھرتا ہے اسلئے خدا کو نہیں پا سکتا ورنہ خدا ہر دم اس کے سامنے اور پاس ہے +

(۶) خدا بندے میں ہر دم موجود ہے جیسا کہ قرآن شریف میں فرمایا ہے نَحْنُ فِیْ اَنْفُسِکُمْ یعنے ہم تمہارے اندر ہیں اور بندے وہم و جہالت سے کہیں کہیں ڈھونڈتے پھرتے ہیں +

(۷) لطف یہ ہے کہ گھڑیال سے جو ٹن ٹن کی آواز آتی ہے اُس سے مفہوم ہوا کہ تنہا ہوں نہیں بلکہ تنہا ہوں کہتی ہے اور تمام باجوں اور سازوں سے اسکی صدا اصل میں بھی علیحدہ رہتی ہے نتیجہ یہ ہے کہ اسکی زبان ہے اور آنکھ نہیں اگر ہوتی تو وہ اُسکو جو چاروں طرف ہر شے میں موجود ہے دیکھتی پھر تی تنہا ہونا زبان پر نہ لاتی اس میں نشتر ہے +

(۸) اہل چمن یعنی مقام ارواح اور جنت والے یا رکیوں کر پہچانے جائیں گے رود ازل سے قیامت تک ہم خاک میں اسیر ہے ایک حالت سے فنا ہوئے اور دوسری حالت میں پیدا ہوئے اسی حیات اور ممات اور ادل بدل کے چکر میں پڑے رہے - اتنی مدتوں کے بعد اپنے وطن والوں یعنی قدیمی جنت والوں کو کیونکر پہچانینگے +

عارفانہ سودا

(۱) سودا کے زمانے میں تیر بند کر تھا اب مونث بولا جاتا ہے - آگ کے سبب طور معراج کی جگہ بنا یعنی پتھر میں جو آگ ہے وہ خدا کی ذات کا نور ہے اور آگ ہر پتھر میں ہے اور بت پتھر کا ہوتا ہے اور پتھر ہر جگہ موجود ہے اس لئے کہا ہے کہ بت میں بھی وہی جلوہ خدا ہے جو طور میں تھا ہم موسی نہیں ہیں کہ ہر وقت کے پاس کے جلوہ کو چھوڑ کر دور و دراز طور پر سر کرنے جائیں عارف کو ہر شے میں جلوۂ حق ہے بقول قاسم ؎ جہان میں آن کر یا روز زمین و آسمان دیکھا + وہی آیا نظر ہم کو غرض جس سمت جہاں دیکھا +

(۲) گلشن ہستی دنیا کہ مدت سے اسی طرح چلی آئی ہے جب تک معرفت کی آنکھ نہیں کھلتی قابل دید نظر آتی ہے جب چشم حقیقت کھل گئی تو فنا کی خزاں سے سب کو فنا دیکھا بقول درد ؎

بنیائی نہ تھی تو دیکھتے تھے سب کچھ + جب آنکھ کھلی تو کچھ نہ دیکھا ہمنے

(۳) مذہبی جھگڑوں سے پاک ہیں جو ہر مذہب میں جلوہ گر ہے اُس کو چشم معرفت دیکھ رہے ہیں۔ نیاز } جو اب الحرم ہے صنم بھی رہی ہے + حرم دیر میں ایک سا فی دیکھتا ہوں
} اسے برہمن اور اُسے شیخ نا نے + یہ آپس کا جھگڑا یہاں دیکھتا ہوں

(۴) باغبان مراد خدا حباب مراد عارف چمن مراد دنیا عمر کا زمانہ بہت ہی تھوڑا ہے جیسا کہ پانی کا بلبلہ بنا اور پھوٹا +

(۵) ان نے یعنے نقش پا نے نقش پا کو چشم حیران سے تشبیہ ہے وہ بھی ایک جگہ گڑی رہجاتی ہے اور یہ بھی خاک میں جو بڑے بڑے سلطان۔ پری جوان۔ گل و ریحان ملے ہوئے ہیں اُن کو خاک میں مے دیکھکر نقش پا کی آنکھ حیران ہے

عارفانہ خواجہ میر درد

(۱) جو جو اوصاف خدا کے ہیں وہ سب اُس نے انسان کو دئے ہیں مثلاً خدا بادشاہ ہے انسان کو بھی بادشاہ بنایا دیکھو بادشاہی جلوس اور جاہ وحشم کہ عقل حیران ہے خدا موجد ہے دیکھو آدمی کی ایجاد۔ ریل۔ تار برقی۔ قسم قسم کی کلیں علوم فنون خدا حسن میں کامل ہے کہ موسے کو ذرا سا چمکارا دیکھکر عشق آگیا تھا دیکھو انسان کا حسن کہ زہرہ پیر پاک فرشتوں نے عشق کیا علے ہذا القیاس اور اوصاف ہیں +

(۲) تعلیم کا ارادہ انسان کو تو نے ہی دیا دیر میں تو نے ہی اپنے جلوے سے رجایا۔ کعبہ میں تو ہی پردہ نشین ہے بتخانہ میں تو نے ہی بلاکر اپنا جمال دکھایا +

(۳) دشمن میں اور ہر بندے میں خدا ہی کی شان ہے قاعدہ ہے جب کوئی نہایت عزیز نظر پڑے اور اُس کے ساتھ ایک غیر بھی ہو تو وہ غیر بھی عزیز دکھائی دیتا ہے جیسا کہ یوسف کو حضرت یعقوب کے ساتھ مصر میں آتے ہوئے دشمن بھائی عزیز ہو گئے تھے

(۴) خدا نے بندے کا دل ایک ایسا چھوٹا سا آئینہ بنایا ہے کہ خالق اور مخلوق سب کا عکس اس میں ہے دیکھو جو شے بچپن سے لیکر دیکھی ہے یا پڑھی ہے یا سُنی ہے سب دل میں ہے جب چاہو ہر ایک شے کو علیحدہ علیحدہ ہو بہو دیکھ لو +

(۵) جو راگ ہیں سب میں اُسی کی نغمہ سرائی ہے جتنے مذہب ہیں سب میں اسی کی پوجا ہے جو خوب صورت چیزیں ہیں سب اُسی کے حسن کا نور ہے ہر ایک شے میں وہی زبان حال سے گویا ہے +

(۶) اس شعر کا اور سودا کے دوسرے شعر کا ایک مطلب ہے جو لکھا گیا +

عارفانہ انشا

(۱) خدا کا ہونا کعبہ میں ہی نہیں وہ ہر طرف اور ہر شے میں ہے

(۲) فلسفہ کا مسئلہ ہی کہ خلا محال ہے یعنی کوئی چیز خالی نہیں اس سند سے یہ نتیجہ نکلا کہ عارفوں کے ساتھ فلسفیوں کا بھی اتفاق ہے یعنے کوئی شے خدا سے خالی نہیں جیسا کہ میر کے ساتویں شعر میں گذرا +

عارفانہ جرات

(۱) جس نے اور وہ سے مراد خدا ہے یعنے جہان کے آئینہ کو خدا دیکھ رہا ہے اور عکس کی طرح اس آئینہ میں وہ ہی ہو بس وہی اپنے آپ کو دیکھ رہا ہے جیسا کہ ناسخ کے تیسرے اور ذوق کے پہلے شعر کا مطلب ہے +

(۲) ہر رنگ میں اُسی کا جلوہ دکھائی دے رہا ہے جب ہی عارف لوگ ہر ایک شے میں اُس کے جلوہ پر لطف اُٹھا کر محو ہیں +

عارفانہ مصحفی

(۱) خدا کے جمال کے دیکھنے کو یعنی اسکی معرفت کو بہت عمر چاہئے اور یہ جو انسان کی عمر ہے یہ چراغ سحری ہے یعنی بہت تھوڑی ہے جیسا کہ صبح کو چراغ بجھ جاتا ہے +

(۲) بدن انسان کا اور چہرہ پری کا ہونے سے یہ مراد ہے کہ بدن یعنی انسان کا دھڑ خدا نے فرشتوں سے بنوایا اور اپنے آپ بنایا اس سے یہ غرض ہے کہ انسان کی ذات میں آپ شامل ہے اور اپنے تمام کمال اور اوصاف بھرے ہیں +

عارفانہ امام بخش ناسخ لکھنوی

(۱) اس باغ سے مراد جہان۔ گل سے مراد موجودات۔ شبنم سے مراد جلا اور آب و تاب اشیا۔ سب۔ شعرائے گل کا ہنسنا اور شبنم کا رونا باندھا ہے اور اُستاد ناسخ نے سب کے برخلاف گل کا رونا اور شبنم کا ہنسنا باندھا ہے اسی رعایت سے طرفہ اور عجیب کہے لفظ آئے ہیں۔ ثبوت یہ ہے کہ ہنسی میں انسان پھول جاتا ہے شبنم بھی بخاراتی صورت میں گلوں پر پھول کے بیٹھتی ہے اور پھر شبنمی بخارات ملکر بوندیں بنکر زمین پر ٹپکتے ہیں یہ رونا ثابت ہے اور پھول جب کھلتا ہے گویا ہنستا ہے جب فنا ہوتے ہوئے اس کی پنکھڑیاں جھڑتی ہیں تو گویا روتا ہے۔ اسی طرح جو چیز جہان میں پیدا ہوتی ہے وہ تر و تازہ ہنسی کی صورت میں ہوتی ہے اور جب جہان سے جاتی ہے تو رونی صورت نظر آتی ہے نیری کا خطاب خدا کی طرف ہے اور محفل سے مراد جہان ہے یعنی ہر ایک شے جہان میں ہنسکر آتی ہے اور روتی جاتی ہے +

(۲) ہر ایک شے میں خدا اس طرح ہے جس طرح جسم میں جان اور گل میں بو +

(۳) جہان ایک آئینہ ہے اور خدا اُسکو دیکھ رہا ہے اسی کا عکس اس میں ہے یعنی تمام شے اُسی کی ذات سے پیدا اور وہی ہر شے میں ہے اور ہر شے کا رنگ آپ ہی دیکھ رہا ہے +

(۴) نصف النہار یعنی دوپہر۔ بے حضور یعنی غافل جو شے آنکھ کے سامنے ہے اور ضد اوہی شے ہے پھر خدا کی تلاش کرنا ایسا ہے جیسا کہ دوپہر کو جبکہ وہ دھوپ سے پکار رہا ہے اور آنکھوں کے سامنے عین سر پر ہے سورج کو ڈھونڈنا +

(۵) جب پتھر توڑتے ہیں تو آگ جو اس کے باطن کا نور ہے نکل کر دکھائی دیتی ہے اسی طرح سے جو بندہ اپنی ہستی کو توڑے یعنی آپ کو ریاضت کے کرنے اور نفس امارہ کے مارنے سے فنا کرے تو اپنے میں خدا کا نور پا وے +

(۶) جو چیز سامنے نظر آوے اُسکو ڈھونڈنا دل کا اندھا پن یعنی بے وقوفی ہے +

(۷) افعال اور حرکات کو جو انسان اپنی طرف اپنے اختیار کی نسبت کرتا ہے محض بے وقوفی ہے اگر بچشم معرفت دیکھے تو انسان ایک کل ہے اور اُسکا چلانیوالا خدا +

(۸) کہیں کہیں جا کر خدا کی تلاش کرنا اپنے گھر کو برباد کرنا اور سمجھنا ہے حالانکہ جس کی تلاش ہے یعنی خدا کی وہ گھر یعنی دل میں موجود ہے +

(۹) چھپا رہنے کے لحاظ سے بے جہت یعنی بے طرف ہے کہ کسی طرف اسکو کچھ دکھائی نہیں دیتا اور عالم ایجاد میں اپنا ظہور دکھانے کی رو سے شش جہت یعنی چھوں طرف آگے۔ پیچھے۔ دائیں بائیں۔ اُوپر۔ نیچے وہی ہے جنس میں سب سے ایک طرف یعنی علیحدہ ہے اور قرب میں چاروں طرف ہے یعنے ہر شے کے قریب ہے + +

عارفانہ حیدر علی آتش لکھنوی

(۱) اگر معرفت کی آنکھ سے دیکھا جاوے تو موجودات کا ہر ایک ذرہ صنعت اور کمال لطف سے بھرا ہوا ہے یہاں تک کہ گنے کی گانٹھ جو بے کار نظر آتی ہے اُس میں بھی رس بھرا ہوا ہے اسی طرح کوئی شے فائدے اور لطف سے خالی نہیں +

(۲) صورت آباد۔ رنگ برنگ کی صورتوں سے آباد مراد جہان پتلیوں کا تماشا دیکھکر نتیجہ نکالا کہ جس طرح سے اختیاری حرکت نہیں ہے جس طرح پتلی والا چاہے بلائے اسی طرح ہم مختار پتلیاں ہیں اور خدا پتلی والا ہے جس طرح چاہتا ہے بولاتا ہے پھراتا ہے +

(۳) اس شعر کا مطلب بھی اُوپر کے شعر کے مطابق ہے +

(۴) ششش جہت یہ معنی چھ طرف مراد جہان چاروں طرف سے کعبہ کو ہم سجدہ کرتے ہیں یہ بے سمجھی ہے سجدہ خدا کو چاہیئے چونکہ خدا چاروں طرف ہے ہم کعبہ میں جاکر کعبہ کی طرف پیٹھ کرکے تجکو چاروں طرف سجدہ کریں حارفوں کی سب کی طرف پشت ہے اور خدا کی جانب رو ہے ششش جہت چار سو کی رعایت سے آباد ہے +

عارفانہ شیخ ابراہیم ذوق

(۱) اس لئے ہر آئینہ میں تیرا ہی عکس ہے یعنی تو ہی ہے جب ہر شے میں تو ہے اس قوت کے باعث کہ تو اپنی تجلی سے ہر ہر شے کے واسطے اُس میں موجود ہے آئینہ ہستی تیری تاب نہ لا سکا اگر اسمیں تو نہ ہوتا تو آئینہ ہستی کی کیا ہستی تھی جو تیری تجلی کی تاب لا سکتا ذرا سی تجلی کوہ طور پر پڑی تھی وہ جل کر خاک ہو گیا تھا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ عارف جو تجھے دیکھ لیتا ہے پہلے اس میں تو سما جاتا ہے اسوجہ سے عارف تجھے نہیں دیکھ سکتا بلکہ تو ہی اس کے نام سے اپنی ذات آپ دیکھ رہا ہے جیسا کہ ناسخ فرماتے ہیں

ے آئینہ دوراں ہے - اسمیں عکس جاناں ہے + آپ اپنا حیراں ہے - آپ ہی اپنا ثانی ہے +

(۲) اے غافل تجکو معرفت کے کان نہیں ورنہ ہر ایک پتا اُس کی تعریف کا ہے پتے سے مراد ہر شے سے آدمیوں کی عبادت تو ظاہر ہے پہاڑوں کا اُسکے عشق میں یہ حال ہے رونے سے دریا جاری ہیں دل میں آگ بھری ہوئی ہے درخت اسکی نماز میں کھڑے ہیں پتوں سے جو آواز آتی ہے وہ ذکر و تسبیح کرتے ہیں چوپائے رکوع میں ہیں زمین کے کیڑے سجدے میں ہیں اسکی یاد کرتے ہیں چنانچہ قرآن کہتی ہے حق سترہ - فاختہ کہتی ہے - حق ہو - تیتر کہتا ہے - سبحان تیری قدرت - چڑیاں - بچوں بچوں کرتی ہیں بقول نظیر ے شام سویرے چڑیاں ملکر چوں چوں چوں کرتی ہیں + چوں چوں چوں چوں چوں کیا سب بچوں بچوں کرتی ہیں + علی ہذا القیاس جس شے کی جو آواز آوے وہ خدا کی تعریف میں راگ ہے +

(۳) جیسا کہ نگاہ سے سب چیز نظر آتی ہے اور خود نگاہ نظر نہیں آتی اسی طرح خدا کے نور سے جو آنکھوں میں ہے سب چیزیں دکھائی دیں مگر خدا حالانکہ آنکھوں میں ہے پھر دکھائی نہیں دیتا +

(۴) خدا بندے میں اس طرح ہے جیسے کہ گل میں رنگ موجود ہے اور دکھائی نہیں دیتی جیسی کہ گل سے بو نکل کر بھاگتی رہتی ہے اسی طرح خدا باوجود پاس ہونے کی نظروں سے بھاگتا رہتا یعنی غائب رہتا ہے بقول سوز ے

برنگ بوئے گل اے راے کہ آشنائی ہے + رہے آغوش میں تو اور نہیں دیتا دکھائی ہے +

(۵) اس جہان میں ہزاروں صورتیں ہیں مگر کوئی ایسی صورت نہیں ہے جس میں خدا کی صورت نہ ہو یعنی ہر شے میں خدا موجود ہے

(۶) اس شعر کا اور اس سے نیچے کے شعر کا مطلب ایک ہی ہے دیکھو نیچے کے شعر کی شرح +

(۷) دانہ خرمن کا ایک جزو ہے مگر اجزو دیکھا جاوے تو دانے ہی کے اندر خرمن بھرا ہوا ہے یعنے اسی دانہ میں سے پیڑ نکلتا ہے جسمیں سے ہزاروں دانے اور گھاس بھکر خرمن بنتا ہے جیسا کہ اس سے پہلے شعر میں ہے کہ ہر ایک دانے میں کھیت کے کھیت لہلہاتے ہیں - اسی طرح قطرہ کہ دریا کے مقابل نہیں دریا ہے اور یہی قطرہ ہے جس کے اجزا بڑھتے بڑھتے دریا بنجاتے ہیں اور بڑا دریا جزو میں ہوتے ہیں وہی کل میں بھی ہوتے ہیں پس ہر جزو کل کا ایک نمونہ ہے جزو ہی سے ترقی پاکر کل بنجاتا ہے جیسا کہ میر تقی فرماتے ہیں ے جزو مرتبہ کل کو حاصل کرے ہے آخر + اک قطرہ میں نہ دیکھا جو دریا نہ ہوا ہوگا +

(۸) جب خدا نے انسان کو اپنا نمونہ بنایا تو مثل خدا آدمی بھی معبود اور مسجود ہے چنانچہ خدا نے فرشتوں سے آدم کو سجدہ کرایا پس میں ابتدا سے مسجود خلائق ہوں ابتدا میں فرشتوں کا مسجود رہا جب مر کر خاک ہو گیا تو میری اینٹ بنکر مسجد کی لگی تب بھی مجکو سجدہ ہوتا رہا پھر وہ اینٹ تغیر زمان سے اُکھڑ کر بتخانہ کو لگی وہاں بھی مجھے سجدہ ہوئے مدتوں کے بعد یہ اینٹ بھی خاک ہو گئی اس خاک سے آدمی جون میں آیا جوں پتناسخ یعنی آواگون کا مسئلہ ہے کہ آدمی ہزار ہا جون بدلتا ہے شعر مذکور مولانا روم کے اس شعر کے مضمون پر ہے ے ہفت صد بتخانہ بنہاد طمت دیدہ ام + ہفتصد بتخانہ بار ہا روئیدہ ام

اسکا نمونہ ہے کہ جن شاعروں کا ایمان اچھا نہیں ہے اُن کے مقابل ہے

بارہا آگاہوں سات سو ستر یعنی بہت سے مذہب دیکھے ہیں +

(۹) کسی سے دشمن سمجھکر لڑنا اور کسی سے دوست جان کر صلح کرنا عارفوں کے نزدیک محض بے وقوفی ہے اگر بے وقوفی نہو اور معرفت کی آنکھ کھل جائے تو نظر آجائے کہ کوئی دوست ہے نہ دشمن ہی ہے ہر فعل کا فاعل حقیقی خدا ہی ہے وہی دشمن کے روپ میں نقصان پہنچاتا ہے اور وہی دوست کے بھیس میں نفع جیسا کہ سعدی رحمت اللہ علیہ نے فرمایا ہے ؎

گر ایں مدعی دوست نشناختے ۔۔۔ بہ پیکار دشمن نہ پرداختے
گر از ہستی خود خبر داشتے ۔۔۔ ہمہ خلق را نیست پنداشتے

عارفانہ اسد اللہ غالب دہلوی

(۱) پہلے زمانہ میں دستور تھا کہ جسکو عدالت مانحت کا اپیل کرنا ہوتا تھا وہ عدالت ماتحت کی نقل حکم اپنے جانے پڑتالنک کو عدالت عالیہ کے سامنے جا کھڑا ہوتا تھا یہ فریادی کی نشانی تھی اس کو لباس فریاد کہتے ہیں غالب نے وہی وجہ اب ذکر کیا ہے تصویر جو کاغذ پر کھینچی ہوتی ہے تو یہ کاغذ گویا اسکا لباس فریاد ہے اور فریاد اس امر کی ہے کہ مصور نے مجھے لوٹ لیا کہ میری گویائی بینائی - رفتار - اور تمام قدرتی اسباب چھین کر بے زبان اور بے حرکت بنا کر اصلی صورت بگاڑ کر اس کاغذ میں قید کر دیا اس میں معرفت و تعریف خدا یہ ہے کہ انسان کا اعلےٰ سے اعلےٰ درجہ کا کمال اور صنعت صانع حقیقی کے مقابلہ میں کمال عیب اور نقص ہے حالانکہ اپنی دانست اور ظاہری خیال سے مصور تصویر کو اصلی صورت سے عمدہ نقش کرتا ہے مگر قدرتی اسباب مثلاً گویائی - بینائی - رفتار - نزاکت نہ ہونے سے اصلی صورت بالکل بگڑ گئی مصور کو جو گمان تھا کہ تصویر میری تعریف کریگی اس لئے درحقیقت تصویر اسکی فریاد کرتی ہے کہ گستاخی کی +

(۲) یہ طب کا مسئلہ ہے کہ جب رگوں میں ہوا بھر جاتی ہے تو خون میں بلبلے ہو جاتے ہیں اسکو ریح کی بیماری کہتے ہیں قطرہ کو یہ در و ریح ہو کر یعنی ہوا بھر کر بلبلے کی ہوا جبتک بلبلے کی حد میں رہے تب تک یہ ہوا کا در و دور میان ہے اور جب یہ ہوا حد سے بڑھی یعنی پھیل کر باہر کو سر نکالا پس اسمیدم درمیان سے نکلی اور درد کو آرام ہوا اس لئے درد ہی کا حد سے نکل جانا قدرتی دوا ہے ہوا کا نکلنا یعنی مرجانا ہے بلبلہ کے واسطے فنا ہونا عشرت ہے کہ دریا میں ملکر دریا بنگیا بقول ذوق ؎ کیونکر حباب ہوسکے دریائے بیکراں + در یا سے جبتک ملکے ٹوٹ پھوٹ کے +

مراد یہ ہے کہ عارف فنا ہو کر خدا کی ذات میں ملکر خدا ہو جاتا ہے فنا ہونے کی تکلیف کا انجام اس کے لئے راحت ہے اسکی تاکید میں انہی کا یہ شعر ہے ؎ قطرہ دریا میں جو ملجائے تو دریا ہو جائے + کام اچھا ہے وہ جس کا کہ مآل اچھا ہے +

(۳) اول بھی خدا ہے آخر بھی خدا ہے جسم انسان کی ہستی بیچ میں حائل ہو گئی اگر یہ وجود انسانی نہ ہوتا تو میں خدا ہوتا +

(۴) ذوق کے پہلے شعر اور اس شعر کا ایک مضمون ہے پہلے اسکی شرح دیکھو پھر اسکو - اپنا جلوہ انسان کو دکھانے کے واسطے پہلے اس میں آپ بینائی بنا اگر وہ آپ ہی بینائی نہ بنتا تو پھر دیکھنے کی کس کو تاب تھی پس وہ بینائی بنکر ہر ایک میں ہے جیسا کہ قرآن شریف میں فرمایا کہ نحن فی انفسکم یعنی ہم تمہارے نفسوں میں ہیں دوسری آیت یہ ہے کہ نحن اقرب الیہ من حبل الورید یعنی ہم تمہاری شاہ رگ سے بھی نزدیک ہیں اس میں دوئی کی بو نہیں یعنی وہ اپنے سوا کسی دوسرے کی نظر نہیں پڑتا انسان کو جو دکھائی دیتا ہے اسوقت دیتا ہے جبکہ اس کی انسانی ہستی کو مٹا کر آپ بنجاتا ہے جب دیکھنے دکھانے والا آپ ہی آپ ہے تو دوئی کا کیا ذکر ہے اگر وہ دوئی پسند ہوتا تو ضرور کبھی نہ کبھی کسی کو اس کی اصلی حالت انسانی میں ملتا چونکہ وہ انسان کو اسکی ہستی مٹا کر آپ بنے بدون کبھی دکھائی نہیں دیا اسوجہ سے وہ سب میں یگانہ ہے دوئی کی اس میں بو نہیں مؤلف نے درویشی نور سے مختصر طور پر اس عقدہ کو کھولا ہے ورنہ یہ تصوف کا ایسا باریک مسئلہ ہے کہ خود غالب اس کے بیان پر آگے کے شعر میں فخر کرتا ہے ؎

یہ مسائل تصوف یہ تیرا بیان غالب ! ۔۔۔ تجھے ہم ولی سمجھتے جو نہ بادہ خوار ہوتا +

(۵) حجاب یہاں دو معنی دیتا ہے ایک چھپانیکا پردہ - دوسرے ساز کا پردہ تو ابعینی گانے کی آواز یہ شعر ذوق کے دوسرے شعر کے مضمون کے موافق ہے ذوق نے برگ سے ہر شے مراد لی ہے اُنہوں نے پردہ سے حجاب یا پردہ ستار و تنبورا و سرنگی وغیرہ کی تاروں کو کہتے ہیں جو اُوپر ہی ہوتے ہیں جب یہ بجتی ہے تو تمام اندرونی حالات آوازوں اور سروں کو ظاہر کر دیتی ہے اسطرح جتنے بھید خدا تعالے نے مخلوقات کے پردہ میں چھپائے ہیں - وہ پردے ہیں ظاہرا خود بہ خود زبان حال سے اپنے اندرونی حالات باآواز تیار رہے ہیں دیکھو ذوق کے دوسرے شعر کی شرح - دوسرے یہ ہے جیسے کہ ساز کے مثلاً سرنگی کے بہت سے پردے ہوتے ہیں ناواقف کو اُن میں اکثر فضول نظر آتے ہیں مگر ساز والے کے نزدیک اگر ایک تار بھی کم ہو جائے تو سُر میں فرق رہ جائے اسی طرح خدا نے تسلسل کائنات بنایا ہے اگر انمیں سے جو بیشمار اور فضول نظر آتے ہیں ایک بھی کم ہو جائے تو سلسلے میں فرق آجائے دیکھو حیوانات سلسلہ ہاتھی سے لیکر اس کیڑے تک جو پتھر میں ہیں اور بذریعہ خوردبین کے نظر آتے ہیں اور نباتات کا سلسلہ کلاں درخت مثلاً بڑھ کے درخت سے لیکر اُس کائی تک ہے جو پتھر میں سے نکلکر پتھر پر جم جاتی ہے جس کے سبب پاؤں پھسلتا ہے یا چولے والے فرش بر اور دیواروں پر ہوتی ہے جس سے سیاہی آجاتی ہے اسی طرح اجرام فلکیہ کا جسکو نظام شمسی کہتے ہیں اگر ایک ستارا کم ہو جائے تو کشش اور گردش کا انتظام بگڑ کر سب ایک جگہ غٹ پٹ ہو جاویں وغیرہ وغیرہ غرض یہ سب کے سب زبان حال سے اسکی تعریف گاتے ہیں کہ ہم نے اس نے کمال صنعت اور حکمت سے اس اس فائدے کے واسطے پیدا کئے ہیں بقول نظامی ؎ دریں پردہ یک رشتہ بیکار نیست ✤ سر رشتہ بر ما پدید از نیست ✤

(۶) جادہ یعنی رستہ لالہ کا داغ سیاہ ہوتا ہے جسکو اندھیرا جانا گیا ہے اُس اندھیرے کی روشنی کے واسطے جو اُس میں تبیاں ہیں وہ گویا روشن شمعیں ہیں اسی طرح تاحدِ نظر تمام زمین سرسبز ہوتی ہے صرف روشیں یعنی راستے سبزی سے محروم ہیں مگر باغیر جتنے راستے ہیں وہ باغ میں ایسے خوشنما اور روشن ہیں جیسے کہ لالہ کی اندھیاری سوجہ سے باغ میں زمین کا ایک ذرہ بھی بیکار نہیں مراد یہ کہ جہاں کا ایک ذرہ بھی بیکار نہیں جیسا کہ اُوپر کے شعر میں گذرا ✤

(۷) بموجب قول فلاسفہ کے کہ کل شئی یرجع الی اصلہ - اس لئے تمام چیزوں کی مٹی بنجاتی ہے اور پھر وہ مٹی پہلی صورت پر آنے کی کشش کرتی ہے چونکہ حسینوں کو لالہ و گل سے تشبیہ ہے پس حسینوں کی مٹی نے کشش کر کے گل و لالہ کے روپ میں ظہور پکڑا یعنی جو خوبصورت چیزیں زمین سے پیدا ہوتی ہیں وہ خوبصورتوں کی خاک وجود میں آتی ہے جیسا کہ ناسخ فرماتے ہیں

؎ باغ میں گلبن ہیں گلدستے مزاروں کے تمام ✤ خاک میں کیا کیا ہی گلرخسار پنہاں ہو گئے ✤

یعنے باغ میں جتنے پھولوں کے بوٹے ہیں سب خوبصورت مردوں کی مٹی سے اُٹھ کر قبروں کے گلدستے بن گئے ہیں ✤

عارفانہ حکیم مومن خاں - مومن دہلوی

(۱) کل کس کس کو بادشاہت دی ہوئی تھی اُن سے پھیسن کر آج کس کس کو دی ہوئی ہے ان سے بھی اسی طرح پھیسن کر کل کس کس کو دیگا یہی حال مذہبوں کا ہے کل کن کن مذہبوں کا معاون تھا پھر منسوخ کر کے آج کن کن کا حامی ہے اسی طرح اور مذہبوں سے اِن کو دی کرا کے کل کو اوروں کا حمایتی ہوگا اسی طرح اُنکو بھی نہیں رکھے گا اس سے معلوم ہوا کہ تو سدا نہ کسیکا ہوگا لطف یہ ہے کہ تیرے روز بروز نئے سے نئے کارخانے ہیں بقول نیاز ؎ دیر و حرم میں کوئی نہیں تیری راہ پر ✤ کافر نئے نئے ہیں مسلماں نئے نئے ✤

(۲) خدا کے عارف ہیں وہ نہ بہشت کے طلبگار ہیں اور نہ دوزخ سے خائف ہیں اُنکو خدا کی رضا بہشت اور خفگی دوزخ ہے یعنی وہ خاص خدا کے طلبگار ہیں ✤

(۳) مطلب یہ کہ جبکہ ہم نہ تو کعبے جاتے ہیں اور لبیک کہتے ہیں اور نہ بتخانہ میں جاتے ہیں اور ناقوس بجاتے ہیں پھر کعبے کے شیخ اور بتخانہ کے برہمن میں ہمارا شور کیوں ہے مذاق یہ کہ دونو دینوں میں وہی آوازیں شور سے ہیں لبیک کی پکار اور ناقوس کی جنگھاڑ ہم ان دونو شوروں سے چپ ہیں جب دونو آوازوں سے چپ ہوئے تب ہی ہمارا نام اور آوازہ جما بموجب قول سعدی رحمۃ اللہ علیہ علیہ

۵ کم آواز را باشد آوازہ تیز + یعنی چپ میں بہت نام اور آوازہ حاصل ہوتا ہے یہ شعر عاشقانہ اور عارفانہ ہے +

عارفانہ غزل شاہِ ظفر دہلوی

(۱) انسان کو اپنی حقیقت سے آگاہی نہیں کہ کون ہے آیا خود خدا ہے یا خدا کی مثال ہے جسم وجود ہے یا جسم مثال ہے کافر ہے یا مسلمان ہے بہشتی ہے یا دوزخی ہے اور کیا چیز ہے جسم ہے یا جان ہے اور کیسا ہے بھلا ہے یا برا ہے سست ہے یا ہشیار ہے نادان ہے یا دانا ہے اپنے انجام کی اور اپنی بات کی انجام کی کچھ خبر نہیں کیونکہ جن باتوں کے علم پر دعویٰ ہوتا ہے وہ اکثر غلط نکلتی ہیں اور اکثر باتیں جن کو غلط جانتا ہے درست نکلتی ہیں +

(۲) اِس شعر میں انسان کی حالت کا بوس کی ہے کا بوس ایک طرح کے خواب میں حالت ہے کہ آواز سن سکتا ہے اور بول نہیں سکتا اور حرکت نہیں کر سکتا کچھ خواب میں ہوتا ہے اور کچھ جاگتا ہے ہوش میں بھی ہوتا ہے اور بے ہوش بھی آج سمجھ کسی طرح کی ہے اور کل کو اور طرح کی +

(۳) رند یعنے بے شرع ہوں زاہد یعنی باشرع ہوں صوفی یعنی نشوں سے پرہیزگار ہوں میکش یعنی شرابی یا نشئی ہوں عالم یعنی اصل حقیقت کا جاننے والا ہوں جاہل یعنی حقیقت سے بالکل ناواقف ہوں مومن یعنی مسلمان ہوں ترسا یعنی عیسائی ہوں اسی سبب سے غلط کلام صحیح اور صحیح کلام غلط نکلتے ہیں اور آج ایک مذہب پر ہیں کل اور مذہب پر ہیں گویا اپنا کسی طرح اعتبار نہیں۔

(۴) رنج اور راحت شادی اور غم کی تو کیا خبر جو یہ بھی معلوم نہیں کہ میں زندہ ہوں یا مردہ ہوں اِس شعر میں معرفت کی حد سے زیادہ مستی ہے +

(۵) اِس شعر میں اُن لوگوں کی مذمت ہے جو ظاہر میں تارک الدنیا مشہور ہو کر اس ننگ سے دنیا میں دولت دنیا فریب سے کمائے

(۶) یار یعنی خدا دل میں ہے اور میں کبھی کعبہ کبھی بتخانہ اسکی تلاش میں پھرتا ہوں یہ عارفوں کے نزدیک گمراہی ہے کیونکہ وہ ہر وقت انسان کے اندر دل میں موجود ہے +

(۷) اگر انسان کی بے بنیادی اور ایک قطرہ منی سے پیدا ہونے پر خیال کیا جاوے تو کچھ بھی نہیں اور اگر اسکو علوم و فنون و ایجاد و صنایع پر چشم حقیقت سے دیکھا جاوے تو تمام مخلوقات کا خلاصہ اور ذات حق کا نمونہ انسان ہی ہے یہ خاک کا پتلا یعنی انسان وہ اشرف المخلوقات ہے جسکو روز ازل فرشتوں نے سجدہ کیا تھا یعنی انسان خدا کی ذات کا بت ہے +

ظفر کی دوسری غزل

(۱) اس تمام غزل میں یہ معرفت ہے کہ خدا تعالیٰ خود انسان کی ذات میں شامل ہے اس کی مٹی کو طرح بطرح اور رنگ برنگ کے روپ میں بدلکر سیر کر رہا ہے جیسا کہ غنچہ کے اندر زر ہوتا ہے اور بے دہنی کے سبب اپنے اندر کا راز بتا نہیں سکتا اسی طرح عارف کے اندر معرفت کا نور ہے مگر مستی کے باعث اپنے حال کی بھی خبر نہیں رکھتا اور نہ بیان کر سکے کہیں انسان بحر وحدت کا موتی ہے ذات الٰہی سے بنا ہے اُسی کی ذات اس میں موجیں مار رہی ہے۔ اور کہیں یہی مٹی حسن و جمال کی شراب بنتی ہے اور کہیں اِس مٹی سے شراب کی صراحی بنتی ہے اور صراحی میں سے جو قلقل کی آواز آتی ہے وہ یہی انسان ہی کی مٹی آواز دیتی ہے جیسے کہ انسان کی جسم سے جان نکلتی ہوئی غلغل کرتی ہے یعنی باعث شادی بھی یہی ہے اور ماتم بھی یہی +

(۲) وحشت کا باعث بھی انسان ہی ہے اور حیرانی بھی اسی پر ختم ہے کہیں یہ فیاضی میں آکر دریائے رحمت ہے، اور گناہ کا باعث بھی انسان ہی ہے یعنی انسان ہی پر مبتلا ہو کر گناہ ہوتے ہیں۔ یعنی شرع کی پابندی نہیں ہوتی +

(۳) کہیں انسان ہی ظلم اور بیدادی سے جہان کے خرمن کی بجلی ہے جیسے کہ شاہ تیمور اور نادر شاہ نے جہان کو تولد کی بجلی سے جلایا کہیں عدل و انصاف سے گلشن جہان کا ابر ہے کہ جہان کو شاداب اور سرسبز کیا جیسا کہ نوشیروان اور حال میں کوئین وکٹوریہ قیصر ہند

(۴) تمام مخلوقات میں عقلمند بھی انسان ہی ہے اور عاشق مزاج اور عشق میں سوا بھی ذات الٰہی پر انسان ہی ہے بڑا پے کی دانائی اور لڑکپن کی نادانی یہ دونوں حالتیں بھی انسانی روپ میں ہیں +

(۶) کبھی خاک انسانی قاتل کا وجود پاتی ہے اور کہیں وہی خاک مقتول کے وجود میں اُٹھتی ہے ہلاکت کا سبب بھی انسان ہی ہو یعنی ظالم اور ایذا رساں اور حیات بخش بھی انسان ہی ہے جیسا کہ مجنوں کا نام زندہ رکھنے کو لیلیٰ آبجیات بنی اور لیلیٰ کی ہمیشگی کے لئے مجنوں آبجیات بنا۔ اصحاب کہف کے طفیل کتے کا نام اور رستم کے طفیل رخش کا نام زندہ ہے وغیرہ وغیرہ

(۷) اِسی خاک انسانی سے سرو نے موزونی پائی یا انسان کے قد کی تشبیہ سے نامور ہوا اور بید مجنوں نے بھی جو ایک درخت ہے جس کی شاخیں زمین پر پھیلتی ہیں انسان ہی سے نام کی زندگی پائی یعنی عاشقوں کی تشبیہ سے اور نیز سرو سے خوشی کی حالت مراد ہے اور بید مجنوں سے غمی کی۔ فیض رسانی اور حسن و جمال کی رو سے انسان ہی زمین کا گل ہے اور ایذا رسانی کی رو سے خار بھی انسان ہی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔ غرض خدا کا نمونہ اور خدا کا روپ ہر صورت اور ہر رنگ میں انسان ہے

غزل بالا خواجہ میر درد کی اس غزل کے مضمون سے بنی ہے خواجہ میر درد کی غزل بھی ظفر کی غزل کو سمجھانے میں بہت مدد دیتی ہے

غزل عارفانہ خواجہ میر درد

باغِ جہاں کے گل ہیں یا خار ہیں تو ہم ہیں — گر بار ہیں تو ہم ہیں اغیار ہیں تو ہم ہیں
دریائے معرفت کے دیکھا تو ہم ہیں ساحل — گرداب ہیں تو ہم ہیں اور پار ہیں تو ہم ہیں
وابستہ ہو ہمیں سے گو جبر ہے و گر قدر + — مجبور ہیں تو ہم ہیں مختار ہیں تو ہم ہیں
تیرا ہی حسن جگ میں ہر چند موج زن ہے — لیکن بھی تشنہ کام دیدار ہیں تو ہم ہیں
الفاظِ خلق ہم بن سب مہملات سے تھے — معنی کی طرح ربطِ گفتار ہیں تو ہم ہیں
اوروں سے تو گرانی یک لخت اُٹھ گئی تھی — اے درد اپنے دل کے گر بار ہیں تو ہم ہیں

حل عاشقانہ و عارفانہ غزل سلیمان و نیاز

اِن کی دونوں غزلوں کا خلاصہ مطلب یہ ہے سب چیز خدا ہی بنا ہے جیسا کہ پنجابی میں کہا ہے ۵ آپ ہی مُنڈے دے تو آپ ہی گڑیاں آپ ہی بندا پاوے + آپ جلاوے تے آپ ہی مارے آپ ہی کرے سیاپے + یعنی تو آپ ہی لڑکا ہے اور آپ ہی لڑکیاں اور آپ ہی ماں باپ۔ آپ ہی پیدا کرے اور آپ ہی مارے اور آپ ہی روئے پیٹے +

حل اشعار عاشقانہ میر تقی

(۱) موسم بہار میں گل بھی دیکھا اور بلبل بھی دیکھی مگر جیسا کہ تو ہے ہزاروں میں ایسا خوبرو ایک بھی نظر نہ آیا بقول بادشاہ ۵ گلستاں میں جا کے ہر اک گل کو دیکھا + نہ تیری سی رنگت نہ تیری سی بو ہے + میر کے زمانہ میں بلبل مگر پالا جاتا تھا زمانہ حال میں مُوتشہ ہے جیسا کہ ایک گل پہ ہزاروں بلبلیں عاشق ہیں ایسا ہی ایک تیری ذات پر تمام عاشق ہیں +

(۲) مہ چاردہ یعنی چودھویں رات کا چاند جس کو بدر بھی کہتے ہیں ہلال۔ پہلی رات کا چاند دس ہی دن کے لانے میں یہ خوبی ہے کہ پندرھویں تاریخ سے دس دن کے بعد یعنی ۵ تاریخ کو چاند گھٹ کر ہلال کی صورت بنجاتا ہے اسی طرح یار کی دوری نے مجھے سکھا دیا

(۳) دل کے جانے یعنی عشق الٰہی ہونے میں اُسکا غم دم کے ساتھ رہتا ہے +

(۴) حرم کعبہ کی چار دیواری کو کہتے ہیں عام طور پر کعبہ۔ احرام حج کی نیت باندھنے اور ایک کپڑے میں رہنے کو کہتے ہیں کعبے کو چھوڑ کے باشندوں سے مراد عاشقان خدا سلام کرنا یعنی ترک کرنا۔ الگ کرنا۔ مطلب یہ کہ عاشقان خدا ہر دم خدا کے جلوہ میں رہتے ہیں اُنکو کعبہ یا قبلہ یا حرم اور احرام باندھنا کچھ ضرور نہیں +

(۵) عاشقان خدا نے تمام معشوقانہ خطاب اور ناز خدا میں رکھے ہیں اس لئے کہا ہے کہ تو رندوں اور اوباشوں کا مسجود ہے یعنی سب عاشق تجھکو سجدہ کرتے ہیں اور جتنے بانکے شیدائے ہیں تجھے یعنی رنگ برنگ کے ناز و ادا والے خوبرو محبوب ہیں سب کا تو سردار ہے تیری برابر کوئی محبوب نہیں +

(۶) بتخانہ میں جو بت ہے وہ بھی خدا کی صورت پر بنا ہوا ہے اسکو خدا ہی جانتے ہیں تو بتخانہ میں بھی خدا ہی ہے بُتخدا میں سب

قسیسے ہے قسم میں لطف یہ ہے کہ میں قسمیہ بت کو خدا جانتا ہوں مطلب یہ کہ اگرچہ میں بت پر عاشق ہوگیا ہوں مگر اس بت کو صورت خدا جانکر در اصل خدا پر عاشق ہوا ہوں بقول ذوق ؎ اس تنکدے میں کون ہے کافر ترے سوا + تو آپ ہی بت پرست و بت تراش ہے

عاشقانہ مرزا رفیع السودا

(۱) صیاد یعنی شکاری یا چڑی مار۔ ہمصفیر یعنی ہم آواز عشق پیشہ۔ صفیر پرندوں کی سیٹی یا آواز کو کہتے ہیں صیاد سے مراد خدا ہے یعنی محبوب عالم صیاد پرندوں کے پکڑنے کو دانے اور دام بچھایا کرتا ہے جو مرغ صیاد کے قفس میں ہے وہ صیاد کو کہتا ہے کہ مجھے پرندوں کے پکڑنے کو دانے اور دام کی کچھ ضرورت نہیں تیری قید میں جو لطف زندگانی اور تخت سلیمانی ہے اسکا بیان نہیں ہو سکتا تیری قید کی تعریف میں آتش کے یہ دو شعر بطور پیغام کے تمہیں کے پرندوں کو سنانے کے واسطے دیتا ہوں یہ انکو سنا دینا وہ میری اسیری کے مزے مسخرا اور تجھے دیکھکر خود بخود ہزار جان سے ترے پیچھے پیچھے اڑے چلے آوینگے ؎

پر یاں سہلاتی ہیں تلوے خانہ زنجیر ہیں + ہے سلیماں وقت کا اپنے ترا دیوانہ آج
جو دیکھتے تری زنجیر زلف کا عالم + اسیر ہونے کی آزاد آرزو کرتے +

تلوے سہلانا یعنی تلوے چاٹنا خوشامد کرنا +

(۲) بیداد حسن کی صفت ہے اور اسے مراد غیر۔ تمہیں ہیں کہ تمہاری جور و جفا اٹھاتے ہیں غیر کبھی نہیں اٹھائیگا جسوقت غیر پر جفا کروگے اور وہ اٹھا نہ سکیگا اور بھاگ جائیگا اسوقت ہمکو بہت یاد کروگے کہاں ہمارے جور و جفا کو ہی اٹھانیوالے ہیں بیداد کا لفظ ہی خدا کی طرف منسوب ہے جیسا کہ جبار و قہار اُس کے وصفی نام ہیں بتوں کو سجدہ کراتے ہیں اور مسجدوں میں سجدے کراتے ہماری پیشانیاں گھسا دیں اور ہم جبر تیری آنکھ دیکھتے ہیں وہیں پیشانیاں رگڑتے ہیں فرشتوں کے سردار ابلیس یعنی شیطان کو تو نے اپنی زبان سے امر حاضر سے حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو وہ آپ کی یہ ذرا سی سختی بھی نہ سہار سکا پس تیری سختیاں برداشت کرنیکا حوصلہ ہم انسانوں ہی کو ہے ؎

(۳) اس شعر کا مطلب بھی اُوپر کے شعر کے مطابق ہے۔ یعنی رستم آوروں کو تلوار مارنا جانتا تھا اور کھانا نہیں جانتا اور مرد میدان عشق وہ ہے جو تلواروں پر تلواریں کھاتے ہیں اور بجائے تکلیف کے مزے اُٹھاتے ہیں اور شکر یہ ادا کرتے ہیں بقول آتش ؎ نہ بھولیں نہ بھولیں گا کبھی روز قیامت تک + مزے جو مجھے قاتل! تیری تلوار میں آئے
اگر سختے تو رحمت ہے نہ سختے تو شکایت کیا + سر تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے +

(۴) زلیخا کو خواب میں یوسف کی صورت دکھائی دی تھی جس سے وہ یوسف پر عاشق ہوگئی تھی اور خواب کی تعبیر یعنی انجام یہ ہوا تھا کہ یوسف زلیخا کو ظاہر میں ملا پس جس نے تیری تصویر دیکھی یہی۔ بولا کہ یہ زلیخا کے خواب کی تعبیر یعنی یوسف ہے جب تیری تصویر یوسف کی برابر ہے اصل صورت تو یوسف سے بہت ہی زیادہ ہوگی جتنی جہان میں خوبصورت چیزیں ہیں سب خدا کی خوبیوں کی نقل و تصویر ہیں

(۵) جام وحدت پیکر مست پر کسی مذہب کی قید نہیں رہتی وہ ہر رنگ میں خدا کا عاشق ہوتا ہے پس ہم کسی مذہب کے قیدی نہیں شراب عشق پیکر خدا کے عشق میں مخمور ہیں +

(۶) اس شعر کے کئی نسخے ہیں کسی میں عالم لکھا ہے کسی میں ورا اور کہیں غیر اور غیر سے مراد ملا کہ متقین ہیں یعنی غیروں کو تو دیدار کا پھول دیدیکر چمن حسن کو خالی کر دیا اور ہم جو دور زمین پر پڑے ہیں ہماری طرف کوئی جھانکا نہیں ہمکو بھی کوئی جلوہ دکھلا یہ ہجر کی نزاکت میں بقول رضا ؎ کبھی انکو بھی دعوت میں بلانا + جو بھوکے ہیں عنایت کی نظر کے +

عاشقانہ درد

(۱) ادھر اُدھر دیکھنا۔ چاروں طرف مطلوب کی تلاش کرنا۔ جو شے دیکھی سب میں تیرا ہی جلوہ دیکھا۔ بقول ہادی ؎ {اب ہی تو آنکھوں نہیں جب سے ہماری / ہر سو نظر آتا ہوں اُدھر تو ہی تو ہی}

(۲) آنکھ بھر کے دیکھنا۔ یعنی پوری نگاہ سے دیکھنا۔ گہری نظر سے دیکھنا یعنی تو ایسا جادو نگاہ ہے جسکی طرف تو دیکھتا ہے وہ نا بنا لا کر مجا تا ہے ذرا سا طور کی طرف دیکھا تھا وہی جلکر راکھ ہوگیا +

(۳) عاشقوں کا رونا نالوں۔ فریاد و زاری پر چلتا ہے سو عمر بھر ترے لئے کئے گئے +

(۴) مسیحائی کرنا یعنی مردے کو زندہ کرنا ہم تیرے عشق میں طرح طرح کے صدمے اُٹھا کر اس شوق پر مرتے رہے کہ تو لبوں سے دم کرکے یا بول کے یا مسکرا کے ہمکو زندہ کریگا مگر یہ حسرت جی کی جی ہی میں لے گئے +

(۵) زور یعنی تیز و زبردست عاشق مزاج وہ شخص جس کے مزاج میں عشق ہو۔ قصہ مختصر طول طویل جھگڑے کو کم کرنے کے محل پر بولتے ہیں یعنی قصہ مختصر یہ کہ درد کو بہت ہی عاشق خدا دیکھا۔ کیونکہ درد کا لفظ خود عشق ہے جیسا کہ میر من دہلوی لکھتے ہیں ؎ درد دل کے واسطے پیدا کیا انسان کو + ورنہ طاعت کے لئے کچھ کم نہ تھے کرّوبیاں +

کرّوبیاں خدا کی درگاہ کے فرشتوں کو کہتے ہیں +

عاشقانہ انشا

(۱) صنما میں الف نمایہ۔ بہ رب کریم میں ب قسمیہ۔ الست بربکم۔ یعنی کیا میں نہیں ہوں تمہارا رب۔ بلیٰ یعنی ہاں ہے خدا نے روز ازل روحوں کو پوچھا تھا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔ روحوں نے جو خدا کے عاشق تھیں جواب میں کہا تھا بلیٰ پس جو عاشقان خدا ہیں وہ روز ازل سے عاشق ہیں +

(۲) ارنی یعنی تو مجھے اپنا جمال دکھا یہ کلمہ کوہ طور پر معراج کے وقت موسےٰ نے کہا تھا خدا نے جواب میں کہا تھا لن ترانی یعنی تو مجھکو دیکھ نہیں سکیگا۔ جی جلنا یعنی خفا ہونا یعنی موسیٰ نے خدا سے جمال دکھانیکا سوال کیا اُس نے سوال سے خفا ہوکر لن ترانی سُنائی مطلب یہ کہ عاشق کو جمال کی ہوس صبر کے ساتھ دل ہی میں ضبط کرنی چاہیئے سوال کرنے سے وہ محبوب بے باکی خیال کرکے چڑھ جاتا ہے کہ ہمارے دیکھنے کی کس کو تاب ہے ہمیں دیکھکر کون بچ سکتا ہے بقول درد ؎

ہو گئے جان سے بدن خالی + جس طرف تو نے آنکھ بھر دیکھا

(۳) محو یعنی مٹا ہوا۔ کسی چیز میں بچا ہوا جیسی کہ خدا کی تجلی نے کوہ طور کو بھسوک کر اُس سے دھواں نکالا تھا ایسا ہی اُس کے نور کی تجلی نے تمام عاشقوں کو جو اُس کے نظارہ کے مست ہیں بھسوک رکھا ہے اُن کے اندر سے جو آہ نکلتی ہے یہ دھواں اُن کے جلجا نیکا ثبوت اور نشان ہے بقول سالک ؎ کبھی تک جگر جلوں کے دہن سے فغاں نہ ہو ممکن نہیں کہ آگ لگے اور دھواں نہو

عاشقانہ جرات

(۱) اُس پیر مغاں سے مراد خدا۔ شراب کے پینے سے تردد اور تفکرات دور ہوکر دماغ صاف ہو جاتا ہے اور عقدہ یعنی مشکل بات سمجھ میں آجاتی ہے دو جہان کا عقدہ یہ ہے کہ اُس نے دو جہان کس غرض سے ایجاد کئے جب عشق کی شراب پیکر مستی میں اسکا جلوہ دیکھا تو معلوم ہو گیا کہ اُس نے انسان کے روپ میں دونو جہان میں اپنا جلوہ دیکھنے کو یہ دونو جہان بنائے کہ سب میں اُسی کا جلوہ نظر آتا ہے +

(۲) روپوش ہونا یعنی چھپنا اور غائب ہونا جب خدا انسان میں ہے تو انسان زندہ ہے اگر وہ انسان سے غائب ہو گیا تو انسان مردہ ہے جب وہ انسان میں ظاہر ہے تو انسان بھی جہان میں ظاہر ہے۔ جب وہ انسان سے چھپ جاتا ہے تو انسان بھی جہان میں معدوم ہو جاتا ہے مطلب یہ کہ انسان کی جان خدا ہی ہے +

(۳) مرقعہ تصویروں کی ایک چادر ہوتی ہے جس میں بہت سی تصویریں لگی ہوتی ہیں جس طرح تصویریں بے جان حرکت ہوتی ہیں اسی طرح حیرت زدہ آدمی بیجان حرکت ہو جاتا ہے بزم خوباں سے مراد جہان کے خوبرو ہیں یعنی جتنے جہان میں خوبرو ہیں سب تیرے حیرت افزا حسن کو دیکھکر تصویر کیطرح حیرت زدہ بے حس و حرکت ہیں بقول مخلص بہ عاشق ؎

حیرت زدہ یوں دیکھیوں ہوں میں اُسکی بزم کو + تصویر جیسے دیکھے ہے تصویر کی طرف

عاشقانہ مصحفی

(۱) جبرئیل ایک فرشتہ ہے جسکا گھونسلا چوتھے آسمان پر ایک بیری میں ہے جسکو سدرۃ المنتہیٰ کہتے ہیں اس فرشتے کا کام خدا کی وحی یعنی خدا کا حکم پیغمبروں کے پاس اور پیغمبروں کی عرض خدا کے پاس پہنچانا ہے یہ خدا اور پیغمبروں کا نامہ بر ہے مگر چوتھے آسمان سے جو آگے لزا الٰہی ہے وہاں جانے کی اسکو تاب نہیں جیسا کہ معراج کی رات حضرت محمد کے ساتھ چوتھے آسمان سے آگے نہ جانے کا عذر

کیا تھا بقول سعدی ؎ اگر یک سرِ موئے برتر پرم + فروغِ تجلی بسوزد پرم + یعنے اگر میں چوتھے آسمان سے بال بھر اسکے اُڑوں تو تجلی کا شکارہ میرے پر پھونک دے - مطلب یہ کہ جب خاص خدا کے نامہ بر کو عرش معلی پر اُسی کے پاس جانے کی تاب نہیں تو اور کسی نامہ بر کی کیا مجال ہے غرض وہاں کے لئے کوئی نامہ بر بھی نہیں سخت لاچاری ہے شعر ؎
کس کے ہاتھوں لکھ کے بھیجوں اُس ستمگر کو جواب + ایک قاصد تھا فقط وہ بھی روانہ ہوگیا +

(۲) گبر - آتش پرست کو کہتے ہیں اور نیز بت پرست کو غارت گر جان - سنگ دل ہوتا ہے اسمیں مذاق یہ ہے کہ اُس سنگدل کا جہاں قدم پڑتا ہے وہی جگہ سنگدلی کی تاثیر سے سنگ ہو جاتی ہے اس لئے اُس کے نقش پا کے چومنے اور چومنے والے اسکا نقش پا کچھ پتھر کو پوجتے ہیں بُت پرست یا گبر پتھر کے بت کو اور مسلمان کعبہ کے پتھر کو جسکو سنگِ اسود کہتے ہیں حج کے دن اسکو چوم کر حج پورا کرتے ہیں + ناسخ ؎ دونوں پتھر کو پوجتے ہیں تجھسے کچھ نسبت نہیں + کعبہ بتخانہ سے حاجی برہمن سے کم نہیں +

(۳) جانا نہ مراد خدا - کعبہ اور بتخانہ میں دونوں جگہ پتھر ہیں جنکو خدا کا روپ مانا گیا ہے یعنی بتخانہ کے بوجھنے کو چومنے میں اُسکو بھی تیرا ہی جلوہ جانتے ہیں اور کعبہ میں جو سنگِ اسود ہے اُسمیں بھی تیرا ہی جلوہ نظر آتا ہے دونو جگہ تیرے ہی جلوہ سے غرض ہے - سودا ؎ نہ کچھ کفر سے اور نہ دیں سے ہے مطلب + تماشائے دیر و حرم دیکھتے ہیں +

عاشقانہ ناسخ

(۱) خود بین یعنی اپنے آپ کو دیکھنے والا اور اپنے آپ کو اچھا جاننے والا - جانا نہ یعنی یار مراد خدا سے آئینہ میں دیکھنے والے کو اپنا نظر آتا ہے یار کا چہرا جو مجھے نظر آیا تو وہ بھی ایک آئینہ ہے اُس کے چہرے کے آئینہ پر نظر کرنے سے مجھکو اپنا آپ نظر آیا پس میں یار کے چہرے پر نظر رکھتا ہوں اور اُس کے چہرے میں آئینہ کیطرح اپنا عکس دیکھتا ہوں اسلئے میں خود بیں ہوں اس شعر کے مطابق غالب کا یہ شعر ہے ؎ سچ کہتے ہو خود بیں ہوں خود آرا ہوں نہ کیوں ہوں +
بیٹھا ہے بتِ آئینہ سیما مرے آگے + اور ناسخ کا یہ شعر بھی اسی مضمون کی شرح کا ہے ؎
عاشق ہوا ہوں دوستو! اپنی شکل کا + میرا ہے عکس آئینہ روئے یار میں +

(۲) جانور یعنی ڈنگر - احمق گدھا - بیل - اُلو - بے وقوف - کاکلِ پُرخم یعنی پیچدار بالوں کی لٹ جسکو دام یعنی جال سے تشبیہ ہے - دام سے عشق بہونا اور اُس سے بھاگنا وحشی جانوروں کا کام اور آدمی کے لئے اُسکی زلف کا دام یعنی دامِ محبت باعثِ فخر اور نشان دین و ایمان اور زیبِ زینت ہے دیکھو اُس کے زلف کے دام کی نقل مسلمانوں نے تسبیح اور ہندوؤں نے سمرن یا مالا اور عیسائیوں نے گلے میں ڈالے اسیطرح تمام مذہب میں جو جو مذہبی نشان انسان اپنے اُوپر رکھتے ہیں سب اُسکی محبت اور اطاعت کی زلف میں پابند رہنے کا ایمانی شوق دکھلاتے ہیں شعر ؎
عشق جس دل میں نہیں وہ دل نہیں + گل سے بدتر ہے وہ دل اے مرد دیں +

(۳) اس شعر کا مطلب مصحفی کے دوسرے شعر کی نظر میں آچکا کہ بتخانہ میں بُت پتھر ہے اور کعبہ میں سنگِ اسود پتھر ہے دونو جگہ پتھر کی پوجا ہے ذات الٰہی اور چیز ہے +

(۴) ششِ جہت یعنی چھ طرف یعنی آگے پیچھے دائیں بائیں اُوپر نیچے - تُو ہی ہے مراد خدا - ڈوبنے والا اور تیرنے والا مراد عاشق و معشوق یعنی عشق بھی اُسی کی ذات ہے اور حسن بھی اسلئے اس وحدت کے دریا میں ڈوبنا اور تیرنا برابر ہیں +

(۵) مجنوں سے مراد ہر عاشق مزاج لیلیٰ سے مراد ذاتِ الٰہی کہ محبوبِ عالم ہے مسلمان اُسی کے عشق میں کافیاں اور ہندو اُسی کے شوق میں بھجن گاتے ہیں اور یہ سب اُسی کے عشق میں چہچہاتے ہیں اُس خرگاہ یعنی خیمہ یعنی جہان میں ساری خدائی عاشق ہے اور خدا معشوق +

(۶) یعنی اے زاہد تو ظاہر پرست ہے کہ بُت پرست مت سمجھ ہم بُت خدا کو جانتے ہیں مطلب ؎
کعبہ و دیر میں کیا مسجد و بتخانے میں + سب جگہ ہے نہیں میرا وہ صنم ایک جگہ + قلق

فلق ملتا ہے لطفِ حق پرستی ہمت پرستی میں + نہیں عشق مجازی کام ہر اک بے حقیقت کا +

عاشقانہ آتش

(۱) خدا ہی کا نور شمع میں ہے اور خدا ہی کا رنگ گل میں ہے چونکہ انسان خدا پر عاشق ہے اسلئے شمع پر پروانہ ہے اور گل پر رنگ بلبل ہے یعنی جس صورت سے خدا کا حسن ہے اُسی صورت سے انسان کا عشق ہے +

(۲) خدا کے حسن و جمال کے آگے آفتاب کا نور کسی شمار اور حساب میں نہیں +

(۳) عشق ایک قید ہے جبتک عشق نہیں انسان آزاد ہے جب عشق ہوگیا تو قیدی بنگیا +

(۴) سب کا معشوق خدا ہے جسکا نام معلوم ہے اور نشان نہیں ہے موجود سب جگہ ہے اور نظر کہیں نہیں آتا +

(۵) خدا جیسا کوئی دوست نہیں جو لوگ اُسکے برابر اَوروں کو سمجھتے ہیں وہ بڑے مشرک اور کافر ہیں +

عاشقانہ رند

(۱) عاشقانِ خدا کے نزدیک کعبہ اور بتخانہ یکساں ہیں کیونکہ دونو جگہ اُسی کی تلاش ہے +

(۲) عاشقانِ خدا اُسکی یاد میں دین و دنیا بھول جاتے ہیں +

(۳) پہلے عالمِ ارواح تھا بعد میں روزِ ازل کو عالمِ ایجاد بنا جب عالمِ ارواح تھا تو روحیں ہی ذاتاً ہی پر عاشق تھیں +

(۴) تمام مخلوقات خدا پر عاشق ہے مگر سب مل کو نہ سکے مرجاتے ہیں نصیب نہیں ہوتا یعنی نیت نہیں بھرتی +

(۵) جسکو جسکا دھیان اور خیال ہوتا ہے ہر ایک شے اُسکو وہی دکھائی دیتی ہے موسیٰ کو کوہِ طور پر خدا کا جمال جیسا خیال اور دھیان خدا میں ہے اُنکو ہر پتھر میں جمالِ خدا ہے +

عاشقانہ ذوق

(۱) کوہِ طور پر ایک درخت میں سے آگ نکلی تھی جو خدا کا نور تھا وہی موسیٰ کی معراج ہے اِس رُخِ نور سے مراد خدا کا دیدار یا چہرا۔ مرغِ نظر سے مراد آنکھ کی پُتلی اور شمعِ طور کا پروانہ حضرت موسیٰ سے مراد ہے موسیٰ کے معنی سیاہ رنگ کے بھی ہیں پتلی بھی سیاہ ہوتی ہے جسطرح شمع پر پروانہ جل کر سیاہ ہوجاتا ہے اسطرح اُسکے رخ کے نظارہ کے شوق میں میری پتلی جلکر سیاہ ہے اور جیسا۔ موسیٰ کو اُس کے دیدار کا عشق تھا ایسا ہی میری آنکھ کی پتلی کو اُس کے نظارہ کا شوق ہے اسمیں خوبی یہ ہے کہ پُتلی کی سیاہی نظارہ کے شوق سے جلکر سیاہ بنائی اور سیاہی کے سبب موسیٰ سے تشبیہ دی دونوں خدا کے نور پر عاشق ہیں + اور تجربہ ہے کہ آگ کی سینک لگی چیز سیاہی پکڑ جاتی ہے +

(۲) ہر ایک آدمی جنت کی بڑی خواہش رکھتا ہے اور جہاں تک ہوسکتا ہے جنت کے لئے اپنے گناہوں کو خدا سے بخشواتا ہے یہاں مذاق یہ ہے کہ جنت میں جانے سے بچنے کے لئے اپنے گناہوں کو آرزو سے پیش کرتے ہیں تاکہ گناہوں ہی کے طفیل ہم جنت میں جانے سے بچ جاویں اور خدا کی حضوری میں رہیں مطلب یہ کہ عاشقانِ خدا کو خدا کا قرب مطلوب ہے چاہے دوزخ میں ہو شوق سے رہیں گے اور دُوری منظور نہیں چاہے بہشت ہو اس بہشت کو دوزخ سے زیادہ عذاب سمجھتے ہیں + بقول بادشاہ ؎

نکل جائے دم تیرے قدموں کے نیچے + یہی دل کی حسرت یہی آرزو ہے +

(۳ و ۴) پروانہ شمع پر عاشق ہے جلکر مرجاتا ہے اور مرتے دم بھی دم نہیں مارتا یعنی کچھ نہیں بولتا اِس خوف سے ایسا نہو کہ کوئی عشق کا بھید منہ سے نکلجائے اور بلبل جو گل پر عاشق ہے تنگ حوصلگی سے غل مچاکر اپنا عشق مشہور کرتی ہے نیچے کا شعر بھی بلبل کی کم حوصلگی کی شکایت [illegible] یعنی خالی اندر کی سمجھ میں کچھ بھی بات نہ آئی کہ

رازداری کی عشق میں بہت شرط ہے گو اس بلبل کا عاشق ہونے میں ڈھول کیطرح آوازہ بلند ہو گیا ہے مگر عشق کی رازداری کی رو سے ڈھول کیطرح اندر سے خالی ہے اصل میں اول درجہ کا عاشق پروانہ ہے بقول سعدی
؎ اے مرغ سحر عشق زپروانہ بیاموز + کاں سوختہ را جاں شد و آواز نیامد + یعنی اے صبح کے مرغ عشق پروانہ سے سیکھ کہ اُس جلے ہوئے کی جان گئی اور آواز نہ آئی + بقول زکی ؎

عشق میں قسمت نہیں بلبل کو پروانے کے ساتھ + وصل میں وہ جان دے وہ ہجر میں جیتی رہے

(۵) جو عاشقان خدا ہیں انکی گور کا چراغ حشر تک روشن رہے گا دیکھو جتنے اولیا انبیا پیر دیوتی دیوتے گذرے ہیں سب کی قبروں پر آج تک لوگ بتیاں بجتی ہیں چراغ جلتے ہیں زیارتیں ہوتیں ہیں میلے بھرتے ہیں مصرعہ ؎ جو اس کا ہوا بس وہ سب کا ہوا + جو اس سے گیا بس وہ سب سے گیا +

(۶) پارے کو عاشق کے دل کے ساتھ اضطرابی کی وجہ سے دل سے تشبیہ دیتے ہیں گویا پارے کو عاشقوں میں شمار کیا ہے مذہب عشق میں پارہ کا مارنا عاشق کو عاشق کا خون کرنا ہے اپنے ہم مذہب کا مارنا بہت بے مروتی اور بے دردی اور مذہب کی برخلافی ہے +

(۷) حسد کے حرفوں سے ہیٹر کے عدد اسطرح نکلتے ہیں ح کے ۸ س کے ۶۰ د کے ۴ کل ۷۲ ہیٹر ہوے اور مذہب اسلام کے ۷۳ فرقے ہیں اور ایک فرقہ دوسرے فرقہ سے حسد رکھتا ہے اپنا طریق یعنی مذہب عشق ان حسد کے فرقوں سے پاک صاف ہے یعنی عاشق لوگ ایک دوسرے کے خیر خواہ اور ہمدرد ہیں بقول جہانگیر ؎ ہم عشق کے بندے ہیں مذہب سے نہیں واقف + گر کعبہ ہوا تو کیا بتخانہ ہوا تو کیا +

(۸) خدا ایک ذات ہے اور آدمی اسکا سایہ قاعدہ ہے کہ سایہ ذات کے ساتھ رہتا ہے اسطرح جہاں خدا ہے وہیں انسان ہے جو افعال و صفات خدا کے ہیں وہ ہی انسان میں ہیں جسکی شرح میر درد کے عارفانہ اول شعر میں گذری +

(۹) صنم سے مراد خدا دل دنیا یعنی عاشق ہونا اور بے اختیار رہونا مذہب کی قید صاحب عقل پر ہے جب دل بکر مست ہو گئے تو عقل نذر کرنے سے کفر و اسلام کی پابندی اور جھگڑوں سے پاک ہو گئے بقول ظفر ؎

صوفیوں میں ہوں نہ رندوں میں نہ میخواروں میں ہوں + اے بتو بندہ خدا کا ہوں گنہگاروں میں ہوں +
میری ملت ہے محبت میرا مذہب عشق ہے + خواہ ہوں میں کافروں میں خواہ دینداروں میں ہوں +

(۱۰) جہاں میں خدا کے سوا کوئی معشوق و عاشق نہیں وہی کسی حالت میں بت پرست ہے اور کسی صورت میں بت اور وہی بت تراش رنگ برنگ سے طرح طرح کی صورتیں اپنا ظہور دکھاتا ہے

عاشقانہ غالب

(۱) پردہ تصویر یا مرقع وہ چادر ہوتی ہے جسمیں بہت سی تصویریں ہوتی ہیں انمیں لیلی مجنوں کی بھی تصویر ہوتی ہے سب تصویروں کو قسم قسم کے رنگوں سے لباس اور زیور سے سجایا ہوا ہوتا ہے لیکن مجنوں کی تصویر سو کھی سی کٹری - پھنسلیاں نکلی ہوئیں لاغر اور ناتوان اور ننگی ہوتی ہے اسواسطے لکھا ہے کہ ہر رنگ کا شوق سر و سامان کا دشمن نکلا مجنوں کو جو تصویر کے رنگ میں لیلی کے دیکھنے کا شوق ہوا تو جیسا زندگی میں دیوانگی سے کپڑے پھاڑ کر ننگا رہتا تھا تصویر میں بھی شوق نے ننگا ہی رکھا +

(۲) جب تک انسان زندہ یا اپنی ہستی اور ہوش و حواس میں ہے تب تک وصال یار ہونا یعنی خدا کی ذات میں ملنا ناممکن ہے اگر قیامت تک اس انتظاری میں جیتے رہیں تو انتظاری کا عذاب ہی سہی مگر ذات میں ملنا مرنے یا فنا ہونے بدون ممکن نہیں بقول سنت ؎

خود فنا ہو کے ذات میں ملنا + یہ تماشا حباب میں دیکھا +

(۳) قاعدہ ہے کہ جیتے جی آدمی کی قدر اور شہرت نہیں ہوتی مرنے کے بعد ہوتی ہے مرنے کے بعد جو جنازہ اٹھا تو کوچہ و بازار میں انگلیاں اٹھنی چلی گئیں کہ یہ فلاں عاشق کا جنازہ جا رہا ہے اور تمام جگہ شہر اچھیل گیا کہ فلاں عاشق مر گیا اور پھر قبر نے مشہور کیا کہ یہ فلاں عاشق کی قبر ہے اگر دریا میں غرق ہو جاتا نہ تو جنازہ اٹھانے کی ضرورت پڑتی اور نہ کہیں قبر بنتی سب طرح کی رسوائیوں سے بچ جاتے مطلب یہ کہ عاشقان خدا مر کر زیادہ شہرت پاتے ہیں اور ہمیشہ تک مشہور اور زندۂ جاوید رہتے ہیں جیسا کہ ذوق کے پانچویں شعر میں ہے ؎

(۴) مینے ابھی کچھ بھی گناہ نہ کئے تھے کہ گناہ ختم ہو چکا گناہ کرنے کے ارمان دل کے دل ہی میں رہگئے مذاق یہ کہ شریعت والے گناہوں کو بہت برا بتاتے ہیں یہ انکی غلط فہمی ہے بلکہ خدا کا دریائے مغفرت بہت بڑا ہے اور عاشق لوگ بہت گناہوں کو اسواسطے دوست رکھتے ہیں کہ ایک تو کنہگار کو خدا سامنے بلا کر پوچھے گا تو اس بہانے سے خدا کا جمال دیکھینگے دوسرے بخشش کے قابل بھی گناہ گار ہی ہے بقول حافظ ؎

نصیب ماست بہشت اے خدا شناس برو ؎ کہ مستحق کراست گنا ہگار انند ؎

(۵) شراب سے حسن زیادہ آب و تاب پر ہو جاتا ہے جو عشق کو زیادہ قتل کرتا ہے چونکہ یہ تیز تلوار صراحی میں سے نکلی اسلئے عاشقوں کا خون صراحی کی گردن پر پڑا یعنی وہی معاون قتل ہوئی اس خوف سے صراحی سے آتی ہوئی شراب کی موج تھرتھراتی ہے کہ جسطرح رنگ کی مشابہت میں صراحی پکڑی گئی کبھی ایسا نہو کہ حسن کی رفتار کی مشابہت سے میں پکڑی جاؤں کیونکہ جسطرح اس کا رنگ قتل کرتا ہے اسیطرح اسکی رفتار کرتی ہے حسن کی رفتار کو موج شراب سے تشبیہ ہے خدا کا ہر رنگ اور ہر چال دیکھکر عشق ولولے مارتا ہے ؎

(۶) اگر دوست کا ملنا مشکل کے ساتھ ہو تو آسان بات ہے کیونکہ ہے تو سہی مشکل تو وہ بات ہے کہ مشکلوں سے بھی ملنا نصیب نہو یعنی ناممکن ہو طالبوں کے واسطے شے کی طلب میں ہر ایک مشکل بہت آسان ہے وہ تو مشکل اسباب کو جانتے ہیں کہ مشکلیں جھیل کے بھی مطلوب نہ ملے یعنی ملنا ناممکن ہے ؎

(۷) جب آئینہ سامنے ہوتا ہے تو اپنا آپ نظر آتا ہے تو وہ آئینہ دیکھنے والا خود ہی ہوتا ہے یعنی اپنے آپ کو دیکھنا ہے چونکہ آئینے جیسی پیشانی والا بت یعنی خدا عاشقوں کے سامنے ہے اور اسمیں وہ اپنے آپ کو دیکھ کر مست ہیں اس مستی کو شریعت یا ظاہر والے خود بینی تصور کرتے ہیں ؎

(۸) سایہ سیاہ ہوتا ہے اور ہندوستان بھی سیاہی سے منسوب ہے اس مذاق سے ہندوستان آیا چونکہ یار کا قرب طالبوں کو باد شابہت ہے اسوجہ سے دیوار کے سایہ کو بادشاہت ٹھہرایا

(۹) کان میں روئی ڈالنے سے کچھ سنائی نہیں دیتا گل کے کان ہیں یعنی گلوں پر شبنم پڑکر حسن کو زیادہ کر دیتی ہے اس غرور میں وہ بلبل کی فریاد نہیں سنتے یعنی حسن اپنے غرور سے عشق کی آہ و زاری پر ترس نہیں کھاتا ؎

(۱۰) عشق حسن سے تنگ آکر اس کے جور جفا سہنے کی عادت کر لیتا ہے جب اسکو برداشتہ پر قائم اور مضبوط پاتا ہے تو ناچار ملنا ہی سوجھتا ہے مضبوط شوق جتانے کو کہا جاتا ہے ؎

عاشقانہ حکیم مومن

(۱) جب تک عشق میں تباہ نہیں ہو لیتے تب تک یار مہربان نہیں ہوتا جو جان یار پر قربان نہو وہ جان کی بلا ہے خدا اپنے اوپر فنا اور قربان کرانے سے ملتا ہے ؎

(۲) جو عاشقان خدا خدا کی حضوری میں رہتے ہیں ان کے نزدیک عرش عظیم کچھ چیز نہیں جس اعلیٰ رتبہ پر عاشق ہیں واعظوں کا وہاں تک خیال بھی نہیں گزرتا ؎

(۳) خدا نے اپنے عاشقوں کو خوشی کیواسطے نہیں پیدا کیا بلکہ اپنا جور و ستم ان پر ختم کرنے کو پیدا کیا ہے عشق کرم کی

ابد میں رہتا ہے اور حسن ستم کی فکر میں یہ جو عاشقوں کے دل پیدا ہوا اور حسن پر گرا اس کے سبب عاشق غم میں پھنسے اگر دل نہ ہوتا تو بہت اچھی بات تھی کہ دل کے جانے کا غم نہ ہوتا

(۴) خدا میں اور انسان میں اقرار یہ تھا کہ خدا نے کہا تھا الست بربکم اور روحوں نے جواب دیا تھا بلیٰ جب تو نے اپنا ہونے کا اقرار کیا تھا تو اب اس وعدے کو کیوں نہیں نبھاتا۔ اب بیگانہ وار کیوں چھپا رہتا ہے +

(۵) پارساؤں کے نزدیک کعبہ جانا ہدایت ہے اور بت پرستی گمراہی اس کے برخلاف عاشقوں کو بت پرستی ہدایت ہے اور طواف کعبہ گمراہی کیونکہ بت خدا ہے اور بتخانہ دل جیب دل ہی میں خدا موجود اور ملتا ہے تو دُور دور راز بھٹکنے پھرنا بے وقوفی ہے مذاق یہ کہ ایک تو کعبہ جبکا سفر کیا ہے بے لطف جگہ ہے کہ کنوئیں سے خالی مکان ہے دوسرے رستے کی بے لطفی کہ ایک غیر جنس اور غیر مشرب بے لطف اور بے تمیز مینی پارسا کا ساتھ ہوا گویا بلی اور کوّے کا ساتھ ہو گیا +

نصیحتانہ اشعار کا حل (میر تقی)

(۱) جن بادشاہوں اور امیروں کے در پر شاہ یا اوروں کے نوبت نقاروں کا شور تھا اسیطرح اُن کے مرنے پر ماتم کا شور اور کوک رولا ہوا دنیا تھوڑی خوشی اور بہت غم کی سرائے ہے +

(۲) جہان میں اگر کوئی شخص ایسا نہیں گیا کہ جسنے ساز و سامان دُنیاوی مال مکان علوم و فنون خوبصورتی و اعضاء ہوش و حواس حاصل کر کے سب یہاں کے یہیں نہ چھوڑ گیا ہو +

(۳) انسان کے مرنے کے بعد اس امارت اور فضیلت کا غرور سب خاک میں ملجاتا ہے جیتے جی تواضع میں سر نہ جھکاوے +

(۴) جینے کے برتن کی ٹوٹنے کے بعد یہ قدر ہوتی ہے کہ صراف و زرشناس اسکی ٹھیکریوں کے مانند اور تولوں کے بٹ بنا کر اُنسے سونا چاندی تولتے ہیں اور چین کے بادشاہ جیتے عام انسان مرد بھرنے کے بعد اُسکی کھوپری جس سے تمام جسم مُراد ہے کسیکام نہیں آتی +

(۵) سچی بات لوگوں کو زہر سے زیادہ تلخ لگتی ہے اسلئے سچے کے دشمن ہو جاتے ہیں حضرت منصور عاشق خدا نے خدا کی ذات میں محو ہو کر اپنے آپ کو خدا بھلا تھا اور یہ بات سچی تھی حقیقت میں موجود اس جسم میں منصور نہ تھا خدا ہی تھا اس شریعت والوں نے اُن کے ٹکڑے مار کر سُولی دیا اسی طرح سچوں کو سب کڑا جانتے ہیں سچی بات سے چڑنے والے لوگ نہیں سچی بات کہنے سے چُپ رہنے پر جھوٹوں کو ملنسار مانتے ہیں +

(۶) وطن میں کوئی عزت نہیں پاتا جو عزت پاتا ہے سو پردیس میں جاکر پاتا ہے وطن والے اس نامی سے اسکی قدر نہیں کرتے اور اونے پردیسی کو بڑا جانتے ہیں جیسا کہ مثل مشہور کہ گھر کا جوگی جوگنا اور باہر کا جوگی سدھ جیسطرح کہ شہر کنعان میں حضرت یوسف کے بھائیوں نے انکی قدر نہ کی کنوئیں میں ڈالا اور کھوٹے چند درہموں پر سوداگر کے ہاتھ بیچ دیا اور انہوں نے پردیس میں یہ قیمت پائی کہ سونے موتیوں سے تولی گئی آخر کو مصر کے بادشاہ ہوئے عزت اور مرتبے کے لئے پردیس ہے +

(۷) عزیزوں اور آشناؤں کے مرنے پر یہ خیال کرنا چاہئے کہ آج یہ مرے ہیں اور کل ہم کو مر کر اُن کے پاس جانا ہے +

نصیحتانہ میرزا رفیع السودا

(۱) خدا کی بخشش کے بھروسے پر خدا کے غضب سے نڈر ہو کر گناہوں میں نہ بڑھنا چاہئے کیونکہ خدا کی عادت میں کرم بھی ہے اور غضب بھی جیسا کہ بادل میں مینہ کا پانی بھی ہے اور بجلی کی آگ بھی +

(۲) سبزے پر پاؤں رکھنے سے سبزہ کچلا جاتا ہے اسمیں کھیلنے والا سبزے سے شرمندہ ہو جاتا ہے یعنی نقصان کرنے والا شرمندہ رہتا ہے اور جو نقصان نہیں کرتا وہ شرمندہ نہیں ہوتا جیسا کہ درختوں کا سایہ گھاس پر اور پرندوں کا سایہ درختوں پر پھرتا ہے بوجھ نہ ہونے کے سبب کسی نقصان نہیں پہنچتا اس سبب سے وہ سرفراز ہیں اسیطرح جو لوگ جہان میں سایہ کیطرح رہتے ہیں اور کسی پر بار ہو کر نقصان نہیں پہنچاتے وہ کسی سے شرمندہ نہیں رہتے +

(۳) قفس سے مراد فبر ہے صفیر بجنے ہم آواز پرندے جیسا کہ پنجرے میں پھنسے پرندوں پر دیگر پرندوں کا آہ وزاری کرنا بے فائدہ ہے کہ وہ اُنکے واویلے سے پنجرے سے نہیں چھوٹ سکتا اِسطرح خویش اور دوستوں کے رونے چلانے سے مردہ گور سے زندہ ہو کر نہیں آسکتا مُردے پر رونے پیٹنے سے روکنے کی نصیحت

(۴) تانبے کا رنگ سُرخ ہوتا ہے یہ حالت خوشی کی ہے اور سونے کا رنگ زرد ہوتا ہے یہ رنج کیصورت ہے کسیر کو کہ وہ کشتہ ہو کر خاک ہوتی ہے تانبے پر ڈالکے آنچ دیتے ہیں تو وہ سونا ہو جاتا ہے اگرچہ کم قیمت سے بیش قیمت ہو گیا مگر حالت خوشی سے حالت رنج میں پڑ گیا پس یہ اکسیر کچھ نہیں جس نے خوشی کو رنج کر دیا اصل کسیر وہ صحبت ہے کہ جس سے رنجیدہ دل خوش دل ہو جائے۔

(۵) جب آئینہ پر میل کچیل پڑ جاتی ہے تو پھیرا کہہ ڈالکپڑے سے صاف کر لیتے ہیں اُس سے آئینہ صاف ہو جاتا ہے اِسیطرح جو صاف باطن انسان ہوتا ہے وہ کسی شخص سے رنج و نقصان پہنچانے پر دل میں کینہ نہیں رکھتا بلکہ اُس سے زیادہ صاف دل ہو جاتا ہے اِس صاف دلی سے خود انیدار سان شرمندہ اور نادم ہو کر اُس سے صفائی اختیار کرتا ہے۔

(۶) شیشہ گر شیشہ بناتا ہے مگر ٹوٹے شیشہ کو جوڑ نہیں سکتا اِسیطرح دل ایک شیشہ ہے اسکو تو پھر ایک نہیں سکتا ہے جوڑ کوئی نہیں سکتا اعلیٰ درجہ کا کامل وہ ہے جو ٹوٹے دل کو جوڑے یعنے روٹھے کو منا وے اور بچھڑے کو ملا وے اور شکستہ حال کو آسودہ حال بنائے کام گاری اور مراد براری سے کسی کے دل کو خوش کرے۔

(۷) شرابی لوگ رات بھر عیش و عشرت میں شراب پیتے رہتے ہیں پچھلی رات میں بدمست ہو جاتے ہیں طرح طرح کی خرابی رات بھر کرتے ہیں اور نشے کے توڑے ہضا شکنی اور توڑی تخلیف ہوتی ہے کوئی قے میں آلودہ کوئی بے ہوش کوئی چڑھا ہے عرعن بُرے حال اور بانکے دیہاڑے ہوتے ہیں اُسوقت دیکھکر اس عیش کے نشے سے نہایت دلکو نفرت ہوتی ہے اسیطرح جو لوگ عیش و عشرت میں عاقبت سے غافل ہو کر زندگی کرتے ہیں اُنکا انجام یعنے مزا خراب ہوتا ہے۔

نصیحتانہ خواجہ میر درد

(۱) مہر پر سیاہی لگا کر اُس کو کاغذ پر لگاتے ہیں گو تھوڑی دیر کے لئے مہر کو رو سیاہی ہوئی مگر ہمیشہ کے لئے اُسکا نام رہجاتا ہے کہ مُہر مدتوں رہتی ہے اِسیطرح جو رنج و تکلیف اُٹھا کر کوئی ناموری کا کام کر جاتا ہے ہمیشہ اُسکا نام یاد گار رہجاتا ہے۔

(۲) جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو پہلے ہنسی کی صورت دکھاتا ہے پھر رو پڑتا ہے اور ہر خواہش اور تکلیف میں روتا ہی رہتا ہے یعنے دنیا میں ہنسی تھوڑی ہے رونا اور واسطے اور رونا عمر بھر کے لئے۔

(۳) جہان میں شادی غم ایک صورت میں شامل ہیں جیسے کہ گل اگر اُسکے کھلنے پر خیال کیا جائے تو خوش دل معلوم ہوتا ہے اگر پھٹے کپڑوں پر نظر کیجائے تو رنجیدہ دل بھی یہی صورت ہے اِسیطرح انسان جب کثرت سے ہنستا ہے تب بھی آنکھ میں آنسو آجاتے ہیں اور جب روتا ہے تب بھی پھر آنکھوں کو دیکھکر دونوں صورتیں خیال کیجا سکتی ہیں لطف یہ کہ خوشی اور غمی کیصورت میں کچھ فرق نہیں۔

(۴) نہ تو باغ میں گل ہی کو قیام ہے اور نہ گل کا خواہاں انسان ہی پائدار ہے یعنے وہ تو فانی ہیں تو اس چلا چلی پر گل کے رنگ و بو کی ہوس کرنا محض نادانی ہے یعنے دنیا میں طالب مطلوب تو فانی ہیں دنیاوی چیز کی طلب میں عمر ضایع کرنا بے وقوفی ہے۔

(۵) جو صفا اور مجلا ہو گئی اُنمیں عکس پڑیگا جیسے کہ آئینہ پاکی آنکھ۔ اسیطرح جو لوگ نیک خصلت ہیں وہ پاک و صاف صحبت میں رہتے ہیں۔ بدجگہ اور بد صحبت میں نہیں جاتے

(۶) جو عالی ہمت اور عالی حوصلہ ہیں وہ فقر کو سلطنت سے زیادہ سمجھتے ہیں سارا مطلب دلکا بھی نا ہے جب دل بے پروا اُدھر بے طمع ہو گیا تو فقیری ہی بادشاہت ہے جیسے کہ شیخ سعدی فرماتے ہیں ؎ گدائے کہ بر فکر خویش بند نخسیت ۔ بہ از بادشاہے کہ خورسند نیست

(۷) جبتک کہ پھول رہتا ہے تبتک اُسکا زر یعنے زیرہ اُسکے اندر رہتا ہے جب وہ کھل کر گل ہو جاتا ہے تو بلبلوں کی چونچوں اور ہوا کے جھونکوں اُڑ جاتا ہے اِسیطرح جو جوانیں زردار تھے سب کچھ یہیں لٹا پٹا کر یعنے چھوڑ کر خالی ہاتھوں گئے ہیں۔ زر و ارکی عمر و شکنی کی نصیحت +

(۸) قبر پر پتھر کے تعویذ پر مرد یا عورت نام و نشان کا تختہ لگا کر لگاتے ہیں وہ مرنے کی عین چھاتی پر ہوتا ہے جب اُسکی ہستی فنا ہو گئی یعنے وہی خود نہیں رہا تو پھر نامداری اُسکو چاہئے ستم ہے کہ اُوپر زندہ اور اندر مردہ اور اصل فنا کو یہ چاہئے کہ باہر مردہ اور اندر زندہ ہو۔

نصیحتانہ قلندر بخش جرأت

(۱) جب کسی کی بہت سی چیزوں میں سے ایک چیز جاتی رہے اور باقی جانے والی ہوں یا کسی کے بہت سے عزیزوں میں سے ایک عزیز چلا جائے اور باقی بھی جانے والے ہوں اُس محل پر بولتے ہیں یا کوئی کسی کا عزیز مر جائے اُس پر سب زندوں کا مر جانا جتا کر تسلی کے لئے کہا کرتے ہیں "جہان میں تو ایک کو کیا رونا ہے تمام جہان مر جائے گا"

(۲) درد مند کے دل درد کو وہی پہنچتا ہے جو خود درد مند ہو۔

(۳) جہان سے نیک اعمال اور نیک نام لے جاکیونکہ پھر دوبارہ جہان میں نہ آئے گا

نصیحتانہ غلام ہمدانی مصحفی

(۱) جہان میں تمام چیزیں مل سکتی ہیں مگر جانی دوست ملنا دشوار ہے۔

(۲) جو سا فرصد ہا کوس چلے کو منزل کے پاس آکر ایسا تھک کر پڑے کہ بلا نہ جا سکے تو اُسوقت اُس کے دل میں منزل کو دیکھکر دیکھکر ایسی ایسی حسرتیں آتی ہیں کہ دیکھنے والے کو اُس پر ترس سے رونا آتا ہے یعنے جو شخص بہت محنتیں اور مشقتیں اُٹھا کر کسی مراد کو پہنچنے پر آگیا ہو اور پھر کسی جرح یا مرنے سے مراد سے محروم رہے اُسپر افسوس سے کہا جاتا ہے جیسا کہ کوئی طالب علم ہزار تنگی اور مصیبتوں سے مدل کے قابل ہوا اور وہ امتحان کے قریب کسی مرض سے ہٹ جائے یا عین امتحان میں بیمار پڑ جائے یا سب مضمون نہیں اچھے نمبر پاوے اور پچھلا مضمون بگڑ جائے اُس محل پر بولتے ہیں۔

(۳) اہل ہنر اور اہل کمال کو تنہائی کا کونہ شاہنشاہی ہے کیونکہ تنہائی میں آزادیاں بڑھتی ہیں اور باریکیاں سوجھتی ہیں اور لوگوں کے اعتراضوں سے پھر اور خلا ملا رہنے میں یہ نعمتیں نہیں بلکہ تضیع اوقات ہے۔

(۴) عقلمند کو چاہئے کہ دنیا کی کسی چیز میں دل نہ لگاوے ورنہ بڑی حسرت اور افسوس لیجائیگا بلکہ دنیا میں رہ کر اپنے آپ کو مہمان جانے یعنے مرنیکو ہم یاد رکھے تاکہ دنیوی سامانوں میں نہ اُلجھے اور نیک اعمالوں سے عاقبت کے سفر کا توشہ ساتھ لیجائے۔

نصیحتانہ انشاء اللہ خاں انشاء

(۱) انسان کی عادت ہے کہ جب خوف خدا گناہ کرتا ہے اور جب کرنیکے بعد ندامت آتی ہے تو کہتا ہے لاحول ولا قوۃ ملعون شیطان نے بڑا کام کرایا تو یہ بات انسان کی بے وقوفی پر مبنی آئیگی ہے۔

(۲) دنیا میں سب مرنیوالے ہیں بہت سے مر گئے ہیں اور جو زندہ ہیں وہ مرنے پر تیار ہیں کوئی یہاں ہمیشہ رہنے والا نہیں جس جمع کے سب ہی لوگ چلے جانے والے یا بدلنے والے ہوں اُنکی نسبت یہ لا جاتا ہے۔

(۳) آسمان کی گردش نے کسیکو یہاں چین سے بیٹھنے نہیں دیا سب کو فنا کر دیا اب تو دیکھ آشنا ہیں اُنکی صحبت کو غنیمت جانئے آج تو آج ہی کل میں یہ بھی نہ رہیں گے۔

نصیحتانہ امام بخش ناسخ

(۱) جو شخص نفسانی خواہش میں پڑتے ہیں وہ طرح طرح کی آفتیں اور مصیبتیں جھیلتے ہیں جیسا کہ شہد کیواسطے مکھیوں کے ڈنک کھاتے ہیں۔

(۲) جن لوگوں کو روپے کی محبت ہوتی ہے وہ عقلا اور حکما کے نزدیک کچھ قدر و منزلت نہیں رکھتے جسطرح کہ سکے کے حرفوں نے روپے پر دل لگایا اور اُنکا کوئی ادب نہیں کرتا۔

(۳) لوگوں سے تنہا رہنے میں زیادہ قدر و منزلت ہوتی ہے جیسے لفظوں سے غائب ہو کر اُنمیں کو چاند نکلتا ہے اور اُسکی قدر و منزلت ہوتی ہے

(۴) شمع سر کے بل جلتی ہے اور محفل کو روشن کرکے گویا ایک سرکشی کرتی ہے اُسوجہ سے یا تو گلگیر سے وقت بجھا دیتے ہیں کہ اگر دن کاٹ دیتے ہیں

اور یا جلتے جلتے جڑ تک جل کر فنا ہو جاتی ہے غرض بکلی کے واسطے کہا کرتے ہیں۔

(۵) جہان کے چمن میں ایک روز بہار کا ہے یعنے خوشی کا اور دو سرا روز خزان یعنے غم کا یکساں حالت نہیں ترقی کے بعد زوال ہے اور زوال کے بعد ترقی ہے نہ ہمیشہ کوئی امیر اور خوش رہتا ہے اور نہ غریب و غمگین۔

(۶) گل کی خوشبو جو گل میں سے نکلتی اور فنا ہوتی رہتی ہے تو گویا وہ اپنی ہیچ مدانی کی زبان سے کہتی ہے کہ جسطرح میں فنا ہوتی جاتی ہوں اسیطرح تمام گلشن عالم دم بدم فنا ہو رہا ہے۔ جب سب فنا ہو رہے ہیں تو کیا خاک ہیچ ہے یعنے جہان فانی سیر کے لایق نہیں۔

(۷) اپنی غرض پوری کرنے کے لئے ادنی اور حقیر آدمی کی بھی تعظیم اور عزت کرکے اپنا کر لینا چاہئے جسطرح کہ شعلہ اعلی ہے اور تنکا ادنی تنکے شعلے میں ملکر شعلے کی آب و تاب زیادہ کرتے ہیں۔

(۸) جو قناعت والے ہیں انکو گھر کی ویرانی میں سامان حاصل ہے جسطرح کہ بیت الحزن یعنے غم کے گھر کی چھت اور دیواریں جو ہنگر کر پڑ جاتے ہیں اُنسے چاند نا ہو جاتا ہے اور اندھیرا جاتا رہتا ہے گویا قناعت کرکے اُنکو تسلی دلکے لئے روشن دان سمجھ لیتے ہیں اب انکو روشن دان بنوانے کی ضرورت نہیں قدرتی روشن دان موجود ہو گئے۔

(۹) روزی کا غم نہ کھانا چاہئے کیونکہ جب بچہ پیدا ہونے لگتا ہے تو پہلے ماں کی دو چھاتیوں میں دودھ بھر جاتا ہے اور بعد میں بچہ پیدا ہوتا ہے یعنے خدا نے بندے کے پیدا ہونے سے پہلے اُس کا رزق پیدا کیا ہے۔

حیدر علی آتش لکھنوی

(۱) انسان کے کلام کی قدر کرنی چاہئے کیونکہ کلام ہی کے سبب انسان کو حیوانات پر شرف ہے۔

(۲) رستے کا غبار آنکھوں پر پڑتا ہے اسوجہ سے لوگ خاکساری سے رستے کا غبار یعنے خاک بن جاتے ہیں یعنے اپنے آپ کو خاک سے ناچیز سمجھتے ہیں۔ وہ لوگوں کی آنکھوں میں بس جاتے ہیں یعنے عزیز جہان ہو جاتے ہیں۔

(۳) دنیا میں جو شے ہے سب خاکی ہے یعنے گویا سفر کی گرد میں بھری ہوئی ہے اور فنا کا سفر کر رہی ہے جیسا کہا ہے۔ مصرع۔ جو خاک سے بنا ہے وہ آخر کو خاک ہے

(۴) ہر کمال کو زوال ہے یعنے امیری کے بعد غریبی ہے اور غریبی کے بعد امیری اور عروج کے بعد زوال ہونا بڑا رنج ہے جو ہمیشہ سے غریبی اور زوال میں رہے ہیں وہ امیری کے بعد غریبی اور عروج کے بعد زوال کے صدموں سے بچے ہوئے ہیں۔

(۵) رنج اٹھانے سے راحت ملتی ہے جیسے محال کی مکھیوں کے ڈنک کھانے سے شہد ملتا ہے وغیرہ وغیرہ۔

(۶) آدمی کو نعمت کی قدر نعمت کے جاتے رہنے کے بعد ہوتی ہے جسطرح کہ ٹانگ کے جاتے رہنے کے بعد لنگڑے کو ٹانگ کی قدر ہوتی ہے کہ وہ کاٹھ کی ٹانگ کو غنیمت جانتا ہے۔

(۷) زمانے کا حال کہاں نہیں رہتا جسطرح کہ باغ میں کبھی بہار ہے اور کبھی خزاں۔

(۸) جو کام ہوتا ہے ہمت سے ہوتا ہے جسطرح کہ ہمت سے خزانہ کے سانپ کو مار کر خزانہ لیتے ہیں۔ یہ پہلے زمانے کا دستور تھا کہ جنگل میں خزانہ دباتے تھے اور اُسپر طلسم کا اثر دھا بنا دیتے تھے یعنے ایک شہتیر کو تراش کر اژدہے کی صورت بناتے تھے اور اندر سے کھوکھرا سمیں پارہ بھر دیتے تھے اور اُسکو لوہے کی زنجیر لگا کر زمین سے باندھ دیتے تھے دھوپ اور گرمی سے پارہ اوپر کو اُٹھتا ہے اسلئے وہ کاٹھ کا اژدھا لہراتا نظر آتا تھا اور لوگ ڈر کے مارے پھر اُس جنگل میں نہ جاتے تھے آخر کار ہوتے ہوتے یہ راز ظاہر ہو گیا اسلئے یہ دستور موقوف ہوا۔

محمد ابراہیم ذوق

(۱) جو انسان دنیا کا کتا یعنے لالچی اور حریص نہیں ہے اُسکا رتبہ فرشتوں سے زیادہ ہے۔

(۲) اگر نفع اور نقصان قسمت کا ہی لکھا ہے تو نفع کیصورت میں اپنی کوشش سے کچھ کما یا نہیں اور نقصان کیحالت میں نادانی یا بے کوششی سے کچھ کھویا نہیں جو کچھ کیا قسمت نے کیا + (۳) مزا اور نام زور آور کے مارنے میں ہے ناتوان اور مرے ہوئے کے مارنے میں بدنامی اور سنگدلی ہے + (۴) اگر انسان اپنے نفس کو مارے تو کیا عجب ہے یعنے ایسا عارف کامل ہو جائے کہ اُسکی صحبت سے ناکس لوگ لایق اور کامل اور کامل جاہل بن جاویں یا رسے کے

مارنے سے کچھ فائدہ نہیں کیونکہ تو اچھی طرح پارہ خود مرسکتا ہے کس لئے کہ اور دوا سے پھر زندہ ہوجاتا ہے اور نہ اُس سے چاندی سونا بنے نا حق تضیع اوقات ہے مطلب یہ کہ اپنے آپ کو سنوارنے سے جو صحبت بھی سنورجاتے ہیں اور دوسروں کے سنوارنے پر مصروف رہنے سے اپنے سے غافل ہوجاتا ہے آپس اور تو کیا سنوریں گے وہ خود ہی غافل ہوکر بگڑ جائے گا۔

(۵) یہ فلسفہ کا مسئلہ ہے کہ آنکھ سے وہ چیز دکھائی دیتی ہے جس کا عکس تپلی میں پڑے دیکھو خدا کی قدرت اتنا بڑا آسمان ذرا سے آنکھ کے تل میں ڈالدیا جس سے پتلی کو بڑائی میں آسمان پر شرف ہوا مطلب یہ کہ جب خدا چھوٹا کو بڑائی دیتا ہے تو بڑے بڑے اُسکے دروازے پر آکر پیشانیاں رگڑتے ہیں

(۶) وہی لوگ نعمتوں کے بننے سے سیر نہیں ہوتے یہانتک کہ اگر خدائی ملجائے تو خدا ہونیکی طمع کریں۔

(۷) آئینہ پر جو میل کچیل جمجاتی ہے تو سپر اکہ ڈالکر کپڑے سے صاف کرتے ہیں اس صورت سے اُسمیں صاف عکس پڑتا ہے اسیطرح جو لوگ صاف دل ہیں اُنکے دل نہیں خدا کا عکس ہے اور خلقت اُن سے رجوع ہے۔

(۸) ہیرے کو جوہری اور سونے چاندی کو صراف پرکھتے ہیں مگر آدمی کو نہیں پرکھ سکتے اصل پرکھ اُنکی ہے جو آدمی کو پرکھتے ہیں اور یہ پرکھ بہت ہی مشکل ہے کیونکہ ہیرے اور سونے کا ظاہر و باطن ذرا ہی دیر میں معلوم ہوسکتا ہے اور آدمی کا باطن برسوں نہیں معلوم ہوتا مصرع کہ خبث باطن اگر دو بسا الہا معلوم + اور جو انسان کے پرکھنے والے یعنے طالب انسان ہیں وہ ہیرے موتی اور سونے چاندی کو انسان کے تصدق کرکے انسان کو حاصل کرتے ہیں۔

(۹) مالدار کو مال کی فراہمی کا تردد اور نقصان کا اندیشہ ہر دم لگا رہتا ہے ثبوت یہ کہ جس کے پاس درہم یعنے روپیہ ہوگا وہ درہم یعنے خراب و پریشان ضرور ہوگا مطلب یہ کہ درہم کی ذات میں ہی پریشانی ہے

(۱۰) انسان کو تھوڑا کہنا اور بہت سننا چاہیئے کیونکہ خدا کا منشا بھی ہے اس واسطے خدا نے زبان ایک اور کان دو دیئے۔

(۱۱) گھڑیاں جو بجتی ہیں تو ہشدار گھڑیاں جو ہمیں سے گنتی ہیں یعنے عمر چلی جارہی ہے اور یہ جو گھڑیاں بجتی ہیں تو گویا جاتی ہوئی عمر کے پاؤں آہستے کہ خبث باطن اگر دو بسا الہا معلوم + اور جو انسان کے پرکھنے والے یعنے طالب انسان ہیں وہ ہیرے موتی اور سونے چاندی کو انسان کے تصدق کرکے انسان کو حاصل کرتے ہیں۔

(۱۲) حضرت عیسیٰ کی صحبت سے لکھا ماندان دانا بنگے مگر اُنکی سواری کا گدھا گدھا ہی رہا اسی طرح نیکوں کی صحبت سے بدھل نیک نہیں ہوسکتا

(۱۳) جسطرح شمع کی عمر ایک رات کی ہے اسمیں اُسکا جلنا ہنسنا ہے اور موم کا ٹپکنا رونا ہے آخر کار ہنستی روتی صبح تک تمام ہوجاتی ہے اسیطرح انسان کی بھی تھوڑی عمر ہے روکے بھی کٹ جائیگی اور ہنس کے بھی بہتر یہی ہے کہ ہنسی خوشی سے کاٹے۔

(۱۴) مچھر کا قاعدہ ہے کہ آواز دیتا رہتا ہے اور جب کان کے پاس آتا ہے تو زیادہ سنائی دیتا ہے آدمی کو خبردار کردیتا ہے اور پھرتی اور چوکسی سے کاٹ ہی جاتا ہے اسیطرح جو انمرد وہ شخص ہے کہ جو کسی پر وار کرنا چاہے پہلے اُسکو خبردار کردے پھر وار کرے اگر غافل اور سوتے پر وار کرے تو بہت ہی نامرد ہے۔

میرزا نوشہ غالب

(۱) اگر دوا کھا کر اچھا ہوتا تو دوا کا احسان ہوتا اب جو دوا نہ کھائی اور اچھا نہ ہوا تو یہ بات یعنے میرا بیمار ہونا کچھ برا نہ ہوا بلکہ اچھا ہوا کہ دوا کے احسان کے بوجھوں نہ مرا۔

(۲) باغ میں باغبان کا دستور ہے کہ پودوں کی پاس کی گھاس کو نکالدیتا ہے تاکہ پودوں کو نقصان نہ پہنچے اور باغ سے باہر پھینک دیتا ہے پس جب گھاس وطن یعنے باغ میں تھی جب ہی ایسی بیقدر تھی کہ اُسکو نکمی ہونیکے باعث باغ سے نکالکر پھینکدیا تھا اب باغ سے باہر ہے اصل سونکی گھاس کی تو کیا قدر قیمت ہوتی تھی اسیطرح جس انسان کی قدر وطن میں نہ ہو تو پردیس میں بھی نہیں ہوتی۔

(۳) مالدار کو سفر میں مال کے اندیشے سے نیند نہیں آتی اور جب اتفاقاً راہ میں راہزن لوٹ لیتے ہیں تو مال کی حفاظت کا اندیشہ جاتا رہتا ہے اور بےفکر ہوکر سوتا ہے تو ظریفانہ رہزنوں کو دعا دیتا ہے کہ مال لوٹ کر دل کو اندیشے کی قید سے رہا کیا اور نیند بھر سلایا مطلب یہ کہ زردار کو نیند نہیں بےزر ہیں چین اور آرام ہے۔

(۴) جب آگ کو پانی میں ڈالتے ہیں تو بجھتے وقت سوں سوں کی آواز یعنے رونیکی نکلتی ہے یعنے آگ جو اپنے سوز اور دھوئیں سے جہان کو رولاتی ہے آفت و مصیبت پڑنیکے وقت وہ بھی رو پڑتی ہے اسیطرح دشمن سے مغلوب ہوکر ناچاری میں ہر ایک گریہ و زاری کرتا ہے۔

(۵) مال کا لالچ تو فقیر کو کھو دیتا ہے جسطرح کہ باغ میں گل معشوق بنا ہوا تھا جب زر کا لالچ ہوا تو بکنے کے لئے بازار میں آیا +

(۶) پرنیان ریشمی باریک کپڑا ہے جو آگ کی ذراسی آنچ سے جل جاتا ہے تو اس صورت میں شعلہ کا پرنیاں میں چھپا رہنا بہت مشکل ہے لیکن اس سے زیادہ محال دل میں غم کی آگ کا چھپانا ہے یعنی جسطرح ریشمی کپڑے میں شعلہ نہیں چھپتا اسیطرح دل میں غم نہیں چھپتا اور پھونک ڈالتا ہے۔

(۷) عمر کی چال بیقراری کے رہستہ کو کاٹتی ہے یعنے بیقراری کو طے کرتی ہے یہ عمر کا جھٹ پٹ گذر جانا بجلی کے کوندھ جانے سے آسانی سے ایسا سمجھ میں آجاتا ہے جیسا کہ جنتر میں سال بھر کا حساب آفتاب کی رفتار ہے مطلب یہ کہ جسطرح بجلی چمک کر کوندکے تاہی دیر میں غائب ہو جاتی ہے اسیطرح تھوڑی دیر میں عمر چمک کر جاتی رہتی ہے۔

(۸) دنیا نقد ہے سو فانی ہے اور آخرت اُدھار ہے حقیقت میں دونوں بے اعتبار ہیں جو عارف لوگ ہیں وہ دونوں کو کچھ نہیں سمجھتے وہ خدا کو حاصل کرتے ہیں اور خدا اپنے آپ کو حاصل کرنے سے حاصل ہوتا ہے یعنے جس نے اپنے نفس کو کما لیا اُس نے خدا کو پالیا جیسا کہ حدیث شریف میں ہے مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ یعنے جس نے اپنے نفس کو پہچانا اُس نے اپنے رب کو پہچانا پس اس لئے میری عالی ہمت نے دونوں عالم کو بے حقیقت سمجھا اور مجھسے مجھکو خریدلیا کیونکہ مجھ میں یعنے انسان میں ذات الٰہی ہے۔

(۹) ہمارا ہونا ہی اس امر کی کافی دلیل ہے کہ فنا ہونے والی شے ہے یعنے ہونے ہی سے ہم فنا ہوئے جسطرح انسان اپنی قسم کھا کے آپ مرجاتا ہے گویا آپ ہی نے اپنے آپ کو فنا کیا۔

(۱۰) اسقدر پریشانی ہے کہ زندگی کی اُمید نہیں جب اُمید نہ ہی تو دل کو بیقراری ہوئی اب دلکے قرار کے واسطے ایک نہ ایک اُمید رکھنی چاہئے تو ناچار دلکی تسلی کے لئے مرنیکی اُمید باندھی تاکہ اگر اور اُمیدیں پوری نہ ہوئیں تو یہ تو ضرور پوری ہوگی جب کوئی اُمید پوری نہ ہو تو مرنا یاد کرکے دلکی تسلی کرلینی چاہئے۔

(۱۱) گردوں یعنے آسمان کو ساقی ٹھیرایا چونکہ یہ سات ہیں اور ۱+۲+۴ سات ہوتے ہیں اسواسطے اسکے سات جام ٹھیرائے چونکہ آسمان اُلٹے پیالہ کی صورت ہے اور اُلٹا پیالہ خالی ہوتا ہے کسیکو اُس سے قطرہ نہیں ملتا اسواسطے آسمان سے کسیکو عشرت کے قطرہ کی اُمید نہیں کیونکہ وہ تو خود اوندھے اور خالی پیالے ہیں۔

حکیم مومن

(۱) جو کچھ ہوچکا اُسپر صبر کرنا چاہئے بیقراری بے فائدہ ہے

(۲) نرگس کی آنکھ بدنظر یعنے تل نظری ہے کہ آنکھ ہی نہیں اُٹھاتی اور گل ناپائدار ہے اسوجہ سے سیر گلستاں ہی بے وفا ہے کوئی دیکھکر کیا خاک سیر کرے گا یعنے یہ جہان فانی ہے قابل سیر نہیں۔

(۳) جو شخص جان توڑ توڑ کر کسی اُمید پر کچھے گا اُسکی مراد ضرور پوری ہوگی جیسا کہ وہ سر اصبح ضرب المثل ہے +

(۴) غیرتمند مرجانا پسند کرتے ہیں اور احسان اُٹھاکر زندہ رہنا منظور نہیں کرتے۔

(۵) دنیا عبرت کی جگہ ہے کبھی خوشی اور کبھی غمی یہاں کی خوشی غمی کا کچھ اعتبار نہیں۔

(۶) رات دن خوشی و غم تھوڑے ہی دنوں کے واسطے ہے کیونکہ ہمیشہ کوئی کیا ہے اور نہ رہے گا۔

ظفر

(۱) اگر طرفین شریر ہوں تو شرارت اُٹھتی ہے جسطرح کہ جو پتھر گرتا ہے اُسمیں بھی شرارہ ہوتا ہے اور جسپر گرتا ہے اُسمیں بھی اسلئے دونوں کے بھڑنے سے چنگاریاں نکلتی ہیں +

(۲) رذیل کے ظلم کرنے سے شریف کی شرافت نہیں گھٹتی جسطرح سونے کو لوہے کے کوٹنے سے سونے کی قیمت نہیں گھٹتی بلکہ جلا اور قیمت بڑھتی ہے۔

(۳) جسطرح خوارہ کا پانی اُوپر کو اُچھل کے نیچے آپڑتا ہے اِسیطرح سرکش سرکش سر کے بل اوندھا گرتا ہے

(۴) خدا نے جس کی ہمت کا دامن فراخ کیا ہے وہ تنگ دستی میں بھی فراخ دل اور کشادہ حوصلہ رہتا ہے۔

(۵) جو آپ کو بُرا سمجھتا ہے تو وہ اپنی برائیاں دور کرکے اچھا بنجاتا ہے اُور جو آپ کو اچھا سمجھے تو وہ اِس کم سمجھی سے اچھا تو کیا خاک ہوگا بلکہ اور بُرا بنجائے گا۔

(۶) بادشاہوں اُور حاکموں کو بندوبست کے فکر میں نیند نہیں آتی درویش آرام میں ہیں۔

(۷) دل کا درد وہی جانتا ہے جس کو وہ درد ہوا ہو اور جس کو وہ درد نہوا ہو سکو پرائے درد کی کیا خبر۔ اُسکے آگے درد بیان کرنا بے وقوفی ہے۔ اہل درد کے آگے چاہئے۔

(۸) اگر دین کھوکے دنیا حاصل ہوئی تو کچھ نہیں ایسی دنیا پر لعنت بھیجنی چاہئے جیسا کہ مثل ہے دین گنوایا دنی کو دنی نہ چلی ساتھ۔

(چوتھی قسم شاعرانہ شرح صفحہ ۳۰) (تشبیہاتِ حسّی)

(۱) (ناسخ) خدا نے اپنے حسن و جمال اور وصف کمال انسانی قالب میں دکھلایا ہے اسوجہ سے جو خوبیاں انسان میں ہیں وہ کسی شے میں نہیں جن کے ساتھ انسان کو تشبیہ دیتے ہیں دراصل وہ انسانی خوبیوں کی نقل ہیں اور انسان اصل ہے تمام چیزوں کو انسان کے ساتھ تشبیہ آنے سے فخر اور قدر ہے اور تمام خوب چیزیں انسان کی خوبیوں میں ایک ایک کی نقل ہیں اور انسان میں تمام اصل خوبیاں ہیں جیسا کہ پہلی رات کا چاند انسان کی ابرو کی صورت ہے مگر ابرو جب اچھی لگتی ہے کہ جب چہرہ ہو مگر چہرہ نہیں اسواسطے چاند کی یہ صورت انسان کے آگے مات ہے اور چودھویں رات کا چاند چہرہ کیصورت ہے مگر چہرہ تب پیارا لگتا ہے جب سیمیں ابروہوں ابرو نہیں تو چہرہ بالکل بھدا ہے اِس صورت میں بھی انسان کے چہرہ کے آگے چاند مات ہے۔

(۲) غنچہ کا مشک سیاہی اور چمک میں بالوں کے مشابہ ہے مگر وہ ایک سیاہ ڈلی ہے اُسمیں بالوں جیسے پیچھے اُور پیچ و تاب نہیں اسلئے بالوں کے آگے مشک روسیاہ ہے اور سنبل میں بالوں جیسی کنڈلیاں ہوتی ہیں مگر بالوں جیسی خوشبو نہیں اسلئے بالوں کے آگے سنبل ایک کالی گھانس ہے

(۳) قمری کے گلے میں سیاہ ڈورا ہوتا ہے اُس کو طوق کہتے ہیں اور جو دیوانہ ہوجاتا ہے اُسکے گلے میں بھی طوق ڈالکر قید کرتے ہیں تاکہ خلقت کو تکلیف نہ دے فاختہ کے گلے میں طوق اسلئے پڑا کہ یہ دیوانی خدائی یا انسانی قد کو چھوڑکر جو اصل ہے باغ میں سرو شمشاد پر کہ وہ قد انسانی کی نقل ہے کیوں فریفتہ ہوئی یعنے انسان کے قد کے آگے سرو شمشاد مات ہیں۔

(۴) موتیوں میں صرف سفیدی اور چمک ہے اُور ساخت میں بے ڈول ہوتے ہیں یعنے نہ تو پوری گولائی ہوتی ہے اور نہ لمبائی چوڑائی دانت خوش اسلوبی کے ساتھ مستدیر اور لمبے چوڑے اور روز بروز چمک دمک کماتی پر اور سرخ مسوڑوں میں جڑے ہوئے اُور منہ کے اندر اور سرخ زبان سے منور ہوتے ہیں اسلئے انسان کے دانتوں کے آگے موتی شرمندہ ہیں موتیوں کی لڑی گویا شرمندگی کے آنسوؤں کی تار ہے۔

(۵) بجلی کی تلوار سے نگاہ کی تلوار کو بڑھانے میں یہ لطف رکھا ہے کہ بجلی تو لوگوں پر گرکر بھی پڑا کرتی ہے مگر مست و مغرور کی نگاہ ایسی ناز و ستی میں گڑی ہوئی ہے کہ طالب و امیدوار پر کبھو وقت پڑتی ہی نہیں لطف کے ساتھ تمکنت ہے۔

(۶) پروانے بے عقل جانور ہیں اُنکو اصلی اور نقلی نور کی خبر نہیں اگر وہ اصلی نور خدا کو دیکھیں تو شمع کا نور مدھم ہوجائے اور پروانے اپنے پروں سمیت شمع کی گردن کاٹ ڈالیں یعنے اگر انسان کو خدا اپنے چہرہ سے نقاب یعنے گھونگھٹ اُٹھاکر اپنا چہرہ دکھلادے تو تمام مخلوقات کا حسن ہیچ نظر آئے۔

شرح صفحہ (۳۱)

(۱) اگر گلشن میں سرو شمشاد کو دیکھکر کہ وہ خدا کے قد کی نقل ہیں خدا کا قد یاد کیا جائے کہ جس کی نقل ایسی عمدہ ہے وہ اصل کیا ہی عجیب ہوگی تو سرو شمشاد دھیان سے گذر کر مات ہوکر خاک میں مل جائیں اور اگر انسان کے قد کے ساتھ نہ لگائے جائیں تو بھی سرو شمشاد مات ہوکر خاک ہوجائیں۔

(۲) انسان کے سرخ چہرہ کے آگے گل مات ہیں جو صفائی چہرہ میں ہے وہ پتے منہ گل میں کہاں ہے۔

(۳) گل کی نزاکت انسان کی نزاکت کے آگے مات ہے گل تمام دن دھوپ میں ٹھیر سکتا ہے ایک ایک انسان وہ نازک ہے کہ ایک گھنٹہ کی دھوپ میں مرجائے اَور گل ہر طرح کی گندہ و سرد و گرم ہوا کی تمام دن برداشت کر لیتا ہے انسان وہ نازک مزاج ہے کہ ذرا سی ناموافق اَور گندہ ہَوا ذرا سی بے ہوش ہو کر مر جائیں بلکہ بعض بعض اہل نزاکت کو گل کی مہک بھی برداشت نہیں کر سکتا ہے خلاصہ یہ کہ اہل نزاکت انسان کے برابر کوئی نہیں اور گلشن جہان کا انسان ہی فخر والا گل ہے۔ دیکھو آگے صنعت مبالغہ میں انسان کی نزاکت کے اشعار۔

(۴) یہاں سے مراد انسان، انسان کے دو ابرو اور دو مونچھیں کمان بصورت ہیں اور ان دو کمانوں یعنے ابروؤں اَور مونچھوں میں ناک ایک تیر ہے جب تیر کو کمان میں رکھکر کھینچتے ہیں تو نانت بھی کھنچکر کمان کی صورت بنجاتی ہے اور تیر دونوں کمانوں یعنے نانت اور کمان کے درمیان آجاتا ہے اُس وقت تیر اس زور سے چلتا ہے کہ بڑے سے بڑے اور قوی سے قوی اور بہت دور کے نشانہ کو مار لیتا ہے اِسیطرح جہار ابرو اور ناک کیطرف غور سے دیکھنا عشق کے دلپر تیر لگنا ہے اَور حسن پرستوں کو اِسمیں وہ کیفیت ایسی آتی ہے جیسے کہ حضرت محمدؐ کو خدا کی معراج میں جو قاب قوسین یعنے دو کمانوں کے فاصلے پر ہوئی تھی اُسیکیطرف اِس شعر میں اشارہ ہے اِسی اشارہ کو عشقی شاعر نے بھی ذکر کیا ہے۔ جیسے کہ اِس مصرع میں ہے ؎ قاب قوسین کے دکھلاتے ہیں آثار ابرو۔

(۵) انسان کے منہ پر غنچہ اور رنگ پھول کی پنکھڑی اور سرمگیں آنکھیں نرگس کا پھول قربان ہے۔

(۶) ملک یمن کا لعل انسان کے لب کے سامنے سرخی میں شرمندہ اور مات ہے۔

(۷) انسان کے بالوں سے سیاہی میں شام اور سفیدی میں چہرے کے سامنے صبح اور چاند سورج مات ہیں۔

(۹) باغ میں گل اچھا لگتا ہے مگر جب خوبرو انسان کے سامنے کیا جائے تو گل گھاس کا پٹھا معلوم ہوتا ہے اس حالت کو اگر بابل بخشم حقیقت دیکھے تو گل کو انسان کا نذرانہ کرے اور انسان پر ایسی مائل ہو کہ گل کیطرف منہ نکرے۔

(۱۰) انسان کے چہرے کے نقشے کے آگے باغ میں سب چیزیں مات ہیں ابرو اور داڑھی اور بالوں کے آگے بہار سوا ہے آنکھ کے سامنے نرگس کا پھول ہلکا ہے سر کے بالوں کے آگے سنبل ذلیل ہے گل چہرے کے آگے گلشن خراب ہے۔

(۱۱) جو شخص حسن کے قد اور زلف و دہاں کے خیال میں پڑا وہ الم یعنے رنج میں مبتلا ہوا کیونکہ قد کے الف زلف کے لام اور دہن کے میم سے لفظ الم بنتا ہے

(۱۲) شمشاد کو دیکھکے طبیعت بہت خوش ہوتی ہے مگر جو غور سے انسان کے قد سے مقابلہ کیا جائے تو انسان کے قد کی یاد ایسی مست کرے کہ خاص شمشاد کے نیچے ہی غش آجائے اور شمشاد آنکھوں کے آگے سوکھا ہو جائے۔

(۱۳) پنڈت لوگ جو بت پرست ہوتے ہیں وہ لوگوں کے ہاتھوں کی ریکھیں دیکھکر قسمت کا حال بتا دیتے ہیں برہمن نے جو خدا کا ہاتھ دیکھنے مقدر کا لکھا دیکھا تو وہ عارف یعنے گیانی دھیانی ہو کر بتوں سے بیزار ہو گیا وہ جو بتوں کے پیرو تھے کر انکی پوجا کرتا تھا اب الٹا بت اپنی پوجا کرانے کے لئے برہمن کے پاؤں پڑتے ہیں یہ برہمنوں کا دستور تھا جیسا کہ منو کے دھرم شاستر کا قانون اول حصہ مقصص ہندمیں لکھا ہے کہ برہمن عمر کے تیسرے حصہ میں پوجا پاٹ میں رہتا تھا اور چوتھے حصے میں پوجا پاٹ کا مرتبہ طے کر کے معرفت یعنے گیان دھیان میں معروف ہو جاتا تھا جب خدا کی معرفت حاصل ہو جاتی تھی تو پوجا پاٹ اُسکے نزدیک تضیع اوقات ہو جاتی تھی اِسطرح عارفوں کو عبادت۔

(۱۴) پہلی رات کے چاند کی جو خلقت مشتاق ہوتی ہے یہ حسن خدا کے تراشے ہوئے ناخن کے مشابہ ہے ہے

(۱۵) ایک ایک انسان کو خدا نے وہ نورانی چہرہ دیا ہے کہ اگر رات کو انکے سامنے شمع رکھدیں تو شمع شرمندگی سے مدھم نظر آوے۔

شرح صفحہ ۳۲

(۱) انسان کے نورانی چہرہ کے سامنے صفائی اور آب و تاب میں آئینہ شرمندہ ہے روبرو کے لفظ میں یہ لطف ہے کہ آئینہ منہ کے سامنے ہوتا ہے اور آئینہ کا پانی مشہور ہے یہ پانی گویا شرمندگی کا ہے۔

(۲) انسان کی آنکھ اشارہ سے باتیں کرتی ہے جس کو آنکھوں سے باتیں کرنا کہتے ہیں اور ہرن وحشی جانور بے زبان ہے اِسواسطے ہرن پر آنکھ کو فوقیت ہے۔

(۳) بیمار کا قتل ہر مذہب اور رحم کی رو سے منع ہے لطف اِسمیں یہ ہے کہ بیمار آنکھ کی صفت مخترعہ ہے اسپر ابرو کی تلوار کا کیونکر قدرت کی بے رحمی ہے۔

(۴) آنکھ بیمار ہے اور زلف دراز اندھیری رات + دراز اور اندھیری رات بیمار پر بہت بھاری ہوتی ہے مصرع کہ بیمار دا نہ درازست شب۔ لطف یہ کہ زلف آنکھ پر آپڑتی ہے۔

(۵) اکثر عورتوں کا دستور ہے کہ حنا لگاتے وقت زلف کے بالونکو دانتونیں دبا لیتی ہیں اُنکا خیال یہ ہے کہ رنگ حنا اس سان سے سیاہی نما جتا ہے اور سیاہی نما رنگ پیارا لگتا ہے یعنے ہاتھ نہیں سیاہی نما چھلے پڑجاتے ہیں جنکو کولیاں کہتے ہیں اسوقت بالوں اور مسی کی سیاہی میں دانت اچھے معلوم ہوتے ہیں جیسے کہ اندھیری رات میں روشن ستارے یہ شعر قصائد بدر چاچ کے اس شعر کا ترجمہ ہے شعر زیر دزدستاں سیخ بر چنار بند + پالودہ دشمنی خلخال مارگرد۔ بدخشاں میں برف پڑتی ہے وہ برف سے سفید ہوجاتا ہے اسوجہ سے برف سے مراد خوبرو کا سفید جسم ہے اور اُس سے مراد ہاتھ سیخ سے مراد خنجر کہ سرد ہوتی ہے اور خلخال یعنے جھانجھ سے مراد لب مار سے مراد زلف کہ لب اور دانتونیں حنا کے وقت دبائی جاتی ہے۔

(۶) حافظ قرآن کے دو معنے ہیں ایک تو یہ کہ جس کو قرآن زبانی یاد ہو دوسرے یہ کہ قرآن کا نگہبان یعنے نظر ٹوک کا بشائستہ الالطف یہ ہے کہ تل کی سیاہی سفید چہرے پر نظر دفع کرنیکے واسطے ہے۔

(۷) جس چہرے پر تل نہیں ہوتے وہ ایسا اچھا لگتا ہے جیسے کہ بے نقط خط اور بے نقط خطوط یا عبارت کا لکھنا منشیوں کا بڑا کمال ہے یہ کمال پہلے زمانے میں بڑی قدر پاتا تھا اب بے قدری سے رواج نہ رہا۔

(۸) یہ فرکس یعنے علم طبیعات کا مسئلہ ہے کہ اگر شیشی میں کافور کے ہمراہ دو چار سیاہ مرچیں ہوں تو کافور اُڑجاتا ہے اسلئے کافور کے ساتھ شیشی میں دو چار سیاہ مرچیں ڈالدیتے ہیں تب کافور قایم رہتا ہے خوبرو انسان کا جسم ایسا مہیب کافور ہے کہ بغیر سیاہ مرچ یعنے تل کے قایم ہے۔

(۹) یہ مشہور قصہ ہے کہ رستم پہلوان کے بھائی شغاد نے ایک میدان میں کنواں کھدوایا تھا آگے رستم کو لیا اور پیچھے آپ ہوا دوسرے گھوڑے دوڑائے جب کنوئیں کے پاس آئے تو آپ ٹھٹک گیا اور رستم کنوئیں میں جاپڑا اور تڑپ کر مرگیا اسیطرح جب سنہری کے گڑھے میں ڈاڑھی کے بال آئے تو بال کیا گڑھے میں آئے حسن کا رستم کنوئیں میں گرا۔

(۱۰) مار کے لفظ میں یہ لطف ہے کہ مار میں بھی لچک اور بل پڑتا ہے اور سانپ میں بھی اور جسطرح کٹاری سے انسان مرجاتا ہے اسیطرح سانپ سے مرجاتا ہے گویا نازک انسان کی کمر حسن پسند کو سانپ اور کٹاری کیطرح مار ڈالتی ہے۔

(۱۱) شہر نجف اشرف میں جہاں حضرت علیؑ کا مزار ہے ایک سفید قسم کا جوہر چمک دار پتھر مثل بلور کے شفاف ہوتا ہے اُسکو وہ نجف کہتے ہیں اُنمیں نہیں نہیں سیاہ بال ہوتے ہیں جو بہت خوشنما ہوتے ہیں اُن بالونکو حضرت علی کے بالوں سے منسوب کرتے ہیں اسوجہ سے اُس پتھر کی تعظیم کرتے ہیں جسطرح اُس در نجف میں بال خوشنما ہیں اسیطرح نازک کمر خوبرو میں کمر خوشنما لگتی ہے۔

(۱۲) منتر ٹونے والے خیال خام سے ایک قسم کا سرمہ بناتے ہیں کہ اگر اُسکو ڈالکر کسیطرف دیکھیں تو وہ تابع ہوجاتا ہے اس کو سرمۂ تسخیر کہتے ہیں اسیطرح جادو بھی ایک قسم کا دھوکا ہے اِس دھوکے والے جس کو جادو کا دھوکا دیکر ڈراتے ہیں تو اُسکی صورت کا ایک پتلا بناتے ہیں اور کسی حکمت سے وہ پتلا اُسکو دکھاتے ہیں وہ دیکھکر ڈرجاتا ہے اور بعض بے عقل ڈھونگ اِس دھوکے کو اپنے اُوپر جادو پڑجانا تصور کرکے خوف اور وہم میں پڑکر مرجاتا ہے مطلب یہ کہ ہمنے سرمہ یار کی تسخیر کے واسطے ڈالا تھا اُسکی جو آنکھ کی پتلی دیکھی تو ہم خود ہی اُسکے مسخر ہوگئے۔ ہماری تسخیر کو اُسکی پتلی جادو کا پتلا ہوگئی۔

(۱۳) اکثر بچے قرآن شریف پڑھنے کے دنوں میں قرآن شریف میں مور کا پر رکھ لیتے ہیں اُنمیں تین فائدہ ہیں ایک تو یہ کہ وہ خوبصورت ہے دوسرے سبق اور منزل کی نشانی رہے تیسرے اُسکی تاثیر سے کاغذ کو کرم نہیں لگتا پس جیسے کہ قرآن شریف میں مور کا پر اچھا لگتا ہے اسیطرح خوبرو کا چوٹی سے زیادہ خوبصورت ہوجاتا ہے۔

(۱۴) انسان کے چہرے کے برابر رنگینی اور صفائی میں گل نہیں اور خوشبو اور چمک میں سر کے بالونکے برابر سنبل نہیں۔

(۱۵) انسان کا جب چہرہ پورا ہوتا ہے یعنے حسن وجوانی میں بھرتا ہے تو چیچک وغیرہ کے داغ دھبے بھر کر صاف ہوجاتے ہیں یعنے چہرہ بے داغ ہوجاتا ہے اور چاند جب کامل ہوجاتا ہے تو سارے چہرہ پر سیاہی کا داغ جو اُسکے اندر ہے پھیل جاتا ہے اِس وجہ سے چاند انسان کے چہرے کی برابری نہیں کرسکتا۔

تشبیہات عشق (شرح صفحہ ۳۳)

(۱) جب کسی کا ہم پیشہ ساتھی مرجاتا ہے تو اُس کو بہت رونا آتا ہے چونکہ ہم رونے میں ابر کے ساتھی تھے اسواسطے ابر ساتھ ٹوٹنے کو ہر برسات رویا کرے گا یعنے ہم ابر سے زیادہ ساری عمر روتے رہے۔

(۲) ساون میں ہریاول ہو جاتی ہے اور ہمارے رونے سے ہمیشہ زمین سرسبز رہی۔

(۳) سمندر جاری نہیں اسلئے سیپ کی گانٹھ میں برنیساں کی بخشش کو باندھ لیتے ہیں یعنے موتی بنالیتے ہیں اور دریا جاری رہتے ہیں۔ وہ ابر کی بخشش کے محتاج نہیں یعنے وہ ابر کی بوند کو موتی نہیں بنالیتے بلکہ دریا ہی کا پانی بشکل بخار چڑھ کے سمندر پر برستا ہے جس کے قطرہ سے موتی کا فیض سمندر کو پہنچتا ہے یعنی ہماری آنکھیں روتے میں وہ دریا جاری رکھتی ہیں جس سے ابر اور سمندر کو ترقی اور فیض پہنچتا ہے

(۴) جب اپنا غریب اور مہمان برسات میں آئے اور ٹپکتے گھر میں اُتارا جائے تو میزبان کو بڑا رنج ہے۔ لطف یہ ہے کہ آنکھیں رونے میں برسات برپا کر رہی ہیں اور پتلیاں غیبوں بار کو جگہ دینی چاہئے تو ٹپکتے گھر میں اور دل چاہتا ہے کہ یا آنکھ ہی نہیں رہے مگر برسات اور گھر ٹپکنے سے یہ حسرت دل ہی میں رہی۔

(۵) چرخ یعنے آسمان۔ بدبیں یعنے رقیب۔ زحل ستارہ ہے ساتویں آسمان پر اُسکو دربان یا پاسبان فلک بھی کہتے ہیں ہندوستان اُسکی ولایت ہے آنکھ پھوٹنا یعنے اندھا ہونا شکایت یہ ہے کہ جسطرح رقیب نگہبانی کرتا ہے اور تاکتا رہتا ہے اسیطرح آسمان رقیب نیلگوں مغرب سے زحل کہ یہ اُسکی آنکھ ہے میری طرف بدی سے دیکھ رہا ہے اور مراد حاصل ہونے نہیں دیتا میں نے صدہا نالو نکے تیر مارے مگر اُسکی کبھی آنکھ نہ پھوٹی یعنے یہ اندھا نہوا تاکہ میرا محبوب جو اس رقیب کے دیکھنے کے ڈر سے نہیں ملتا ملجاتا اسمیں نالے کی رسائی میں صفت ہے کہ ساتویں آسمان تک جا پہنچا اور رسائی میں بھی صفت ہے کہ کچھ اثر نہوا کبھی کے لفظ میں یہ لطف ہے کہ اکثر ستارے تو کبھی کبھی غائب بھی ہوجاتے ہیں مگر یہ ہندوستان سے کبھی غائب نہیں ہوتا اور زحل کی رعایت سے بدبین کا لفظ آیا۔ کہ یہ ستارہ منحوس ہے جس کو ہندی میں اساڑھ ستی کہتے ہیں یہ تارہ سر پر یا سامنے آیا برا ہوتا ہے جب آنکھ بدہوئی تو اُس سے بدی ظاہر ہوگی بقول سعدی نہ بلبۂ ہنر دیدۂ عیب جو پس اس بدآنکھ کی رعایت سے چرخ کو بدبیں کہا اور چرخ کے لفظ میں یہ خوبی ہے کہ بدبیں اور عیب جو ہر دم متلاشی رہتا ہے اور تلاش کو گھومنا شرط ہے اور نالے کے لفظ میں ایک یہ بھی مذاق ہے کہ تارا ایک دھواں ہے آنکھ کو نقصان پہنچاتا ہے اگر تسخیر زحل کے واسطے بھی دھونی دیا کرتے ہیں تاکہ زحل کا بداثر یعنے گرہ اپنے اوپر لے دفع ہو۔

لفظی خوبی کا بھی خیال معلمین اور متعلمین کو ہونا چاہئے جو یہاں تمثیلاً گذار رہی کیا گیا۔

(۶) مردمان سے اشارہ پتلیوں کیطرف ہے پتلیاں دو گہر ہیں ایک ایک گرہ میں ہے اشکوں کے موتی اور ہیرے اتنے نکلے کہ موتیوں کا سمندر اور ہیرے کی کان نکلی۔ گویا موتے میرے کے سہرہ کا طلسم ہر دم چہرہ پر بندھا رہتا ہے اسمیں رونے کا مبالغہ ہے۔

(۷) بے قرار کا دل بسطح تر پاکر تا ہے جسطرح آگ میں پارہ اور بادل میں بجلی اور مشک میں پھلی بیقرار کہتا ہے کہ میرے سینہ دل نہیں ہے بلکہ پارہ ہے یا بجلی یا مشک کی پھلی۔

(۸) دل کو اسواسطے بانہ کہا کہ چھاتی آسان شکار جہاں کہ حسب پُشت شکار کرلیں۔

(۹) بخ وغم کے اسکثرت جو سینے میں داغ ہیں گویا سینہ گلزار اور لالہ کا کیسا ہوا ہے لالہ کے پھولوں میں بھی سیاہ داغ ہوتا ہے

(۱۰) لالہ کے پھول میں چار پتیاں ہوتی ہیں ہر ایک پتی اندر کیطرف نیچے سے سیاہ ہوتی ہے اسواسطے چار داغ تیر لے مضمون سے رنج وغم کو بہت سے رنج وغم کہنا نوالستی رہتا ہے کہ میری طرف دیکھ اور میری تعریف کر کہ تجھ پر ہزار ہا رنج وغم پڑے ہیں۔

(۱۱) دل جلانے والوں اور شعلہ رخوں سے مراد صورت پرستی کے ہیں جو ظاہر پرواری رکھتے ہمیشہ دل جلاتے رہتے ہیں دل جلانے والوں کی شکایت میں کہا جاتا ہے۔

(۱۲) قیس ملقب بہ مجنوں نے جنگلوں کو نہیں دیوانہ کہکر نام پایا اور فرہاد نے شیریں کی خاطر پہاڑ کاٹ کر اپنا نام کیا میں بگولا بنکر جنگل میں قایم رہا پہاڑ میں کسی نام وکام کو نہ پہنچا۔

(۱۳) دروازے کا سایہ دروازے سے اور دیوار کا سایہ دیوار سے پرے چلا جاتا ہے ایک جگہ قایم نہیں رہتا اور نہ ایکطرف آوارگی کی تعریف میں کہا جاتا ہے کہ کسیطرف اور کسی کام کے نہوئے

(۱۴) جب ہواں آنکھوں کو لگتا ہے تو آنسو آجاتے ہیں میں دل جلا جسطرف کو جاتا ہوں مجھے دیکھکر ترس کے مارے ہر ایک کو رونا آتا ہے جسطرح کہ دھوئیں سے آنسو آجاتے ہیں۔

شرح صفحہ ۳۴

(۱) گردش اور بے قدری کا رونا ہے کہ جسطرح پاؤں کا چھالا جس کے پاؤں میں پڑ جاتا ہے اُسکو چھالے سے تکلیف ہوتی ہے اسیطرح مصیبت آفت آفت زدہ جس کے پاؤں پڑتا ہے یعنے زیر سایہ آتا ہے وہی اُسکو بارگراں اور سنگ راہ جانتا ہے خلاصہ یہ کہ مصیبت میں کوئی پاس نہیں آنے دیتا۔ سب پرے پرے کرتے ہیں۔

(۲) پاؤں کے نقش پر جو خاک میں ہوتا ہے جب اُسپر دوسرے کا پاؤں آجاتا ہے تو وہ مٹ جاتا ہے اسیطرح خاکسار عاجز جس کے زیر سایہ آتے ہیں وہی مٹاتا ہے۔

(۳) جسطرح ڈونگا دریا میں کبھی اِس کنارے اور کبھی اُس کنارے مارا مارا پھرتا ہے اسیطرح مطلوب کی طلب میں طالب ڈانوا ڈول مارا مارا پھرتا ہے دِل پر صدمے بہت سے بے حد رنجے پڑ گئے ہیں کہ تاک کا خوشہ یعنے انگور کا گچھا بنگیا۔

(۴) سچے آدمی کو جھوٹے کی صحبت سے ایسا بھاگنا چاہئے جیسے کمان سے تیر۔

(۵) جسطرح درخت ایک جگہ قایم ہے اُسکا پاؤں نہیں پھسلتا اسیطرح جو مرد قرار پکڑے ایک جگہ یا بات پر قائم رہتا ہے وہ گردش میں نہیں آتا عزت و توقیر پاتا ہے بقول سعدی شعر ثباتے بدست آر بطبے ثبات۔ کہ برنگ گرداں نروید نبات۔

(۶) آفت اور مصیبت زدہ کو راحت و آرام کہاں راحت و آرام کی طلب پر بھی آفت و مصیبت ملتی ہے۔

(۷) فرہاد ملقب بہ کوہکن نے جب شیریں کے لئے نیکے دھدہ پر دودھ کی نہر جاری کردی تو خوف دھدہ شیریں کے باپ نے ایک بڑھیا باندی فرہاد کے پاس حلوا دیکر بھیجی۔ فرہاد نے پوچھا یہ حلوا کیسا ہے بڑھیا نے کہا تیری پیاری شیریں مالک کو پیاری ہوئی یہ اُسکا حلوا ہے۔ یہ سادہ لوح اس پیچ بات کو نہ پہنچا شیریں کا مرنا یقین کرکے اپنے سر میں تیشہ مار کے اپنی جان شیریں پر قربان کی جسطرح دودھ کی سفیدی فرہاد کی موت کی نشانی تھی اسیطرح سفیدیٔ سر انسان کی موت کی نشانی ہے

(۸) اگرچہ ناپائیداری میں پانی کا بلبلہ مشہور ہے مگر انسان ایسا ناپائیدار اور جلد فنا پذیر ہے کہ اسکی ناپائیداری کے مقابلہ میں بلبلہ کو ایسا قیام ہے جیسے کہ نولادی قلعہ کو۔ انسان کی ناپائیداری کا مبالغہ ہے۔

(۹) (ذوق) سچ جوانی میں ایسا کام دیتا ہے جیسے کہ جوان کو جنگ میں سیف اور بڑھاپے میں ایسا کام آتا ہے جیسے کہ بوڑھے کو عصا یعنے سچ ہر عمر میں طاقت اعتبار بڑھاتا ہے۔

(۱۰) حادث یہ ہے کہ پتھر شیشے کو توڑتا ہے اور جو شیشہ پتھر کو توڑے یہ برخلاف حادث ہے یہ اسطرح ہو سکتا ہے کہ آتشیں شیشے سے پتھر کو گرم کیا جائے اور پھر اُسپر پانی چھڑکا جائے تب پتھر ٹوٹ جاتا ہے اسیطرح جب دشمن کے پتھر دل میں حسد کی آگ نے جوش مارا اور عرق ندامت کا چھڑکا لگا تو شیشے سے پتھر ٹوٹ گیا یہ شعر بعصرون پر فخریہ ہے۔

(۱۱) جسکی نظر کم ہو اُس کو عینک سے اچھا دکھائی دیتا ہے مگر جو اندھا ہو اُسکو عینک کچھ فائدہ نہیں دیتی اسیطرح جو سیاہ دل ہو اُسے روشن دل سے فائدہ نہیں پہنچتا۔

(۱۲) پو پھٹنے سے پہلے بھیڑیے کی دم جیسی سفیدی مشرق میں آسمان کی جڑ میں نظر آتی ہے اِسکو صبح کاذب یعنے جھوٹی صبح کہتے ہیں اُسکے بعد بڑی زیبا آسمان کی جڑ عرضاً سفید نظر آتی ہے اُسکو پرھٹنا یا صبح صادق یعنے سچی صبح کہتے ہیں اسکے بعد دن نکل آتا ہے دنیا دار لوگ پہلے جھوٹ بولتے ہیں اور جب جھوٹ میں بے عزتی اور نقصان اُٹھاتے ہیں تب سچ کی قیمت جانتے ہیں پہلے جھوٹ پر سچ کو فوقیت دیتے

شرح صفحہ ۳۵

(۱) (ذوق) جس کام کا جو آدمی ہو اُس کو ہمیشہ اُس کام پر طبیعت جاری رکھنی چاہئے ورنہ طبیعت کے رہ کنے سے وہ علم و ہنر

اسطرح بگڑ جائے گا جسطرح روکا ہوا پانی بدبودار ہو جاتا ہے جیسا کہ تالابوں اور ڈبوں کا۔

(۲) احمق آدمی دنیا میں اسطرح پھنسا رہتا ہے جیسے گدھا دلدل میں۔

(۳) موسیٰ سیاہ رنگ کو کہتے ہیں چنانچہ سیاہ و پتھر یعنے سنگ اسود کو سنگ موسیٰ کہتے ہیں اسوجہ سے حضرت موسیٰ کے ہاتھ کو سیاہی سے منسوب کیا اور حضرت موسیٰ کی بیضی میں چلنے کا ایک سفید داغ تھا جس کو بیضا کہتے ہیں جب اُس ہاتھ کو گریبان میں ڈالکر نکالتے تھے تو وہ داغ چاند سا چمکتا تھا یہ حضرت کا ایک بڑا معجزہ تھا جب زلف والے نے سرکشی زلف یعنے لام کی صورت کی زلف کو ہاتھ میں لیا تو انگوٹھی کا ہیرا زلف کے خم میں آگیا تو زلف تو موسیٰ کا ہاتھ بنگیا اور ہیرا ہتیلی کا داغ یعنے بیضا انکو آتش یعنے آگ کا انگارا مراد ہے سے ہوئی۔

(۴) زندگی ایسی جلد فنا ہونیوالی ہے جیسے بجلی کی چمک یا شعلے کی چنگاریاں۔

(۵) جسطرح میوہ دار درخت پہلے پھول دیتا ہے اور پھر میوہ اسیطرح فیاض لوگ پہلے خوش خلقی سے خوش کرتے ہیں اور پھر کام برآری سے کام گار۔

(۶) جسطرح بادبان کشتی کو پار لیجاتا ہے اسیطرح سانس کے ذریعہ عمر جارہی ہے ہر سانس کا آنا عمر کا جانا سمجھو۔

(۷) جسطرح پہلی رات کا چاند تنزل سے ترقی پاکر چودھویں رات کو پورا ہوتا ہے اور پھر گھٹ کر ہلال کیصورت ہو جاتا ہے اسیطرح انسان کبھی ترقی پر ہے اور کبھی تنزل پر

(۸) گل لالہ اور گل گلاب جو باغ میں چراغ ہیں اُنکے واسطے قناعت سے پانی ہی روغن بنگیا

(۹) آئینہ کی حیرت کی صفا نے آئینہ کو خبردار کردیا کیونکہ حیرت سے زنگ اُڑ جاتا ہے۔ جسطرح کھڑے پانی کا رنگ بگڑ جاتا ہے کھڑا پانی بھی حیران صورت ہے۔

(۱۰) سرو جو آزاد بتاتے ہیں تو غلط ہے بلکہ وہ گل کی اُلفت میں چمن میں گرفتار کیطرح کھڑے ہیں جہان کے تعلقات سے کوئی آزاد نہیں جو دنیا سے آزاد ہیں وہ فکر عقبیٰ میں گرفتار ہیں

(۱۱) انسان خدا کی ذات بس اسطرح مثابل ہے جسطرح دریا میں لہلہ یہ شعر عارفانہ ہے

خوبیٔ استعارہ

(شرح صفحہ ۳۶)

(۱) انسان کو چاند سے تشبیہ دینا حقیقت میں انسان کا گھٹانا اور چاند کا بڑھانا ہے کیونکہ جو خوبیاں انسان میں ہیں وہ چاند میں کہاں مثلاً چاند کا چہرہ سیاہ دھبوں سے پر ہے اور چاند میں سنبل زلف کہاں سرو قد کہاں موکر کہاں وغیرہ وغیرہ اس وجہ سے انسان کو چاند بتانا شرمندگی ہے شہر کا لفظ ماہ کی رعایت سے ہے کیونکہ عربی میں شہر راہ یعنے مہینے کو کہتے ہیں۔

(۲) طالب لوگوں کو مطلوب کی طلب میں غم رہتا ہے لیکن وہ مطلوب کے وصال میں غم غلط کر لیتے ہیں گویا مطلوب کا تصور غم کا مرہا لکھنے کو ایک پل بتاتا ہے۔

(۳) باغ میں گل بادشاہ ہے اور تمام سبزہ رعیت سرو غلام ہے اسیطرح باغ جہان میں انسان گل ہے اور عالم ملایک و جن اور حیوانات بجائے دیگر سبزہ۔

(۴) جسطرح آفتاب کی روشنی سے مہتاب روشن ہوتا ہے اسیطرح یا یعنے خوبرو انسان نے چاند میں بیٹھکر اپنے نور سے چاند کو روشنی کو دیا اور چاند کی چاندنی میں آفتاب کا بیٹھنا ایک بڑی عجیب بات ہے۔

(۵) جب نیا چاند دکھائی دیتا ہے تو ترا شیدہ ناخن کی شبیہ ہوتا ہے اور لوگ اُسیکطرف اُنگلیاں اُٹھا اُٹھا کر ایک دوسرے کو دکھاتے ہیں گویا طعن سے اُسیکطرف اُنگلیاں کرتے ہیں یہ وہ ہے جو انسان کے ناخن کی برابری کا دعوی کرتا ہے یعنے چاند انسان کے ترشی ناخن کی بھی برابری نہیں کرسکتا۔

(۶) مستورات کا دستور ہے کہ ہاتھوں کو مہندی سے سرخ رکھتی ہیں اور جب سر دھوتی ہیں تو چہرہ کیطرف بال ڈالکر ہاتھوں سے جھاڑتی ہیں بالوں سے جو قطرے جھڑتے ہیں وہ موتی سے معلوم ہوتے ہیں اور جب بالوں کو چہرہ پر سے ہٹاکر پیچھے ڈال لیتی ہیں تو بالوں کی سیاہی سے چہرہ ایسا نکل آتا ہے جیسے اندھیری رات میں سورج اور یہ شعر مقامۂ بدیع الزمان کے اس شعر کا ترجمہ ہے۔

فشاند پنجہ مرجان زابر مروارید ✤ قمر زجیب شب مشکبار پیدا شد۔

(پنجہ مرجان۔ حنائی ہاتھ) (مروارید۔ پانی کے قطرے)۔ (قمر۔ چہرہ)۔ (شب مشکبار۔ یعنے اندھیری رات۔ بال)

(۷) پروانہ بڑا ہی عشق میں جانبازی سے وفادار مشہور ہے اور اس کے اس خلاف اصل دعوی ہے انسان عاشق صادق کے آگ لگتی ہے کیونکہ گو پروانہ شمع پر جان دیتا ہے مگر کسی خاص ایک شمع پر نہیں بلکہ ہر شمع پر جل مرتا ہے اگر نوری شمع انسانی محفل میں آجائے تو یہ کافوری شمع اُس کے آگے مدھم ہوجائے اور پروانہ اِس نوری شمع پر جل مرے اِس نوری شمع کی وفاداری کی حقیقت کھل جائے یعنے معلوم ہوجائے کہ یہ عاشق صادق نہیں بلکہ ہرجائی ہے اور انسان عاشق صادق ہے ایک ذات خدا پر عاشق ہے

(۸) جس کے عشق میں کوئی بیمار ہوا اور وہ کسی اور کے عشق میں بیمار ہو تو جبکہ یہ عاشق کا طبیب و مسیحا خود بیمار ہے تو اُسکے مریض کا علاج موت ہی کہے یعنے جو کسی سے کچھ حاجت رکھتا ہو اور یہ اُسی حاجت میں کسی اور کا محتاج ہو تو اُسکے حاجت مند کی حاجت پوری ہو چکی۔

(۹) جو طمع رکھتے ہیں اُنکے مانگنے کا سررشتہ ہوتا ہے اور جو قناعت والے ہیں وہ بے پروائی سے تمام عمر کا سررشتہ طمع کو اُٹھا رکھتے ہیں۔ جسطرح بلبل اپنی تمام عمر اوندھا پیالہ رہتا ہے اسوجہ سے اُسمیں باوجود دریا میں رہنے کے ایک قطرہ نہیں پڑتا۔

خوبیٔ مناسبات (شرح صفحہ ۲۷)

(۱) ہما پرند وحشی بادشاہ ہے اور بادشاہوں کے ہاں قدر وعزت سے رہتا ہے زندگی میں یہ شان وعظمت ہے اور پل بھر میں مرنیکے بعد اُسکے بالوں کو مکھیاں ہٹانے کی ذلیل خدمت دیجاتی ہے یعنے اُسکے پر دن کا مورچھل جتاتے ہیں ابھی بادشاہ تھا ابھی غلام بنگیا۔ جب یہ حال ہے تو بادشاہوں کو غرور وشاہی بڑی نادانی ہے۔

(۲) فقیری کے یہ تین رکن اعظم ہیں نامرادیکی حالت میں صبر اور سختی میں تسلیم یعنے دل سے برداشت کرنا اور خدا کی مرضی پر راضی رہنا جب یہ تینوں باتیں فقیری کی اصل ہیں تو کسیکی شکایت کی کیا ضرورت ہے۔

(۳) اصل سخی وہ ہے جو محتاج کی صورت حال معلوم کرکے بنا مانگے کچھ دے اور اُسکی حاجت روا کرے۔

(۴) نہ تو میں باغ جہان میں بلبل کیطرح کسی گل پر عاشق ہوں اور نہ گل کیطرح کسی بلبل کا معشوق ہوں بلکہ کٹی ہوئی شاخ یعنے چھانٹ کیطرح روی ایندھن باغ سے باہر ذلیل خوار پڑا ہوں یعنے ہم کسی کام اور قدر کے نہیں بالکل نکمے اور بے قدر ہیں۔

(۵) صراحی کی شراب جب پیالے میں ڈالتے ہیں تو وہ قلقل کرکے ہچکیاں لے لیکر روتی ہے اور پیالہ لبالب ہوکر ہنستے ہوئے کی یہ نکتہ کیطرح ہنسی اشک سے بہ جاتی ہے مطلب یہ کہ دنیا میں خالی بھی روتا ہے اور بھرا ہوا بھی غمی میں روتا ہے سو ہے ہنسی میں گم کرتا ہے اور جلد فنا ہوتا ہے جہان میں آنا عبث ہے جسطرح دم بھر میں صراحی بھی خالی ہوجاتی ہے اور پیالہ بھی اسیطرح خالی جاتا ہے پل بھر کے رونے اور ہنسنے کا کیا اعتبار ہے۔

(۶) تاریخوں سے ثابت ہے کہ کعبے میں پہلے زمانے میں بت ہوا کرتے تھے پھر وہ مسلمانوں کے ہاتھوں سے خدا نے جس کو بت کہا ہے نکلوا دیئے اور بت پرستوں کی تجگت کرائی یعنے اُنکو قتل کرایا لطف یہ کہ خدا اپنے عاشقوں پر ہر طرح سے جور وجفا کرتا ہے جیسے گلزار ابراہیم میں کہا ہے۔

ملک الف میں مرے خونریز ہے ✤ عاشقوں پر تیغ میری تیز ہے

(۷) جتنی نعمتیں جہان میں ہیں سب انسان کے دم کی بدولت ہیں یعنے سب اِسی کیواسطے ہیں اور سب اسیکا ظہور ہے۔

(۸) تمام آسمانوں کی خوبیاں انسان میں ہیں کہکشاں جو ایک سڑک سی ہے اُس سے عمدہ مانگ تاروں سے بڑھ کے دانت اور ہلال سے ابرو ہے۔

(۹) ہندوستان میں عیش وبہار کے دن برسات کے ہوتے ہیں۔ یعنے آساڑھ۔ ساون۔ بھادون۔ کنوار جیکو چوماسہ

کہتے ہیں۔ انیس میلہ اور راگ رنگ رہتے ہیں ابر بارش بجلی و گرج لطف بڑھاتے ہیں مگر اُس صورت میں جبکہ اپنوں اور دوستوں کیطرف سے اطمینان اور خوشحالی ہو اور اگر کسی اپنے محبوب دوست کی جدائی کا غم ہے تو یہ سامان عیش یعنے بجلی گرج وغیرہ اُسکو حسرت و غم میں تلوار سی اور گولیاں لگتی ہیں۔

(۱۰) عمر کی کشتی کے واسطے اِس جہان کے سمندر میں کوئی کنارہ مقرر نہیں یعنے مرنیکی کوئی حد مقرر نہیں پیدا ہونے سے لیکر بڑھاپے تک جس عمر میں مرجائے خواہ شیر خوری میں مرجائے یا بچپن یا قریب جوانی یا جوانی یا بڑھاپے میں وہی عمر کی انتہا ہے۔

(۱۱) عشق کے مرض کا علاج وصل ہے مگر جوں جوں وصل میں کوشش کیجاتی ہے توں توں مرض عشق بڑھتا جاتا ہے بدیں قول **شعر**

وعدۂ وصل چوں شود نزدیک عاشق آتش شوق تیز تر گردد۔۲

خوبیٔ متضاد (شرح صفحہ ۳۸)

(۱) جہان بیخ و تخم کا جیلخانہ ہے اِسمیں سے ایک جاتا ہے اور دوسرا آتا ہے یعنے ایک مرتا ہے اور دوسرا پیدا ہوتا ہے۔

(۲) عالم ارواح میں کنج حرم میں آرام سے بیٹھے تھے دنیا میں آکر وجود کی قید میں گرفتار ہوگئے یعنے ایک وجود سے فنا ہوئے دوسرے میں بدلکر پڑے اور دوسرے سے نیست ہوئے تیسرے میں اسیطرح قالبونمیں مارے مارے پھرتے ہیں قیامت تک یہی اول بدل کی گردش رہیگی۔

(۳) تسبیح مذہب اسلام کی قید ہے اور جنیو مذہب ہنود کی یہاں تسبیح اور جنیو کے توڑنے سے پارسائی اور پرہیزگاری کا توڑنا مراد ہے کیونکہ ہندو مسلمان پارسائی توڑنے کے خوف سے حسن کیطرف نگاہ نہیں کرتے اور بے قدری کرتے ہیں اِسلئے حسینوں کی دل شکنی ہوتی ہے اور دل کا توڑنا بہت سخت گناہ ہے کیونکہ دل خدا کا گھر ہے بقول بعض۔

دل کعبہ نہ توڑ ملے دلبر کہتے ہیں ہے یہی خدا کا گھر۔

اور تسبیح اور جنیو ٹوٹے پھرن بکھرے ہیں مگر دل ٹوٹا ہوا نہیں سکتا۔ دلداری کی ہدایت ہے

(۴) انسان کے تن کا گھر ویران ہوتا ہے اور اُس سے تربت آباد ہوتی ہے یعنے جہان میں ایک بگڑتا ہے اور اُسکے بگڑنے سے دوسرا بنتا ہے ایک سے حکومت جاتی ہے اور دوسرے کے پاس آتی ہے۔

(۵) پہلے کعبے میں بت ہوا کرتے تھے مگر فتحی حکم سے ذلت کے ساتھ نکالے گئے اور اُنکے پجاری قتل کئے گئے اسوجہ سے بتوں کو کعبے سے ضد ہے اِسی وجہ سے بت پرست بت کو نجات دیکر ڈراتا ہے کہ اگر تو مجھے نکالیگا تو میں وہیں چلا جاؤنگا جہاں کے جانیکی تجھے ضد اور پڑی ہے یعنے دوست دوست کو ڈراتا ہے کہ اگر تو مجھے تکلیف دے نکالیگا تو میں تیرے دشمنوں میں جا ؤنگا۔

(۶) کیا کعبہ اور کیا بتخانہ دونوں جگہ مسلمان اور ہندو خدا ہی کی تلاش میں ہیں دونوں حق پر ہیں کوئی ناحق پر نہیں۔

(۷) جسطرح گھوڑے کے بوجھ کی خبر نہیں کہ بھیڑ کی ہے بوجھ ڈالتا ہے اِسیطرح شکیبا کو دکھ کی خبر نہیں۔

(شرح صفحہ ۳۹)

(۱) اگر میں مرکے زمین کے تلے جاکے تاروں تو زمین گردبکار ہو کیطرح اُڑکر آسمان کو توڑکر آسمان سے آپر جارہے اِسمیں مبالغہ کی خوبی ہے

(۲) زمانے کی بے انصافی کی شکایت ہے کہ شریفوں کی خدمت پر خدا تنگ رہیں اور رذیل اعلیٰ عہدوں پر جیسا کہ فارسی میں کہا ہے۔

اسپ تازی شدہ مجروح بزیر پالاں ✤ طوق زریں ہمہ در گردن خرے بینم ✤

(۳) مثل مشہور ہے کہ جو پیدا ہوا سو ناپید کو یعنے جہان میں پیدا ہونا عاقبت کا سفر یاد دلاتا ہے اور زندگی کے واسطے موت ضرور ہے۔

(۴) انسان خدا کا ایک ادنیٰ سا بندہ ہے اور حکمت اور علوم و فنون صنعت اور کمالات میں خدا کے تمام بندوں سے واقف امر اسکے مشابہ ہے اور تمام مخلوقات میں شریف ہے **شعر** آدم کو خدا مت کہو آدم خدا نہیں۔ لیکن خدا کے خانہ سے آدم جدا نہیں

(۵) اگر دوا سے اچھا ہوتا تو دوا کا احسان اُٹھانا پڑتا احسان اُٹھانا بیماری سے زیادہ سخت ہے۔

(۶) شریعت تو عشق الٰہی سے بتاتی ہے اور کفر بت پرستی یعنے عشق الٰہی عشق کیطرف یعنے تجانا کیطرف بلکہ تا ہے اور میں عاشق کہتے ہیں

کر کے عشق کے تجانہ کیطرف یعنے خدا کیطرف جا رہا ہوں خلاصہ یہ کہ عاشقانِ خدا کعبۂ ایمان کیطرف پیٹھ کرتے ہیں یعنے وہ بتکو کچھ نہیں سمجھتے اور تجانہ یعنے بتکی طرف منہ ہوتا ہے وہ اسی گھر میں خدا کو دیکھتے ہیں۔

(۷) وہ یعنے گل کہ بلبل کے رونے پر ہنستا ہے لیکن اُسکے واسطے بلبل کا رونا مبارک ہے کیونکہ گل ہنس کر جلد فنا ہو جاتا ہے پس بھلے اس خوف کا رونا ہے بقول **خضر** دیکھو گلوں کا ہنسنا پیغام ہے خزاں کا ؎ ہنستے ہیں اِس چمن میں کیوں کھلکھلا کے ہنسنے۔ مشعر فارسی عیش دنیا را بقائے نیست دیدی خندہ را ؎ یک تبسم کرد و صد ہزار صد پریشانی گذاشت۔ خلاصہ یہ کہ گل کے رونے پر ہنسنا ہے دردی اور اداسی بڑھاتا ہے

(۸) جب میں نے اُنکی خوشی اپنے قتل کی دیکھی اور قتل کرنے میں اُنکو تکلیف دیکھی کہ نزاکت کے سبب بسمل بھی کر سکے تو اُنکو تکلیف نہ ہونیکی خاطر آپ اپنا گلا کاٹ لیا اسمیں اُنکو اتنی آسانی ہوئی جتنی کہ مجھکو ہوئی کیونکہ اگر اُنکو میرے قتل میں تکلیف ہوتی تو محشر کے روز وہ تکلیف کا دعوٰی کرتے اُس تکلیف دہی کی سزا میں پھر میں گردن زدنی کا سزایاب ہوتا جو اُنکی مرضی سے اپنا گلا کاٹ مرا تو اِس سزا کی مشکل سے بچگیا جیسے کہ انھیں کے اِس شعر سے ثابت ہے **شعر** دھوئے تکلیف سے جلا دنے ؎ روز جزا قتل پھر اپنا کیا۔ یعنے جلا دمحبوب نے روز جزا میرے قتل کرنے میں اپنی تکلیف کا دھوئے کیا اس تکلیف دہی کی سزا میں مجکو پھر قتل کیا گیا کہ اُنکو قتل کی تکلیف کیوں دی۔

(۹) دل آتشِ شوق سے ہزار انگارا بنا ہوا ہے اور آنکھ رونے کی کثرت سے دریا بنی ہوئی ہے آگ پھونکتی ہے اور پانی ڈوباتا ہے دونو عذاب میں اور آگ و پانی کے اکھٹے ہونے سے آہ کی بھاپ نکل رہی ہیں۔

(۱۰) عشق کی ابتدا عشق کی آگ میں جلنا ہے اور انتہا جل بھنکر خاک ہو کر بگولے بنکر برباد پھرنا ہے ابتدا میں جین ہے نہ انتہا میں۔

(شرح صفحہ ۴۰)

(۱) پیادے ایسے ڈرپوک ہیں کہ تلواروں کے نیچے سر تو کیا رکھیں گے حجامت کرانے بھی ڈرتے ہیں کہ کہیں مُسترا نہ چبھو جائے اور سوار ایسے بہادر ہیں کہ غنیم کے سواروں کے مقابلہ میں تو گھوڑوں پر کیا جمیں گے چارپائی پر سوتے ہوئے بھی ڈر کے مارے اُچھل اُچھل گرتے ہیں۔

(۲) کعبے میں اور تجانے میں خدا نہیں ہے اگر معرفت کی آنکھ ہو وہ ہر جگہ اور ہر طرف ہے۔

(۳) زندہ نہیں پارسا کی کہتی ہے زند لوگ اُسکی پگڑی اُتار کر محفل سے ایک دوسرے کیطرف پھینکتے ہیں اِسی پھینکا پھینکی میں اُسکی دھجیاں اُڑ جاتی ہیں گویا زندہ نہیں تبرک ہو جاتی ہے یعنے بٹ جاتی ہے مخالف صحبت میں جانا ذلت و خواری ہے۔

خوبیٔ ذو معنی جسکو صنعتِ ایہام کہتے ہیں

(۱) اگر مسافر زاد میں سو جائے تب لٹیروں اور درندوں کیطرف سے خطر جان ہے اور اگر مسافر کے پاس سونا ہے یعنے روپیہ ہے تب بالکل جان جوکھوں میں ہے

(۲) جب جان کنی کے وقت گردن کے مہرے اُترتے تھے گویا خدا کی تسبیح کرنے میں سمرن کے منکے ڈھلکتے تھے یعنے مرتے وقت بھی خدا کی یاد اور تسبیح رہی۔

(۳) دنیا کے نفع و نقصان غمی اور خوشی کے دھڑکو نہیں جان چلی جاتی ہے اِسی مذاق سے جان کے دو معنے فارسی میں ہیں یعنے روان کو جان بھی اور جانے والے بھی۔

(۴) آقا لوگ آدمی پیش خدمت یا گھر کے نوکر کو کہتے ہیں وہ تمام گھر کے مشکل کاروبار کو آقا سے نبھ سکیں آسانی سے کر لیتا ہے مگر آقا والے کاروبار انسانیت یعنے علوم و فنون اور صنعت کمالات خدا تک رسے ہوئے بہت ہی دشوار ہیں جب اُنکے لڑکپن میں نہ ہو سکے جوان ہو کر خدا تک رسی کی ذلت میں پڑے مطلب یہ کہ ہر ایک انسان خاص ایک ایک کام کے واسطے پیدا کیا گیا ہے اس سے اپنا کام آسانی سے ہو سکتا ہے اور دوسرے کا آسان کام اُسکو دشوار ہے جیسے کہ سرمایہ خرد میں ہے کُلٌّ مُیَسَّرٌ لِمَا خُلِقَ لَہٗ یعنے جو شخص جس کام کے لئے پیدا کیا گیا ہے وہی اُسکے واسطے آسان ہے

(۵) اگر آدمی رات بھر جاگتا رہے تو رنگ زرد ہو جاتا ہے اور سونے کا رنگ بھی زرد ہوتا ہے اسو بسطے رات کو نیند نہ آنے سے خالص سونے جیسا پیلا رنگ ہو گیا۔

(شرح صفحہ ۴۱)

(۱) ہر بانگ یعنے نماز کی اذان اور بلد کے وقت غازیونکے للکارے اور عظیم الشان شے کی تعریف کرنے وقت اللہ اکبر کہا جاتا ہے اور نماز پر کھڑے ہوتے جو تکبیر کہتے ہیں اسمیں اول اللہ اکبر کہا جاتا ہے اور ذبح وقتح کے وقت بھی

(۲) سبزہ پاؤں کے تلے آکر کچلا جاتا ہے اور سوکھ جاتا ہے اور تیرا پاؤں ایسا مبارک ہے کہ جس سبزہ پر آوے اگر وہ سوکھا ہوا بھی ہو تو سرسبز ہو کر لہلہا نچاوے اور جس درخت کے تلے تو آرام لیوے وہ پھل پھول میں مالا مال ہو جاوے مطلب یہ کہ تیری ذات سے ویران آباد ہو جائے اور غریب امیر۔

(۳) مومن ایماندار کو کہتے ہیں اور جو ایماندار ہوگا وہ بتوں سے بیزار ہوگا اور بت بھی اُسکو دشمن جانیں گے میں بتوں کا طلب گار ہوں مگر وہ میرا نام کر برعکس کام کے۔ یہ یعنے مومن سنکر بیزار ہو جاتے ہیں۔ میرے نام نے میرے ساتھ بڑی خرابی کی یعنے میرا مذہب عشق ہے مجھے ایمان سے تو کیا رغبت بلکہ مومن نام سے بھی بیزاری ہے۔

خوبئے تخنیس

(۴) گنگھا کرتے ہوئے نزاکت کے سبب مونڈھے میں درد ہونے لگتا ہے حسن وعشق ایک جان ہوتے ہیں اس تحاد یعنے ایک جان ہونیکے سبب سے دہل آنکے نانے یعنے مونڈھے میں درد ہوا آنکے درد سے یہاں ہمارے شانے میں درد ہے۔

(۵) اہل حیات سے مراد اہل دل یعنے عارف جن کے ہر سانس میں اللہ ہی اللہ نکلتا ہے جس کو پاس انفاس کہتے ہیں اگر یہ سانس کی نماز قضا ہو گئی یعنے اسکا وقت جاتا رہا تو قضا یعنے موت سمجھو کہ مر گئے یعنے جو خدا کی یاد میں ہے وہ زندہ ہے ورنہ مردہ۔

(۶) سانس آمد و رفت کی گود میں بیقرار ہے گو سینہ اُس کا وطن ہے مگر اسمیں ٹھیراؤ نہیں ہے بیقراری کیحالت میں سانس بہت جلدی جلدی آتا جاتا رہتا ہے۔

(۷) تمام عمر سودا میں سر پر خاک ڈال ڈالکر خاک اُڑانے میں برباد کی۔

(۸) ہم صحبتوں کے پاس بیقراری کا بیان کرتا ہے کہ جس عزیز سے ہمکو چین تھا اُس سے کل سے جدا ہیں اسلئے بے چین ہیں۔

(۹) پتے ہوا میں گل ہو جاتا ہے مگر گل بکھیلا پتہ ہے کہ وہ زیادہ روشن ہوتا ہے یعنے جس قدر کہ بلبل کے آہ و نالے کی ہوا لگتی ہے اُسیقدر خوش ہو کر پھولتا ہے جیسے کہ شیشہ پھونک سے

(۱۰) جبتک ڈاڑھی سے چہرہ صاف تھا تب تک یہ سمجھی تھی کہ جواب خطوط کے جواب سے بھی جواب اب جو اُسکا جواب میں خط آیا شاید ہے کہ ڈاڑھی کا آغاز آگیا اور جواب نہ لکھنے کی ہمدردی کی سمجھ آگئی۔

شرح صفحہ ۴۲

(۱) لپٹے دل اور ہاتھی داغوں کے گلوں سے گلزار بنے ہوئے ہیں اور گلزار اور گل دیکھنے کی کیا تمنا کیجائے۔ رنج والم کی کثرت میں باغ وبہار کی سیر کی کس کو خواہش ہوتی ہے۔

(۲) تیرا چہرہ جو پھول جیسا ہے اُسکے تصور میں جو تیرا بیمار طالب دیدار جلکر راکھ ہوا تو اُس بیماری اور تصور کی بدولت طالب کی ہڈیوں سے بیمار پھول نکلے یعنے نرگس کے جو بیمار پھول مشہور ہے۔

(۳) ابر میں خراب کا بہت لطف اسلئے میخواروں کو ابر کا بڑا لالچ ہوتا ہے اگر ابر جاتا رہتا ہے تو لطف کی ہوا بگڑ جاتی ہے یعنے وقت پر کام لطف و فائدہ دیتا ہے بیوقت بے لطف و بے فائدہ ہے شعر

غالب شراب چھوڑ دی لیکن کبھی کبھی۔ پیتا ہوں روز ابر و شب ماہتاب میں

(۴) انسان جلد فنا ہونے میں پانی کا بلبلہ ہے جس طرح پانی بھر میں ہوا کے نکلجانے سے بلبلہ ٹوٹ جاتا ہے بسیطرح ایک دم کے نکل جانے سے آدمی مٹی ہے

خوبیٔ اشتقاق

(۵) اگر چہ دل میں تابِ توان نرہنے سے ناتوانی میں اپنا بہت بُرا حال ہے پر تاب و تواں نرہنے سے یہ بات اچھی ہوئی کہ دل ناتوانی کے مارے تڑپنے سے تو بتا جبتک اِسمیں طاقت تھی تو تڑپ تڑپ کر بتاتا تھا طنزاً ناتوانی کا شکریہ ادا کرتا ہے

(۶) دنوں زمانے کی سختیوں سے فریاد کرتے رہے اور راتوں مصیبتوں میں روتے رہے اِسی بخ دخواری میں تمام عمر بربا دہوگئی ہمیشہ کے بخ وغم کا بیان ہے۔

(۷) اپنی حیثیت سے بڑھکے نہ چلنا چاہیے ایسا چلنا چاہئے کہ پہلے سے اچھا بنجائے اور فائدہ ہو۔

(۸) تمام مخلوقات عبادت الٰہی کے مصلی پر بیٹھی ہیں یعنے وہ خدا کی عبادت ہی کرتی ہے اور ہم انسان عشق الٰہی کی مشطیخ پر بیٹھے جسکی ہر چال میں بخ وعذاب ہے جو میں بھی اور حاصل میں بھی انتظاری میں بھی اور اُمید میں بھی اِس بازی میں مال کا جانا تو کیا مال ہے جان جاکر بھی یار ہے بقول بحر ؎ ہم جان پر بھی کھیل کے بیٹے نہ یار سے ۔ بیٹھے یہ داؤ بڑھ کے لگایا تھا میر کیا۔ خود خدا قرآن شریف میں فرماتا ہے (اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ) بیشک انسان گھاٹے میں ہے۔

(۹) دنیا کی ہوس سبکو خوار بنائے پھرتی ہے شوق سے کوئی نہیں پھرتا یہی مردار دنیا جابجا ملک بملک لئے پھرتی ہے اگر ہوس دنیا نہو تو بڑے آرام سے گذرے۔

شرح صفحہ ۴۳

(۱) اگر میں اپنا رونا نہ روکتا تو اتنا پانی چڑھ جاتا کہ اُسمیں آسمان اِسطرح ڈوب جاتا جسطرح کونڈمیں گھڑیاں کی کٹوری بھر کر ڈوبجاتی ہے۔ رونے کا مبالغہ

(۲) آدمی شرف المخلوقات ہے گو حیوانات میں پست قد ہے مگر اپنی حکمت اور ہمت سے بڑے بڑے قدآوروں نو زور آوروں مثل ہاتھی۔ اُونٹ۔ شیر۔ ناگو۔ گینڈا۔ وغیرہ کو پست کر رکھا ہے۔ آدمی کا بڑا جوہر عالی ہمتی اور عالی حوصلگی ہے۔

(۳) اپنے عملوں اور تدبیروں سے جو نقصان پہنچے اُس کا بہت غم نہ کھانا چاہئے بلکہ خدا کی تقدیر پر صابر و شاکر ہونا چاہئے کہ تقدیر خدا یونہی تھی بقول صائب ؎ گفتا کہ خطا کردی تدبیر ایں نبود ۔ گفتم کہ غلط گفتی تقدیر ہمیں بود

(۴) اُوپر کے شعر کے مطابق مطلب ہے۔

(۵) اگر سانس آتا رہا تو آدمی ہے اِسی سانس کے آنے سے آدم ہے اور اگر سانس نہ آیا تو سانس کا آنا ہے نہ جانا ہے سب مٹی ہے۔

(۶) اگر خدا کی راہ جان دی تو انسان نے اپنے پلے سے کیا خرچ کیا کیونکہ جان بھی تو اُسیکی دی ہوئی تھی خدا کی نعمتوں اور بخششوں کا حق انسان سے کسیطرح ادا نہیں ہو سکتا۔

(۷) انسان کو ایسے کام کرنے چاہئیں جو عاقبت میں کام آئیں واہیات کھیل کود میں عمر ضایع نکرنی چاہئے۔

(۸) اگر جَو بو یا میں سے جو کو الگ کریں تو ریا رہجاتا ہے پس زاہد کا زہد ریائی ہے اُسکے بو دینے سے عیاں ہے۔

خوبیٔ تجنیس مکرر

(۹) بخ جہاں میں ہر شے اہل زبان فال ہے اور بے زبان زبان حال سے خدا کی موجود ہونا ثابت کرتا ہے یعنے علم ایجاد سے صانع کا ہونا مسلم الثبوت ہے۔

(۱۰) چھوٹا بڑا مرد عورت ادنی اعلی تمام بہاڑے دیوان حال کو جانتا ہے۔ اگر نہیں جانتا تو وہی نہیں جانتا جس کے باعث دیوان ہوئے اگر وہ نہیں جانتا تو اوروں سے پوچھ سب جانتے ہیں۔

(۱۱) جب جاناں یعنے خوبرو آئینہ میں اپنے چہرہ کا نظارہ کرے گا تو اُسکا چہرہ آئینے کے سامنے ہوگا اُسوقت آئینہ کو اپنی حیران صورت نظر آئیگی جو چہرۂ جاناں دیکھکر ہوگئی ہے پس جسطرح میں محو جمال یار ہوں اِسطرح آئینہ محو و حیران ہوگا۔

شرح صفحہ ۴۴

(۱) حسینوں کی شامت بھی عجیب ہے اسپر طرفہ عمزدہ اور دل جلا جلکر رو کر تھوڑے عرصہ میں ہو چکتا ہے۔

(۲) اسقدر گنہگار ہوئیں آلودہ اور بدنام ہوا ہوں کہ عبادت کو بھی میرے سے منسوب ہوتے ہوئے غیرت آتی ہے کہ اسکے ساتھ میں بھی گنہگار اور بدنام ہو جاؤنگی اور اگر میں گنہگار ہوں سے توبہ کرتا ہوں تو معافی مجھسے تو یہ تو کرتی ہے کہ یہ میرے لایق نہیں اسکے ساتھ ہو کے میں بھی حقیر اور بے قدر ہو جاؤنگی اپنے گناہوں کا صلہ بتا کر رحم و لاکر معافی مانگنا۔

(۳) ہزار درد و تکلیف سے جگر کٹ کٹکر ایک ایک ٹکڑا ہو کر ایک قطرہ بنتا ہے۔ رنج و غم سے جگر ٹکڑے ٹکڑے ہوا پڑتا ہے اور ٹکڑے ٹکڑے میں حسرتوں کے ڈھیر کے ڈھیر لگے پڑے ہیں۔

(۴) مفلسی اور تونگری کی تمیز دنیا ہی میں ہے۔ قبر میں جاکر دونوں ایک ہی خاک ہیں۔ تونگری میں غرور و عبث ہے۔

(۵) تکبر اور خاکساری پہلے دن سے چلی آئی ہے۔ مگر تکبر میں نقصان ہے۔ جیسا کہ شیطان کو ہوا کہ سب فرشتوں کا معلم ہو کر تکبر سے مردود و ملعون ہوا۔ اور خاکساری میں فائدہ ہے جیسے کہ حضرت آدم خاکی پتلے رتبے میں فرشتوں سے بڑھ گئے اور ذات الٰہی میں شامل ہو گئے۔

(۶) بھانتی ایک تماشا کیا کرتا ہے کہ کسی لڑکے کا دھوکے سے سر کاٹ دیتا ہے تماشائیوں کو سر کٹا ہوا دکھائی دیتا ہے اسپر طرح ہنسی کی جو بجلی نکلی تو تماشائیوں پر تلوار چل گئی یا رکی ہنسی کیا ہوئی بھانتی کا تماشا ہوا۔

(۷) جب خدا مہربان ہوتا ہے تو جہان مہربان ہوتا ہے۔ اگر خدا پھر جاتا ہے تو زمانہ پھر جاتا ہے۔

خوبیٔ مبالغہ

(۸) گل کا رنگ صبح کی ہوا سے تیزی پر آتا ہے اور بعض بعض انسان وہ نور کا پتلا ہے کہ صبح کی ہوا بھی نزاکت میں اسکو لوکے برابر ہے۔ کہ وہ برداشت نکر کے مرجھا جاتا ہے جیسے کہ بھجر کہتا ہے۔ اور رے نازکی کہ شب ماہتاب میں سورج مکھی ہے یا رکے منہ پر لگی ہوئی یعنے چاند کی چاندنی دھوپ کے برابر لگتی ہے۔

شرح صفحہ ۴۵

(۱) اعلیٰ درجے کے حسین انسان کی تعریف ہے کہ اُس کے سامنے چودھویں رات کے چاند کو کریں تو شرمندہ ہو کر چاند کو گرہن لگ جائے اسوجہ سے چاندنی سیاہ ہو جائے

(۲) انتہا کے نازکبدن انسان کی تعریف ہے کہ اگر اسکی ہتیلی کو انگلی سے ملنے کا تصور کیا جائے تو ہاتھ ایسا سرخ ہو جائے جیسے مہندی لگی ہوئی ہے۔

(۳) کمال درجہ کے نازک انسان کی نازک کمر کی تعریف ہے کہ خیال میں کمر کا نقشہ کھینچے ہوئے کمر پر خیال جاوے تو ڈر لگتا ہے کہ کبھی ایسا نہو کہ خیال کے بوجھ سے کمر لچک جائے کمر کے وسطے خیال اور جان کی جان کا آنا خوبی تشبیہ ہے۔

(۴) بار حرف اُٹھانے یعنی بات کرنے میں تو لب سے لب بھڑتا ہے سخت صدمہ ہے نازک لب کہاں اُٹھا سکے جس کو تبسم ہی سے (جنہیں لب سے لب نہیں بھڑتے) ایسا صدمہ ہے کہ لب نیلے ہو جاتے ہیں مسی کی بھی کچھ ضرورت نہیں

(۵) کمال نزاکت سے رنگ حنا ایسی تکلیف دے رہا ہے جیسے کہ کوئی ہاتھ کو زور سے بھینچ رہا ہو ہے مشم بدور نازک ہاتھ مہندی کے رنگ کے تلے کیا آیا گویا پنکھی کے تلے آگیا بقول ناسخ ؎ گل تو کیا رنگ حنا کے بوجھ سے ہوتے ہیں لال۔ شوخ گل سے ہیں کہیں نازک تمہارے ہاتھ پاؤں۔

(۶) پھول پر کے ناکی نزاکت کی تعریف ہے کہ اگر وہ کسی کے خواب میں بھی آجائے تو اسکے پاؤں اسطرح دکھنے لگ جاتے ہیں جسطرح کسی کے اصلی سفر میں۔

(۷) رونے کی کثرت سے تمام روئے زمین گارا کیچ ہو گئی اور پاؤں دھنسنے لگ گئے جب رو کی زور سے قدم اکھڑے تو پاؤں کی جگہ جو جسم ہے

گڑھے پڑگئے تھے وہاں بھنور پڑنے لگے یہ معاملہ کی بات ہے کہ پانی کے زور سے پاؤں کیجگہ گڑھا پڑجاتا ہے اور جہاں گڑھا پڑجاتا ہے وہاں پانی چکر کھانے لگتا ہے۔

(۸) مسلمانوں کے کفن کو خوشبو کے لئے مشک عبیر لگا دیتے ہیں وہ کافور کیطرح اُڑ جاتا ہے مردہ کا تن ناتوانی سے ایسا ہلکا پھلکا ہوگیا ہے کہ مشک کے ساتھ اُڑا پھر رہا ہے۔

(۹) نہایت تپی ہوئی چیز پر ہاتھ رکھنے سے ہاتھ پر آبلے پڑجاتے ہیں یہاں تپ محبت میں ایسے تپ رہے ہیں کہ اگر طبیب نبض دیکھے تو اُسکا ہاتھ آبلوں سے پھول جائے۔

(۱۰) مسلمانوں کا یقین ہے کہ حشر کے دن آفتاب نیزے پر یعنے بقا صلہ نیزہ اُونچا ہوگا پس حضرت ذوق نے مذاقاً فاصلہ کے عرفی نیزہ کو آفتاب کی دم لگا کر مدار تارا بنا دیا اور گناہوں کے اندھیرے سے دن کو سیاہ کرکے رات بنا دی کیا ہی لطف ہوا بڑا مذاق یہ ہے کہ میرے گناہوں کی کثرت سے حشر کا دن رات بنگیا خلقت آفتاب کی تپش اور عملوں کے حساب کتاب سے بچ گئی گویا میرے گناہ حشر والوں کو شفیع روز جزا بن گئے یقینی امر کی خوبی سے بجائے مستقبل کے ماضی لائے۔

(۱۱) اگر مرجاتے تو دکھ اور رنجوں سے نجات پاتے مگر ضعف کا برا ہو کہ اس حد کا ہے کہ دنیا سے بھی نہیں چلا جاتا یعنے ضعف کے مارے اتنی بھی طاقت نہیں رہی کہ دنیا سے سفر کر جائیں کیا عمدہ مذاق ہے کہ ضعف کو دنیا میں رہنے کا بہانہ کرلیا یہ ضعف کیا ہوا گویا آب حیات ہوا وہی مثل ہوئی کہ کہے کو لات گئی کہے کو لات آئی۔

(۱۲) رونے سے آسمان تک پانی چڑھ گیا کہ گرئے کے دریا میں آسمان بلبلہ نظر آتا ہے۔

(۱۳) ناتوانی سے اس قدر معدوم ہوا کہ بدن کی قبا ہی قبا رہ گئی اور میں نہ رہا۔ بارہا موت آئی قبا ہلی میرا پتا نہ لا مٹول ٹٹول کر چلی گئی کیا مزے کی ناتوانی ہوئی کہ موت سے بچے اسمیں بھی اُوپر کے شعر کا مذاق ہے۔

(۱۴) مومن اور ظفر کے اُوپر کے دونوں شعر جرأت کے اسی مضمون پر بنے ہیں تینوں کا ایک ہی مطلب اور ایک ہی مذاق ہے۔

شرح صفحہ ۴۶

(۱) ہم ناتوانی سے ایسے بے حس و حرکت ہیں کہ اگر ہمارا سایہ گلوں پڑ جائے تو اسکے اثر سے گلوں کی بُو جو تیزی کے ساتھ گلوں سے نکلتی رہتی ہے وہ بھی ایسی حرکت ہوجاگر ناتوانی سے گلوں ہی میں رہے ہل نہ سکے۔

(۲) اسقدر ناتوانی سے بے حس و حرکت ہوں کہ اگر چلتے دریا میں ڈوب جاؤں تو میری ناتوانی کا اثر دریا پر اسقدر پڑے کہ وہ بھی بے حس و حرکت ہوکر چلنے سے بند ہوجائے اور تالاب کے پانی کیطرح ایک ہی جگہ ٹھہر جائے۔

(۳) میرا گھر ایسا اندھیرا ہے کہ اگر اُسکے دیوار و نکے سوراخ میں روئی کا پھول رکھدیں تو وہ چاند بنجائے اور اُسکی چاندنی سے گھر چاندنا ہوجائے یہ معاملہ ہے کہ سیاہی میں سفیدی زیادہ چمکتی ہے اور تھوڑی سی بھی بہت دکھائی دیتی ہے جیسے کہ تھوڑا سا نی رات کو بہت اور زیادہ سفید نظر آتا ہے اور کالر زمین ایسی چمکتی ہے کہ پانی نظر آتا ہے۔

خوبیٔ معاملہ یا صنعتِ تلمیح یا تلمیح

(۴) جمشید بادشاہ نے زمین کا ایک کرہ بنوایا تھا جو دو پیالوں سے ثابت کرہ تھا اور ایک پیالہ نصف کرہ جسطرح اب گلوب ثابت کرہ ہے اور نصف نصف کرہ بھی سب مداس میں ہیں اُن دونوں پیالوں پر روے زمین کا نقشہ اگرا ہوا تھا جسطرح اب گلوب پر ہے تو گویا اُس پیالے میں تمام جہان کی سیر تھی دوسرا وظیفہ یہ تھا کہ اُسی سے شراب پیتا تھا مطلب یہ کہ جسطرح جام جم سے جہان کی کیفیت معلوم ہوتی تھی اسیطرح عارف کیواسطے دریا کا ہر بلبلہ جام جم ہے یعنی اس سے صاف ظاہر ہے کہ جسطرح دریا میں بلبلے اٹھتے رہتے ہیں اور ٹوٹ کر اُسمیں ملتے رہتے ہیں اسیطرح زمین والے خاک سے پیدا ہوتے رہتے ہیں اور خاک ہی میں فنا ہوتے رہتے ہیں یہی وجود و عدم کا دور جاری ہے۔

(۵) آئینۂ سکندر بادشاہ کی ایجاد ہے اس سے سکندر کا نام ہے سکندر نے آئینہ بنا کر تو کیا روشنی دیکھی جو دل کو صاف کرکے دل کی روشنی

دیکھتا جب دل ہی صاف نکلا تو آئینہ صاف بنانے سے کیا فائدہ یعنے ملک گیری اور مردم آزاری کی طمع کی کہ درت سے دلکو پاک صاف نہ کیا۔

(۶) کوہ قاف میں یاجوج ماجوج یعنے روسی خونخوار قومیں پاس کے ملک والوں کو لوٹ لے جاتی تھیں اسلئے سکندر نے اُنکے بیچ میں کوہ قاف میں دیوار بنوادی تاکہ وہ خونخوار قومیں جانسکیں مگر وہ دیوار ایسی بحکمتوں اور صنعتوں سے بنائی گئی ہے کہ جو اُسپر چڑھ کے دوسری طرف نیچے کو دیکھتا ہے تو وہاں کی اُوپری اُوپری چیزیں دیکھکر خواہ مخواہ اُسکو بے اِنتہا ہنسی آتی ہے کوئی نہیں بلکہ یہانتک روایت ہے کہ وہ ہنسی کے مارے مرہی جاتا ہے پس جو کچھ دُنیا سے اُسکا ہنسنا مرجانا سمجھو۔

(۷) یارکو جو بارے پر کھڑا دیکھکر مشتاق ملاقات ملنے کے شوق میں اسقدر رویا کہ پانی کا سمندر کھڑا ہو گیا جو بارے پر یار ایسا کھڑا نظر آتا تھا جیسے سمندر میں سکندر کی تیلی۔ ایک سمندر میں پہاڑ تھا اور نظر نہ آتا تھا اُس سے ٹکر کھا کر جہاز پھٹ جاتے تھے سکندر نے یہ بندوبست کیا کہ اُس پہاڑ پر ایک پتلی بنادی جو جہاز کو ہاتھ سے پرے جانیکا اشارہ کرتی ہے۔

(۸) آخر ہر ایک جاندار کو مزا ضرور ہے ایکدن آگے نہ مرا ایکدن پیچھے مرا مگر جو آگے مرا وہ جلد دنیا کے رنج وغم سے چھوٹ گیا اور جو دیر سے مرا اُس نے زیادہ رنج وعذاب دیکھے حضرت خواجہ خضر سکندر کو بحر ظلمات میں آب حیات پلانے لے گئے سکندر تو راہ بھول کے بڑی مصیبت سے محروم کنارہ پر واپس آیا اور خضر نے پوری پوری رہنمائی نہ کی آپ چشمہ پر جاکر آب حیات پی لیا تو جیسے کہ خضر نے زندہ رہنے میں سکندر پر سبقت کی ویسے ہی موت کا مزہ چکھنے میں پیچھے رہ گئے پڑے جنگلوں میں بے یارو مگسار مارے مارے پھرتے ہیں اور سکندر تھوڑی زندگی میں بہت سا نام وکام کرکے جنت میں جارہے۔

(۹) شراب کا مٹکا حکیم افلاطون کی ایجاد ہے اور وہ مرتے وقت مٹکے میں بیٹھ گیا تھا اور اپنے شاگردوں کو وصیت کی کہ فلان پہاڑ میں اس مٹکے کو دفن کرآنا اور کسیکو خبر نہو پس بموجب وصیت کے عمل ہوا مطلب یہ کہ اب جو شراب کے مٹکے بنتے ہیں یہ شرابیوں کی خاک جوش مار کر اس قالب میں آئی ہے اگر اسمیں شراب بھری ہوئی ہو تو جسم باجان ہے اور اگر اسمیں شراب نہیں پھر بھی انسانی جسم ہے یعنے ایسا ہی واجب التعظیم ہے جیسے کہ بے روح آدم کا قالب فرشتہ نکا واجب التعظیم تھا خلاصہ یہ کہ مٹکے کو شراب سے پُر رکھئے شرابیوں کی خاک کو مسرور رکھے۔

(۱۰) عود ایک قسم کی لکڑی ہے جو بھاری پن سے برخلاف دیگر لکڑیوں کے پانی میں ڈوب جاتی ہے یعنی اسکا اصلی نشا پانی میں ڈوبنا ہے اور آسمان جو جہان کے برخلاف کام کرتا ہے وہ اُسکو سُکھی خواہش کی صندل میں اُسکو آگ میں جلاتا ہے چنانچہ عطر نہیں خوشبو کے لئے اُسکو جلاتے ہیں۔ آسمان سے نفع کی خواہش نہ کرنی چاہئے ورنہ نقصان کردیتا ہے۔

شرح صفحہ ۴۷

(۱) اِسمیں معاملہ یہ ہے کہ گل بازی ایک کھیل ہے گیند بے کیطرح دو آدمی آمنے سامنے کھڑے ہوجاتے ہیں ایک دوسرے کے پھول مارتا ہے وہ ہتیلی سے روک کر اُلٹا اُسی کیطرف مارتا ہے پھول دو طرفی تھپڑ دھکے کھا کر پنکھڑی پنکھڑی ہوکر جاتا رہتا ہے مطلب یہ کہ کوئی وسیلہ ٹھکانا نہیں دیتا سب دھکے دیکر نکالدیتے ہیں

(۲) شیر کی مونچھیں زہریلی ہوتی ہیں ذرا سا بال جو کھا جاوے مرجاتا ہے اِس خوف سے جب شیر کا شکار کرلیتے ہیں تو اُسکا منہ جھلس دیتے ہیں تاکہ مونچھوں کے بال جل جائیں نکتہ سنجوں نے یہ نتیجہ نکالا کہ زمانہ دلاور و نکا ایسا دشمن ہے کہ مردہ کو بھی مارتا ہے۔

(۳) اکثر مستورات میں یہ وہم خام ہے کہ سیہ جانور کا کانٹا یا کنیر کا پھول ہو تو اُس گھر میں اِنکے رہنے سے لڑائی رہتی ہے مطلب یہ کہ باعث فساد آدمی کا درمیان میں رہنا اچھا نہیں اُسکو نکالدینا چاہئے

(۴) جب حضرت مریم کو حضرت عیسیٰ کی پیدائش کے وقت درد زہ ہوا تو وہ جنگل میں چلی گئیں وہاں درد سے ایک گھانس پر لوٹیں اور اُس گھانس پر اُنگلیاں پھنسا کر اُٹھنا چاہا تو وہ گھانس بشکل پنجہ ہوگئی حضرت مریم اُسمیں پنجہ ڈالکر اُٹھیں اُس گھانس کا پنجہ سُرخ ہوگیا اب اُس گھانس کا نام پنجہ مریم ہے اُسمیں یہ تاثیر ہوگئی ہے کہ جسوقت عورت کے شکم پر پھیرنے اور سُنگھانے سے بچہ آسانی سے پیدا ہوجاتا ہے اسیطرح کنگھے کے پھیرنے سے کہ ہر شکل وہم وضع مریم ہے زلف میں پیچ وخم کہ یہ عشق کے واسطے

نقطے میں پیدا ہوجاتے ہیں جسطرح آسانی سے میح پیدا ہوئے تھے۔

(۵) جسطرح قرآن شریف پڑھتے ہوئے سجدہ کی ہر آیت پر سجدہ ہوتا ہے جسطرح تلوار کے ہر چوہر پر اوپ سے سجدہ ہے اسوجہ سے تلوار محراب مسجد محراب بھی سر پر ہوتی ہے اور تلوار بھی سر پر چلتی ہے۔

(۶) رات نیت کی تھی کہ صبح شراب سے توبہ کرینگے لیکن ہی میں مغرب سے آفتاب نکل آیا کہ توبہ کا دروازہ بند ہوا لطف یہ ہے کہ خدا کو ہمارا شراب پینا خوش آتا ہے توبہ نہیں چاہتا۔

(۷) حضرت محمدؐ کے مونڈھوں کے بیچ میں جو گوشت کا ابھار تھا وہ مہر نبوت تھی حضرتؐ اُس سے بھی مثل آنکھ کے نظر آتا تھا اسجسطرح عشق کے داغوں سے دل کی آنکھیں کھل گئیں جب داغ سے نظر آنے لگ گیا تو مہر نبوت کا گمان ہوگیا چونکہ حضرت کے بعد کوئی نبی نہ آئیگا کیونکہ یہ خاتم النبیین ہیں اسوا سطے نبوت کے مدعی کو کافر کہا۔

(۸) حضرت یوسف پر زلیخا مصر کی شہزادی خواب میں صورت دیکھکر عاشق ہوگئی تھی اُسکے دل کی کشش سے یہ سبب ہوا کہ یوسف کو اُنکے بھائیوں نے کنوئیں میں ڈالا پھر وہ سوداگر کے ہاتھوں مصر میں زلیخا کے ہاتھ بکے گویا عشق کی کشش نے انکو کنوئیں میں گرایا اور ہاروت و ماروت دو فرشتے جنکو اپنی پارسائی پر بڑا ناز تھا شہر بابل میں زہرہ کو دیکھکر اُسپر مبتلا ہوگئے زہرہ سے راگ کا جادو آپ سیکھنے لگے اور زہرہ کو اسم اعظم سکھایا زہرہ اسم اعظم کی برکت سے آسمان پر چلی گئی اور ہاروت ماروت کو کہہ گئی کہ میرے آنے تک اس کنوئیں میں لٹکتے رہنا اِس عشق میں مبتلا ہوکر وہ اب تک چاہ بابل میں اُلٹے لٹک رہے ہیں۔

(۹) سنگ مقناطیس اور لوہے میں باہمی کشش ہے کہ ایک دوسرے کو اپنی طرف کھینچ لیتا ہے اسوا سطے یہ تجویز کی کہ اگر اپنی قبر کا تعویذ سنگ مقناطیس کا ہوگا تو یار اپنی طرف کھچا چلا آویگا کیونکہ اُسکے گھوڑے کے نعل لوہے کے ہیں۔

(۱۰) جب اکثر میوے اور پھولوں کے پودوں کو موسم سے پہلے چھانٹ دیتے ہیں تو نئی شاخیں نکلکر اُنمیں پھل پھول زیادہ آتے ہیں جیسے کہ گلستانمیں ہے ؎ نکوتہ مال بدرکن کہ فصلہ رزرا ۔ چو باغبان بر و بیشتر دہد انگور ۔ اسجسطرح دل زخمی ہوکر مضامین کے پھل اور پھولوں سے بھلا۔ بدون چوٹ لگے مضمون نہیں سوجھتا۔

(۱۱) کتان سن کا کپڑا ہوتا ہے نہایت مہین مثل باریک حریر کے امیر لوگ کو جس کے ساتھ ہنسی کرنی ہوتی ہے اُسکو چاندنی رات میں کتان کا کرتا ٹوپی پہنا دیتے ہیں وہ چاندنی کی تاثیر سے پھٹ کر ایسے جلی جاتے ہیں کہ نام و نشان نہیں رہتا پھر وہ بیچارے کپڑے طلب کرتے ہیں وہ سادہ لوح حیران رہجاتا ہے شرمندگی کے مارے جواب نہیں دے سکتا۔

(۱۲) ہم سب سے بھلے جلنے والے آدمی ایسے زندہ ہیں کہ تمام کو دکھائی دے رہے ہیں سب ہمکو پہچانتے ہیں خضر کیطرح زندہ نہیں کہ آب حیات پی کر لوگوں سے چھپا پھرتا ہے یعنے چھپا پھرتا ہے خلاصہ یہ کہ نعمت وہی لطف دیتی ہے جو یاروں کے شامل ہوتی جائے جیسے کہ پنجابی مقولہ ہے "یاراں نال بہاراں ہیں۔ ورنہ کیلے" اعلیٰ سے اعلیٰ نعمت نہایت لطف ہے۔ جیسے کہ مثل ہے اکیلا روتا بھلا۔ نہ ہنستا۔

(۱۳) واقعہ یہ ہے کہ فرکس بیٹھے علم طبیعات کا مسئلہ ہے کہ پانی گرمی پاکر بخارات و بھاپ بنکر اُوپر چڑھ جاتا ہے اور زیادہ سے زیادہ ہوا میں پھیل کر ہوا ہوجاتا ہے اسجسطرح کثرت سے رو کر ضعیف آجاتا ہے اور آنسو خشک ہوجاتے ہیں پھر رونے میں آنسو نہیں نکلتے صرف ٹھنڈی آہیں نکلتی ہیں اور وہ جو اندر گرم خون تھا وہ آنکھوں کے رستہ آنسو بنکر نکل چکا اِس سبب سے ٹھنڈے سانس نکلتے ہیں۔ (خواجہ غالب کو تمام علوم میں کمال تھا)

(۱۴) حضرت یوسف کے زمانے میں قانون تھا کہ چور کو سزا میں اُسکا غلام بنا دیا جائے تھا جسکی چوری کرتا تھا حضرت یوسف نے جو خواب میں جاکر زلیخا کا دل چرایا یعنے اُسکو اپنا مبتلا کر دیا اس سزا میں گویا یوسف زلیخا کے غلام بنے اب ہمارا یار جو ہمارا دل یوسف بنکر چراتا ہے تو اس سزا میں اُسکی جگہ کون غلام بنے گا یعنے اگر وہ دل چراتا ہے تو اُسکو میرا غلام بنا پڑے گا اس سے گریز ہوگا۔

(۱۵) بادشاہوں کے زمانے میں کہ ڈاکخانے اور ڈاک چوکیاں اور ریل نہ تھی ہرکارے لوگ دور دراز خطوط لے جاتے تھے اور نمکدان ہونے کے لئے بھیڑیے کا ٹھنہ اپنے ٹھنے سے باندھ لیتے تھے چونکہ کتا بھیڑیے کا دشمن ہے کہ دیکھکر اُدھر جھپٹتا ہے اور بھونکنے لگتا ہے ہرکارہ نامہ بر کے پاس کو

بھیڑئے کا ٹھنڈا اس غرض سے باندھا تھا کہ تک کر راہ ہی میں فربہ جائے اور بیمار ہو کر واپس نہ آجائے اب نتیجہ برعکس معلوم دیتا ہے کہ شاید ٹھنڈے کے باعث یار کے کوچہ کا کتا نامہ بر کو کوچہ میں جانے سے مانع نہ ہو جائے اب میں اسبات پر چیتا رہا ہوں۔

(۱۶) منکر نکیر دو فرشتے ہیں جو قبر میں گئے مردہ کو جلا کر حساب کتاب لیتے ہیں یعنے پوچھتے ہیں کہ تیرا معبود کون ہے اگر مردے نے جواب میں کہدیا کہ خدا ہے تب اُسکو بہشت میں ڈالدیتے ہیں اور اگر کوئی اور بتا دیا تو گرزوں سے مارتے ہیں اور دوزخ میں ڈالدیتے ہیں۔ عاشقان خدا بت پرست ہوتے ہیں کہ خدا کے بت کو اپنا معبود جانتے ہیں اور چاہے گردن پر تلوار چلے یا دوزخ میں پڑیں مگر اپنے عشقیہ بت کی معبودی سے انکار نہیں اسواسطے کہا ہے کہ عاشقان حق کو اتنی طاقت نہیں کہ بت کے سوا کسی اور کو خدا سنیں یا اپنی زبان سے کہیں وہ تو اپنا معبود بت ہی کو بتلائیں گے خواہ منکر نکیر دوزخ میں ڈال جاویں دوزخ ہی منظور ہے مگر بت کے سوا کسی اور یعنے اللہ کو معبود کہنا منظور نہیں۔

شرح صفحہ ۴۸

(۱) حضرت داؤد پیغمبر تھے اُنکے زمانہ میں طالوت بادشاہ نے اشتہار دیا تھا کہ جو شخص میرے دشمن جالوت کو مارے میں اُسکو اپنی بیٹی دونگا حضرت داؤد نے اُسکو مار ڈالا اور حسب وعدہ طالوت کی بیٹی کے ساتھ شادی کرلی۔ بنھر چینگلی اُنگلی کے پاس کی انگلی کو کہتے ہیں مگر یہاں مراد چھنگلی سے ہے جس کو پنجابی چھیی بولتے ہیں دلھن اور دولھا کے ہاتھ یا پاؤں میں مہندی لگایا کرتے ہیں لیکن مسلمانوں کی شریعت میں مرد کے مہندی لگانا منع ہے مگر عورتیں شگون اوا کرنے کو نوشہ کی چھنگلی کی پور پر لگا دیتی ہیں تاکہ سارے ہاتھ پر نہ لگانے سے شرع کا پاس بھی رہے اور رسم بھی ادا ہو جائے مطلب یہ کہ نوشوں کے عسر کا شاید یہ وعدہ تھا کہ جو شخص کسی مبتلا کے خون میں ہاتھ تر کرے اس کو بیٹی دوں جسطرح طالوت نے داؤد کا ہاتھ جالوت کے خون میں تر کرکے داؤد کو اپنی بیٹی دی تھی اسیطرح دلھن کے باپ نے دولھا کا ہاتھ لوگوں کے خون میں تر کرا کے بیٹی دی یعنے دولھا کی انگلی حنا میں سرخ نہیں بلکہ جان بازوں کے خون میں سرخ ہے۔

(۲) یمن کے بادشاہ ابرہہ نے جب دیکھا کہ مکے میں کعبے کے حج کو خلقت بہت جاتی ہے اور اُس نے اپنے ہاں خوشنما دلکش عمارت کعبہ کی نقل پر بنائی کہ لوگ حج کرنے یہاں آیا کریں مگر کوئی نہ گیا پھر اُس نے حسد کے مارے کعبے کے گرانے کو ہاتھی دیکر لشکر بھیجا جب ہاتھی کعبے کے دروازے پر ٹکر مارنے کو پہنچے تو ابابیل پرندے کے ہر ایک کے پاس تین کنکریاں تھیں ایک ایک چونچ میں اور دو دو پنجوں میں جس ہاتھی یا سوار کے کنکری لگتی تھی اُسکو گویا کیسطرح ہلاک کر دیتی تھی اسطرح وہ تمام ہاتھی اور لشکر ابابیلوں نے غارت کر دیا سید احمد زبدۃ المعانی ہندی اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ عربی میں ابابیل کوئی پرند نہیں یہ لغت ہندی ہے ابابیل مثل طاعون ایک قسم کی بیماری تھی جس سے وہ لشکر ہلاک ہوا۔ گویا جتنا بڑا ہاتھی۔ ہاتھی کے سواروں کے نیچے ہے اُتنی بڑی آفت اُنکے سر پر ہے یعنے بڑوں پر بڑی آفت ہے۔

(۳) حضرت مریم کا دھاگا باریکی میں مشہور ہے کہ بدقت نظر آتا تھا اس دھاگے اور اپنی نہایت باریک سوئی سے حضرت عیسیٰ مجروحوں کے زخم سیا کرتے تھے مطلب یہ کہ میرے گئی زخم سیا جا سکتا ہے دل کا زخم سیا جا سکتا ہے بھی نہیں جا سکتا دلی زخم خدا ہی سئے نہ سئے۔

(۴) طائر قبلہ نما مرغ قبلہ نما۔ قطب نما کی ڈبیا میں ایک چڑیا ہوتی ہے اگر اُسکا منہ کعبہ کیطرف رکھا جائے تب وہ قبلہ نما ہے اور اگر قطب کیطرف رہے تو قطب نما ہے یہ آلہ مسافروں اور سیاحوں کے پاس رہتا ہے مرغ کو تشنگا کر دیتے ہیں مگر قبلہ نما کا مرغ خدا کیطرف منہ رکھنے سے اس آفت سے محفوظ ہے یہ خوبی تعلیل ہے

(۵) شیشہ ساعت ریت گھڑی کو کہتے ہیں وہ اسطرح ہوتی ہے کہ دو کیساں شیشوں میں اسی اندازہ کی ریت بھر کے جو ایک گھنٹے میں ایک میں سے دوسرے میں جاوے دونوں شیشوں کی گردنیں جوڑ دیتے ہیں اوپر کے شیشے کی ریت ایک گھنٹے میں نیچے کے شیشے میں آجاتی ہے پھر اُسکو اُلٹ کر رکھ دیتے ہیں اسطرح گھنٹے گھنٹے کے بعد کرتے رہتے ہیں۔ جسطرح یہ شیشہ باہر سے صاف اور اندر سے ریت سے بھرا ہوا ہے ایسا ہی کچھ والا ظاہر دوست اور صاف دلی دشمن اور پر کینہ ہوتا ہے۔

(۶) تاریخوں سے ثابت ہے کہ کعبہ پہلے بت خانہ تھا اب جو کعبے والے بت پرستی کو عیب جانتے ہیں تو اصل سے واقف نہیں ہیں۔

(۷) شہر نخشب کے بادشاہ نے ایک نجومی سے پوچھا تھا کہ اب کے چاند کونسی تاریخ کو ہوگا اُسکے منہ سے نکل گیا کہ اُنتیس کو قدی میں ہوگا

دلیسا یہ کہنے سے انتظے اور بحد ندامت ہونے سے غرض اپنی بات پوری کرنیکے لئے حکیم نے مصالحوں سے ایک چاند بنوایا اور جنگل میں ایک کنواں کھدوایا جسمیں سے آتیس کو چاند نکلوا بادشاہ نے اور رعایا نے اسکو اصلی چاند جانا اور سیم جوی سے رہ گئے۔

خوبیٔ تعلیل یا حسن التعلیل

(۸) بدبختی میں اقبال کا ستارہ لگے سے پیچھے ہو جاتا ہے جگنو کا آگا سیاہ ہے اور پچھا بھی دم روشن ہے اس مذاق سے تیرہ بخت سے تشبیہ دی اور بدبختی میں اقبال کا ستارہ گھٹتا ہے تو اتنا گھٹا کہ آفتاب سے جگنو بنگیا پس اسکو جگنو نہ سمجھو یہ گھٹا ہوا آفتاب ہے۔ بدقسمتی کا مبالغہ

(۹) یہ جو آسمان پر آفتاب ہے یہ دل جلے انسان کے دل کا شرارہ ہے یعنے دل جلوں کی آہ اگرچہ چھپ کر کے جائے مگر چھپی نہیں رہتی مثل آفتاب روشن ہو جاتی ہے دیکھو مجنون و فرہاد کی آہیں آجتک روشن ہیں۔

(۱۰) قل ہونا مرغے کے سوم کو کہتے ہیں اور پیالہ ہونا بھی سوم کو بولتے ہیں پیالہ کے ذکر سے سوم کیطرف بھی ایہام ہے اور قل کے ثابت کرنے میں یہ کمال کیا کہ صراحی سے پیالے میں شراب ڈالتے ہیں جو قلقل کی آواز نکلی تو گویا صراحی نے توبہ کے قل کی دو دفعہ آوازدی پس جب توبہ کا قل ہو گیا یعنے توبہ مرگئی تو شراب پینے میں کسکا ڈر رہا پھر تو نائب نڈ ہو کر بچا رکھا کہ لے ساقی پیالہ پکڑ کہ توبہ کا قل اور پیالہ ہو چکا۔

(۱۱) قل عربی امر ہے بمعنی کہہ اور قل قل یعنے کہہ کہ مطلب یہ کہ صراحی میں سے جو قل قل کی آواز آرہی ہے تو گویا صراحی مجھ کو دوبارہ تاکید سے کہتی ہے کہ جو کیفیت سرور میں دیکھی اسکا بھید کہہ مگر عشق میں رازداری شرط اعلی ہے اسلئے مست مے عشق بھید نہیں کہہ سکتا۔

شرح صفحہ ۴۹

(۱) دراصل آسمان چھتری کیطرح زمین کی گولائی کے سبب اوندھا پھرتا نظر آتا ہے شاعر نے اسکی علت دوسری نکالی کہ وہ بدقسمت انسان کے ستارے کی اوندھی گردش ہے اسکے سبب آسمان کو اوندھی گردش ہو گئی ہمیں الٹی قسمت کی شکایت کہ اسکے الٹنے اور پھرنے سے آسمان بھی الٹا پھرتا ہے۔

(۲) روز ازل انسان نے جو عشق خدا کیا اور عشق میں جلکر راکھ اڑی اسی اڑی ہوئی راکھ سے آسمان بنے اور اس راکھ میں جو انگارے تھے وہ ستارے بنے یعنے آسمان وغیرہ انسان ہی کے مشت خاکستر بنے ہیں سب کچھ انسان ہی کا ملبہ رہے۔

(۳) بہشت میں حضرت آدم کو خدا کا حکم تھا کہ سب میوے کھانا مگر گیہوں نہ کھانا مگر آدم نے شیطان کے بہکانے سے گندم کا دانہ کھا لیا اس سزا میں خدا نے آدم اور گندم کو بہشت سے نکالکر زمین پر پھینک مارا گندم کا پیٹ جو چرا ہوا ہے وہ گویا بہشت سے نکلنے کے فراق میں ہے جب گندم کا فراق میں یہ حال ہے تو آدم کا اپنے اصلی وطن بہشت کی محبت میں بہت پریشان حال ہوگا۔

(۴) ہندوستانی بڑے بڑے لمبے چوڑے گھیر دار گرارے پہنتے ہیں پانی گارے کیچڑ پانچوں کو سمیٹ کر ہاتھ میں تھا کر چلتے ہیں اسکی یہ ادا بہت ہی قتل کرتی ہے یہ قتل خونی اشکوں کے سراسر لگے کہ آنکھوں نے زمین پر گر کے خونی کیچ بنا دیا جس سے بچکر چلنے پر نازنینوں یہ خونریزادا پیدا ہو گئی اکثر انسان اپنے قتل کا آپ ہی باعث ہو جاتا ہے۔

(۵) مسیحا کا ایک یہ معجزہ تھا کہ اپنے لبوں سے جو قریب المرگ پر دم کر دیتے تھے تو وہ اچھا ہو جاتا تھا اور اس کے لب ایسے جان بخش ہیں کہ انکے سامنے ہونے سے مرنے زندہ ہو جاتے ہیں اس ندامت سے جو عیسیٰ کے لبوں کو پسینا آیا تو اس پسینے سے آب حیات کا چشمہ بنگیا پس آب حیات کا چشمہ مشہور ہے وہ ایک آب ندامت ہے اور چونکہ ندامت سے بنا ہے اسی غیرت سے چھپا رہتا ہے یعنے اسکے لبوں سے جان بخشنے میں لب عیسیٰ شرمندہ ہے۔

(۶) زمین کو قدرتی زلزلہ ہے کہ قدیم سے بھونچال آتے ہیں اور آسمان کو چکر بھی قدرتی ہے کہ ابتدا سے پھرتا ہے یہاں مذاق یہ رکھا کہ زلزلہ اور پھرنا بیجا کے نالوں کے سبب ٹھیرایا اور نالے کا مبالغہ کیا۔

خوبیٔ لف و نشر مرتب

(۷) جب تک رقیب کی عمر کا کاسہ خالی رہے تب تک بغل بھی شاہد مراد سے خالی رہے اور جب عمر کا جام بھر جائے یعنے مر جائے تب بغل

بھرے یعنے نامراد جائے اور جیتے جی مراد کو ترستا رہے۔

(۸) اپنے دل کو پروانہ اور یار کو شمع سے دل کو فاختہ اور یار کے قد کو شمشاد سے تشبیہ دی۔

(۹) غمگین بقصویر روتی ہے اور شاد ہنستی ہے یعنے دنیا میں کوئی غم سے روتا ہے اور کوئی خوشی سے ہنستا ہے۔

(۱۰) کوئی جاتا ہے اور کوئی آتا ہے یعنے کوئی مرتا ہے اور کوئی پیدا ہوتا ہے یعنے دنیا سرائے ہے۔

(۱۱) انسان پر قمری کا اسوجہ سے عاشقی دعوی ہے کہ یہ سرو قد اور بلبل کا اسلئے کہ یہ پھلجھڑ ہے اسوجہ سے قمری اور بلبل انسان پر لٹتی اور مرتی ہیں یعنے سرو میں چہرہ نہیں اور گل میں قد نہیں انسان میں دونوں خوبیاں آگئیں اور دونوں بڑھکر۔

شرح صفحہ ۵۰

(۱) ترش ابرو میں دو خوبیاں ہیں ایک تو ترش ابرو فاعل دوسرے مصرع میں ابرو فاعل لیکن غلبہ ترش ابرو کو ہے اگر کوئی تلخ ہو کر گالی دیتا ہے تو اسکی طرف سے دل اتر جاتا ہے جسطرح ترشی کھا کر نشہ اتر جاتا ہے مگر طالب صادق ایسے ہیں کہ مطلوب کی تحصیل میں ہزار مشکلات اور آفات پڑیں مگر مطلوب سے دل نہیں اترتا بلکہ انکو انیس و رفیق آتا ہے بقول مومن ؎ گلی میں گالیاں بھی تیری منہ سے کیا بھلی قربان تیرے پھر مجھے کہے اسیطرح۔

(۲) عشق نے قیس ملقب بمجنوں کو جنگل میں اور فرہاد ملقب کوہکن کو پہاڑ میں مارا۔

(۳) پہلے گذر چکا ہے کہ موسی کے معنے سیاہ فام کے ہیں اور عاشقوں کی جان بھی غم سے جل کر تاریک ہو جاتی ہے اسوجہ سے جان اور بالوں کی چوٹی کو موسی سے تشبیہ دی اور دل بھی سرخ ہوتا ہے اور لب جان بخش بھی سرخ ہوتے ہیں اور لب جان بخشی میں حضرت مسیح مشہور ہیں اسوجہ سے دل اور لب کو حضرت عیسی سے منسوب کیا اور عیسائی اپنے دین پر موسائی اپنے دین پر عیسی بدین خود موسی بدین خود ضرب المثل ہے یعنے اپنے کام سے کام کسی کے معاملہ اور کام میں دخل دینا نہ چاہئے۔

(۴) عاشقان حق کے وہ بے چہرہ حق صبح ہے اور سوئے یار شام ہے اسکے سوائے زمانہ کی صبح و شام یعنے دن رات کی انکو کچھ خبر نہیں۔

(۵) قد اور زلف و دہان پر فریفتہ ہونا عمر کا بیچ خریدنا ہے کیونکہ ان تینوں سے الم بنا ہے اس سے بخوبی ثابت ہے۔

(۶) پہلے کعبہ میں بت ہوا کرتے تھے کعبہ بھی وہی تھا اور بتخانہ بھی وہی سب کی غرض خدا سے تھی اب کعبے سے بت نکلوائے گئے مسلمانوں نے کعبہ الگ کر لیا اور ہندوں نے بتخانہ خدا مسلمان کعبہ پرست ہیں اور ہندو بت پرست اور آپسمیں ایک دوسرے سے بیزار دونوں کا جو اصلی مطلوب خدا تھا اُس مطلب پر کوئی نہ رہا نئے نئے عابد ہوگئے اور نئے نئے معبود بنائے یعنی نئے نئے رنگ ڈھنگ ہوگئے اصلی طریق پر کوئی نہ رہا۔

(۷) گل گلشن میں چاہئے اور خس یعنے تنکے بستی میں یہاں زمانے کے خلاف ہے اُلٹا حال ہے کہ نیکوں کو ذلت اور بدوں کو عزت زمانے کے خلاف کی شکایت۔

(۸) مظلوم ظالم کو اپنا اور ظالم کا حد سے گذر جاتا ہے کہ مجھ سا دوسرا کوئی ظلم سہنے والا اور بلا کھینچنے والا نہیں اور تجھ سا کوئی دوسرا ستم کرنے والا اور غارت کرنے والا نہیں۔

(۹) مذہب والے لڑتے جھگڑتے مرجاتے اسلئے جھگڑے جھمیلے میں اصلی مطلوب سے محروم جاتے ہیں اصلی مطلوب کو عاشقان حق جنکو مذہبی جھگڑوں سے کچھ سروکار نہیں ہے پہنچتے ہیں یعنے انکا مطلوب رب ہے اُسی کے مختلف نام ہیں بت پرست اُس کو بت کہتے ہیں اور مسلمان خدا اگر چشم حقیقت سے دیکھیں جھگڑے کی کوئی بات نہیں دونوں کی مطلوب ایک ہی شے ہے مگر باہمی جھگڑا آنکھ سی ہے

خوبیٔ نازک خیالی

(۱۰) بلبلے کو دل اور آنکھ سے تشبیہ ہے۔ تیری آنکھ اسقدر شراب سے مخمور ہے کہ اگر تیری نگہ بلبلے پر پڑ جائے تو وہ تاثیر سے شرابی آنکھ بنجائے اور گرمی کھا کر ٹوٹ جائے اور اُس شرابی بلبلے کی تیزی سے تمام دریا شراب بنجائے۔ شرابی آنکھ کی تاثیر کا مبالغہ ہے۔

شرح صفحہ ۵۱

(۱) چونکہ میرا گل بلبل کیطرح گلزار پر عاشق ہو کر رو رہا ہے اسواسطے میں چمن کے چاروں طرف روتا پھرتا ہوں تاکہ میرے گریہ کی تر وسے آنکھ مچکے چمن بہ جائے اور گل و گلزار کے عشق اور اُسپر رونے سے بچے کیونکہ گل روتا اچھا نہیں لگتا بلکہ اور رونے پر ہنستا ہی اچھا لگتا ہے۔ ابر بہار کو شکایتاً مخاطب کیا کہ تو نے جو اُسکے سامنے گلزار کھلایا تب وہ گل مبتلائے گلزار ہوا تیرے رونے نے تو میرے گل کو رولایا اب دیکھ میں اپنے رونے سے تیرے گلزار کو بہا کے اُسکی نظروں سے گرا کے اپنے گل کو بناتا ہوں انکا اِس مضمون کا شعر صفحہ ۳۷ کا آٹھواں بھی گذرا۔

(۲) روزِ جزا کو مظلوم خدا کے پاس ظالم کی فریاد کریگا اور جب فریاد کرے گا دیکھنا بھی پڑے ہی گا عاشق اپنے بت کے سوا کسی کی صورت دیکھنا نہیں چاہتے یہانتک کہ خدا کی تجلی گر بت جو عاشق پر بے حد ظلم کرتا ہے اِس داد خواہی کیواسطے خدا کے پاس جاکر اُس کو دیکھنا پڑے گا مذاق یہ کہ عاشقان خدا۔ خدا کی اُس صورت پر عاشق ہیں کہ جو بت کے روپ میں ہے اور اُس روپ سے علیحدہ وہ کسی کیسی صورت دیکھتے نہیں اور قیامت کو خدا بت کے روپ سے الگ اصلی صورت میں ہوگا اِس بے لطفی کے خوف سے عاشقان بتاں خدا کی وہ صورت پسند نہیں دوسرا لطف یہ کہ جب بت کے سامنے بت پرست دوسرے بت یعنے خدا کا دیدار عشق کی نظر سے دیکھے گا تو بت کو بڑی سوخت کیجگہ ہے اِس سوخت سے ڈاکر بتوں کو ظلم سے ہٹانے کا لطف کلام ہے اِسمیں بھی نشتر ہے۔

(۳) آئینے میں جو صورت نظر آتی ہے اُسکا منہ دیکھنے والے کیطرف ہوتا ہے اور پیٹھ آئینے کیجانب عکس کا آئینے کیطرف پیٹھ کرنا بیزاری کی رو سے خیال کیا اسیطرح جو بکو دیکھتا ہے بیزار ہو کر منہ پھیر لیتا ہے۔

(۴) گلبازی کی شرح ذوق کے معاملے کے شعر میں لکھی گئی گلبازی کے گل سے مراد قطرہ خون ہے خون کے قطرے کیا عمدہ حسن و عشق میں گلبازی ہو رہی ہے کبھی حسن کے ہاتھ میں رنگ حنا ہو، یا کبھی عشق کے آنکھ میں اشک خون اِسکی آنکھ گراتی ہے اُسکا ہاتھ اُٹھا کر حنا بنا لیتا ہے اور اُسکا ہاتھ گراتا ہے اِسکی آنکھ اُٹھا کر اشک خون بنا لیتی ہے۔

(۵) اُوپر کے شعر کے مطابق مضمون رنگ حنا ہے یعنے تمہارے ہاتھ پاؤں پر رنگ حنا ہمارے دل و جگر کا خون تھا ہمارا دل و جگر خالی ہو کے تمہارے ہاتھ پاؤں بھرے تھے ہم تو دل و جگر دیکر خالی ہو گئے تھے جب تمنے ہاتھ پاؤں دھو کر حنا کو اُتار دیا تو تم بھی خالی ہو گئے مطلب یہ کہ ایک شخص اپنے تنگ حال عزیز کو اپنا مال دیکر آسودہ حال کرنا چاہے اور وہ ضائع کر دے اِسمیں خالی کے ساتھ بھرا ہوا بھی خالی ہوا۔

(۶) شراب میں کیکا کس پڑتا ہے جس سے نشہ ہو جاتا ہے اور وہ کو کیکر شراب میں پڑی ہوئی پینے سے نشہ ہوتا ہے اور اُس نازک مزاج کی نزاکت اس انتہا کی ہے کہ اُسکو کیکر کے سایے سے اس حد کا نشہ ہو جاتا ہے کہ مدہوش اور متوالا بنجاتا ہے۔

(۷) اگر تم اپنے شہیدوں کی قبر پر آؤ گے تو وہ زندہ ہو جائیں گے چونکہ تمکو اُنکے قتل کا مزا پڑا ہے پھر اُنکو قتل کرو گے اِسمیں بسطرح پہلے قتل میں آپکے بازو کو تکلیف ہوئی ہے اِسیطرح پھر ہوگی لطف یہ کہ حسن سے مردہ عشق زندہ ہو جاتا ہے۔

(۸) اللہ رے یار کے کوچے میں رہنے کا شوق کہ سر کو بیچ کر اپنے پاؤں اِسلئے کٹواتا ہے تاکہ کوچے ہی میں پڑا رہے بے پاؤں اپاہج دیکھکر کوئی کوچے سے نہ نکالے۔

(۹) جب میں تندرست تھا تو یار کے کوچے میں جایا کرتا تھا میرے جانے سے رقیب کو دھڑکا ہوتا تھا اب جو میں بیمار ہو کر گھر میں پڑا تڑپ رہا ہوں تو دشمن کا دھڑکا جاتا رہا کہ اب وہ کوچے میں نہ لے گا اِسوجہ سے میرا مرنا دشمن کی دانست میں بڑی حسرت کی بات ہے کہ اپنے نقصان سے دشمن کا نفع ہو۔

(۱۰) دیوار کا سایہ آدھے دن مکان سے باہر ہوتا ہے اور آدھے دن اُلٹ کر مکان کے اندر ہم بیہوشی اور توانی ہے اِس غرض سے سایہ کے ہمراہ لگ گئے تاکہ اُسکے ساتھ مکان کے اندر چلے جائیں سبحان اللہ بیہوشی ہے کیا ہوش کا کام لیا ہے۔ سچ ہے۔ دیوانہ بکار خود ہوشیار۔

(۱۱) نازک خیالی اِسمیں یہ ہے کہ نقاب کا وہ پاسا جو منہ کے طرف تھا چہرہ کی روشنی سے آئینہ کیطرح روشن اور حیران تھا نقاب جو اُٹھا تو نقاب کی روشنی کو چہرہ کے سامنے سے جانا پڑا مگر وہ چہرہ کے سامنے سے جانا چاہتی تھی نقاب اُلٹنے سے روشن پاسے کی چاندنی سامنے کی دیوار پر ہو کر جاتی تھی پس جاتی جاتی چاندنی دیوار کو سفیدی کیطرح چمٹ گئی چہرہ کا سامنا نہ چھوڑا اب دیوار پر مثل سفیدی لگی ہوئی ہے اور اُسکے روئے حیرت افزا کے سامنے حیران ہے ہل نہیں سکتی یہ خیال آئینے کی روشنی پر لیا گیا کہ جب آئینہ سوچ ہے

ترچھا ہو کر دیوار کے سامنے ہوتا ہے تو آئینے پر جو آفتاب کی روشنی ہوتی ہے سامنے کی دیوار پر جا پڑتی اُسکو سب دیکھتے ہیں وہ جانتے ہیں

(۱۲) مُہر کن مہر میں نام کے حرفوں کے گڑھے کھود کر اُنمیں نام کے حروف بناتا ہے پس یہ نام کو کیا گڑھے میں ڈالتا ہے گویا نام کو یعنے اہل نام کو گڑھے میں ڈالتا ہے کہ مہر میں نام رہتا ہے اور نام والا نہیں رہتا اِس خیال سے مُہر کن کو گورکن سمجھو فنا کے مقام میں نمود حاصل کرنے سے کچھ فائدہ نہیں۔

(۱۳) ذوق کے عاشقانہ شعر صفحہ ۱۱ کے نمبر ۲ میں گذر چکا کہ بیتابی اور بیقراری اور مرکر زندہ ہونے میں پارہ عاشقان زندہ دلوں میں شمار ہے اِس کا مارنا عاشق حق کا مارنا ہے جو بہت ہی سخت خون ہے اور بہوس لوگ چاندی سونے کی ہوس میں اُس کو مارتے ہیں یہ اُنکے ذمہ سخت خون ہے یعنے مال دنیاوی کی طمع میں نقصان جان کرنا سخت خون اور بڑی نادانی ہے

(۱۴) سورۂ یوسف قرآن شریف کی ایک سورت ہے جسمیں حضرت یوسف کا ذکر ہے کہ وہ زلیخا کے معشوق تھے تجکو بدگمانی نہ ہو جائے کہ کہیں یوسف کیطرف طبیعت مائل ہو گئی ہے۔ تیری اِس بدگمانی کے ڈر کے مارے میں سورۂ یوسف یاد نہیں کرتا اور یہ معاملہ ہے کہ سورہ یوسف کے پڑھنے سے ہر طرح کی مراد حاصل ہوتی ہے اِسلیئے بہت مسلمان اِسکو حفظ کر کے اِس کا ورد رکھتے ہیں یار کی بدگمانی کے خوف سے اپنا پیچھا معاملہ میں فائدہ چھوڑنا پڑتا ہے کافر اسواسطے کہا کہ قرآن شریف پڑھنے یعنے خدا کی یاد کرنے پر بھی بدگمان ہے بقول مومن خدا کی یاد دلاتے ہیں نیچ میں احباب + ہزار شکر کہ اس دم وہ بدگماں نہ ہوا۔ اگر وہ بدگمان یہاں ہوتا تو یہ بدگمانی لیجاتا کہ خدا کو جو یاد کرتا ہے خدا پر طبیعت آگئی ہے۔

شرح صفحہ ۵۲

(۱) دل احباب یعنے اہل دلوں کا دل۔ غبار وہ راکھ جس کو آئینے پر ڈالکر اُس کو صاف کیا کرتے ہیں مطلب یہ کہ مرنیکے بعد میری مشت خاک کو آئینے کا راکھ بنایا جس سے آئینہ کو تکلیف ہوئی یعنے اہل دلوں کو پہنچی اچھا تب ہوتا جب میری خاک عزیز لوگونکی آنکھ کا سرمہ بنتی یعنے عزیز لوگونہیں میری قدر ہوتی۔

(۲) علیؑ اور علیٰ متشابہ لفظ ہیں ایک علی حضرت علیؑ جو ہر جنگ میں لشکر کفار کو زیر کر لیا کرتے تھے اور دوسرا علیٰ عربی میں جار کا حرف ہے یعنے پر عربی حرف جار ایسا حامل ہے کہ جس اسم پر آتا ہے اُسکے آخر کو زیر دیتا ہے چونکہ حضرت علی۔ علی کیصورت ہیں اِسواسطے وہ بھی لشکر پر پڑتے تھے اُس کو زیر کر دیتے تھے یعنے فتح پاتے تھے۔

(۳) چاند کا ہلال کیصورت میں بہت شہرہ ہوتا ہے کہ خلقت اُسکو آرزو اور شوق سے دیکھتی ہے پر اگر اصلیت پر خیال کیجائے تو اسوقت یہ بہت کمی اور نقصان کیصورت میں حقیر ہے یہ تنزل کی اپنی صورت اِسکو دکھانی نہ چاہئے تھی بلکہ غیرت اور شرم سے چھپانی چاہئے تھی اور یہ اُلٹا اِس زوال کو حماقت سے عروج جان کر اپنا زوال ناز سے خلقت کو دکھا رہا ہے جو لوگ شہرت پسند ہوتے ہیں وہ اپنے عیب کو ہنر جتاتے ہیں اور نقصان پر ہیں۔

(۴) تعمیر سے مراد وجود مضمر یعنے پوشیدہ و داخل ہیولا یعنے مجسم شے۔ دہقان نادانی اور جلدی اور کوشش سے منسوب کیا جاتا ہے۔ دکانداروں و اہل حرفہ اور سوداگروں وغیرہ کے کاروبار اپنے اختیار میں ہوتے ہیں جس قدر جلدی اور کوشش کریں اُسقدر فائدہ ہے اور کسان کی کھیتی اپنے اختیار میں نہیں آسمانی اختیار میں ہے یعنے جب بارش ہوگی تب ہی بو دینگے اور جلدی کر کے مقدور سے زیادہ نہیں بو دیں تو بیج بھی جاوے اور حاصل بھی اور جبتک کھیتی اچھی طرح نہ پک جائے کاٹ نہیں سکتا اگر جلدی کاٹ لیوے تو اناج مرجھایا اور سوکھا نکلے علیٰ ہذا القیاس کسان جس قدر جلدی کرے اُسیقدر اُسکا نقصان ہے پس خون گرم دہقان یعنے دہقان کی جلدی اُسکے کھلیان کو پھونکنے کو بجلی کا شعلہ ہے۔ خلاصہ یہ کہ جلدی انسان کو خراب کرتی ہے ؎ کہ التعجیل کار شیطان بود۔

(۵) دوست و عزیز کی جدائی کے غم میں بڑی دلچسپ جگہ باغ کی سیر بھی بُری لگتی ہے یہانتک کہ گلوں کا کھلنا جو نہایت مرغوب دل ہے مثل رونیکے ناگوار معلوم ہوتا ہے سیر و تماشا بھی یاروں اور دلکی خوشی کے ساتھ ہی اچھا لگتا ہے ورنہ حسرت و افسوس ہے۔

(۶) اِسمیں حرفی صنعت ہے یعنے بیت مشکل پسند میں بھی دس حرف ہیں اور تسبیح کے شمار میں بھی دس دانے ہوتے ہیں اپنے لقب کے حرفوں کی تعداد اور صفات سے شمار کو پسند کیا یعنے جسطرح آپ ایک ایک وار میں سو سو دل کو اُڑا لیتا ہے اسیطرح سبحہ کے سو سو دانے کو

شمار کا ایک ایک دانہ اڑا لیتا ہے ورد وظیفے والوں کا دستور ہے کہ جب سو دانے کی پوری تسبیح پھیر لیتے ہیں تو شمار کا ایک دانہ سرکا دیتے ہیں انھیں شمار کے دانوں کے حساب سے بیسیوں تسبیح پھیر لیتے ہیں چونکہ ایک ایک ہاتھ میں سو سو دانے کا اڑا لیتا اس کثرت سے خونریزی بہت مشکل ہے اسواسطے مشکل پسند کہا اور حسن دلوں کا غمگاری ہے دلوں کو مفت کا مال سمجھتا ہے لقبول وزیر۔ کہتا ہے دل میرا کف رنگیں پہ رکھ کے بار۔ کیا مال مفت آیا ہے زور دھنا کے ہاتھ۔ اور جو لوگ شمار سبحہ کے معنے تسبیح پھیرنے کے لیتے ہیں وہ علاوہ صناعی اور مطلبی غلطی کے ایک بڑی غلطی محاورے کی کرتے ہیں کہ محاورہ سبحہ کے ساتھ گردانے اور پھیرنے کے ہیں مثلاً اسکے نام کی سبحہ گردانی کرتا ہوں۔ تمہارے نام کی تسبیح پھیرتا ہوں۔ صنعت حرفی میں انکا شعر پہلے بھی بطیبتانہ اشعار میں آچکا ہے اور میں حرف ہے اسطلاح لعن کی اور چار حرف سے لعنت کی عام اشعار میں بہت ہے دیوان ظفر کی ردیف ت میں پوری غزل ہے۔ اسی صنعت میں اوصاف کا یہ شعر ہے ؎ آرسی میں عکس اپنا دیکھ لائے غرور ✤ چار دن کی زندگی میں خود نمائی کر گئے۔ آرسی میں چار حرف ہیں اس خوبی سے اگلے مصرع میں چار دن کہا۔ چار حرفی آرسی زبان حال سے بتا رہی ہے میرے حرفوں کی تعداد کے موافق تیرا تخت فانی چار دن کا ہے اپنے غرور عبث ہے اس حرفی صنعت میں دیکھو دوسرے چمن کے صفحہ کے میرے پانچویں شعر کی شرح۔

(۷) انسان خود ذات باری ہے اور سما گیا ہے اور کوہ طور پر اُسنے نوری اپنے نور کی تجلی ڈالی تھی وہ کٹھرنی سے جل گیا پس اُسکی تجلیات بلکہ خود اُسکی ذات کو اپنے میں سمانے والا انسان ہی ہے اور کو اُسکی نوری سی بھی چمک کی تاب نہیں بقول درد

ارض و سما کہاں تیری وسعت کو پا سکے میرا ہی دل ہے وہ کہ جہاں تو سما سکے۔

(۸) آزاد لوگ دنیاوی سامان کے ہونے سے غرض نہیں رکھتے اگر کچھ دل میں خیال آگر غم ہوتا بھی ہے اس غم کے گم کو وہ بجلی کے چمکاؤ سے روشن کر لیتے ہیں یعنے جانتے ہیں کہ زندگی کا عرصہ بہت قلیل ہے جیسے کہ بجلی کا چمکا پس بجلی کی چمک دیکھکر زندگی کی ناپائیداری خیال کر کے غم کے اندھیرے کو روشن کر لیتے ہیں گویا بجلی ہی اُنکے اندھیرے کی روشنی ہے کہ اسکی ناپائیداری سے اُنکا غم دور ہوتا ہے۔

(۹) تلاش مال اور مرتبے کا ترک کرنا مردی اور ناتوانی اور نادانی سے ہے جس کا نام دلکی تسلی کے لئے قناعت اور توکل رکھ لیا ہے قناعت اور توکل کے بہانے سے ہم مرد ہمت کے آسرے کا وبال بنگئے ہیں یعنے قناعت سے کم ہمت اور نامرد بنکر رہ گئے اور نکے نہونا چاہئے بلکہ مردانہ ہمت کر کے ہر امر میں تلاش اور کوشش کرنی چاہئے کسی پر اپنا بوجھ ڈالنا مردوں کا کام اور امدوں کا بوجھ اپنے سر پر لینا عالی ہمت مردوں کا کار ہے۔

(۱۰) انسان کی اصلی غرض دوست یعنے خدا کا حاصل کرنا ہے مگر انسان نے اس اصلی مطلب کو جہالت سے فوت کیا کہ انسان کی دشمنی میں گرفتار ہو گیا اس اچھا ڈاہ بعداوت و دشمنی میں پڑ کر دوست کی طلب اور ملاقات سے محروم رہا اور اگر چشم معرفت ہوتی تو دوست کی طلب و تلاش کے سوا اور حرف دھیان نکرتا اور کسیکو دشمن نہ جانتا بلکہ دشمن کو بھی دوست ہی جانتا بقول مرد ؎ بیگانہ گر نظر پڑے تو آشنا کو دیکھ۔ جبکہ سب چیز میں دوست ہے تو کوئی بھی دشمن نہیں۔ بقول ناسخ۔

صفحہ ہستی میں صورت ہی نہیں اغیار کی ہر مرقع میں ہیں تصویریں بس اپنے یار کی ✤

(۱۱) دوست جو ہمارے پنا جہاں ہے یعنے جو روجفا کرتا رہتا ہے اسمیں اُسکو ہماری وفاداری کا پورا پورا بھروسا ہے کہ ہمارے ہر جور و جفا پر خوشی سہے گا اسلئے ہم اُسکے جور و جفا پر خوشی رہتے ہیں کہ شکر ہے اُسکو ہماری وفاداری کا تو پورا بھروسہ ہے۔

(۱۲) جبکہ عام فہم یہ بات ہو گئی کہ جو شخص راز عشق رکھتا ہے وہ خاموش رہتا ہے تو خاموشی میں اخفائے راز نہوا بلکہ افشائے راز ہوا اس واسطے میں بولتا رہتا ہوں تاکہ کسیکو اخفائے راز کا گمان نہ گذرے پس میرا بولنا کرنا عام سمجھ کے نزدیک حال کا چھپانا ہے اسواسطے سے میں بولنے اور بات کرنے میں خوش ہوں کہ میرا مطلب سمجھنا بہت مشکل ہے کہ بعید چھپانے کو بولتا رہتا ہوں۔ اس مضمون کی تائید میں انھیں کا یہ شعر ہے ؎ بیخودی بے سبب نہیں غالب کچھ تو ہے جسکی یہ پردہ داری ہے۔ مومن۔ مت پوچھو کہ کیا ہوا جب لگ گئی نہ منہ + کچھ حال ہی ایسا ہے کہ کہتا نہیں بنتا یعنے خاموشی کی حالت ہی کہہ رہی ہے کہ کچھ راز عشق کا اخفا ہے

(۱۳) محبوب (بات) میرا خوش ہے کہ سوائے عاشق و معشوق کے کوئی انکے عشق سے واقف نہو سو یہ بات ہمارے میں ہے کہ ہجر و غم کے ہمارا صدمے جھیلنے میں ہر ایک راز کی کسیکو خبر نہیں ہونے دیتے اور سب عاشقوں نے ناحق جنون گھڑا ہے مگر اس ہے ہمارا کی بروایت

ہنو سکی چلا اُٹھا اور جنگلوں دیوانہ ہو کر لیلیٰ لیلیٰ کہکے اپنی مٹی اُٹھائی اور پردہ نشین لیلیٰ کی خاک اُڑائی اِس راز کی پاسداری سے لیلیٰ مجنوں عشق میں بیچارا دیوانہ مجنوں کو بُرا کہتی ہے بھید کے چھپانے والیکی بڑی قدر اور ہیبت ہوتی ہے۔

(۱۴) اِمتحان کرنا مہ مطلع میں قتل کرنے کو کہتے ہیں قاتل سے قتل سوقت ہوسکتا ہے جبکہ قاتل تلوار بھر فاصلہ پر کھڑا ہو اور جبکہ قاتل و مقتول میں کچھ فاصلہ نہ رہے ایکدوسرے سے پیوستہ ہو جائیں اُسوقت کہ تلوار گردن پر نہیں لگ سکتی قتل نہیں ہوسکتا پس مجکو قاتل کی شکایت تھی کہ مجکو قتل کرنے نہیں آتا جب وہ قتل کو آیا تو میرے مشتاق وصل دل نے اُسکو کھینچکر مجھ سے پیوستہ کر دیا اب یہ قتل نکرنے کا الزام سپرد نہ ہا بلکہ اپنے دلکی کھینچ کا قصور نکلا اِسمیں جذب دل کے مبالغہ کی خوبی ہے کہ قاتل کو کھینچکر چپٹا لیا دوسرا لطف یہ کہ محبت سے دشمن دوست بنجاتا ہے یہانتک کہ قاتل کا ہاتھ سو کہ جاتا ہے اور تلوار کھنڈی ہو جاتی ہے۔ لطف کن لطف کہ بیگانہ نشود حلقہ بگوش۔

شرح صفحہ ۵۳

(۱) قاتل دیجو۔ قاتل موصوف۔ دیجو صفت یعنی دلمکو ڈھونڈ ڈھونڈکے قتل کرنے والا یعنے عاشقوں کا قاتل۔ مقتول نے حشر کے روز خدا کے قاتل پر استغاثہ کیا خدا نے اس ناقابل معافی جرم کو قاتل کے اعلیٰ درجہ کی حسن کارگذاری قبول فرمائی کہ جس کا کام کیوں سپرد کیا تھا اُس کو بخوبی صفائی کے ساتھ سرانجام دیا یہانتک کہ مقتول کا رکی تصدیق کرتا ہے اِس حسن کارگذاری سے خوش ہو کر خدا نے اُسکو قاتل دیجو حضرت اور نوکا خطاب دیکر چکا صاحب مقتول نے بجائے سزا کے انعام و اکرام ملا دیکھا کہ میرا جرم سراسر قاتل دیجو تھا وہی اُسکو خوبی خطاب ملا یعنے میرا سوال ہی میرے خون کا جواب ہو گیا تو شرمندہ اور حیران ہوا (القبول مصحفی)

یہ عجیب رسم دیکھی کہ بروز عید قرباں ✤ وہی ذبح بھی کرے ہے وہی لے ثواب اُلٹا۔

(۲) درد کی شدت سے تمام جسم میں جان نہیں رہی جان درد بنگئی جسطرح پہلے جان سے جیتے تھے اُسیطرح اب درد سے جیتے ہیں اگر درد کا علاج ہوا یعنے درد جاتا رہا تو ہم مرجائیں گے اسوقت درد ہی جسم میں جان ہے ہمیشہ کے مصیبت زدہ کو مصیبت کی ایسی عادت پڑ جاتی ہے کہ اُس بدون لطف ہی نہیں آتا جسطرح تلخی چشم افیونی کو افیون کی کہ اُس کے آگے کوئی مٹھاس گوارا نہیں۔

(۳) سینگے لگنگی اور مارنے کی کہتی۔

روز نبوا قاتل نے مقتول پر خدا کے پاس استغاثہ کیا کہ اسکے قتل کرنے میں میرے بازو کو تکلیف پہنچی اِس جرم کی سزا میں مقتول پر قصاص کا حکم لگا کہ اِسی نیام ساں تکلیف وہ کو پھر قتل کر دا اس نے تمکو قتل کی کیوں تکلیف دی۔ خدا حسن کی بڑی سنتا ہے مجرم کو بے جرم کرتا ہے اور عشق پر بڑی تلوار تیز ہے کہ بے جرم کو مجرم بناتا ہے اِس مضمون کو پنجابی میں کیا اچھا باندھا ہے۔

اپنے گھر بھرانڈے ہور	پھڑیں شاہ اوجھیڑیں چور
سودا ہے پروائی دا	

یعنی یہاں اور ہی طرح کی گھیر گھیر نے ہیں کہ شاہ یعنے جس کا مال چرایا اُسکو پکڑتے ہیں اور چور کو چھوڑتے ہیں۔ کیا ہے پروائی کا سودا ہے

(۴) میں دوست کو اِس شرم کے مارے پردے لگاتا تھا کہ کوئی اور نہ دیکھ لے مگر میری اِس شرم نے مجھے بدنام اور رسوا کر دیا کہ یہ جو پردے لگاتا ہے ضرور اِس پر اسکا دل ہے۔

(۵) مذہب عشق میں یہ بات مسلم الثبوت ہے کہ جس کے آنسے مُردہ عشق زندہ ہو جاتا ہے مطلب یہ کہ یار میرے جنازہ پر آکے اپنے رونے کی آواز سنا کے مجھے زندہ کر گیا کہ نہ جنازہ جائیگا اور نہ بے جنازہ کے ساتھ مجھے جانا پڑیگا مومن نے شعر مذکور میں جرأت کے اِس شعر کا مضمون باندھا ہے۔ بعد مرنیکے میری نعش پہ لانا اُسکو۔ ابھی مت پوچھو کہ اعجاز کسے کہتے ہیں۔ اعجاز یعنے مسیح کا معجزہ یہ تھا کہ مُردہ کو زندہ کر دیتے تھے سو اگر اِس معجزہ کی تصدیق کرنی ہے تو میرے جنازے پر اُس مسیح دم کو بلا آ جائیں اُسوقت زندہ ہو جاؤں گا تب سمجھیں گے کہ مسیح میں معجزہ خود بخود آجائیگا پہلے پوچھنے سے کچھ فائدہ نہیں کیونکہ یہ خرق عادت بدون مشاہدہ کے سمجھ میں نہیں آتی۔

(۶) یار کو اپنا جلوہ دکھانے میں پردہ حجاب درمیان میں پردہ ڈال رکھا ہے لیکن اُنمیں نزاکت اعلیٰ درجہ کی ہے اِس سے اُسکی قوی ہے کہ اگر ہمارے چاک ہوئے دلکی تاثیر سے پردہ چاک ہو گیا تو اُس نازک سے نزاکت کے سبب پردے کا چاک ہونا روا نہ جانے گا اسوجہ سے ہمکو اُسکی نزاکت اُسکا جلوہ دکھائیگی

(۷) اگر خط میں سوز دل کا احوال لکھا تو خط جل جائیگا اور سوز دل کیسے دکھانا ضرور چاہئے پس جی میں یہی سمجھ کہ دل ہی کو پروانے کے پر سے باندھ کے بھیجدوں پروانہ اُسکی شمع پر جاکر جل جائیگا وہیں اُسکے سامنے دل بھی جلے گا یہاں دل جل رہا ہے مگر نہ وہ دیکھتا ہے وہی مثل ہے جنگل میں مور ناچا کسنے جانا اگر اُسکے سامنے جاکر جلے گا تو خبر تو ہوگی بقول ذوق تیری بزم میں تو جلتا ہو تجھے بھی بو پہنچی۔ جو یوں ہیں تھا دل کو جلنا تو بلا سے عود ہوتا۔ یعنے میرا دل اگر عود دلکڑی ہوتا تو اچھا ہوتا کیونکہ تجھے خوشبو بھی پہنچتی اور خبر بھی ہوتی یہاں غائب میں جو جل رہا ہے اِس سے تجھکو کیا فائدہ یعنے اِس دل جلے کو اپنی بزم میں دخل دے اور عود سے زیادہ ہمارے دل سے خوشبو لے عود پر دام لگانے سے کیا فائدہ۔

(۸) دل میں وسوسہ گذرا کہ یار رقیب کے گھر گیا ہے جب میں رقیب کے کوچے میں گیا تو یار کے پاؤں کا نشان نہیں تھا میں اپنے دل میں بہت خوش ہوا لیکن پھر اصل حقیقت پر خیال کیا کہ نقش پا نہونا کچھ خوشی کی بات نہیں ہے کہ یار اس کوچے میں آیا ہی نہیں قدم کا نشان تو تب قایم رہتا جب وہ ثابت قدم ہوتا وہ ثابت قدم نہیں ہے اسواسطے قدم کا نشان نہیں ہے شاید ہے کہ آیا ہو ثابت قدم میں خوبی ایہام بھی ہے کہ وہ وفا دار نہیں ہے یعنے ایک جگہ ٹھیرنے والا نہیں ہے۔

(۹) یہ رشک بھی بڑا قہر ہے کہ میرا یار سوائے میرے کسی سے ہمکلام ہو اس رشک کے قہر سے میں اپنی دادرسی سے درگذرا یعنے اگر خدا روز جزا کو میرے قاتل سے میری داد دلائیگا تو قاتل سے باز پرس کیوقت خدا ہمکلام ہوگا اور مجھے قتل میں اتنی تکلیف نہیں گذری جتنا کہ یار کے خدا کے ساتھ ہمکلام ہونے یعنے غیر سے ہمکلام ہونیکے رشک سے بھی قہر بیتے گا لطف یہ کہ مذہب عشق میں غیرت تقاضا نہیں کرتی کہ اپنے سوا یار کسی کی نظر پڑے اور کوئی اُس سے بات کرے یہانتک کہ خود خدائے پاک سے بھی غیرت ہے بقول نگہت۔ وقت رخصت نکہا تمکو خدا حافظ جان۔ بدگمانی ہے نہیں ہمنے خدا کو سونپا۔ کہ کبھی وہی عاشق ہو بیٹھے اور اس خارگو ایمان امانت میں خیانت کرے۔

(۱۰) تو ایسا حسن و جمال میں بے نظیر ہے کہ تجھے دیکھکر میرا رنگ حیرت سے اُڑ گیا پس تو میرے اُڑے رنگ کو مت دیکھ کبھی ایسا ہو کہ تجھے معلوم ہو جائے کہ میرا حسن و جمال ایسا لاثانی ہے کہ جس کو دیکھکر اسکا رنگ اُڑ گیا اِس خبر سے تیری نظر تیرے حسن و جمال کو لگ جائے اسی مضمون کا نیچے کا شعر ہے۔

(۱۱) اُوپر کے شعر کے مضمون سے ملتا ہے کہ اُسکے حسن کے دیکھنے کی خود اُسکو بھی تاب نہیں ہے اگر اُسنے آئینہ میں اپنی صورت دیکھ لی تو حیرت میں پڑ جائیگی اسی حیرت کے عالم میں اور زیادہ دلکش تصویر بنجائیگی اسواسطے میں نہیں چاہتا کہ وہ آئینہ دیکھیں۔

خوبیٔ ایہام (شرح صفحہ ۵۴)

(۱) لفافہ پر مکتوب الیہ کا یعنے جس کو خط لکھا جائے اُسکا نام ضرور ہوتا ہے اِس لفافے پر ظاہر اُسکا نام نہیں صرف اتنا لکھا ہوا ہے کہ لفافہ ہذا آشنا کو پہنچے اور لفافہ ملا انشا نامی کو تو انشا اِس ایما کو پا گیا کہ بجائے نام کے جو آشنا لکھا ہے یہ حرف میرے ہی اُلٹے نام کے ہیں۔

(۲) بادام کو آنکھ سے مشابہت ہے دو بادام سے زیادہ ایما ہو گیا کہ دو بادام دونوں آنکھیں مطلوب ہیں لطف یہ کہ طالب کی آنکھیں ہر وقت مطلوب کی طرف لگی رہتی ہیں اِس ٹکٹکی سے منظور نظر نے تنگ آکر دو آنکھیں ہی منگوالیں کہ آیندہ نہ تو اُسکے پاس رہیں گی اور نہ اُسنے ٹکٹکی باندھنے کا جھوٹے بھیجنے اور منگانے سے یہ غرض ہے کہ کوئی نہ دیکھے۔

(۳) کلک سے جو لکھتے ہیں تو قلم سے آواز آتی ہے جس کو عربی میں صریر کہتے ہیں اور آواز آنا بعید قیاس کے خلاف ہے اِس خیال سے کاتب نے پنسل سے لکھا کیونکہ پنسل سے لکھتے ہوئے آواز نہیں آتی اور اخفائے راز کا اس حد تک احتیاط ہے پنسل سے بھی حروف نہیں لکھے کہ شاید اس گھسیٹ میں آواز پیدا ہو جائے اِس احتیاط اور اختصار سے فقط ایک سویدا یعنے ایک نقطہ کر دیا جو دہن خاموش یا بے زبانی کے مشابہ ہے ہم پنسل سے لکھنے اور صرف ایک نقطہ بنا کے بھیجنے سے اُنکے اشارہ کو پا گئے کہ اخفائے راز کے لیے چپ کرانے کا ہے۔

(۴) خط شکستہ وہ ہوتا ہے جو عجلت میں نستی لوگ جلدی میں گھسیٹ کر لکھتے ہیں جیکو انشا اُردو شکستہ بھی کہتے ہیں اکثر حروف ٹوٹے ہوئے ہوتے ہیں پس اُسنے جو ہکو شکستہ خط میں نامہ لکھا ہم اس ایما کو سمجھ گئے کہ اُسکو ہماری شکستہ دلی کی خبر ہے مقام شکر و تعجب ہے کہ اُس نے ہماری شکستہ دلی سے واقفیت جتا کر اکیطرح سے ہماری دلجوئی کی۔

(۵) اسمیں اشارہ تشبیہات کیطرف ہے کہ عنبر وہ تنگ دلکو بال کی گرہ ہے اور عشق کے سودا میں جلے سیاہ دل کو مشک نافہ سے تشبیہ ہے اور نیز زلف کو بھی مشک نافہ سے سیاہی اور خوشبو میں تشبیہ ہے اور گرہ گیرا و معنبر یعنے مشک نافہ والی زلف کی صفت ہے یعنے بال میں گرہ اور مشک ضرور ہوتی ہے اسوجہ سے دلکو زلف کی گرہ سے قدرتی دل لگی ہے۔

(۶) قاتل آنکھ سے اشارہ کرتا ہے کہ ہماری آنکھ کے پھیرنے سے سمجھ کر بچھ رخنجر پھیریں گے یار کی آنکھ پھر جانا یعنے بے رخ ہو جانا طالب کے حق میں قتل کی تلوار ہے وہ یار کی ترچھی نظر ہوتے ہی قتل ہو جاتے ہیں بقول اسیر۔ یہ کس مہ کی ترچھی نظر ہو گئی۔ اِدھر کی جو نیا اُدھر ہو گئی۔ یعنے یار کی نظر کا پھرنا خلقت کی گردن پر تلوار کا پھرنا ہو گیا کہ یا تو اِدھر دنیا میں جیتے تھے یا قتل ہو کر اُدھر عاقبت میں چلے گئے۔

(۷) اُم الکتاب اور فاتحہ کتاب سورۂ الحمد کو کہتے ہیں جیسے کہ خالق باری میں ہے ۵ اُم الکتاب فاتحا احمد جاکا ناؤں۔ یہ سورۃ قرآن شریف کا دیباچہ بعنے چہرہ یعنے شروع جسطرح اس صورت میں پہلے الف ہے دوسرے میم تیسرے لام اسیطرح انسان کے دیباچہ یعنے چہرہ پر ناک الف ہے اور میم دہن اور لام زلف اس مشابہت سے خدا کا اشارہ ہے کہ انسان کا چہرہ ایسا زیارت گاہ اور ثواب نظر اور واجب التعظیم ہے جیسے کہ قرآن شریف میں سب صورتوں سے بڑھکے سورۃ الحمد ہے جو نماز میں پڑھنی فرض ہے جسکے بدوں نماز ہی نہیں ہوتی۔

خوبیٔ مقلوب

(۸) دنیا جو گنج پر کٹ کسکے مرتی ہے اسوجہ سے اِسکو گنج نہ سمجھو بلکہ الٹ یعنے جنگ جانو۔

(۹) جسطرح درد کا دل رائے ہمدرد ہے کسیطرح اُلٹا یہ بیچ میں ہی رہے گی اسیطرح میرے جسم میں دل ہی درد ہے لطف یہ کہ دل جسم کے عین بیچ میں ہے۔ کوئی کروٹ لو دل بیچ ہی میں رہے گا فراق یہ کردہ کی شدت میں آدمی کروٹیں لے لیکر لوٹتا ہے مگر جس کروٹ پڑے اسی کروٹ درد رہتا ہے کم نہیں ہوتا یعنے زمانہ کا تغیر و تبدل ہم دردمندوں کو کچھ فائدہ نہیں دیتا۔

(۱۰) اُوپر کے شعر کے مطابق ہے جسطرح اُلٹنے سے لفظ درد بدستور رہتا ہے اسیطرح قلق۔

خوبیٔ بتاہل عارفانہ (شرح صفحہ ۵۵)

(۱) نمبر اول کا مطلب حاشیہ سے ظاہر ہے۔

(۲) بازار میں جو پھول بیچنے کو آئے ہیں دہلی وہ باغ کی سیر کو جانیوالے کے استقبال کو آئے ہیں یعنے گل گلزار انسان کی تعظیم کرتے ہیں۔

(۳) میں نے جو کہا کہ اگر دل لیا ہے تو واپس کرو یعنے دلداری کرو تو مکر گئے یعنے اپنا فریفتہ کرکے بے رخ اور بے خبر ہو بیٹھے۔

(۴) صنم سے مراد خدا سے مراد وجود خدا سے کہتے ہیں کہ خدا کے وجود ہے مگر دکھائی نہیں دیتا اسلئے عارف و عاشق جا بجا کیا کیا تجانہ کیا دل میں اُسکو ٹٹولتے اور تلاش کرتے پھرتے ہیں۔

خوبیٔ التفات (شرح صفحہ ۵۶)

(۱) مؤذن لوگ اذان دیتے ہوئے کانوں پر انگلیاں رکھ لیتے ہیں بس یہ جو کانوں پر انگلیاں رکھکے اذان دیتے ہیں کچھ خدا ہی کی پہونچ کے بھی کانوں میں ماری ہوئی ہے یعنے ایکی ترغیب ہے سب اُسکے پکار رہے ہیں۔

(۲) مذاق اسمیں ہے کہ عاشق کو اپنے پر رشک آتے دیکھا ایک آسان کھیل وعدہ تماشا ہے کہ قاتل کیفیت تو دیکھیگے اور ہاتھ اور تلوار کے مزے لینگے۔

(۳) اہل سخن اور اہل جوہر انعام و اکرام کے خواہاں نہیں ہوتے وہ سخن فہم اور جوہر شناس کے سر اہنے کو بہت انعام و اکرام جانتے ہیں ایک شاعر دوسرے شاعر کے شعر نہیں سراہتا مگر جو منصف فراخ اور اعلیٰ درجہ کا سخن فہم ہوتا ہے وہ انصاف اور رقہ رکلام کو ہاتھ سے نہیں دیتا ضرور سراہتا ہے اسلئے انصاف کا لفظ آیا۔

(۴) مسجد میں خدا ہے اور کلیسا میں بت اگر بت یعنے خدا اپنا جلوہ تجانہ میں دکھائے تو میں مسجد کو اُٹھا کر تجانہ کے سامنے لیجاؤں یعنے مسجد میں بیٹھکر خلاف مذہب اسلام تجانہ کیطرف منہ کرکے بتوں کو پوجا کروں۔ مطلب یہ کہ ہمکو خدا چاہئے تجانہ و مذہب کی کچھ تمیز نہیں مسجد میں ملے یا

بتخانہ میں جہاں لے وہی جگہ ہماری پرستش گاہ ہے یقوں مصحفی ہمنطو رکب تھا کعبہ و بتخانہ دیکھنا + دونوں جگہ تھا جلوہ جانانہ دیکھنا

خوبیٔ تعجب

(۵) خدا اور خلق کا قانون ہے کہ قاتل کو سزا ہوتی ہے کہ قصاص میں پھانسی پاتا یا قتل ہوتا ہے اور مسلمانوں کی عید الضحیٰ یعنے بقرعید کو جو قربانی کرے اُس کو بڑا ثواب ملتا ہے خوب۔ کہ مستحق کرامت گناہ گار انند۔

(۶) کالیداس سنسکرت کے بڑے یعنی شاعر کی کتاب کمار سمبھو کے اس سنسکرت کے شلوک کا مضمون خواجہ ناسخ نے باندھا ہے۔

स्थितः पृथिव्यां विसृतः प्रयागे रत्नस्तनाभ्यूरुरिव क्षितौरेः
यस्याधिरूढं शिखरं हरस्य कुर्वन्निवालक्ष्यजनेऽभ्रमध्यं

چمرک یا سُرا گاؤ ہے جس کے دم کے چنور بنتے ہیں وہ چین و تبت کے پہاڑوں اور کوہ ہمالہ میں ہوتی ہے شلوک کے معنے یہ ہیں کہ چمر گو نکا پھیلی ہوئی دُمو نکو کوہ ہمالہ پر ہلاتے پھرنا گویا کوہ ہمالہ کو چنور جھولتے پھرنا ہے پس یہ چمر گو نکا کو ہمالہ پر اپنی دُمون سے چنور ہلاتے پھرنا کوہ ہمالہ کے بادشاہ ہونے کو ثابت کرتا ہے کیونکہ چنور بادشاہو نکو ہوا کرتے ہیں پس اس مضمون کو ناسخ نے اسطرح باندھا کہ چین کے پہاڑ و نمیں جو چمر کو اپنی دُمو نکو ہلاتے پھرتے ہیں یہ اپنے خیال میں چین کے بادشاہو نکی خبکا لقب فغفور اور خاقان تھا تربت پر ہلاتے پھرتے ہیں کیونکہ وہ اُس سرزمین کے بادشاہ اور وہاں دفن ہیں مگر اب انکی تربت رہی اور نہ تربت میں کوئی ہڈی رہی خاک میں یکساں ہو گئے اگر چنور زندہ بادشاہوں پر ہوا کرتا ہے اب یہ نادان بیل خاک کو دموں سے چنور ہلاتے پھرتے ہیں اور بیل نادانی سے منسوب ہے۔ جیسا کہ فردوسی فرماتے ہیں۔ خورد گاؤ نادان زبیلوئے خویش۔ خلاصہ یہ کہ جب انسان مر گیا کیا بادشاہ اور کیا گدا پھر اُسکی قبر کو مویھل اور چنور ہلانا خاک کو چور ہلانا ہے جو محض نادانی ہے۔

(۷) کھیتوں اور باغو نمیں سبزہ کنوئیں کے پانی سے سرسبز ہوتا ہے ٹھوڑی کے گڑھے میں جب پانی نہیں تو اس کنوئے کے گرد اگرد ڈاڑھی کا سبزہ کیونکر اُگ آیا۔

(۸) یہ شعر شمع پر بنا ہے کہ جب شمع کی لو کو بجھاتے وقت کاٹ دیا کرتے ہیں تو گویا سر کٹ جاتا ہے اور گردن میں سے دھواں نکلتا رہتا ہے جو سر کے بالونکے مشابہ ہے گویا جو بال یعنے دھواں شمع کے سر یعنے لو سے نکلتا تھا وہ بال حلق یعنے گردن سے نکلتے ہیں حالانکہ سر زرد ہے بڑے معجزہ اور تعجب کی بات ہے کہ سر کے بال گردن میں سے نکلیں اسیطرح جب عاشق کا سر کاٹا جاتا ہے تو اُسکی گردن کی رگوں میں سے سودا کا جلا ہوا سیاہ خون نکلتا ہے جسکا گچھا سر کے بالوں جیسا ہوتا ہے یعنی مقتول کا سر نہیں ہے اور سر کے بال گردن پر نکل رہے ہیں گویا گردن کو تلوار میں وہ لذت آئی کہ نیا سر پیدا کرنیکی خواہش کرتی ہے کہ قتل کا پھر لطف اُٹھائے بقول آتش۔

نہ بھلا پھر نہ بھولونگا کبھی روز قیامت تک	مزے جو جو مجھے قاتل تری تلوار میں آئے

شرح صفحہ ۵۷

(۱) مور کے پر میں تین رنگ ہوتے ہیں سیاہ سبز سُنہرا۔ انسان کے سر کے بال سیاہ اور سونے کی مانگ اور اُوپر سبز دوشالہ یہ تینوں رنگ ملکر مور کا پر بنگیا مور سے ہے اور چوٹی یعنے گت ناگ ہے مور سانپ کا دشمن ہے اور یہاں تعجب ہے کہ مور کے نیچے ناگ کو پالا

(۲) رونے کی کثرت سے آنکھوں سے برسات ہو رہی ہے اُس برسات میں جگر کا گھر جل رہا ہے بڑا غضب ہے۔

خوبیٔ نسبت

(۳) خط یعنے ڈاڑھی زلف کنپٹی کے بال۔ کاکل کنپٹی یعنے پٹے۔ گیسو بالونکی لٹیں چونکہ سب سیاہ ہیں اور ہندو سیاہ رنگ کو کہتے ہیں اسلئے سبکو ہندو کہا یعنے حسن کے دفتر میں سب ملازم ہندو ہیں۔

(۴) خدا نے دنیا اپنی ایک ایسی دلچسپ محفل لگائی ہے کہ جو شے یہاں سے جاتی ہے روتی چلاتی اور پریشان جاتی ہے مرنا اسواسطے کٹھن ہے کہ اُوسکی بزم دنیا چھوٹتی ہے جیسے کہ ناسخ کا یہ عارفانہ شعر گذرا۔

طرفہ گل اس باغ میں ہے اور شبنم ہے عجیب	ہنسکے بیٹھا جو تری محفل میں وہ رو کر اُٹھا

الحمد للہ کہ پہلے چمن کا حل تمام ہوا

دوسرا چمن اشعار محاورات مین

ابتدا اُردو زبان کی شاہ جہاں شاہِ دہلی کے عہد سے ہے۔ اور شاہ عالم ثانی کے عہد میں یہ مشہور شاعر دہلوی صاحبِ دیوان مستند اُستاد ہوئے ہیں جن سے اُردو زبان کا زور و شور ہوا۔ میر تقی۔ میرزا رفیع السودا۔ خواجہ میر درد۔ اِنکے بعد غلام ہمدانی مصحفی۔ انشاء اللہ خاں۔ قلندر بخش۔ جرات۔ پھر بہت سا اکبر شاہ ثانی کے زمانہ سے ظفر کے زمانہ تک اُردو زبان کو اِن مستند اساتذہ صاحب دیوان ابراہیم ذوق۔ میرزا اسد اللہ غالب۔ حکیم مومن خاں۔ شاہِ ظفر دہلوی اور امام بخش ناسخ وحیدر علی آتش لکھنوی نے مانجھا ہے۔ اسلئے اشعار محاورات اِن مُستند اساتذہ کے بترتیب لئے گئے۔ اور چونکہ اُردو زبان دہلی میں لال قلعہ کی فصیح تھی خاصکر اِس میں شاہزادوں کی بموجب اِسکے کہ "کلام الملوک ملوک الکلام" اِسلئے شاہِ ظفر کا کلام زیادہ لیا گیا۔ اور دوسری وجہ یہ ہے کہ دیوانِ ظفر دراصل شاہِ ظفر کے اُستادِ کامل حضرت ذوق کا ہے کیونکہ اُنہوں نے اکثر آپ غزلیں کہہ کے شاہِ ظفر کا تخلص ڈالدیا ہے۔ جیساکہ آبِ حیات میں مذکور ہے۔ اور باقی غزلیں اُنکی اِصلاح سے ہیں چونکہ اُردو زبان دہلی کی لکھنؤ پر مقدم رہی ہے اِسلئے ہر ردیف میں ظفر تک دہلوی کلام مقدم

مقدم رکھا گیا اور لکھنوی بعد میں۔ جتنے اشعار انکے لئے گئے کوئی خلافِ
تہذیب نہیں پہلے چمن میں ثبوت دیا گیا۔ اگر کسی شعر میں شبہ گزرے
تو اُسکو حل میں جو بطور ضمیمہ کتاب کے آخر میں ہے ملاحظہ فرما کر رفع کریں۔
حاشیہ پر متوسط قلم سے محاورے اور باریک قلم سے معنی مستند کتب یعنی
ہندوستانی اُردو لغات مُصنفہ مولوی سید احمد صاحب دہلوی اور گلشنِ فیض
مؤلفہ حکیم ضامن علی لکھنوی اور مخزن المحاورات مؤلفہ لالہ چرنجی لال صاحب
دہلوی اور نجم الامثال مؤلفہ مولوی نجم الدین صاحب دہلوی سے لکھے گئے ہیں
غرض کوئی کلام بے سند نہیں دیا گیا +

۲

اکثر اشعار ناصحانہ ہیں اس سے کم عارفانہ اور ان سے کم عاشقانہ اور کسیقدر
شاعرانہ مُہذّب الفاظ میں حسن و عشق کی تعریف خلافِ تہذیب نہیں خیال
کی جاتی۔ چنانچہ کتبِ سماوی توریت زبور انجیل قرآن میں جا بجا حور و غلمان
کے حسن کی تعریف ہے اور خُدا یعنی پستان تک مذکور ہے۔ اور کتبِ رسیہ قصصِ ہند
حصہ اول میں سیتا جی اور دروپدی کے حسن کی تعریف اور دوم حصہ میں پدمنی
کنولا دیوی اور دیول دیوی اور نور جہاں کی اور سکندر نامہ داخل ٹرینگ کالج
میں روسی عورت کی صحبتوں اور حسن کی اور شاہنامہ میں تہمینہ اور گرد آفرید کے
حسن کی زلف و لب و رخسار و دنداں تک بخوبی تعریف ہے۔ جب عورتوں کے

حسن کی تعریف خلاف تہذیب خیال نہو کر داخل تعلیم ہے تو دیوانوں میں کہ جس میں حسن و عشق سے خاص ذاتِ الٰہی مقصود ہے جس کا ثبوت چمن اول میں بخوبی گزرا خلاف تہذیب خیال نہیں ہو سکتا۔ اسی غرض سے یعنی عشق الٰہی کی تلقین کو بوستاں کا تیسرا باب عشق الٰہی میں داخلِ تعلیم ہے نیز سکندر نامہ میں ساقی نامہ

اگرچہ میں سیرِ بتاں دیکھتا ہوں	نیاز	ولے جلوۂ حق عیاں دیکھتا ہوں
اذاں دی کعبہ میں ناقوس دیر میں پھونکا	برق	کہاں کہاں ترا عاشق تجھے پکار آیا

اصطلاح و محاورہ کی تعریف

اصطلاح وہ ایک نئے معنے ہیں جو ایک لفظ یا چند الفاظ کو متعدد آدمی باہم اپنے کسی خاص اظہار مطلب کے لئے مقرر کریں جب کوئی اصطلاح زیادہ عام ہو جاتی ہے اور بہت سے آدمیوں میں پھیل جاتی ہے اور اپنے پہلے معنی سے کسیقدر ہٹتے دوسرے معنے پیدا کرتی ہے تو اسکو محاورہ کہتے ہیں۔ مثلاً درزیوں کی اصطلاح میں کترنیونت کے معنے کسی کے نئے کپڑے کی قطع و برید یا کاٹ چھانٹ ہیں۔ اس قطع و برید میں درزی اکثر بچا بھی لیا کرتے ہیں اسوجہ سے اسکے معنی محاورہ میں چالاکی عیاری دھوکا بازی ہو گئے

اصطلاح و محاورہ کا فرق

اصطلاح وہ ہے جس کو چند آدمی بولیں اور سمجھیں اور محاورہ وہ ہے جس کو بہت سے آدمی بولیں اور سمجھیں +

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میر تقی

فلک نے پیس کر سرمہ بنایا — نظر میں اُسکی مَیں تو بھی نہ آیا
چمن میں گل نے جو کل دعوئے جمال کیا — جمالِ یار نے مُنہ اُسکا خوب لال کیا
تیرے کوچے کے رہنے والوں نے — یہیں سے کعبے کو سلام کیا
خوبی کا اُسکی بسکہ طلبگار ہو گیا — گل باغ میں گلے کا مرے ہار ہو گیا
اب تو جاتا ہی ہے کعبے کو تو تُنجا نہ سے — جلد پھر پھیر لے اے میر خدا کو سونپا
پانوں دامن میں کھینچ لینگے ہم — ہاتھ گر گوشۂ فراغ لگا
بندہ خدا ہے پھر تو اگر گزرے آپ سے — مرتا ہے جو کوئی اُسے کہتے ہیں حق ہوا
خاک پا ہو کے ترے قد کا چمن میں رہتا — سرو اتنا نہ اکڑتا اگر انساں ہوتا
ہم خاک میں ملے تو ملے لیکن اے سپہر — اُس شوخ کو بھی راہ پہ لانا ضرور تھا
آتے ہی آتے تیرے یہ ناکام ہو چکا — واں کام ہی کا ہا تجھے یاں کام ہو چکا
پڑھتا تھا مَیں تو سبحہ لئے ہاتھ میں درود — صلواتیں مجکو آکے وہ ناحق سُنا گیا
تنکے سے کوہکن کے کیا طرفہ کام نکلا — اپنے تو ناخنوں میں اس طور کا ہنر تھا
آنکھیں برنگِ نقشِ قدم ہو گئیں سفید — پھر اور کوئی اسکا کرے اِنتظار کیا
بھوؤں تنیں تم جبدم سبح نکلے تھے اک چیرا — اُس دن ہی تمہیں دیکھے مَیں تھا میر اٹھنکا تھا

---

۱ فلک = آسمان
۲ لال کیا = سرخ کیا
۳ سلام کیا = جھکا
۴ گلے کا ہار ہو جانا = تسلیم ہونا
۵ خدا کو سونپنا = شاہ و برباد کرنا۔ خاک میں ملا دینا
۶ کھینچ لینگے = اختیار کرینگے
۷ حق ہونا = مر جانا
۸ کم = خاک میں ملنا
۹ خاک میں ملے = شاہ و برباد ہونا
۱۰ راہ پہ لانا = اپنے
۱۱ کام ہو چکنا = مر جانا
۱۲ صلواتیں سنانا = گالیاں دینا
۱۳ آنکھیں برنگِ نقشِ قدم = انتظار میں ہونا
۱۴ ناخنوں = محنت و مشقت
۱۵ چیرا = ہنر

تیرا ہی مُنہ تکے ہے کیا جانئے کہ تو خط
کیا باغِ سبز[51] تو نے آئینے کو دکھایا

تلوار[52] کے سائے ہی میں کاٹے ہے تو اے میرا
کس دل زدے کو ہووے ہے ذوقِ فنا کا

مُنہ[53] تکا ہی کرے جس تس کا
حیرتی ہے یہ آئینہ کس کا

شام سے کچھ بجھا سا رہتا ہے
دل ہوا ہے چراغ[54] مفلس کا

ناخن سے بوالہوس کا گلا یُوں نہیں چھِل گیا
لو[55] ہو لگا کے وہ بھی شہیدوں میں مِل گیا

آگے لے نالہ ہے[56] خدا کا نام
بس تو نہ آسمان سے نکلا

شاید کہ مُند گئی ہے قمری کی چشمِ گریاں
کچھ ٹوٹ[57] سا چلا ہے پانی چمن کی کُہر کا

بُت کی اُلفت سے ہم نے منہ موڑا
بھاری[58] پتھر تھا چوم کر چھوڑا

ایسی ہی میر کی ہے مدت سے روتی[59] صورت
پھرے یہ اسکے کس دن آنسو رواں نہ پایا

گیا حُسن خوبانِ بد راہ کا +
ہمیشہ رہے[60] نام اللہ کا

اُن زلفوں سے نہ لگ کر چل اے نسیمِ ظالم!
تاریک ہے جہاں پھر یکّا[61] جو بال اُس کا

پانوں[62] کے نیچے کی مٹی بھی نہ ہوگی ہمسی
کیا کہیں عمر کو کس طور بسر ہم نے کیا

مت سہل ہمیں سمجھو پھرتے تھے ہم تب ہم
برسوں تئیں گردوں نے جب خاک کو چھانا[63] تھا

میری تیری چاہ منہ[64] دیکھے کی ہے جو اس سے
آنکھ پھیری[65] جس گھڑی پھر کا ہے کا ناتا

---

۱ باغ سبز دکھانا = بیٹا پیدا ہونا + ۲ دیکھا = دیکھ بھال کرنا - دیکھا = دیکھ کر دودھ کا دودھ پانی کا پانی کرنا + ۳ خط = داڑھی آنا + ۴ تلوار کے سائے میں = تلوار کے سائے تلے - جہاد میں + ۵ منہ تکا = دیکھا + ۶ مفلس کا چراغ = بجھ بجھ کر جلنا + ۷ لو ہو لگا کے = شہید ہو کر + ۸ ناخن سے = ذرا سا دل دیکھنے سے + ۹ آگے = پہلے - بوالہوس = بنجارا + ۱۰ خدا کا نام = خدا کے واسطے + ۱۱ ٹوٹ = رقیب + ۱۲ بھاری پتھر = بس خاموش + ۱۳ روتی صورت = پانی کی طرح + ۱۴ ہمیشہ رہے نام اللہ کا = کسی کی موت + ۱۵ یکّا = اکیلا + ۱۶ پانوں = پاؤں + ۱۷ چھانا = چھوڑ دینا - ایسے کام کے خیال سے دست بردار ہونا + ۱۸ منہ دیکھے = دیکھ بھال + ۱۹ آنکھ پھیری = آنکھ بچا کر چلا جانا + ۲۰ ۵ = ۵ آنکھوں کے سامنے سے جانا + ۲۱ ۵ = ۵ آنکھ بچا کر چلا جانا +

۱ باغ سبز دکھانا = بیٹا پیدا ہونا + ۲ دیکھا = دیکھ بھال کرنا - دیکھا = دیکھ کر دودھ کا دودھ پانی کا پانی کرنا + ۳ خط = داڑھی آنا + ۴ تلوار کے سائے میں = تلوار کے سائے تلے - جہاد میں + ۵ منہ تکا = دیکھا + ۶ مفلس کا چراغ = بجھ بجھ کر جلنا + ۷ لو ہو لگا کے = شہید ہو کر + ۸ ناخن سے = ذرا سا دل دیکھنے سے + ۹ آگے = پہلے - بوالہوس = بنجارا + ۱۰ خدا کا نام = خدا کے واسطے + ۱۱ ٹوٹ = رقیب + ۱۲ بھاری پتھر = بس خاموش + ۱۳ روتی صورت = پانی کی طرح + ۱۴ ہمیشہ رہے نام اللہ کا = کسی کی موت + ۱۵ یکّا = اکیلا + ۱۶ پانوں = پاؤں + ۱۷ چھانا = چھوڑ دینا - ایسے کام کے خیال سے دست بردار ہونا + ۱۸ منہ دیکھے = دیکھ بھال + ۱۹ آنکھ پھیری = آنکھ بچا کر چلا جانا + ۲۰ ۵ = ۵ آنکھوں کے سامنے سے جانا + ۲۱ ۵ = ۵ آنکھ بچا کر چلا جانا +

۵۱ باغ سبز = بیٹا + ۵۲ تلوار = جہاد + ۵۳ منہ تکا = دیکھ بھال کرے + ۵۴ چراغ = بجھ بجھ کر جلتا ہے + ۵۵ لو ہو لگا کے = شہید ہو کر + ۵۶ خدا کا نام = خدا کے واسطے + ۵۷ ٹوٹ = رقیب + ۵۸ بھاری پتھر = بس خاموش + ۵۹ روتی صورت = پانی کی طرح + ۶۰ ہمیشہ رہے نام اللہ کا = کسی کی موت + ۶۱ یکّا = اکیلا + ۶۲ پانوں = پاؤں + ۶۳ چھانا = چھوڑ دینا - ایسے کام کے خیال سے دست بردار ہونا + ۶۴ منہ دیکھے = دیکھ بھال + ۶۵ آنکھ پھیری = آنکھ بچا کر چلا جانا + ۶۶ ۵ = ۵ آنکھوں کے سامنے سے جانا + ۶۷

ہے لبِ[۵۱] بامِ آفتابِ عمر — کرے سو کیا ہے میرا دن تھوڑا
اِن بالوں سے مشک مت خجل ہو — عنبر تو[۵۲] عرق عرق ہے سارا (دو معنی)
ساؤن[۵۳] ہرے نہ بھادوں میں ہم سوکھے اہلِ درد!
سبزہ ہماری یلکوں کا سیراب تھا سو تھا
جورِ سپہردوں سے بُرا حال تھا بہت [ ] مَیں شرمِ ناکسی سے زمیں[۵۴] میں سما گیا
سر[۵۵] ہی سے سرواہ یہ سب ہے ہجر کے اُسکی کلفت میں
سر کو کاٹ کے ہاتھ پہ رکھے آپ ہی ملنے جاؤں گا

قیامت کا عرصہ ہے اے میرِ درہم — مری شور و زاری نے میدان[۵۶] مارا
ہے جان[۵۷] تو جہان ہی مشہور ہے مثل — کیا ہے گئے پہ جان کے گو پھر جہاں رہا
روزانہ اتبو اپنے تئیں سوجھتا نہیں — آخر کو روناراتوں کا ہی دن[۵۸] دکھا گیا

درد

گرچہ وہ خورشید رو نیت ہے مرے سامنے — تو بھی میسر نہیں بھر[۵۹] کے نظر دیکھنا
نالۂ دل کا اثر دیکھ لیا درد! بس — جی میں[۶۰] نہ رہجاے یہ آہ بھی کر دیکھنا
ٹھہر جا اِک بات[۶۱] کی بات اے صبا! — کوئی دم کو ہم بھی ہوتے ہیں[۶۲] ہوا
طوفانِ نوح نے تو ڈبائی زمیں فقط — مَیں ننگِ خلق ساری خدائی[۶۳] ڈبو گیا
چٹکا[۶۴] عبث نہیں کوئی غنچہ چمن میں آہ — اے تو سنِ بہار تجھے تازیانہ تھا

۵۱ آفتاب عمر اب بام ہونا۔ مرنے کو ہونا۔ تو یہ
۵۲ عرق عرق ہونا۔ الرگ۔ نہایت منفعل ہونا۔
۵۳ ساون بھادوں کا نام ہے۔ ہر وقت برکھا برستی ہیں۔ جب
۵۴ زمین میں سما جانا۔ نابود ہو جانا۔ زمین میں چھپ جانا۔ خجل ہو جانا۔
۵۵ سر سے سرواہ ہے۔ سر کے ساتھ درد اور آفت ہے۔ جب انسان پر کوئی آفت مصیبت پڑتی ہے تو اسکی تکلیف کے واسطے پہلے سر ہی ہلتا ہے۔
۵۶ میدان مارنا۔ فتح کرنا۔
۵۷ جان تو جہان ہے۔ جان کے ساتھ جہان ہے۔ جان کو سب چیزوں پر ترجیح ہے۔ جان کے موقع پر کوئی چیز نہیں بچتی۔
۵۸ دن دکھانا۔ مصیبت میں ڈالنا۔ آفت میں مبتلا کرنا۔
۵۹ بھر کے نظر دیکھنا۔ اچھی طرح دیکھنا۔ سیر ہو کر دیکھنا۔
۶۰ جی میں رہجانا۔ دل میں حسرت رہنا۔
۶۱ بات کی بات۔ بہت جلد۔
۶۲ ہوا ہونا۔ جاتے رہنا۔
۶۳ خدائی ڈبونا۔ جہان کو تباہ کر دینا۔ تمام مخلوقات کو ہلاک کر دینا۔
۶۴ چٹکا۔ غنچہ کے چٹکنے کو کہتے ہیں۔ غنچہ کا چٹکنا دیکھنا۔ نوشگفتہ ہونا۔ تازہ ہونا۔

جوں غنچہ بجز اک دلِ صد چاک نہ پایا
منہ[۱] ڈال کے جب اپنے گریبان میں دیکھا

سودا

جو کہ ظالم ہیں وہ ہرگز پھولتے پھلتے نہیں[۲]
سبز ہوتے کھیت[۳] دیکھا ہے کبھو شمشیر کا

کیا اس چمن سے باندھ کے لیجائیگا کوئی
دامن[۴] تو میرے سامنے گل جھاڑ کر چلا

ساقی! چمن میں چھوڑ کے مجکو کدھر چلا
پیمانہ[۵] میری عمر کا ظالم! تو بھر چلا

سودا! سنبھال رکھ نکراب خوف حشر کا
لبریز[۶] تیری عمر کا پیمانہ ہوگیا

اپنے منہ سے نہ کہا کن نے سخن کو گوہر
لعل[۷] سودا ہی کو پر ہمنے اگلتے دیکھا

سودا! کبھی نہ مانیو واعظ کی گفتگو
آوازۂ دہل[۸] ہے خوش آئندہ دور کا

شب آ گیا جو بزم میں پیارے! تو یک بیک
چہرے سے رنگ شمع کا کافور[۹] ہوگیا

بساط اپنی میں تھا جو ایک دل سو دل بھی کھو بیٹھا
مجھے مدت ہوئی پیارے میں اُس سے ہاتھ دھو[۱۰] بیٹھا

مصحفی

شبِ فراق میں خنجر لئے خیال ترا
تمام شب مری چھاتی[۱۱] ہی پر سوار رہا

شتاب آیو ٹھہر رکھینگے ہم اُسکو
جو دم[۱۲] لبوں پر شبِ انتظار ٹھہریگا

پیری سے ہوگیا ہے یوں دل کا داغ ٹھنڈا
جس طرح صبح ہوتے کردیں چراغ[۱۳] ٹھنڈا

---

۱ منہ ڈالنا = شرمندہ ہونا
۲ پھولنا پھلنا = ترقی پانا
۳ سبز ہوتے کھیت = فوج کا میدان
۴ دامن جھاڑنا = مال سب لیکر چلا جانا
۵ پیمانہ بھرنا = عمر کا تمام ہوجانا - مرنے کا وقت آپہنچا
۶ لبریز ہونا = عمر کا پیمانہ بھر جانا
۷ لعل اگلنا = عمدہ عمدہ مضمون زبان سے بیان کرنا
۸ آوازۂ دہل = خوش آئندہ دور کا
۹ کافور ہوجانا = ارتحال کرجانا
۱۰ ہاتھ دھو بیٹھنا = نامید ہوجانا - صبر کرجانا
۱۱ چھاتی پر سوار رہنا = زور پاکر ایذا دیتا رہنا
۱۲ دم لبوں پر ہونا = قریب مرگ ہونا
۱۳ چراغ ٹھنڈا کرنا = جان کنی کی حالت ہونا

شمیمِ کاکلِ مشکیں سے مَیں جو اُونگھ گیا — تو آپ کہنے لگے اُسکو سانپ سونگھ گیا

کلمہ پڑھے ترا تجھے دیکھے جو اک نظر — کافر اثر ہے یہ تری کافر نگاہ کا

جگاؤں مَیں جو سوتے سے تو کیا برہم ہو کہتا ہے — خدا جانے اُٹھے ہیں آج ہم مُنہ دیکھکر کس کا

نہ آنے کی جب میں سُنانے لگا — وہ آئینہ مجکو دکھانے لگا

داغ بر دل جو ترا چاہنے والا نکلا — تو چراغانِ دیوالی کا دیوالا نکلا

کوئی دل مانگے تھا تو کہتے تھے ہم مُنہ دھو رکھو — سو یہ کہتے کہتے اب شکوں سے مُنہ دھو پڑا

ذوق

نشانِ بے رواجی گرد کھائے زور مٹ جائے — جھپک سے دیدۂ صرّاف کی نقشِ رمِ میرا

اے صنم گر پوچھتا ہے حال اس رنجور کا — دل نہ اٹکائے کہیں اللہ ہمیقدور کا

لطف جاتا ہے سرودِ نالۂ پُرشور کا — خونِ دل پینا ہی یہ کھانا مجھے سیندور کا

باندھوں ہیں مضمون جو اپنی شوربختی کا کوئی — ہوزنیں شعر میں عالم زمینِ شور کا

زخم میرا ہے وہ ایذا دوست خود لگنے لگے — مُنہ سے گر جرّاح کے سن پائے نام انگور کا

نام یوں پستی میں بالا تر ہمارا ہو گیا — جس طرح پانی کوئیں کی تہ میں تارا ہو گیا

ہے مقامِ زندگی زیرِ دمِ شمشیرِ مرگ — ہو گیا جس طرح کوئی دم گزارا ہو گیا

مَیں ہجر میں مرنے کے قریں ہو ہی چکا تھا — تم وقت پر آپہنچے نہیں ہو ہی چکا تھا

نالہ اس غوث سے کیوں میرا دوہائی دیتا — اے فلک اگر تجھے اونچا نہ سنائی دیتا

روشِ اِشتک گرادینگے نظر سے اِک دن
ہونا عاشق سوچ کر اُس دشمنِ ایمان کا
جھوٹ ہی جانوں کلام اُس سہزنِ ایمان کا
نہیں وہ قول کا سچا ہمیشہ قول دے کر پھر
گیا شیطان مارا ایک سجدے کے نکرنے سے
میں عجب شہید ہوں لبِ خندانِ یار کا
ہے دل کی داؤگھات میں مژگاں سے چشم یار
ہمارے خوں سے دلِ پایمال کے کیسا؟
دل یہ کہتا ہے کہ تو ساتھ نہ لیچل مجکو
کوچۂ یار میں جاؤنگا تو مثلِ خورشید
سرد مہروں سے فلک ڈالنہ پالا کہ بن آگ
جنبشِ برگ صفت باغ جہاں میں اے ذوق
اِس سے تو اور آگ وہ بے درد ہو گیا
سینے میں بوالہوس کے بھی تھا آبلہ مگر
مجنوں بھی دشت گرد تھا مانندِ گردباد
اُس صیدِ تیر خوردہ کو تو نے کیا نہ ذبح

ہے اِن آنکھوں سے یہی مجھ کو سجھائی دیتا
دل نہ کر جلدی کہ جلدی کا م ہے شیطان کا
پہن کر جامہ بھی وہ آئے اگر قرآن کا
جو اُس نے ہاتھ میرے ہاتھ پر مارا تو کیا مارا
اگر لاکھوں برس سجدے میں سر مارا تو کیا مارا
کیا کیا چراغ ہنستا ہے میرے مزار کا
کرتی ہے قصد ٹٹی کی او جھل شکار کا
چلا ہے دیکھو وہ دامن سنبھال کے کیسا
ورنہ میں جا کے وہاں دیکھ مچل جاؤنگا
پاسِ آداب سے میں سر ہی کے بل جاؤنگا
نخلِ سرو ازدہ کی طرح سے جل جاؤنگا
کچھ نہ ہاتھ آئیگا تو ہاتھ تو مل جاؤنگا
اب وہ آتشیں سے بھی دل سرد ہو گیا
نشتر کا نام سنتے ہی منہ زرد ہو گیا
جب خاک اُڑائی ہم نے تو وہ گرد ہو گیا
آخر تڑپ تڑپ کے یوں ہی سرد ہو گیا

۱ دور از نبی کرنا ۲ جلدی کا شیطان کا کام ہے ۳ پہن کر جامہ بھی وہ آئے اگر قرآن کا ۴ ہاتھ پر ہاتھ مارنا ۵ سر مارنا ۶ چراغ ہنسنا ۷ قصد ٹٹی کی او جھل شکار کا ۸ دامن سنبھالنا ۹ مچل جانا ۱۰ سر ہی کے بل جانا ۱۱ جل جانا ۱۲ مل جانا ۱۳ درد ہو گیا ۱۴ سرد ہو گیا ۱۵ زرد ہو گیا ۱۶ گرد ہو گیا

پانی طبیب[۵۷] دے ہے ہمیں کیا بجھا ہوا
ہے دل ہی زندگی سے ہمارا بجھا ہوا

چشمِ غضب سے نیم نگہ میرے واسطے
اک نیمچہ ہے زہر میں[۵۸] گویا بجھا ہوا

ہم آپ جل[۵۹] گئے مگر اس دل کی آگ کو
سینے میں ہم نے ذوق! بنایا بجھا ہوا

دکھلاوے جلوہ جو مسجد میں وہ بتِ کافر
تو چیخ[۶۰] اٹھے مؤذن جدا خطیب جدا

نشۂ دولت کا بد اطوار کو جس آن چڑھا
سر پہ شیطان کے اک اور بھی شیطان[۶۱] چڑھا

عشق کے ڈھب[۶۲] پہ نہ کوئی سیجز النسان چڑھا
اسکے قابو پہ چڑھا تو یہی نادان چڑھا

دیکھو قسمت[۶۳] کا لکھا اس نے پڑھا خط سو بار
دھیان پر میرا نہ مضموں کسی عنوان چڑھا

اشک آئے نہیں مژگان پہ کیا روں[۶۴] نے ابھی
پانی سونیزے[۶۵] دیا باندھ کے طوفان چڑھا

تیر چٹکی میں لیا اس نے پئے جانِ عدو
رشک میرے دل میں کیا کیا چٹلیاں[۶۶] لینے لگا

نام میرا سنکے مجنوں کو جمائی[۶۷] آگئی
بید مجنوں دیکھکر انگڑائیاں[۶۸] لینے لگا

ہے جو غنچوں کا چٹکنا انگلیوں کی سی چٹک
یہ بلائیں[۶۹] کس کی باغ اے باغباں لینے لگا

موت اسکو یاد کرتی ہے خدا جانے کہ گور
یوں ترا بیمارِ غم جو ہچکیاں[۷۰] لینے لگا

پہنچا آبِ تیغ قاتل تا بسر اچھا ہوا[۷۱]
اے دلِ مجروح لے تو غسل کر اچھا ہوا

اتارا تو نے تو سر سے اس شماتت کے مارے کا
ارے احسان[۷۲] مانوں سر سے میں کاہے کا

ڈھلکتا[۷۳] ہے مثالِ دانۂ تسبیح کیوں منکا
کہ جب ٹھہرا سفر دنیا سے کیا کام اسقارے کا

نالہ اس سے ہے بیاں روِ دعدائی کرتا
کام قاصد کا ہے یہ تیر ہوائی[۷۴] کرتا

---

۵۷ پانی طبیب دے ہے - دوا کی جگہ پانی دیتا ہے +
۵۸ زہر میں - زہر لگا ہوا - تو اور یا بھال کے +
۵۹ جل گئے - رنج و غم کر کر کے +
۶۰ چیخ اٹھے - دونوں +
۶۱ شیطان پر شیطان چڑھنا - زیادہ شریر ہو جانا +
۶۲ ڈھب پہ چڑھنا - قابو پہ آجانا +
۶۳ قسمت کا لکھا - بدقسمتی کے موقع پر بولتے ہیں جہاں اسکے برخلاف ہو +
۶۴ روں - سوز سے بھرا ہوا +
۶۵ پانی سونیزے - پانی کا طوفان چڑھنا - پانی کا زور سے بڑھنا +
۶۶ چٹلیاں لینا - خوشی سے پھولے نہ سمانا +
۶۷ جمائی - نیند +
۶۸ انگڑائیاں لینا - توڑ مروڑ کر آرام لینا +
۶۹ بلائیں لینا - صدقے ہونا - نہایت پیار کرنا +
۷۰ ہچکیاں لینا - موت کے وقت بولتے ہیں +
۷۱ اچھا ہوا - بہتر ہوا +
۷۲ احسان - ذلت کا کام - احسان کا لفظ جہاں بولتے ہیں +
۷۳ ڈھلکنا - جان کنی کی حالت میں گردن کا ڈھیلا ہو جانا +
۷۴ تیر ہوائی - غیب کا گولہ +

بند آنکھیں کیے جاتا ہے کدھر تو کر تجھے
ہے ترا نقشِ قدم چشم نمائی کرتا

جور[1] و تا کھولکر جی تنگنائے دہر میں عاشق
تو جوے کہکشاں میں بھی فلک خوں رواں موتا

بیمارِ محبت نے لیا تیرے سنبھالا[3]
لیکن وہ سنبھالے سے سنبھلجائے تو اچھا

فرقت سے تری تارِ نفس سینے میں میرے
کانٹا[4] سا کھٹکتا ہے نکلجائے تو اچھا

دل گر کے نظر[5] سے تری اُٹھنے کا نہیں پھر
یہ گرنے سے پہلے ہی سنبھلجائے تو اچھا

کب صبا آئی ترے کوچے سے اے یار کہ میں
جوں حباب لبِ جو جامہ[6] سے باہر نہ ہوا

آدمیت اور شے ہے علم ہے کچھ اور چیز
کتنا طوطے[7] کو پڑھایا پر وہ حیوان ہی رہا

ترا ہنسنا جو یاد آیا برنگِ قہقہۂ مینا
تو میں نے تار اک رونے کا لے[8] پیچیاں باندھا

نہ جھاڑا[9] غیر کو ہرگز کہ ہو کر جھاڑ[10] لپٹا تھا
مجھی پر گالیوں کا جھاڑ[11] تو نے بدزباں باندھا

وہ ہوں ناکام سمجھا۔ نامرادی جو مرا دی اپنی
مرے مرقد پہ[12] چلا اُس نے آکر دوستاں باندھا

اُڑا دینگے[13] دھوئیں نے دل کے اک آن میں اسکے
اگرچہ دُھوئیں نے دل کے زیرِ آسماں باندھا

مرا دل آگے ہی سینے میں اک پھوڑا[14] سا پکتا ہے
خیالِ خطِ سبز یار نے کیوں بر گماں باندھا

سمجھکر موجِ دریائے فنا کو خنجرِ براں
کفن مثلِ حباب اے ذوق ہمنے سر[15] یاں باندھا

ترے رخسار کا پرتو پڑے گر عارضِ گل پر
کرے چشمک زنی[16] خورشید پر ہر قطرہ شبنم کا

سیے جاتے ہیں کس سے زخمِ اُس تیغِ تبسم کے
کہ ناں کھلتا[17] ہی نیشہ سوزنِ عیسیٰ و مریم کا

گل اُس نگہ کے زخم رسیدوں[18] میں ملگیا
یہ بھی لہو لگا کے شہیدوں[19] میں ملگیا

11

---

[1] جور۔ ظلم [2] تا۔ طاقت [3] سنبھالا۔ تھامنا [4] کانٹا۔ تیر [5] نظر۔ نگاہ [6] جامہ۔ کپڑا [7] طوطے۔ رٹنے والے [8] لے۔ ساز [9] جھاڑ۔ بیکار [10] جھاڑ۔ بید [11] جھاڑ۔ بید [12] پہ۔ پر [13] اڑا دینگے۔ اڑا دینگے [14] پھوڑا۔ زخم [15] سر۔ سر [16] زنی۔ کرنا [17] کھلتا۔ کھلتا [18] رسیدوں۔ رسیدہ [19] شہیدوں۔ لہو لگا کے شہیدوں میں ملنا۔ اس کے معنے میر کے شعر میں آچکے

اگر آتش مزاجوں کو حسد ہو خاکساروں پر — تعجب کیا کہ ابلیس لعیں دشمن ہے آدم کا

اِس شکل سے ہوا وہ طلبگارِ دیدِ یار — صاف آئینہ کا دیدۂ ندیدوں میں مل گیا

وہ کون ہے جو مجھ پہ تاسّف نہیں کرتا — پر میرا جگر دیکھ کہ میں اُف نہیں کرتا

اے ذوق! تکلف میں ہے تکلیف سراسر — آرام سے وہ ہے جو تکلف نہیں کرتا

موت نے کر دیا ناچار وگرنہ انساں — ہے وہ خود بیں کہ خدا کا بھی نہ قائل ہوتا

وہ ہیں کیا جو زر یکجف ہیں ہمیشہ سرِ یکجف ہیں — ترے جاں نثار کا سا نہیں دستِ جو دِ تو

اُس نے جب حال بہت ردّ و بدل میں مارا — ہم نے دل اپنا اُٹھا اپنی بغل میں مارا

ہر اک سے ہے قول آشنائی کا جھوٹا — وہ کافر ہے ساری خدائی کا جھوٹا

رسائی ہوئی جبکہ دامن تک اسکے — ہوا ہاتھ اپنی رسائی کا جھوٹا

چاندنی نے شب۔ تجھ بن یہ روپ دکھایا تھا — مجھکو ہاتابی پر دھوپ میں ٹھنڈایا تھا

سرخ و سفید مٹی کی مورت ہوئی تو کیا ؟

سیرت کے ہم غلام ہیں صورت ہوئی تو کیا

کروں ردّ آشنا کیونکر دلِ احباب اپنا سا — بلا سے جیسا ہوں میں ڈھونڈ لوں میتا اب اپنا سا

ہم برہنہ پا جنوں اور گرم پتھر زیرِ پا — دوپہر ہے سایہ بھی بیٹھے ہے دبکر زیرِ پا

کیوں تکبّر بولتا یہ بندہ محکوم القضا — گر بڑا بول اپنا قاضی کا پیادہ جانتا

ضبطِ گریہ نے تماشا طرفہ تر دکھلا دیا — چشم کے کونے میں دریا بند کر دکھلا دیا

---

۱ آتش مزاج، غصیل ۲ حسد، رشک ۳ مٹی ۴ ندیدہ، ترسا ہوا، بھوکا، لالچی ۵ اُف کرنا، درد سے آہ کرنا ۶ تکلف کرنا، بناوٹ کرنا، زحمت کرنا ۷ قائل ہونا، اقرار کرنا ۸ تسلیم کرنا ۹ زر بکف، مرد، کریم، سخی ۱۰ سر پر ہاتھ پھیرنا ۱۱ دل، خاطر ۱۲ بغل میں چھپا لینا، حفاظت کرنا ۱۳ ضد، لجاجت، تکرار، ہٹ ۱۴ خدائی کا جھوٹا، تمام جہان میں سب سے جھوٹا ۱۵ ہاتھ، قبضہ ۱۶ کسی شخص کے سبب سے خفا ہونا، کسی سے جدا ہونا، ہاتھ کا کام ۱۷ دھوپ میں ٹھنڈا ہونا

۱۸ مٹی کی مورت، انسان ۱۹ کالبدِ انسانی، انسان کا جسم ۲۰ ضعیف اور ناچیز ۲۱ منہ پر پڑنے والی ۲۲ درد آشنا، ہمدرد ۲۳ دکھ کا ساتھی، جو دکھ بھی بانٹے ۲۴ سب واقف ہونا ۲۵ بلا سے، کچھ پروا نہیں ۲۶ ہزار جیتی، ہزار جان سے ۲۷ ہندوستان کی ایک ندی ۲۸ بے حیائی، بے شرمی ۲۹ ریاضت، عبادت ۳۰ کھیل کے میدان میں ۳۱ بدن ۳۲ بیان کرنا ۳۳ بیان کرنے میں ۳۴ بیان کرنے میں ۳۵ بیان کرنے میں

نالہ جب دل سے چلا۔ سینے میں پھوڑا اٹکا
چلتی[۵۱] گاڑی مین دیا عشق نے روڑا اٹکا

ہاتھ آکر دلِ وحشی جو کوئی چھوٹ گیا
ہوسِ صید سے صیاد کا جی[۵۲] چھوٹ گیا

یہ روئے پھوٹ[۵۳] پھوٹ کے پانوں کے آبلے
نالہ سا ایک سو بیابان بہہ گیا

ہے قفس سے شور اک گلشن تلک فریاد کا
خوب طوطی[۵۴] بولتا ہے نذر نوں صیاد کا

مَیں ہوں چکر[۵۵] میں لگی جسدن سے دنیا کی ہوا
حال میرا ہے بعینہٖ آسیائے[۵۶] باد کا

غالب

بس کہ ہوں غالب! اسیری میں بھی آتش[۵۷] زیر پا
موئے[۵۸] آتش دیدہ ہے حلقہ مری زنجیر کا

نہ آئی سطوتِ قاتل بھی مانع میرے نالوں کو۔
لیا دانتوں[۵۹] میں جو تنکا ہوا ریشہ نیستاں کا

دکھاؤنگا تماشے دی اگر فرصت زمانے نے
مرا ہر داغِ دل اک نجم ہے سرو[۶۰] چراغاں کا

نہیں معلوم کس کس کا لہو[۶۱] پانی ہوا ہوگا
قیامت ہے سرشک آلودہ ہونا میری مژگاں کا

۵۱ لڑکوں کا کھیل بہت آسان کام سمجھنا۔ ۵۲ کمر مرعوب نظر کرکری جاننا + ۵۳ کمر مرعوب و مرغوب فروش بننے کے ۵۴ تیر ایک دو سلانی لگنے کے ۵۵ آنکھ لگنا = محبت ہو جانا + ۵۶ آنکھ لگنا = محبت ہو جانا + ۵۷ خفی ہو جانا + ۵۸ ٹھیک بنانا = سیدھا کرنا درست بنانا = سیدھا کرنا + ۵۹ اپنا سا منہ لیکر رہ جانا نہایت شرمندہ ہو جانا + ۶۰ اتنا سا منہ نکل آنا دنبالہ ہو جانا + ۶۱ منہ سوکھ جانا + ۶۲ منہ ہوا یا مرجھانا = خوف سے رنگ زرد ہو جانا + ۶۳ خاک ہو جانا = مٹی ہو جانا + ۶۴ فنا ہو جانا = نابود ہو جانا + ۶۵ ہوا ہوا یا ہوا ہو جانا + ۶۶ چرخ سے کھال ادھیڑنا = بہت سزا دینا + ۶۷ سولی پر لٹکانا = نہایت سیاست + ۶۸ بارگاہ میں پیش ہونا = حاضر ہونا + ۶۹ منہ سفید ہو جانا + ۷۰ آب و دانہ اٹھنا = موت آنا + ۷۱ آب و دانہ = روزی +

قطرے میں دجلہ دکھائی دے اور جزو میں کل	کھیل لڑکوں کا ہوا دیدۂ بینا نہ ہوا
سرمۂ مفت نظر ہوں مری قیمت یہ ہے	کہ رہے چشمِ خریدار پہ احساں میرا

مومن

آنکھ نہ لگنے سے سب احباب نے	آنکھ کے لگجانے کا چرچا کیا
ناصح کو جو چاہوں تو ابھی ٹھیک بنا دوں	پر خوف خدا کا ہے کہ میں کچھ نہیں کہتا
جوابِ خونِ ناحق میرا ایسا کیا دیا تو نے؟	کہ ظالم رہ گئے منہ لیکے سب احباب اپنا سا

ہوئی بلبل ثنا خوانِ دہانِ تنگ کس گل کی؟
کہ فرو ردیں میں منہ غنچہ کا اتنا سا نکل آیا

ظفر

دم نکلنے سے یہ عقدہ وا ہوا مثلِ حباب	ہستیِ موہوم نے باندھی ہوا تھی میں نہ تھا

ملگئی ہیں خاک میں کیا جانے کیا کیا صورتیں
چشمِ نقشِ پا کو جن کے حسن نے حیراں کیا

فلک کے منہ پہ لگیں شب ہوا یاں آڑنے	مرا جو نالہ یہ تیرِ شہاب سا چمکا
شمع نے رو رو کے کاٹی رات سولی پر تمام	شب کو جو محفل سے تو اے رشکِ محفل اٹھ گیا
کسی مہ وش نے چہرے سے برقع اٹھا دیا	منہ ہو گیا سفید فلک پر جو ماہ کا
اے صدف! کیوں منع پسارے ہے کہ اس رزاق کو	ہے جہاں پہنچانا آب و دانہ واں پہنچ ہی گیا

کہے ہے دیکھ کے پروانہ شمع کا شعلہ
قیامت آئی کہ نیزے پہ آفتاب آیا

کیا فقط گریہ سے چشمِ تر پہ پانی پھر گیا
ایک پل میں اک جہاں کے گھر پہ پانی پھر گیا

مرے خط کے جو اُس نے بِن پڑھے پُرزے کئے قاصد!
کسی نے میری جانب سے پڑھا یا کچھ نہ کچھ ہوگا

سُنا مَیں نے کٹی اُنکو بھی ساری رات آنکھوں مین
کسی نے میرا افسانا سُنایا کچھ نہ کچھ ہوگا

ایک بادی چور ہے جھوکا ہوا کا عندلیب!
صبح گلشن سے زرِ گُل کو اُڑا چنپت بنا

شبِ دیجور میں اِک سانپ سا چھاتی پہ لوٹے ہے
ہوا ہوں جب سے مَیں آشفتہ یار و زلفِ خوباں کا

تم کنارا جو لگے کرنے یہ معلوم ہوا
اب کنارے ہی مجھے گور کے پہنچا یگا

کام نہیں کسی سے کچھ کوئی بھلا ہو یا بُرا
سب سے الگ ہوں مَیں مجھے کہتے ہیں سب اکھل کھٹ

مثل یہ اے ظفر ہے نکلی ہونٹوں اور چڑھی کوٹھوں
نہیں کہنے کی جو بات اسکا کہنا کچھ نہیں اچھا

اشک آستیں پہ میری مژگاں سے چھُٹ کے پہنچا
اِس طفل نے تو پکڑا اُنگلی پکڑ کے پہنچا +

طے راہِ عشق ہووے آسان کب کسی سے
منزل پہ جو کہ پہنچا پانوں لہو گر کے پہنچا

کرکری ہو ویگی بدلوگوں کی شیخی ساری
امتحاں کرکے اگر میں نے ظفر کو چھانا

جو کچھ نہ کہنا تھا وہ کہہ دیا ظفر اُس نے
بھر اُس دل کی وہاں ساری میں نکال آیا

اُس شعلہ خُو سے بزم جہاں میں لگا کے لَو
مانندِ شمع آپ کو ہم نے گھلا دیا

اے ظفر افسوس واں ہرگز گلی اپنی نہ دال
گوشت سب شوربا جسرت سے مرایاں گل گیا

غنچہ چمن میں گانٹھ کا پورا ہے پر صبا!
جب تک لگے نہیں زرِ یکشت کو ہوا

نہیں دنیا میں ہوا خواہ کسی کا کوئی
کچھ نصیبوں ہی سے بندھ جائے ہے انساں کی ہوا

پانوں آرام سے پھیلا نہ اُسی نے اپنے
ہاتھ دینا سے ظفر جس نے یہاں کھینچ لیا

دل خوں ہوئے اِک دم میں ہزاروں کے ستمگر!
کیا تو نے شگوفہ یہ نیا آن کے چھوڑا

ہے تو حباب وار تُنک ظرف اسقدر
ہستی نے دیکھے دم تجھے غافل! پھلا دیا

جگر کے داغ پہ اشکوں کو ہم نے ریدہ ما
کہ یعنی جلتا نہیں ہے بغیر تیل دیا

ناسخ لکھنوی

جانِ شیریں کب گئی ہے کوہکن کی رائیگاں
کہتے ہیں شیریں نے آخر آپ کو جوہر کیا

تو نے ظالم! دلِ روشن جو ہمارا توڑا
غل فرشتوں نے کیا عرش کا تارا توڑا

طفلی میں اک دایہ تھی ہر شب جا پڑھ کے کانوں میں
آغاز سے کیا خوب ہے انجام ہمارا

باغباں لایا نہیں گلگشت کو وہ شوخ گل
تنکے اب چننے لگا دیوانہ گلچیں ہو گیا

آسماں نے بخل پر اس درجہ باندھی ہے کمر
چشمۂ خورشید تک محتاجِ شبنم ہوگیا

مر رہا تھا آپ میں ناحق ہوا بدنام تو
اونگھتے کو ٹھیلتے کا اک بہانا ہوگیا

موج زن ایسے ہیں یاں دیدۂ تر میں دریا
پانی سے پتلے ہوئے اپنی نظر میں دریا

دم بخود صورِ قیامت ہو جو نالاں ہوں میں
یہ یہ چپ رہتی نہیں ہے بڑی منہ زور گھٹا

آتش

گھڑی بھر رو کے کوے یار میں یوں زنگِ دل کھویا
کہ کپڑا جیسے مفلس نے کھڑے گھاٹ آکے کلپایا

تختہ نردِ عشق دل کھیلا جو حسنِ یار سے
چھٹ گئے ایسے مرے چھکے کہ شیدا ہوگیا

یہ انفعالِ گنہ سے میں آب آب ہوا
کہ میرا کاسۂ سر کاسۂ حباب ہوا

خواب میں مجھ کو خیالِ نرگسِ مستانہ تھا
آنکھ کھولی تو لبالب عمر کا پیمانہ تھا

جلگیا آگ میں آپ اپنی میں مانندِ چنار
پیتے رہگئے دانت اڑہ وسوہاں کیا کیا

انگلیاں کانوں میں دیتا ہے دمِ رفتار یار
ہر قدم پر آتی ہے آوازِ شیون زیر پا

آتی ہے مجھ کو شہرِ خموشاں سے یہ صدا
تاریکیٔ لحد ہے سوا واس دیار کا

سامنا تجھ سے جو لے ناوک فگن ہو جائیگا
چوکڑی کو بھول کر تو وہ ہرن ہو جائیگا

کالے کوسوں نظر آتی ہے دلا منزلِ گور
آہ کا ابلقِ ایام کو کوڑا دکھلا

ہمیشہ لکھے وصفِ دندانِ یار + قلم اپنا موتی پرویا کیا

کون چھینے بُت کو توڑے برہمن کے دل کو کون
اینٹ کی خاطر کوئی کافر ہی مسجد ڈھائے گا

رند

لہو کا آپنے مثل کوہکن اب مین پیاسا ہوں		مزا پڑتا نہ مجکو کاش اے شیریں کلامی کا
حور پر آنکھ نڈالے کبھی شیدا تیرا		سب سے بیگانہ ہے اے دوست شناسا تیرا
عقل کے جال میں کب حسنِ خداداد آیا	شیخ	اُڑ گئے ہاتھوں کے طوطے جو وہ صیاد آیا
آیا اپنے پاس وہ ماہِ دو ہفتہ شہر سے	صبا	اے جنوں لے دن پھرے جنگل میں منگل ہو گیا

ب

مت ٹپک ہلک مژگاں سے اتو اے سرشکِ آبدار	بہ نفسی	مفت میں جاتی رہیگی تیری موتی کی سی آب
دل عبادت سے چرانا اور جنت کی طلب	ذوق	کام جو اس کام پر کس منہ سے اُجرت کی طلب
دمِ آخر ہے تم نہیں آئے	مومن	بندگی اب کہ مین چلا صاحب!
نامِ عشقِ بُتاں نہ لو مومن!		کیجئے بس خدا خدا صاحب

ظفر

آدمی ہے بلبلا پانی کا اسکو چاہیئے		مُہر پر کھدوائے اپنی نام معکوسِ حباب
جام دے کے ہمیں کہتے ہو لو ساغرِ جم		بارے اب دینے لگے آپ بھی جم جم سے شراب

کلامِ تلخ میں بھی گر لڑائی ہے صاحب[1] | | لڑائی میں نہیں بٹتی مٹھائی ہی صاحب

پ

پھر اپنی آنکھوں میں اُس زلفِ عنبریں کا سانپ[2]
کہ موجِ اشک ہوئی اپنی آستیں کا سانپ[3]

کہتا ہے گل و لالہ کوئی کوئی مہ و مہر | آتش | لایا ہے ترا جلوۂ دیدار عجب رُوپ[4]

ت

ہوتی ہے گرچہ کہنے سے یارو پرائی بات[5] | میر | پر ہم سے تو رہتی نہ کبھو منہ پہ آئی بات[6]
اختر شناس کو بھی خلل ہے دماغ کا | | پوچھو اگر زمیں کی کہے آسماں کی بات[7]
سر دیجے راہِ عشق میں پر مُنہ نہ موڑیے | جرأت | پتھر کی سی لکیر ہے یہ کوہکن کی بات[8]

ذوق

بارِ زمانہ پشت پہ لیکر بشر کی طرح[9] | | سیدھی نہ کی فلک نے کبھی ایکبار پشت[10]
سینہ سپر جو منہ پہ ہیں تیغِ نگاہ کے | | دکھلائے وہ کبھی نہیں آئینہ وار پشت[11]
ڈر ہے یہی کہ ایسا نہو بعدِ مرگ بھی | | لگنے نہ دے زمیں سے دلِ بیقرار پشت[12]

ظفر

ہجر میں ہم جو رہے اشک فشاں ساری رات[13] | | تارے گنتے رہے اے ماہ وشاں ساری رات
اے ظفر پوچھ شبِ غم کا نہ شور و فغاں[14] | | نہیں تالو سے لگی میری زباں ساری رات

[1] لڑائی میں بٹتی مٹھائی ہی صاحب
[2] پھر اپنی آنکھوں میں اُس زلفِ عنبریں کا سانپ
[3] کہ موجِ اشک ہوئی اپنی آستیں کا سانپ
[4] لایا ہے ترا جلوۂ دیدار عجب رُوپ
[5] ہوتی ہے گرچہ کہنے سے یارو پرائی بات
[6] پر ہم سے تو رہتی نہ کبھو منہ پہ آئی بات
[7] پوچھو اگر زمیں کی کہے آسماں کی بات
[8] پتھر کی سی لکیر ہے یہ کوہکن کی بات
[9] بارِ زمانہ پشت پہ لیکر بشر کی طرح
[10] سیدھی نہ کی فلک نے کبھی ایکبار پشت
[11] دکھلائے وہ کبھی نہیں آئینہ وار پشت
[12] لگنے نہ دے زمیں سے دلِ بیقرار پشت
[13] ہجر میں ہم جو رہے اشک فشاں ساری رات
[14] اے ظفر پوچھ شبِ غم کا نہ شور و فغاں

اس فلک کو دشمنِ عالم نہ مَیں کیونکر کہوں
پستا[51] ہے یہ ہمیشہ سر یہ اک عالم کے دانت

سامنے آئے مرے گر عشق کے میدان میں
کٹکٹے[52] کر دوں ابھی یکدم میں اے ظفر رستم کے دانت

رفتگانِ عدم کی پھرتی ہے
اپنی آنکھوں[53] میں دمبدم صورت

ہاتھ مانی نے اپنے چوم[54] لئے
کھینچکر تیری اک قلم صورت

یہ مے ہے عقل کی دشمن کہ اسکا ہر قطرہ
کرے ہے تیر فلاطون[55] خم نشیں پر دانت

کریں ہیں شہد سے آلودہ کب[56] لب اپنے
رکھے[57] ہیں جو کہ ترے لعلِ شکریں پر دانت

ستارے ہنستے ہیں شاید ہمارے رونے پر
نکالتے[58] ہیں جو شب چرخِ ہشتمیں پر دانت

اے ظفر! بیٹھا بنایا کرے باتیں لیکن
اُسکے بن فضل بن آتی نہیں انسان سے بات[59]

مثل سنی نہیں دیوار[60] بھی رکھے ہے کان
نکالو منہ سے سمجھکر ہر اک مکان میں بات

کر دیا فاختہ کو عشق میں انگشت[61] نما
سرو نے اپنی اُٹھائی جو چمن میں انگشت

خبر[62] بسنت کی بھی کچھ تجھے ہے اے ساقی!

پیالہ بھر کہ ہے پھر آمدِ بہارِ بسنت +

بے یار فرشِ گل مری آنکھوں میں خار تھا | آتش | لوٹا کیا مَیں کانٹوں[63] کے اوپر تمام رات

ظ

ظفر

پلا نہ غیر کو صہبائے مشکبو کے گھونٹ | پیے گا رشک سے ظالم! کوئی لہو کے[64] گھونٹ

روز لیتا ہے جو خونِ عاشقِ مضطر کو چاٹ		لگ گئی ہے کیا یہ اے قاتل ترے خنجر کو چاٹ
وائے قسمت جب بناتا ہے نشانہ وہ مجھے		جاتی ہے رنجک تفنگ اُس شوخ ظلم آئیں کی چاٹ
کیونکر نہ جائے رشتۂ عمر اپنا جان! ٹوٹ		فرقت میں تیری ہمیہ پڑا آسمان ٹوٹ

ث

تم جو غصے ہو تو غصہ مرے سر آنکھوں پر	ظفر	پر بشرطیکہ نہ ہو اور کسی کے باعث
یہ رمز ہے کہ جائے سکونت جہاں نہیں	ناسخ	گردش میں کب ہے آٹھ پہر آسمان عبث
تا کجا اعدا کی گیدڑ بھبکیاں +		الغیاث اے شیر یزداں الغیاث
غافلو! منزلِ دنیا ہے سرائے فانی	آتش	اس خطرگاہ میں تم چھاؤنی چھاؤ بے عبث

ج

غالب

لو ہم مریضِ عشق کے بیمار دار ہیں		اچھا اگر نہ ہو تو مسیحا کا کیا علاج
ہر دم ظفر! اک تیغِ الم کھینچ کے دل پر	ظفر	کیا ہاتھ لگاتے ہیں صفائی کا غم و رنج
صفا بتلا کے چار ابرو کو اپنے	آتش	ہوئے بترے قلندر چاند سورج
ہیں کجی میں دمِ کج طبع بھی کتے کی دُم	ناسخ	راست انکو کیجئے سو بار ہوں سو بار کج

چ

ستھراؤ کر دیا ہے تمنائے وصل نے	میر	کیا کیا عزیز مر گئے اس آرزو کے بیچ

عرش[۱] پر رہے ہم خمدِ پوشانِ الفت کا دماغ		اوجِ دولت کا ساہی یاں فقر کی بستی کو کیچ
آئینہ کی طرح غافل! کھول چھاتی[۲] کے کواڑ	میر درد	دیکھ تو ہے کون بارے تیرے کانا نے کیچ
گلشن میں مجھ دیوانے کو لے تو چلے ہیں یار!	جرات	ایسا نہ ہو کچھ اور کھلے[۳] گل چمن کے بیچ

جلنے سے شوقِ دل کے سبب بچ گیا خلیل
وہ بات ہے کہ سانچ[۴] کو ہرگز نہیں ہے آنچ

ح

قلاّب[۵] سے آسمان و زمیں کے ملا نہ تو	ذوق	اُس مہروش سے ملنے کی ناصح! بتا صلاح
نالوں سے مرے آب ہوئے سنگ بارہا	ظفر	اُس سنگدل کا[۶] دل نہ پسیجا کسی طرح
ٹیڑھا ہے اِک زمانہ سے گردوں اگر بنے		اسکو ظفر! بنائیے سیدھا[۷] کسی طرح
جو کچھ نہیں تو بجلی سے ہی پھول[۸] پڑ گیا	میر	ڈالی[۹] چمن میں ہمنے اگر آشیاں کی طرح

خ ظفر

عجب طرح کا ہی دن رات آسماں کو چرخ		یہ چرخ وہ ہے کہ دے ہی فرشتہ[۱۰] خاں کو چرخ
جب تلک تجکو نہ دیکھیں دیکھئے اب کیا ہمیں		آنکھیں[۱۱] دکھلائیں اسکار آفتیں دکھلائے چرخ

د

ہے آئینہ[۱۲] خانہ بھی گزرگاہِ بو و نیک	ذوق	دیکھا نہ کبھی ہمنے ذرا اہلِ صفا چاند

[۱] عرش پر دماغ ہونا۔ [۲] چھاتی کے کواڑ۔ [۳] کھلنا۔ [۴] سانچ کو آنچ نہیں۔ [۵] قلاب۔ [۶] کا دل نہ پسیجا۔ [۷] سیدھا۔ [۸] پھول پڑ گیا۔ [۹] ڈالی۔ [۱۰] فرشتہ خاں۔ [۱۱] آنکھیں۔ [۱۲] آئینہ خانہ۔

کل اُس سے ہمنے ترکِ ملاقات کی تو کیا
کہتا رہا کچھ اپنے عدو دو گھڑی تلک
تھے دو گھڑی سے شیخ جی[۵۴] سیخی بگھارتے
دوست جب دشمن ہوئے اور آشنا ناآشنا
ہو جائے ہے بُرا بھی بھلا وقتِ احتیاج
کیوں روؤں نہ آٹھ[۵۷] آٹھ آنسو

ظفر
ناسخ

پھر اُس بغیر کل[۵۸] نہ پڑی دو گھڑی کے بعد
غمّاز نے پھر اور جڑی[۵۹] دو گھڑی کے بعد
وہ ساری شیخی اُنکی جھڑی دو گھڑی کے بعد
ہو گیا لو ہو[۶۰] جہاں کا ہمنے جانا ہاں سفید
مُردار[۶۱] ہے حلال ولا تین دن کے بعد
ہو جاؤں اگر دو چار قاصد

ڈ

آتش

علیلے مریضِ عشق سے اپنے نہ پھیر[۶۲] منہ
فراقِ یار میں لی ہی جو میں نے ٹھنڈی سانس[۶۳]

لازم نہیں ہے شربتِ دیدار پر گھمنڈ
ہوئی ہے گرمی میں جاڑے کی طرح پیدا ٹھنڈ

ذ

ذوق

کیا کرے خانہ گیتی کا کوئی دعوئے ملک
نام پر کس کے ہے اِس قصرِ کہن کا کاغذ[۶۴]

ظفر

سر نوشتے ظفر اپنی نہیں بدلی جاتی
لگ گئی پیٹھ[۶۵] مری ہجر میں یوں بستر سے

ہے وہی اِک خطِ تقدیر کا پہلا کاغذ[۶۶]
جس طرح وصلی میں کاغذ سے ہو چسپاں کاغذ

ر

میر

چاکِ دل پر ہیں چشم صد خوباں	کیا کروں یک انار صد بیمار +
میر صاحب! زمانہ نازک ہے	دونوں ہاتھوں سے تھامئے دستار
تھوڑی میں دور کھینچے ہے کیا آدم آپ کو	اِس مشتِ خاک کا ہے دماغ آسمان پر

جرات

جو آج چڑھاتے ہیں ہمیں عرش پر یہ لوگ	دو دن کو اتاریں گے وہی لوگ زمیں پر

مصحفی

ہاتھ میرا بھی جو پہنچا تو بھونچا لونگا کبھی	یا نگوٹھا تو کسی اور کو دکھلایا کر +

شاہِ نصیر دہلوی

خیالِ زلفِ بتاں میں نصیر اپٹیا کر	گیا ہے سانپ نکل اب لکیر پیٹا کر

ذوق

سچ کہا ہے آگے کالے کے نہیں چلتا چراغ	چھپ گیا منہ پہ ترے زلف شبگوں دیکھکر
کہا پتنگ نے یہ دارِ شمع پر چڑھ کر	عجب مزا ہے جو مریئے کسی کے سر چڑھکر
کل گئے تھے تم جسے بیمارِ ہجراں چھوڑکر	چل بسا وہ آج سب ہستی کا ساماں چھوڑکر
سرد مہری سے کسی کی آگے ہی دل مردے تھے	یاں سے ہٹ جا دھوپ اے ابرِ بہاراں چھوڑکر

ایک بیزار و عاجز بہت +
دستار اٹھانا
عزت بچا کے رکھنا سنبھل کر
چلنا +
ماہ و آفتاب کا آسمان پر ہونا
ضرور ہونا +
عرش یا آسمان پر
اٹھانا - ضرور قرار کرنا
بہت سرہانا +
زمین پر آنا مرنا - بندوں
کے رہنے والے کو کہاں کمی کی
حالت میں چھپا لیا ہے زمین نے
اگلدیئے ہیں - زمین کے نیچے
دفنانا اور پیچھے سے گھسنا +
اٹھا اٹھا کر دکھانا +
تھوڑا سا دکھانا - جوانی ہاتھ
سے جانا - بتانا
کوپیٹا کرو جب موقع ہاتھ
سے جاتا رہتا ہے تو پچھتانا
بیفائدہ ہے - مرد نکلنے
کے بعد پیٹنا لکیر کا فقیر
بولتے ہیں +
کالے کے آگے چراغ
نہیں جلتا - بڑے آدمی کے سامنے چھوٹے آدمی کی قدر
و منزلت نہیں سمجھی جاتی +
سر چڑھکر مرنا اپنا
فنا کی کے زد پڑنا +
کسی کو اپنے خون کا ہاتھ
کسی کو اپنے خون کا
دوانا +
الزام لگانا +
چل بسنا - مرجانا +
سرد مہری - بے دردی +
دھوپ چھوڑنا -
بے رحمی - بے دردی +
احسان سے اتنا بچا کہ جو
احسان آزمایئے کسی پر
کبھی نہ ہو جا کار انجام
پتا سے کی کلا صاف نہ ہو

گر خدا دیوے قناعت ماہِ یکہفتہ کی طرح
تو نے گل کو سر پہ کھا جب چمن میں توڑ کر

وہ کہے کون ہے قرباں مری اس جنبش پر
تیرے دندانِ مسیحا سے کی دیکھی جو بہار

بعدِ مردن آ چکے رونے کو سُنکر گور دُور
آہوں میں وہ دِل جو نکالوں تو وہ کہے

ہو چکی دل کی اپنے عشق میں خیر
رہنا دریا میں اور مگر سے بَیر

دوڑے[51] ساری کو کبھی آدھی نہ انساں چھوڑ کر
میں بھی حاضر ہوں کہا غنچہ نے یہ مُنہ پھوڑ کر[52]

میں کہوں[53] میں تو کہے میں کی چھری گردن پر

اوس[54] سی پڑ گئی گلشن میں گلِ سوسن پر

جیتے ہی جی کہتے ہو صورت تری[55] در گور دُور

اے تفتہ جاں ہوا ہو یہاں سے۔ دھواں[56] کر

غالب

واحسرتا کہ یار نے کھینچا[58] ستم سے ہاتھ
ہم کو حریصِ لذتِ آزار دیکھکر

مومن

یاد آیا سوے دشمن اس کا جانا گرم گرم
پانی[59] پانی ہو گیا میں موجِ دریا دیکھکر

ظفر

مزا چکھایا ہے کو کہن کو یہ عشق آیا جو اِمتحاں پر
کہ لایا تو جوے شیر لیکن چھٹی کا[60] دودھ آگیا زباں پر

اثر دیکھا ترا اے گریہ وہ بیداد کہتا ہے
کہ مجھ کو آگ[61] لگتی ہے ترے آنسو بہانے پر

اُس نہ جبیں نے جسدم دکھلائی تیغ ابرو
دل میں ہلال کیا کیا اپنے کٹا فلک[62] نے

۵۱ پچھتی یا پچھتیاں ہونا = شرمندہ ہونا
۵۲ منہ پر ہوائیاں اڑنا = فق ہونا
۵۳ منہ میں پانی بھر آنا = کسی چیز کی نہایت خواہش ہو جانا۔ خواہش کے لئے دل باچھ گے پڑنا۔ بہت ہی دل للچانا +
۵۴ ڈھیر ہو کر رہ جانا = ایک ہی جگہ بیٹھ کر مر رہنا چلتے چلتے ایک ہی جگہ گر پڑنا +

۵۵ تلوار کا کھیت = لڑائی کا میدان +
۵۶ ارنڈ کی جڑ = نہایت ناپائیدار و بے ثبات چیز +
۵۷ کمر توڑنا یا ٹوٹنا = زور بیحد لاد دینا +
۵۸ ہوا کے جھونکے = جھوٹی باتیں بنا لینا۔ بہتان یا الزام لگانا +

۵۹ سر لگنا = زیادہ غرور کرنا
۶۰ تکیہ بانوں میں چکر ہونا = بیحد پھرتے رہنا۔ آوارہ پھرنا
۶۱ بھر سا کرنا +
۶۲ جب نہ تب کبھی کبھی +
۶۳ ایک ایک دن = موقع بموقع +
۶۴ سر لگنا = اڑ جانا۔ ہٹی +
۶۵ جنت سے بڑھ جانا +

ناسخ

ہمارے رو برو کرتا ہے تو نواسنجی — لگے ہیں[۶۱] تجھ کو بھی اے مرغِ بوستانی پر
میرے پاؤں[۶۲] میں ہے یکدست مقرر چکر — نہ دیا مجھکو فلک نے پسِ مردن بھی قرار
کھلی ہے چشمِ حقیقت جنہوں کی مثلِ حباب — وہ باندھتے[۶۳] نہیں تکیہ جہانِ فانی پر

آتش

موذیوں کے خانماں برباد کرتا ہے فلک — جب تب[۶۴] آتی ہے آفت خانۂ زنبور پر
سفلے کو گو کہ[۶۵] پر لگیں لیکن ہے نارسا — پہنچے کبھی ہوا سے نہ کاہ آسمان پر

آتش

جا نکلتا ہے جو بازار میں وہ شوخ مزاج — پھبتیاں[۶۶] ہوتی ہیں یوسف کے خریداروں پر
میکشوں سے ترکِ مے ممکن نہیں بسسات میں — پانی[۶۷] بھر آتا ہے منہ میں ابر و باراں دیکھکر
دیکھ لینا جو رہا سوزِ دروں یوں چندے — رہ گئے[۶۸] راکھ کا ہم ڈھیر[۶۹] سراپا ہو کر
چاکِ پیراہن ہر ایک گل کا بعینہ زخم ہے — کھیت[۷۰] ہے تلوار کا یارب کہ میدانِ بہار

ظفر

قیام ارنڈ[۷۱] کی جڑ سے بھی کم ہے دنیا کو — کچھ اسکی اصل نہیں ہے مگر فساد کی جڑ
غموں کی اتنی گرا بنا ریوں سے اے گردوں — کمر[۷۲] نہ میری دلِ گرم اضطراب کی توڑ
کس کو آتے ہیں یہ جہاں میں جوڑ — لے وہ سو طوطے[۷۳] اک آن میں جوڑ

ز

میر

کب تک بھلا بتاؤ گے یوں صبح[۵۱] و شام روز
آؤ کہیں کہ رہتے ہیں فتنہ تمام روز

سودا

اِنکار قتل سے تو کرے ہے سجن ہنوز
میلا[۵۲] نہیں ہوا ہے ہمارا کفن ہنوز

غالب

اُچھل[۵۳] کے دیکھ نہ جل اسقدر تو اے سرکش!
کہ تیرے ساتھ ہے فوّارہ ساں نشیب و فراز

ظفر

پھر لگے کاغذ[۵۴] کے گھوڑے دوڑنے چاروں طرف
پھر لگی ہونے وہاں تحریر پر تحریر تیز

رند

یہ مشتِ خاک ہو کہیں مقبولِ بارگاہ
مٹی[۵۵] ہماری کر بھی چکے آسماں عزیز
اب باقی ہے جو خنجر میں تو پھر سیراب کب
چاٹتے ہیں ہونٹ[۵۶] اے قاتل ترے بسمل ہنوز

س

میر

جو دیر سے حرم کو گئے سو وہیں ہوے
آتا نہیں ہے جا کے کوئی پھر خدا[۵۷] کے پاس
مجھ میں کیا باقی ہے جو دیکھے ہے تو آن کے پاس
بدگماں وہم[۵۸] کی دارو نہیں لقمان کے پاس

ذوق

---

۵۱ صبح و شام بتانا = جینے والے بتانا - جینا دشوار کرنا +
۵۲ کفن میلا ہونا = مرنے کے کچھ بھی عرصہ گزرنا - مرنے کے بعد بہت دنوں بعد +
۵۳ اچھل کے چلنا = اپنی بنا رہے بڑھکر اپنی بنا رہے بڑھکر چلنا +
۵۴ کاغذ کے گھوڑے دوڑنا - جا بجا خط بھیجکر کسی امر کی جد و جہد کرنا +
۵۵ مٹی کی عزت کرنا = اپنے اصول کو برقرار رکھنا - وفا کرنا +
۵۶ ہونٹ چاٹنا = لذیذ و خوشگوار چیز کا ذائقہ یاد کرنا +
۵۷ خدا کے پاس جانا - مرجانا +
۵۸ وہم کی دارو لقمان کے پاس نہیں - وہم کے دور کرنے کی کوئی تدبیر نہیں وہم کی بیماری بیرحم ہوتی ہے +

ش

پان تو لیتا جا فقیروں کے +	میر	برگِ[1] سبز است تحفۂ درویش +
بول اُٹھتا ہے بڑا بول جو کمظرفی سے	ظفر	ظرف آجاتا ہے آخر کو وہ کمظرف کے پیش[2]

ص

ظفر

یہ گل ہیں سست[3] وفا آشنا ہیں دوستوں[4] کے		بڑھائے اُنسے ہزار اپنا عندلیب اخلاص

ض

پر کترنے کو جو صیاد نے چاہی مقراض	ذوق	ہاتھ[5] ملتی تھی مرے حال پہ کیا ہی مقراض

ط

خو تمہاری نہ جائیگی بدلی -	ظفر	اِس میں جو چاہو ہم سے بد[6] کو شرط
غلامی کا ظفر افخر جہاں کی		لکھا ہم نے تو لے آرسے[7] بلے خط[8]

ظ

ہم تو چلتے ہیں لو خدا حافظ[9]	ظفر	بُتکدہ کا بتو خدا[10] حافظ +

ع

تیرے ہوتے شام کو گر بزم میں آجائے شمع	میر	ہو مخجل ایسی کہ مُنہ[11] اپنا نہ پھر دکھلائے شمع
اے سوز گریہ آگے تری آب تاب کے	مومن	پانی بھرے[12] ہے جلوۂ آتش فشانِ شمع

---

[1] برگ سبز - ترکاری پات وغیرہ - غریب لوگوں کا تحفہ

[2] ظاہری کے موقع پر ایسے کیا کرتے ہیں

[3] پیش آنا - بنا کی آنے جانا +

[4] سست وفا - بے وفا

[5] بے مروت +

[6] دو دل تھوڑی دیر

[7] بہت کم عرصہ +

[8] شرط باندھنا - شرط لگانا - بازی جیتنے کی بازی ہارنا +

[9] آرسے بلے - ایسے ویسے +

[10] خط - اقرار نامہ +

[11] خدا حافظ - خدا نگہبان - یہ کل بطور دعا کے رخصت کے وقت کہا کرتے ہیں +

[12] خدا حافظ - خوف

بازار فقیر کے مقابلہ میں

بطور دعا کے کہتے ہیں

کہ خدا سلامت رکھے +

کہ منہ نہ دکھلانا

جہاں خجالت شرمندہ اور خجل

ہو جانا - شرمندہ ہونا +

کہ پانی بھرنا - خدمتگاری

غلامی کرنا - اختیار کرنا +

غ

خورشیدِ حشر ڈھونڈے تو پاوے نہ منہ پہ رنگ	سودا	ہو جائے دل مرے کا گر اس سے دوچار داغ
آجائے گر چمن میں وہ رونق فزا سے باغ	جرأت	روئے زمیں پہ پھیر نہ پھولا سمائے باغ
کیونکر نہ میرے کعبۂ دل پر لگائے لات	ظفر	عرشِ بریں پہ ہے بتِ عیار کا داغ
عبث ہے پند و نصیحت بھی کور باطن کو	آتش	مثل ہے یہ کوئی اندھے کو کیا دکھائے چراغ

ف

میر

دل پک رہے ہیں جنکے انہیں سے ہمیں ہے شوق		میلانِ طبع کب ہے کسو خام کی طرف
اندھا دھند روتے ہیں آنکھوں سے خوں		نہیں دیکھتے ہم جگر کی طرف
شامِ فراق خوابِ عدم کا ہے انتظار	مومن	آنکھیں لگی ہیں دولتِ بیدار کی طرف

ظفر

لا ایک حرفِ شکوہ زباں پر نہ چرخ کا		بھیج اس ستم شعار کمینے پہ چار حرف
منہ پہ تو کچھ اور ہو تم بیٹھ پیچھے ہو کچھ اور		ہو صفائی کیا بآئینِ گردونوں طرف
مری طرف سے یاں تک پھرا ہے رخ انکا		کہ سوتے منہ بھی نہیں کرکے میرے گھر کی طرف
چق چق آپس میں نہ کیوں ہو نامہ بر ادونوں طرف		
لوگ کچھ کچھ ہیں لگاتے آن کر دونوں طرف		

ق

کیا کہوں تم سے مَیں کہ کیا ہے عشق	میر	جان[1] کا روگ ہے بلا ہے عشق +
نہ کیجے ہم سے بہت گفتگو تڑاق پڑاق[2]	ظفر	وگرنہ ہو ویگی پھر دو بدو تڑاق پڑاق[3]

میر

کیا آسماں پہ کھینچے کوئی میر آپ کو[4]	جانا جہاں سے سب کو مسلّم ہے زیر خاک
بے لطف تیرے کیونکر تجھ تک پہنچ سکیں ہم	ہیں سنگِ راہ[5] اپنے کتنے ہی یہاں سے واں تک

مصحفی

مصحفی رحم نہیں یار کے دل میں مطلق	کر نہ رو رو کے عبث اپنا لہو[6] پانی ایک

ذوق

یہ جتنے سرو ہیں سب اُسکے قد پہ ہر کھائے ہیں[7]	چمن میں سبز کیونکر ہو نہ جائیں سر سے پانوں تک
سراپا پاک ہیں دھوئے جنہوں نے ہاتھ دنیا سے[8]	نہیں حاجت کہ وہ پانی بہائیں سر سے پانوں تک

ظفر

ڈرے جو سوزِ محبت سے دل میں پروانہ	تو کیا لگائے وہ تو شمع[9] انجمن سے خاک
ظفر! ہے تو بھی وہ آتش[10] زباں کہ ہو جلکر	دلِ حسود تری گرمیٔ سخن سے خاک
جو دل کو راہ[11] ہے دل سے تو کیا مخل ہے گر	ترے دل کی خبر یاں تک مری دل کی خبر واں تک

---

[1] جان کا روگ — تمام عمر کی بیماری +

[2] تڑاق پڑاق تڑاق پڑاق — بہت بڑھ چڑھ کے بے ڈھب باتیں کرنا +

[3] تڑاق پڑاق — زور و شور سے لڑنا +

[4] کیا آسماں پہ کھینچے کوئی میر آپ کو — کسی کو آسمان پر چڑھانا +

[5] سنگِ راہ — بہت مزاحم ہونا +

[6] لہو پانی ایک کرنا — بہت رونا +

[7] کھائے ہیں — زیادہ دوچند ہونا +

[8] ہاتھ دنیا سے — باعث رونق ہونا +

[9] شمع انجمن سے خاک — آزار دہ محفل ہونا +

[10] آتش زباں — ایسا شعر جو دل میں آگ لگا دے +

[11] راہ — رسائی +

سرکشی کرتا ہے ہم سے فلکِ ناہنجار | دیکھیں تو کیسا بناتی اُسے اے آہ ہی ٹھیک

گ

میر

تو ہم ہیں اور آپ میں مت دے کسو کو دخل | ہوتے ہیں فتنہ ساز یہی رمیاں کے لوگ
رہتا تھا ابتدائے محبت میں منہ سفید | اب رد سب ہوا ہوں یہ ہے انتہا کا رنگ
ایک گردش میں ہیں برابر خاک | کیا جھگڑتے ہیں آسماں سے لوگ
بن جو کچھ بن سکے جوانی میں + | رات تو تھوڑی ہے بہت ہے سانگ

جرات

آتے ہی خزاں کے یہ ہوا پھر گئی کیسی | ہر گل کے جو چہرہ سے ہوا آہ ہوا رنگ

ظفر

یہ لگانا اور بجھانا تجھ پہ ظالم ختم ہے | ہووے تو دم بھر میں پانی بھی تو ہووے بھر میں آگ
جو کہ مستِ مئے الست ہیں لوگ | ہوش میں ہیں نہیں وہ مست ہیں لوگ

ل

میر

یہ دیکھ سینہ داغ سے رشکِ چمن ہے یاں | بلبل! ستم ہوا نہ جو تو نے بھی کھائے گل
دنیا ہے میرا حادثہ گاہِ مقرری | یاں سے تو اپنا پانوں نہ شتابی نکال چل

---

۱ ٹھیک بنانا۔ درست کرنا۔ کسی کام کو
۲ اردھی۔ آدھا۔ اور آدھ
۳ رمیاں کے لوگ
۴ منہ سفید ہونا
۵ آسمان سے جھگڑنا
۶ رات تھوڑی
۷ سانگ بھرنا
۸ ہوا پھرنا۔ زمانہ کا
۹ لگانا اور بجھانا
۱۰ آگ پانی ہونا۔ دم بھر
۱۱ گل کھانا۔ تجربہ کرکے
۱۲ پانوں نکالنا

بھلا تم نقدِ دل لیکر ہمیں دشمن گنوا بیٹھے
کبھو کچھ ہم بھی کر لینگے حسابِ دوستاں دل

بلبل نے کل کہا کہ بہت ہمنے کھائے گل
لیکن ہزار حیف نہ ٹھہری ہوائے گل

آتش

محبت کوڑیوں کے ہو اگر مول
بیچ آدم نہ لے یہ ردِ سر مول

انشا

سر مُنڈاتے ہی صفائی پہ پڑے یہ اولے
کہ کلاہِ نمدی بکنے لگی شال کے مول

فروغِ مے سے نہ کیونکہ ہووے چراغ روشن مراد حاصل
مثل یہ مشہور ہے جہاں میں چراغ روشن مراد حاصل

ذوق

بغل میں جب سے مرا دل بغل کا دشمن ہے
نہ ایسا ہو کسی دشمن کا بھی کنار میں دل

ظفر

روکشِ موجِ تبسم ہے جو موجِ بوئے گل
ہنستے ہنستے پیٹ میں پڑتے ہیں اس گلرو کے بل

نہ رکھیں غیر پھر اتنا تری مدد کا بل
نکلے نکلے کی طرح سے اگر اک آدھ کا بل

گلِ رنگیں سے نہیں کم ترا ہر ایک سخن
مُنہ سے جھڑتے ہیں ترے گشتۂ شمشیر کے پھول

نہ جبتک چاک ہو دل پھانس کبھی کی نکلتی ہے
جہاں ہو کام خنجر کا وہاں سوئی سے کیا حاصل

شبنمی پھر ایکدم میں جھڑی پھلجھڑی کی رات
جھاڑے جو ہم نے آہِ شرر بار میں کے پھول

---

۱ حساب دوستاں در دل - دوستوں کا حساب دل میں ہونا چاہیے۔
۲ دوستوں کا کسی سے بدلا نہ لینا بہتر
۳ دوست اپنا دل لیکر دشمن کو دیدے
۴ بخت و داری نہ کرے تو بہتر
۵ اسکا دل اپنے قابو میں آجاوے
۶ وہ بھی نہ ہوا ظہر نا موافق کا
۷ ہمنے عشق اور بیوفائی کا مول
۸ نہایت ارزاں - بہت سست
۹ سر مُنڈاتے ہی اولے پڑے - ابتدا ہی میں مصیبت و آفت پڑنا
۱۰ چراغ روشن مراد حاصل - چراغ جلانے سے مراد یہ کہ بھلا ہوگا
۱۱ بغل کا دشمن - دوست نما دشمن جو پاس رہکر دشمنی کرے
۱۲ گلرو - گل رخسار
۱۳ نکلے نکلے کی طرح سے - آدھ کا بل - بہت ہی آن کر نکلنے میں
۱۴ گشتۂ شمشیر کے پھول - شمشیر کھاکر زخمی ہونا
۱۵ شبنمی پھلجھڑی - شبنم کا ساتھ ہونا
۱۶ خنجر کا کام سوئی سے کیا حاصل - نازک موقعوں کا کام نازک چیز سے نہ نکلنا
۱۷ دل کی تکلیف دور ہونا
۱۸ شبنمی پھلجھڑی - شبنم کا ساتھ ہونا - نازک و ضعیف

م

میر

یہ منع ہے یہ طشت ہے یہ ہم ہیں کشتنی — کھیلے[۹۱] ہے کون ایسی طرح جان پر کہ ہم
کہیں ہپوند[۹۲] ہوں یار رب میں کے — پھر نیگے اُس سے یوں کتب جد ہم
اگر راہ میں اُسکی رکھا ہے گام — گئے گزر[۹۳] سے خضر علیہ السلام
راہ تکتے تکتے اپنی آنکھیں[۹۴] بھی تیھر چلیں — یہ نجانا تھا کہ سختی اِسقدر دیکھیں گے ہم

سودا

دلِ نالاں کو مرے کس کے ہے آرام سے کام — کوئی بیچین رہو اپنے[۹۵] اُسے کام سے کام

جرات

تیرہ بختی میں دلِ زار نے دی جان تو آہ — روتے کتبک رہیں مردے کے تئیں ثنا[۹۶] کے ہم
خوفِ صیاد سے یا تک ہے ہمیں ضبط کہ آہ — نہیں لیتے ہیں پھریری بھی تلے[۹۷] دام کے ہم

ذوق

دستِ خورشید کی رعشہ سے سپہر جا چھوٹ — کھینچ کر تیغ کو جب ہو وہ ہلال برو گرم[۹۸]

ظفر

شب یہ روشن ہے ہماری سوزشِ دل سے ظفر — شمع ساں جلتے ہیں اپنی گرم بازاری[۹۹] ہم
ہوتا ہے کالا جہاں ہم دم آزاروں کا منہ — پا گئے یہ مزہ چشمِ شوخ کے کاجل سے ہم

---

۹۱ جان پہ کھیلنا۔ اپنے جان کو جوکھوں میں ڈالنا۔ جان کو خطرہ میں جانا۔ کسی خطرناک کام کو کرنا۔ کسی کام کے کرنے میں جان کا جوکھوں ہونا۔ کسی کام کے کرنے میں جان کا خطرہ ہونا۔ جان کا جوکھوں ہونا۔

گزری ہم اس سے سر قاتل کیا کرینگے رکھ کے
ایک سر کے ساتھ سو کیوں دوسرا رکھینگے ہم

جس نے یاں رکھا قدم تختِ الٰہی کو وہ گیا
کیونکہ نکلیں دیکھیے دنیا کی اس دلدل سے ہم

لاکھ بھاری بن کے بیٹھیں پر سبک ہیں بیوقار
بے ترازو پاگئے انکو ظفر اٹکل سے ہم

ن

میر

گوشِ دیوار تک تو جانا لے !
اس میں گل کو بھی کان ہوتے ہیں

گو عبث یاب اجابت ہجر میں تیغا ہوا
ورنہ کس شب آپ کو میں بد دعا کرتا نہیں

کبھی دل رکنے لگتا ہے۔ جگر گاہے تڑپتا ہے
غمِ ہجراں میں بھائی کے ہمارے جم ہیں دونوں

ہر آن کیا عوض ہے دعا کا بدی ولے
تم کیا کرو بھلے کا زمانہ رہا نہیں +

نہ اے ستک بہا آنکھیں اٹھا و پشت پا ہے تو
ہتیلی پر اگر سر سوں ترے آگے جماؤں میں

لاتی ہے دور دور کی آہِ رسا خبر +
ٹھگلی لگانیوالی ہے یہ آسمان میں

عالم میں لوگ ملنے کی گو کے نہیں ہے
ہر چند ایسا ویسا تو عالم بہم ہے یاں

گنتی کے لوگوں کی وہاں صف ہوویگی کھڑی
تو میر اکس شمار میں ہے کس قطار میں

سودا

جب دلوں میں فرق آیا آشنائی پھر کہاں
بال جب موتی میں آیا وہ صفائی پھر کہاں

آشنا مفت نہیں دل سے خیالِ رخِ یار
اتری ہے لاکھ فسوں سے یہ پری شیشے میں

---

۱ ایک ہم سکھا ۲ سود و زیاں ۔ آدمی کے ساتھ ۳ گزروں ۔ گذرتا ہوں ۴ کہ ہے ۵ تختی کے لئے ۶ دلایا جاتا ہے ۷ تخت الثری کو جانا ۸ پایا پہنچا ۔ بتاہ و برباد ۹ ہو جانا ۔ بگڑ جانا ۔ معدوم و نابود ہو جانا ۱۰ بھاری بن کے ۔ بوجھ ۔ بار ۔ ثقل ۔ وقر ۔ متین ۱۱ بیٹھنا ۔ بوجھ بھاؤ میں تلنا ۔ نصیحت لگنا ۔ تاثیر ہونا ۱۲ کان ہونا ۔ عبرت ہونا ۱۳ تپا ہونا ۔ دردوالم سے بیقرار ہونا ۔ بیتاب ہونا ۔ بیچین ہونا ۔ بیدل ہونا ۔ بیحال ہونا ۔ بیطاقت ہونا ۔ بیتاب ہونا ۔ بیقرار ہونا ۔ بیچین ہونا ۔ بیدل ہونا ۔ بیحال ہونا ۔ بیطاقت ہونا ۔ دردوالم سے

ہوں میں وہ وحشتِ رم خوردہ کہ تادشتِ عدم
پات[51] کھڑکے ہی تو مانندِ صدا جاتا ہوں

جن نے سجدہ کیا نہ آدم کو
شیخ کا پوجتا[52] ہے بایاں پاؤں

در جلا دیدی جا کے جو دستک مَیں نے
موت بولی کہ ٹھہر جا ابھی آرام[53] میں ہیں

جرات

اب تو دن رات کے رونے کی مدد ہے اے وائے
پانی پی پی[54] کے لگے کوسنے ہمسائے ہمیں

شب کو تارے[55] نہیں چھٹکتے ہیں
آبلے ہیں کہ یہ جھلکتے ہیں

اُس بِن جہان کچھ نظر آتا ہے اور ہی
گویا وہ آسمان[56] نہیں وہ زمیں نہیں

کیا قتلِ دو عالم تو نے اک جنبش میں ابرو کی
اگر یہ جھوٹ ہو تو تیغ پر[57] ہم ہاتھ دھرتے ہیں

مصحفی

پتھر[58] کے کیڑے کو بھی دیتا ہے رزق اے رزّاق
ہوتا ہے سبز پتّا ایک اُسکے بھی دہن میں

آڑے[59] ہاتھوں مَیں انہیں دیکھو تو کیا لیتا دل
دل تو اِک دن وہ مرا لیکے مکر جائیں کہیں

انشا

شیخی اتنی نہ کر اے شیخ کہ زندانِ جہاں
انگلیوں[60] پر تجھے چاہیں تو نچا سکتے ہیں

خلوت میں فائدہ کیا اغیار سب بہم ہوں
سب کو ہوا[61] بتا دو بس تم ہو اور ہم ہوں

ایتر[62] کے گھر میں تیرے سبحان تیری قدرت
جو میخ و پوچ ہوویں سو ایسے محترم ہوں

حب تک کہ خوب واقفِ رازِ نہاں نہیں | میں تو سخن میں عشق کے بولوں ہاں نہیں

میر درد

تردامنی پہ شیخ! ہماری نہ جا۔ ابھی | دامن نچوڑ دیں تو فرشتے وضو کریں
کھینچے ہے دُور آپ کو میری فروتنی | افتادہ ہوں پہ سایۂ قدِ کشیدہ ہوں

ذوق

تابِ نداں نہ دکھا بزم میں تو ہنس ہنس کر | کوئی کھا جائے جو ہیرے کی کنی خوب نہیں
خورشید وار دیکھتے ہیں سب کو ایک آنکھ | روشن ضمیر ملتے ہر اک نیک و بد سے ہیں
جانِ لباسیوں کے نہ ظاہر لباس پر | عاری عباے ہوش و قباے خرد سے ہیں
عدو نیش زن ہر دم ہے میرے درپے ایذا | یہ موذی زہر کی ہے گانٹھ بچھو اسکو کہتے ہیں
پھرتا ہے سیلِ حوادث سے کہیں مردوں کا منہ | شیر سیدھا تیرتا ہے وقتِ فتنِ آب میں
خانۂ ہستی کا اپنے صحن ہے دشتِ عدم | روز کر لیجے چہل قدمی مگر رخصت نہیں

میری وحشت پاؤں پھیلائے تو پھر دونوں جہاں
ہوں اگر اک عرصۂ میداں تو کچھ وسعت نہیں

آج یہاں۔ کل وہاں۔ گذرے یوں ہیں جگ ہمیں
کہتے ہیں سب سبزہ رنگ اس سے ہری جگ ہمیں

تو کہے غنچہ کہ اس لب پہ دھری خوب نہیں | چپ کہ منہ چھوٹا سا اور بات بڑی خوب نہیں

سامنے سے مرے مٹتا نہیں ناصح جب تک
مغز[51] کھاتا مرا دو چار گھڑی خوب نہیں

فتنہ سرکش ہے جبھی تک کہ تری آنکھوں نے
دستِ مژگاں سے کوئی دھول[52] جڑی خوب نہیں

مُنہ[53] چڑھے تیغِ غمِ عشق کے کیا مُنہ ہے ترا
بوالہوس! تجھ پہ کوئی ضرب پڑی خوب نہیں

ہیں نہاں محوِ خودنمائی میں
بیر[54] ہے پر خودی خدائی میں

گھر[55] ہی کر بیٹھا ہمارے غمِ ہجراں دل میں
ہم نے جانا تھا کوئی دن[56] کا ہے مہماں دل میں

نہ ٹال آبلہ اے گرمیٔ فغاں مُنہ میں
کہ چپکا بیٹھ رہوں بھر کے گھنگنیاں[57] مُنہ میں

کیوں نہ لڑوائیں انہیں غیر کہ کرتے ہیں یہی
ہمنشیں جنکے نصیبے[58] کہیں لڑ جاتے ہیں

اتنے بگڑے ہیں وہ مجھ سے کہ اگر نام مرا
لکھتا کاغذ پہ ہوں تو حرف بگڑ جاتے ہیں[59]

کرے وحشت بیاں چشمِ سخنگو اسکو کہتے ہیں
یہ سچ کہتے ہیں سر چڑھ[60] بولے جادو اسکو کہتے ہیں

مرے نالوں سے چپ ہیں مرغِ خوش الحاں زمانے میں
صدا طوطی[61] کی سُنتا کون ہے نقارخانے میں

سینہ و دل پہ مرے زخمِ جگر ہنستے ہیں
ہنسنے[62] و چارہ گرو! ہنستے ہی گھر بستے ہیں

جس جگہ بیٹھے ہیں بادیدۂ نم اٹھے ہیں
آج کس[63] شخص کا مُنہ دیکھ کے ہم اٹھے ہیں

غالب

ایسا آسان نہیں لہو[64] رونا -
دل میں طاقت جگر میں حال کہاں

سر کھجانا[65] ہے جہاں زخمِ سر اچھا ہو جائے
لذتِ سنگ بآندازۂ تقریر نہیں -

---

۱ مغز کھانا = بہت بکواس کرنا
۲ شرمگیں کرنا = شرمندہ کرنا
۳ بیر = دشمنی
۴ بیر ہے پر خودی = خدائی سے دشمنی ہے خودی کی وجہ سے
۵ گھر = دل
۶ دن = زمانہ
۷ گھنگنیاں = گھنگنی کی طرح منہ پھلائے رہوں
۸ نصیبے = بخت
۹ بگڑنا = خفا ہو جانا
۱۰ سر چڑھ = بے باک ہو جانا
۱۱ طوطی = مخنث
۱۲ ہنسنے = ہنسی اڑانے
۱۳ کس = کس کا
۱۴ لہو = خون
۱۵ سر کھجانا = مشکل کام کا ہو جانا

کہتے ہیں جیتے ہیں اُمید پہ لوگ ۔ ہمکو جینے کی بھی اُمید نہیں +
دل ندوں اپنا کبھی میں تیرے کافر ہاتھ میں تو کلام اللہ بھی گر آئے لیکر ہاتھ میں
رو میں ہے رخشِ عمر کہاں دیکھئے تھمے لے ہاتھ باگ پر ہے نہ پا ہے رکاب میں
جو آؤں سامنے اُنکے تو مرحبا نہ کہیں جو جاؤں اُن سے کہیں کو تو خیر باد نہیں
تیری فرصت کے مقابل اے عمر! برق کو پا بہ حنا باندھتے ہیں

مومن

شمع پر کچھ نہیں موقوف کہ سارے ظالم پانی آگے ترے اے عربدہ جو بھرتے ہیں
کر چکے سلکِ دُرِ اشک کا مذکور کہ ہم کیسے غمازوں کے منہ دیکھیو تو بھرتے ہیں
اُس ستمگر سے مگر آنکھ لڑی ہے کہ حباب کیسے کچے گھڑے پانی لب جو بھرتے ہیں

ظفر

کھلے چشمِ حقیقت میں تو اُسدم یہ نظر آوے کہ کس صورت حبابِ موج ہم سیجاں دوقالب ہیں
جو ہے دل میں وہ ہی منہ پر لاتے ہیں آئینہ وار ہم نہیں ہیں وہ کہ دل میں اور منہ پر اور ہیں
مجھ کو یقیں ہے بات مری بھول جائینگے دینگے گرہ اگرچہ وہ سو بار بند میں
دیکھو اے غنچہ یہ اس باغ میں خنداں ہو اگل ہنستے ہی گلشنِ ہستی سے سفر کرتے ہیں
لگا دیتا ہے تیرا غمزہ قاتل ایک ہاتھ ایسا +
کہ بسمل ترے خوش ہو ہو کے دو دو ہاتھ اچھلتے ہیں

الٰہی ہو م کیوں ہوتا نہیں اُس سنگدل کا دل
مرے نالے تو وہ ہیں جس سے پتھر بھی پگھلتے ہیں

ظفرؔ ہم اپنا رونا روئیں جا کر سامنے کس کے
رہا کون اپنے آنسو پونچھنے والا زمانے میں

دنیا سے جسنے کھینچ لیا ہاتھ اے ظفرؔ!
پھیلائے پاؤں کیوں نہ وہ کنج فراغ میں

تم کروائے عندلیبو باغ میں نالہ ہزار
سُن کے غنچے چٹکیوں میں ہی اُڑا دینگے تمہیں

تم دکھاتے ہو ہمیں اے نوخطو کیا باغِ سبز
گل کھلا کر کچھ تماشا ہم دکھا دینگے تمہیں

تشبیہ دوں اگر رخِ روشن سے تیرے مَیں
پھر جائیں آفتاب سپہر کہن کے دن

خورشید رو ہے یار سے کرتا ہے سرکشی
کیا لگ گئے ہیں شعلہ کو شمع لگن کے دن

کیا منہ ہے ابر کا جو کریگا مقابلہ +
دریا بھرے ہوئے وہ مری چشم تر میں ہیں

کبھی تو آؤ ہمارے گھر میں سنو ہماری بھی چار باتیں
عجب ہے شکوہ رقیب کا یاں ہزار منہ ہیں ہزار باتیں

وہاں جو ہر دم وہ کئے تیغ علم پھیرتے ہیں
یاں ہتھیلی ہی پہ سر کو لئے ہم پھیرتے ہیں

رکھے ہے مجکو یوں زیرِ فلک تقدیر چکر میں
کہ فانوسِ خیالی میں ہو جوں تصویر چکر میں

نہیں رکھتے نام اور کو وہ جو اپنے
گریباں میں منہ ڈالکر دیکھتے ہیں

ناتوانی سے پہنچنا واں مجھے دشوار تھا
پر طنابیں میری قسمت سے زمیں کی کھنچ گئیں

لگاؤ آزمائش سے نہ ٹھوکر اپنے کشتوں کو
کہ چوتے ہیں دم تہ پر وہ کوئی دم جیتے ہیں

جو ہم وہ چپکے چپکے باتیں کچھ آپسمیں کرتے ہیں
تو کتنے جھوٹ ہیں منہ لگاتے کان کتنے ہیں

نسیمِ صبح کے جھونکے ہیں بادی[1] چور وہ مِیل | کہ گلشن میں زرِ گل اور درِ شبنم چُراتے ہیں
یہ طفلِ اشک ہیں وہ بال باندھے چور مژگاں پر
کہ آنکھوں[2] میں سے کاجل دیکھ تو بیہم چُرا لتے ہیں
خطوطِ مہر کرتے ہیں چمن میں دن[3] دیلے چوری
سحر جو گوشِ گل سے گوہرِ شبنم چُرا لتے ہیں
ظفر! سر عاشقِ سر باز دیتے ہیں محبت میں | دگر نہ جان[4] اپنی یاں بڑے رستم چُراتے ہیں

آتش

کبھی دامن جو چھو جاتا ہے اپنا اُن کے دامن سے
تو ہم پر آستینیں[5] وہ سرِ محفل چڑھاتے ہیں +

و

کرم آسکا ہووے تو خوش سب جہاں ہو | جرات | خدا مہرباں[6] ہو تو کل مہرباں ہو

ذوق

حرف تلخ اس لب شیریں سے ہر اک بات پہ آہ | ناصحا سنتے ہیں ہم کچھ تو ہے میٹھا[7] ہمکو
ہر قدم پانوں میں سر رکھتے ہیں خارِ سرِ دشت | اے جنوں تو نے[8] کانٹوں میں گھسیٹا ہمکو
آسماں اور وہ انسان بناتا ہم کو | خاک[9] میں تھا مگر اس ڈھب سے ملانا ہمکو
ذبح کیوں کرتے ہی فتراک سے باندھا ہمکو | چھوڑ ہونے دے تڑپ کر ابھی ٹھنڈا[10] ہمکو

---

[1] بادی چور = ہوا جو پھول کی خوشبو چرا لاتی ہے +
[2] آنکھوں کا کاجل چرانا = محبوب کی آنکھوں کا کاجل چرانا +
[3] دن دیلے چوری کرنا = دن دہاڑے چوری کرنا +
[4] جان چرانا = جان بچانا - کام سے جی چرانا = کام سے جی بچانا +
[5] آستینیں چڑھانا = لڑنے کو آستین چڑھانا - لڑنے کو اٹھنا +
[6] خدا مہرباں ہو تو کل مہرباں ہوتے ہیں = خدا جب دشمنوں سے بھی دوستوں کا سا سلوک کرنے لگے +
[7] میٹھا ہونا = لذیذ ہونا - محبوب کی بات کا میٹھا ہونا = قابلِ قبول ہونا +
[8] تو نے کانٹوں میں گھسیٹا = تو نے تکلیف دینا - تنگ کرنا +
[9] خاک میں ملانا = آزار پہنچانا - تنگ کرنا - ستیاناس کرنا - تباہ و برباد کرنا +
[10] ٹھنڈا ہونا = مرجانا +

ٹپکا مژگاں سے لہو ہو کے جگر آخر کو
ایک مدت سے اسی ٹپکے کا ڈر تھا ہمکو

جسکی آواز سے ہوں روئنگے سو ہاں کے کھڑے
وہ محبت نے دیا سلسلۂ پا ہم کو

دیکھا آخر کو نہ پھوڑے کی طرح پھوٹ بہے
ہم بھرے بیٹھے تھے کیوں آپنے چھیڑا ہمکو

سنگدل تین دن اب گور میں بھی بھاری ہیں
ہے سوم میں ترے آنے کا جو دھڑکا ہمکو

زندِ خراب حال کو زاہد نہ چھیڑ تو +
تجھ کو پرائی کیا پڑی اپنی نبیڑ تو +

ناخن نہ دے خدا تجھے اے پنجۂ جنوں
دیگا تمام عقل کے بخیے اُدھیڑ تو

عمرِ رواں کا تو سنِ چالاک اس لئے
تجھ کو دیا کہ جلد کرے یاں سے ایڑ تو

جو سوتی بھڑ کو باعثِ غوغا جگائے پھر
دروازہ گھر کا اُس سگِ دُنیا سے بھیڑ تو

آوارگی سے کوسے محبت کے ہاتھ اُٹھا
اے ذوق یہ اُٹھا نہ سکیگا کھکیڑ تو +

کیا پوچھتا ہے تو عملِ بغض و محبت
چلتا ہوا تعویذ سمجھ نقشِ درم کو

بجا کہے جسے عالم اُسے بجا سمجھو
زبانِ خلق کو نقارۂ خدا سمجھو

ترا مجنونِ تفتہ دشت میں آتش قدم گر ہو
جلادے زیرِ پا گر خارِ مژگانِ سمندر ہو

سگِ دنیا پسِ مُردن بھی منگیر دنیا ہو
کہ اُس کتے کی مٹی سے بھی کتا گھانس پیدا ہو

ڈبو دیں گر سبکدوش آشنا کو اپنی صحبت میں
تو آہن ساتھ کیوں لکڑی کے دریا میں شناور ہو

یا تو پاسِ دوستی تجھ کو بتِ بے باک ہو
یا مجھی کو موت آجائے کہ قصہ پاک ہو

---

۱ ٹپکا = قطرہ ۲ روئنگے = روئیں گے ۳ سوہاں = سوہان ۴ مٹھے = میٹھے ۵ پھوٹ بہے = پھوٹ کر بہہ جانا ۶ بھاری = گراں ۷ پرائی کیا پڑی = تجھے کیا ضرورت ۸ اُدھیڑ = ادھیڑنا ۹ ایڑ = ایڑی ۱۰ بھڑ = بھڑ کا چھتہ ۱۱ کھکیڑ = کھکیڑنا ۱۲ زبانِ خلق = قبولِ زبان و اخلاقِ عوام ۱۳ آتش قدم = بیقرار، مضطرب ۱۴ گھانس = لمبی لمبی شاخوں والی ایک قسم کی گھاس ہوتی ہے جسکے خار

اشکباری مری نرگاں کی ذرا دیکھیں تو
کتنے پانی میں ہیں فوارہ بھلا دیکھیں تو

تیرے بیمار کو گر اپنے جینے کی تمنا ہو
فلک پہ سنکے ہنسنے شادی مرگ عیسیٰ ہو

عبث تم اپنا رُکاوٹ سے مُنہ بناتے ہو
وہ لب پہ آئی ہنسی دیکھو مسکراتے ہو

ظفر

وحشت کو میری دیکھ کے جو چھوٹے چوکڑی
اک جست میں شکستہ ہوں چاروں ہرن کے پانو

دوست! اچھے ہو تو پوری دوستی کے ہو رہو
یا کسی کو کر رکھو تم یا کسی کے ہو رہو

ظفر! کیسی پڑھا دی غیر نے پٹی نہیں اُٹھتی
کہ واں اقرار اُلٹے کو یہاں انکار سیدھے کو

وہ قیامت ہے مرا نالہ کہ دم میں ہمدمو!
بند کر دوں صورِ اسرافیل کی آواز کو

ایک ہے ہے ایک بالا سب پر کیونکہ ہوں
انگلیاں ہاتھوں کی تم پانچوں برابر کر تو دو

ذرہ جو دکھاتا ہوں داغِ دلِ سوزاں کو
چڑھتی ہے تپ لرزہ خورشیدِ درخشاں کو

منہ پہ مہتاب کے پھر شب کو ہوائی چھوٹے
گر مقابل وہ مرے آہِ شرر بار سے ہو

کیوں مارتا ہے سامنے قاتل کے ہاتھ پانو
کٹوائے اس گناہ سے بسمل کے ہاتھ پانو

خط بھی لکھیگا آپ بھی آئیگا تیرے پاس
چلتے ہیں جب تلک ترے مائل کے ہاتھ پانو

مجھے کیا چشم ہوائے آنسو تم سے کہ میں تمکو
رکھوں آنکھوں میں اور تم یوں گلے کے ہار ہو جاؤ

دیکھو تم گر تر کتازی اپنی چشمِ مست کی
تو یقیں ہے اُسکو بھی پانچوں سواروں میں گنو

سودا گلے پڑے کا نہیں دل ہیں بیچتے
خواہش اگر ہے لو تمہیں خواہش نہیں تو لو

شرط یاری ہے گرے حسن جو پیشیا[1] یار کا | | واں بہانا اپنا یاروں کو لہو واجب ہی ہو
اِس زمانے کے چکنے چپڑوں میں + | | تم بھی چکنے[2] بنے گھڑے نہ پھرو
زمیں پہ رکھتے نہ تھے جو کہ اپنے زور میں پانو[3] | | وہ اب ضعیف ہیں لٹکائے بیٹھے گور[4] میں پانو
نہ اِتنا دوڑ چلو عاقلو! ٹھہر کے چلو | | چڑھو نہ باؤ[5] کے گھوڑے پہ تم اُتر کے چلو
گل کی زبان گنگ ہے تو لنگ پا[6] سرو | ناسخ | کیا عندلیب و کبک میں یہ بول[7] چال ہو

ھ

میر

کب تک ہنسیگے یارب ہر دم ہم آب دیدہ | | ضائع ہے جیب و دامن جوں جنسِ آب دیدہ[8]
دل لے فقیر کا بھی ہاتھوں میں دلہی کر | | آجائے ہے جہاں[9] میں آگے لیا دیا کچھ

کِس سے پوچھوں گم ہوا ہے دل مرا زلفوں کے بیچ
ایک شانہ تھا سو وہ بھی تیل میں[10] ڈالے ہے ہاتھ

سودا

تجھ کو یوسف کی خبر ہے کہ نہیں اے یعقوب | | پک گیا مصر میں وہ روکھے سوکھے ہاتھوں کا[11]

اِنشا

توڑی جو اُن نے مجھ سے تو جوڑی رقیب سے | ذوق | انشا! تو اپنے یار کے یہ توڑ جوڑ[12] دیکھ +
دیتا ہے وہ دمباز جو دم[13] اور زیادہ | | شیشے کی طرح پھولے ہیں ہم اور زیادہ

[1] پیشنے کی جا یا جگہ
[2] چکنے بنے گھڑے - دنیا کی باتوں میں آکر اپنا نقصان نہ کرو
[3] زور میں پانو - بڑی خواہش کے ساتھ جس کا جانا چاہا
[4] گور میں پانو - قبر میں لٹکائے بیٹھے ہیں
[5] باؤ کے گھوڑے - ضعیف اور بیمار ہیں
[6] لنگ پا - لنگڑا - پاؤں سے معذور
[7] بول چال - بولنا - بات چیت
[8] آب دیدہ - رونے کے قریب ہونا
[9] جہان میں کچھ لیا دیا آگے آجائیگا - صدقہ خیر خیرات آفتوں کو ٹالتی ہے
[10] تیل میں ہاتھ ڈالنا - کچھ کام کرنے کے لئے تیل میں ہاتھ ڈالا کرتا تھا - اگر اسکا ہاتھ نہ جلتا تھا تو وہ سمجھتا تھا کہ اس نے کام نہیں کیا
[11] روکھے سوکھے ہاتھوں کا پکنا - اور اگر جل جاتا تھا تو خوش ہوتا تھا
[12] توڑ جوڑ - دم بھرنا - دوستی کا دعوٰی کرنا - تدبیر - بندوبست
[13] دم دینا - دھوکا دینا - فریب دینا +

ہستے تنک مایہ نے کچھ پھونکا ہے ایسا
اٹھے[۵۱] ہے حبابِ لبِ یم اور زیادہ

لے نگاہِ مہر سے دل مت بچشمِ قہر دیکھ
گڑ[۵۲]دیے سے جو مرے تو دے نہ اُسکو زہر دیکھ!

ہے نکہتِ یحاں کا دماغ اب کسے تجھ بن
آتا ہے مرا ناک میں[۵۳] دم اور زیادہ +

جو پیٹ[۵۴] کے ہلکے ہیں بچے بات کب آنسے
روکیں تو ابھر جائے شکم اور زیادہ

کہتا ہے گلے لگ کے مرے وہ دمِ خنجر[۵۵]
لے عشق کا بھر آسکے تو دم[۵۶] اور زیادہ

پیٹے سرِ بستر پہ پڑا پاؤں[۵۷] کہاں تک
بس پاؤں نہ پھیلا شبِ غم اور زیادہ

اے ذوق وقت نالے کے رکھ لے جگر پہ ہاتھ
ورنہ جگر کو روئیگا تو دھر کے[۵۸] سر پہ ہاتھ

کھاتا ہے اس مزے سے غمِ عشق میرا دل
جیسے گرسنہ مارے[۵۹] ہے حلوے تر پہ ہاتھ

اے شمع ایک چور ہے بادِ نسیم صبح
مارے[۶۰] ہے کوئی دم میں ترے تاجِ زر پہ ہاتھ

چھوڑا نہ دل میں صبر نے آرام نے شکیب
تیری نگہ نے صاف[۶۱] کیا گھر کے گھر پہ ہاتھ

قاتل ابھی نہ تو نے اٹھائے[۶۲] ہزار حیف
آکر مزارِ کشتۂ تیغِ نظر پہ ہاتھ

جو دیکھے اُسکو تھام[۶۳] کے دل بیٹھ جائے ذوق
جب ناز سے کھڑا ہو وہ کھمکر کمر پہ ہاتھ

یا یاد ذرا اثر نہ کہیں رات بھر بھری +
سر مارتی[۶۴] یہ آہ سپہرِ کہن کے ساتھ

وحشت گئی نہ بعدِ فنا بھی مرا غبار
باتیں[۶۵] کرے ہے سقفِ سپہرِ کہن کے ساتھ

جنوں کی جیب دری پہ ہیں خوب چلتے ہاتھ[۶۶]
سلوک سینے سے بھی کچھ تو کر لے چلتے ہاتھ +

جو چھیڑے برق کے شعلہ کو تیرِ اشتہ[1] سوجاں
تو وہ کہے کہ لگا تو نہ جلتے جلتے ہاتھ

تو جان ہے ہماری اور جان ہی ہے سب کچھ
ایمان[2] کی کہینگے ایمان ہی ہے سب کچھ

نگہ وہ ترک کہ جسکی نہیں جفا کی پناہ
اور اُسکی آنکھ وہ کافر کہ بس خدا کی پناہ[3]

مومن

مقابل اُس رخِ روشن کے کھل[4] گئی قلعی
نہ ٹھہرا آگ پہ سیماب وار آئینہ +

ظفر

نہ کوہکن سے اٹھی ضربِ تیشۂ غمِ عشق
گیا سر[5] اپنا وہ اندوہگیں پکڑ کر بیٹھ

چین دے کسکو فلک وہ آپ ہی چکر[6] میں ہے
ہے ہوس راحت کی زیرِ آسماں بیفائدہ

جو عرش[7] سے تا فرش ہے سب اسمیں ہے موجود
ہے اے ظفر النسان یہ عالم کا نمونہ

سینے پہ میرے رکھو ذرا ایکبار ہاتھ
یہ حال ہے کہ[8] اچھلے ہی دل چار چار ہاتھ

پھرتا آوارہ ہوں پیچھے کسی ہرجائی[9] کے
ٹھہرے کس طرح ظفر! میرا قدم ایک جگہ

دیکھی جو تیرے ہاتھ میں شمشیرِ آبدار
دھو بیٹھا[10] زندگی سے تو جاں نثار ہاتھ

نقش[11] بر آب ہے ہستی کی نہیں کچھ بنیاد +
اے حباب اِسپہ کہاں گھر کے بنانے کی جگہ

موقوف ایک ہاتھ پر اُسکا نہیں کرم
دینے[12] پہ آئے وہ تو ظفر میں ہزار ہاتھ

میر

باہم سلوک تھا تو اُٹھاتے تھے نرم و گرم[1]
کاہے کو میرا کوئی دلے جب بگڑ گئی[2]

شرطِ سلیقہ ہے ہر اک امر میں
عیب[3] بھی کرنے کو ہنر چاہیے

کسے قیدِ قفس میں یاد گل کی
پڑے ہیں اتبو چینے[4] ہی کے لالے

تجھ سے دوچار[5] ہوگا جو کوئی راہ جاتے
پھر عمر چاہے گی اُسکو بحال آتے

اِس اسیری کے نہ کوئی اے صبا[6] پالے پڑے
اِک نظر گل دیکھنے کے بھی ہمیں لالے پڑے[7]

آتی ہے شمع شب کو آگے ترے یہ کہکر
مُنہ[8] کی گئی جو لوئی تو کیا کریگا کوئی

لاعلاجی ہے جو رہتی ہے مجھے آوارگی
کیجئے[9] کیا میر صاحب! بندگی بیچارگی

دم بھی نہ لینے پایا پانی[10] بھی پھر نہ مانگا
جس تشنہ لب کو اُن نے تلوار آ لگائی

شمعِ آخر شب ہوں سُن سرگزشت میری
پھر صبح ہوتے تک تو قصہ[11] ہی مختصر ہے

کرے کیا کہ دل بھی تو مجبور ہے
زمیں[12] سخت ہے آسماں دُور ہے

کھولکر آنکھ اُسٹا دیدِ جہاں کا غافل!
خواب[13] ہو جائیگا پھر جاگنا سوتے سوتے

یوں کانوں کان[14] گُل نے نہ جانا چمن میں آہ
سر کو پٹک کے ہم پسِ دیوار مر گئے

اپنا سرِ شوریدہ تو وقفِ خمِ چوگاں ہے
آبو الہوس گرد و ق ہے یہ گوئے[15] میداں ہے

---

[1] نرم و گرم اُٹھانا۔ تلخ و شیریں برداشت کرنا۔
[2] بگڑ گئی۔ محبت دوستی ٹوٹ گئی۔
[3] عیب کرنے کو ہنر چاہیے۔ طبیعتوں میں جانا۔ دوستی میں فرق آجانا۔
[4] اتبو چینے۔ حاصل کرنے کی ناکید۔ ہاتھ۔ مزدوں پر۔ بس نہیں چلتا۔ عجز کرنا چاہیے تو نرمی تقدم
[5] دوچار ہونا۔ ملاقات ہونا۔ آمنے سامنے ہونا۔ روبرو ہونا۔ کھلم کھلا ہونا۔
[6] صبا پالے پڑنا۔ سابقہ ہونا۔ تعلق ہونا۔ پالا پڑنا۔ واسطہ پڑنا۔
[7] لالے پڑنا۔ دشوار ہونا۔ مشکل ہونا۔
[8] منہ کی گئی جو لوئی۔ ناکام ہوکر لوٹنا۔ ناکامی ہونا۔
[9] کیا کیجئے۔ کوئی چارہ نہیں۔ کوئی تدبیر نہیں۔ کوئی بھلائی نہیں۔ مجبوری ہے۔
[10] پانی نہ مانگنا۔ بیچارگی کے سبب پانی نہ مانگنا۔ لاچاری اور بیچارگی کے سبب پانی نہ مانگنا۔
[11] قصہ مختصر ہونا۔ بیان کا خاتمہ ہونا۔
[12] زمیں سخت ہے آسماں دُور ہے۔ بیچارگی اور بیکسی کے موقع پر بولتے ہیں۔
[13] خواب ہو جانا۔ مٹنے کی امید رہنا۔
[14] کانوں کان جاننا۔ کسی کو خبر نہ ہونا۔
[15] گوئے میدان ہے۔ جو چاہے کرے۔ کوئی روک ٹوک نہیں۔ یہ محاورہ چوگان بازی سے لیا گیا ہے۔

تالو سے زباں رات کو مطلق نہیں لگتی
عالم ہے سیخانہ مری نوحہ گری سے

کیا رنگ و بو و بادِ سحر سب ہیں گرمِ راہ
کیا ہے جو اس چمن میں ہے ایسی چلا چلی

لگا میں گردِ سر پھرنے تو بولا
تمہارا میر صاحب اسر پھرا ہے

دل میں پھرتے ہیں خیالِ خطِ زلف
مجھ کو یکسر ہزار سودا ہے +

اشک پر سُرخی ابھی سے ہے تو آگے ہم نشیں!
رنگ لاوے کیسے کیسے دیدۂ تر دیکھئے

خوبی کی اپنی جنت کیسے ہی ڈینگیں ہانکے
اُس کی گلی کا ساکن ہرگز اُدھر نہ جھانکے

ہے پُر غبار عالم جاتا ہے یاں سے اچھا
اِس خاکداں میں رہکر کیا کوئی خاک پھانکے

خوبی و دلکشی میں صد ضد ہے تو اس سے
تیرے مقابلے کو کس منہ سے ماہ نکلے

مزاجوں میں یاس آگئی ہے ہمارے
نہ مرنے کا غم ہے نہ جینے کی شادی

جنوں کا عبث میرے مذکور ہے
جوانی دوانی ہے مشہور ہے

خانہ آباد کعبہ میں تھا میر!
کیا خدائی خراب ہے وہ بھی

کیا نذرِ تیغِ عشق سرِ سبز میں کیا
اِس معرکے میں کھیت بہت خستہ جاں رہے

عالمِ خاکی بھی بعمل گاہ ہے
ہو رہے ہیں ڈھیریاں سو سو جنے

حدیثِ زلفِ دراز اُسکی منہ کی بات بڑی
کبھو کے دن ہیں بڑے یاں کبھو کی رات بڑی

نہ افسر ہے نے دردِ سر نے کلہ
کہ یاں جیسا سر[۱] ویسا سر واہ ہے

کٹ کر گرینگے راہ میں مشتاق علف سے
مُٹھ[۲] بھیڑ اگر ہو گئی اس تیغ بکف سے

بتوں کی جرمِ اُلفت پر ہمیں جرو ملامت ہے
مسلماں بھی خدا لگتی نہیں کہتے قیامت ہے[۳]

کھڑا ہوتا نہیں وہ رہزنِ دل ہاں پس عاشق کے
موافق رسم کے اک دور کی صبا سلامت ہے[۴]

نقدِ دل غفلت سے کھو یا راہ[۵] کھوٹی کر گئے
کارواں جاتا رہا ہم خواب ہی میں مر گئے

آگے کسو کے کیا کریں دستِ طمع دراز
وہ ہاتھ[۶] سو گیا ہے سرھانے دھرے دھرے

غم میں دل صبر ہوش اے پیارے
ہاتھ کانوں[۷] پہ رکھ گئے سارے

گردش دنوں کی کم نہ ہوئی کچھ کڑے ہوئے
روزے[۸] رکھے غریبوں نے تو دن بڑے ہوئے

ہے سبزۂ لبِ جو اس لطف سے چمن میں
جوں بھیگتی مسیں[۹] ہوں کوئی سرو نوجواں کی

سودا

کہیے اگر نہ جاویں تو کیوں چڑھیں[۱۰] گدھے پر
رسوا جو شیخ جی ہیں اپنی حماقتوں سے

جُدی جُدی بہماں آن[۱۱] بان ہے سب کی +

یہ مشتِ خاک میں جاگہ ندان! ہے کس کی

نہ رکھا داغِ دل نے تن بدن میرے سے کچھ مجھ میں

بغل[۱۲] کے چور کی جوں شمع کب تک ہو خبر داری
تیرے ہی سامنے کچھ بہکے ہے میرا نالہ
ورنہ نشانے ہم نے مارے ہیں بال[۱۳] باندھے

---

۱ جیسا سر ویسا سرواہ
۲ مُٹھ بھیڑ ہونا
۳ قیامت بہت صعبت - بہت غضب
۴ سلامت ملاقات ہونا +
۵ راہ کھوٹی کرنا
۶ ہاتھ سو جانا
۷ کانوں پر ہاتھ رکھنا
۸ روزے رکھنے
۹ مسیں بھیگنی
۱۰ چڑھیں
۱۱ آن بان
۱۲ بغل کا چور
۱۳ بال باندھنا

ہر بات میں ہے ایسی کترہیونت[۵۱] کہ سکو پاوے
مقراض کی طرح سے کہ جس کی زباں چلے

تیرے شوریدہ کو جسبدن کہ زمیں کو سونپا
زلزلہ کو بھی خدا وہ نہ للک[۵۲] کھلاوے

مجرم ہوں میں تو کہہ دو مکافات کے لئے
منہ میں[۵۳] خدا نے دی ہے زباں بات کے لئے

لگ چلنے کی طرح نہ تھی ہر اک سے پیش ازیں
تمکو بھی اب زمانے کی پیارے ہوا لگی[۵۴]

ہمارے کفر کے پہلو سے دیں کی راہ یاد آوے
صنم رکھتے ہیں جسکو دیکھکر اللہ[۵۵] یاد آوے

غنچے سے مسکرا کے اُسے زار کر چلے
نرگس کو آنکھ مار[۵۶] کے بیمار کر چلے

نہ رکھا داغِ دل نے تن بدن میرے سے کچھ مجھ میں
بغل کے چور[۵۷] کی جوں شمع کب تک ہو خبرداری

یہ نوید آمد کے پیارے مجھ سے مجکو لے گئے +

آپ[۵۸] میں آیا میں تب اُکتا کے جب تم جا چکے

جب اپنے بندِ قبا تمنے جان! کھول دیے
صبا نے باغ میں جا گل کے کان کھول دیے[۵۹]

دل لیکے ہمارا جو کوئی طالبِ جاں ہے
ہم بھی یہ سمجھتے ہیں کہ جی[۶۰] ہی تو جہاں ہے

جوینده[۶۱] ہر چیز ہے یابنده جہان میں
جز عمرِ گزشتہ کہ وہ ڈھونڈو سو کہاں ہے

اے ابر جائیو مت کم رونے پہ ہمارے
یہ چشم پھوٹی[۶۲] پھوٹی تالاب بھر رہینگی

نہ چھوڑ پنجۂ مژگاں تو دستِ طفلِ مرشک
ابھی زمیں پہ گرے ہے تو رائی[۶۳] کاٹی ہے

بلبل ہی سسکتی نہیں کچھ باغ میں تجھ بن
شبنم گلوں کے منہ[۶۴] میں چواتی رہی ہے پانی

۴۹

کان کھول دینا
پہلے سے خبردار کرنا جتا دینا
واقف کر دینا +

نہ جی ہے تو جہاں
زندگی کے ساتھ دنیا کا لطف ہے
سب خواہشوں پر جان کو مقدم
سمجھنے کی دل پر لے دے ہیں +

جوینده یابنده
طالب کو طلب میں کرکم
سمجھنے کے موقع پر اردو میں بولتے ہیں

رائی کاٹی ہونا
ٹکڑے ٹکڑے ہو جانا - ریزہ ریزہ ہو جانا +

منہ میں پانی چوانا
مرتے ہوئے کے منہ میں پانی ٹپکانا

پھوٹی پھوٹی
بھر نا کوڑی کوڑی ہونا

انصاف کچھ بھی یارو ہے عشق کے نگر میں
دل غم سے آب ہووے اور چشم موتی رو لے

ایسا ہی جاؤں جاؤں کرتے ہو تو سدھارو
اس دل پہ کل جو ہونی ہے سو آج ہی ہو لے

وہ سمندر ہے کہ جس کا نہ کہیں پاٹ لگے
کشتۂ غم مری دیکھئے کس گھاٹ لگے

کم بولنا ادا ہے ہر چند پر نہ اتنا
مُنہ جالے چشمِ عاشق تو بھی لب کھولے

کل جو بیٹھا پاس میں اک جا تر کے ہمنام کے
رہ گیا بس نام سنتے ہی کلیجا تھام کے

خورشید و مہ نے پیارے! لی تجھ پہ لے نوائی
ریش و بروت دابرو سب کو صفا بتائی

تو مُنگ جگر تو مرے مرغِ نامہ بر کا دیکھ
کہ واں اڑے ہیں جہاں پر جلیں فرشتے کے

میر درد

پتھر نلے کا ہاتھ ہے غفلت کے ہاتھ دل
سنگِ گراں ہو ہے یہ خوابِ گراں مجھے

اک آن سنبھلتے نہیں اب میر سنبھالے
بے طرح کچھ ان آنسوؤں نے پاؤں نکالے

زندگی ہے یا کوئی طوفان ہے
ہم تو اس جینے کے ہاتھوں مر چلے

ہم نہ جانے پائے باہر آپ سے
وہ ہی آڑے آ گیا جیدھر چلے

کوئی بھی شخص اسکا مارا ہوا نہ پنپا
دل مت کہیں لگانا اُلفت بری بلا ہے

دل سمت سینہ یا طرفِ سر کو منہ کرے
پھوڑا یہ درد کا دیکھئے کیدھر کو منہ کرے

مصحفی

کس بات پر ترا ہے دماغ آسمان پر
منزل گہہ فقیر تو انگر زمین ہے

۵۰

۱ موتی رونا = بہت ہی فائدہ اٹھانا۔ بہت
۲ سد = روکنا
۳ کشتۂ غم = غم کی بجائے غم زدہ
۴ مُنہ جالے = مُنہ جلے
۵ کلیجا تھام کے رہ جانا = صدمہ کو ضبط کرنا۔ غم کی بجائے صدمہ
۶ صفا بتانا = داڑھی مُونچھ بھوؤں کے بالوں کو مُنڈانا۔ صفا چٹ کرنا۔ ہندو مسلمان فقیروں میں ایک قسم کا رسم ہے
۷ فرشتے کے پر جلنا = بہت ہی کاہلی ہونا
۸ پتھر نلے کا ہاتھ = بے پروائی۔ بے اختیاری۔
۹ پاؤں نکالنا = جانا۔ بھاگنا
۱۰ ہاتھوں = سبب۔
۱۱ آڑے آنا = روک ہونا
۱۲ پنپنا = آسودہ ہونا
۱۳ دل لگانا = محبت کرنا

پھولوں نے خون[۵۱] تھوکا غنچوں کے پھٹ گئے دل
کیسا ستم کیا ہے بلبل! صدا نے تیری

ممنونِ بے پری ہوں یعنی کہ اس جہاں سے
پروازِ زندگی ہے جب موت[۵۲] پر نکالے

تو فاتحہ کو آئے تو یہ مرتبہ پائے +
پروانہ چراغی[۵۳] مری تربت پہ چڑھائے

خفتگانِ خاک کی مجکو فراغت ہے بہر تنگ
سوتے ہیں کیا چین سے یہ پانوں[۵۴] پھیلائے ہوئے

محتاج سے نہ پوچھ کہ کیا تجھ کو چاہیے
مردِ فقیر آپ ہے صورت سوال کی[۵۵]

جرات

در تلک تو اُسکے آپہنچے ہیں پر اے بسملِ تنگ
کچھ مدد ہو اور بھی تیری تو بیڑا پار[۵۶] ہے

شاخِ گل پر کل جو بلبل بولتی تھی پھول[۵۷] +
آج وہ نالاں ہے کس کس رنگ نیچے دام کے

بلبل نہ پھول[۵۸] گل پر اے گل نہ پھول اتنا
کوئی دم میں اس چمن میں باد خزاں چلے ہے

جاتے ہی اُسکے کیا تھوں بس چال[۵۹] ڈالدی
تاب و توان و صبر کی بازی[۶۰] تھا پلٹنے

اُسکی مژگاں کا تھا جہاں مذکور
بات میں واں چھری[۶۱] کٹاری تھی

جو دردِ ہجرِ بتاں سے تیرے لبوں پہ دم ہے تو کیا الم ہے
خدا کو[۶۲] کر اپنے یاد جرات کہ ایک دم میں ہزار دم ہے

جیتے ہی رکھا کیا ہمیں مہجور کسی نے
مر جائے پہ بھی اب[۶۳] سے کہا دور کسی نے

۵۱

۵۱ خون تھوکنا = پھولوں کا کسی تکلیف سے بل کھانا
۵۲ موت پر نکالے = موت کے پر نکلنا
۵۳ چراغی چڑھانا = چراغ جلانا
۵۴ پانوں پھیلائے = آرام سے لیٹنا یا بے فکری سے زندگی بسر کرنا
۵۵ صورت سوال کی = سوال سے پیشتر ہی
۵۶ بیڑا پار ہونا = مشکل آسان ہوجانا۔ مراد کو پہنچ جانا +
۵۷ پھول پھول بولنا = اترا اترا کر بولنا۔ غرور و تکبر میں بولنا +
۵۸ پھولنا = مغرور ہونا۔ نازاں ہونا +
۵۹ چال ڈالنا = جگر کو چلا دینا +
۶۰ بازی پلٹنا = بی اڑی ہوئی
۶۱ چھری کٹاری = چھری کا بھی ہونا
۶۲ خدا کو یاد کرنا = بے خبر
۶۳ اب سے دور = پناہ کا کلمہ خدا کرے آپکو نہ آوے جب بیماری کا ذکر دوبرا ہوتا ہے تو یہ کلمہ کہکر اسکا ذکر کرتے ہیں +

رقیب! اب تُو سکے گھر کی راہ مت میری طرح تو لے
چلے گر چال[۵۱] کوّا ہنس کی تو اپنی بھی بھُولے

اِنشا

گالیاں تیری ہی سنتا ہی اب انشا ورنہ [ ] کس کی طاقت ہے الف[۵۲] سے جو کہے اُس کو بے
ٹک عالم لے جنوں تو دکھا وہ کہ جس سے صاف
لاہوت کا سما[۵۳] مری آنکھوں میں آبندھے

سُرمہ گھلا کے آنکھوں میں نکالا نہ کیجئے [ ] ایسا ہو کہ آپ پہ کچھ تو تیا[۵۴] بندھے
وہ عشق کہ سچ آنکھوں[۵۵] سے کاجل کو چرا لے [ ] کس طرح نہ عاشق کی کرے خواب کی چوری
حوریں مجھے کیونکر نہ ملیں حکمِ علی سے [ ] جبریل لئے کرتی مری رضوان پہ چٹھی[۵۶]
گلنے کی[۵۷] دال یاں نہیں بس خشک[۵۸] لگائیے [ ] اے شیخ صاحب آپ نہ شیخی بگھاریئے[۵۹]
خطرہ نہ آپ کیجے بس اب خیر شوق سے [ ] سونا[۶۰] اُچھالتے ہوئے گھر کو سدھاریئے
چھند بند آپ کی اس عالمِ عیاری کا [ ] گوہرِ عقلِ فلاطوں کی خبر لیتا ہے
سجدہ کرتا ہے یہاں آکے وہ متقاضی کف [ ] موچھ[۶۱] جو شیرِ نیستاں کی کتر لیتا ہے
بلا سے جام نہوے نہو۔ کہ یاں ہم لوگ [ ] چڑھا[۶۲] گئے ہیں گھڑوں کے گھڑے سکورے[۶۳]
بنی آدم کی ٹولی کی ٹولی + [ ] بیٹھی بولے ہے شیر[۶۴] کی بولی +
کیا کیجئے بن بولے رہا تو نہیں جاتا [ ] اللہ کہاں تک کوئی اس دل کو[۶۵] سوسے

۵۱ کوا چلا ہنس کی چال اپنی بھی بھولا پن کی کہ اپنی بولی اور چال بھی بھول جائے ۵۲ الف سے بے کہنا ۔ ان پڑھ آدمی کو اس لئے کہتے ہیں کہ وہ الف بے کے پہچاننے کے لئے انگشت کو بھی ہلاتا ہے ۵۳ سما ۔ مخفی کلام ہونا ۔ بڑی بات کہنا + ۵۴ تیا ۔ ڈراؤنی گالی دینا + ۵۵ کاجل چرانا یا آنکھ کا کاجل چرانا ۔ آنکھوں کے سامنے یا لاکی سے چوری کرجانا یا لاکی کو جانا + ۵۶ چٹھی لانا ۔ جانا ۔ کسی کو کوئی چیز بھیجنے کے لئے کسی پر بھیجنا ۔ کاغذ لکھکر دینا ۔ کسی پر بھیجنا + ۵۷ دال گلنا ۔ مراد ہے ۔ خطا کا قبول کرنا + ۵۸ خشک لگانا ۔ بخیل ۔ ناوہ ہونا + ۵۹ شیخی بگھارنا ۔ بڑائی کرنا ۔ بڑا بننا + ۶۰ سونا اچھالتے ہوئے گھر کو سدھارنا ۔ خالی ہاتھ جانا ۔ مفلس ہوکر جانا + ۶۱ موچھ کترنا ۔ بہادر کا کام کرنا ۔ بہادر کا کام کرنا + ۶۲ چڑھا جانا ۔ مذاق حد سے زیادہ بڑھ جانا ۔ بہت ہی کھا جانا + ۶۳ سکورے ۔ یعنی مٹی کی پیالیاں یا پتلے پتلے کوزے + ۶۴ شیر کی بولی بولنا ۔ شیر کی بولی کہنا ۔

عقبیٰ کی بھی کچھ فکر ہے انساں کو لازم | مُرغی کی طرح بیٹھ کے انڈے ہی تو سے

ذوق

بد نہ بولے زیرِ گردوں گر کوئی میری سُنے | ہے یہ گنبد کی صدا جیسی کہے ویسی سُنے
لحد کو چاہیئے یوں پیرِ شِکستِ خم دیکھے | سر اکو جیسے تھکا اونٹ دم بدم دیکھے
نے بام کی ہیں زیبِ زینت کسی در کے | ہم باٹ کے روڑے ہیں اِدھر کے نہ اُدھر کے
تجھے اے سنگدل آرام جانِ مبتلا سمجھے | پڑیں پتھر سمجھ پر اپنی ہم سمجھے تو کیا سمجھے
لیتے ہی دل جو عاشقِ دلسوز کا چلے | تم آگ لینے آئے تھے کیا لے کیا چلے
زلف کی قیچی سے دل ڈرتا نہیں | بھوت بھاگے ہے وگرنہ مار سے
کیا پھیلے گلی سے تری ہم کہ جوں نسیم | آئے تھے سر پہ خاک مگر لے اُڑا چلے +
رخصت اے زنداں جنوں زنجیر در کھڑکائے ہے | مژدہ خارِ دشت! پھر تلوا مرا کھجلائے ہے
سر بوقتِ ذبح اپنا اُسکے زیرِ پا ہے | کیا نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جا ہے

بس کر اے سوزِ دروں بہہ جائینگے دل اور جگر
رحم جوشِ گریہ! پھر چھاتی ابھی بھر آئے ہے

بل بے استغنا کہ وہ یاں آتے آتے رہ گئے | اُف رے بیتابی کہ یاں تو دم ہی نکلا جائے ہے
زخمی ہوں مَیں اُس ناوکِ دزدیدہ نظر سے | جانے کا نہیں چور مرے زخمِ جگر سے
گر اب کے پھرے جیتے وہ کعبے کے سفر سے | تو جانو پھرے شیخ جی اللہ کے گھر سے

حاضر ہیں مرے توسنِ وحشت کے جلو میں
باندھے ہوئے کُہسار بھی دامن کو کمر سے

کیڑا ذرا سا اور وہ پتھر میں گھر کرے
انساں وہ کیا جو دلِ کبر میں گھر کرے

گر قتل ہی کرنا ہے قاتل! ابھی جلدی ہو
لاحول ولاقوۃ کیا دیر لگائی ہے

قسمت اُس بت سے جا لڑی اپنی
دیکھو احمق خدا سے لڑتی ہے

نگہِ ناز اُس کی عاشق سے
چھوٹ کس کس ادا سے لڑتی ہے

واہ! کیا کیا طبیعت اپنی بھی
عشق میں ابتدا سے لڑتی ہے

تیری شمشیر خوں کے چھینٹوں سے
چھینٹے آبِ بقا سے لڑتی ہے

ہے ترے کان زلفِ معنبر لگی ہوئی
رکھیگی یہ نہ بال برابر لگی ہوئی

بیٹھے بھرے ہوئے ہیں خُمِ مے کی طرح ہم
پر کیا کریں کہ مہر ہے منہ پر لگی ہوئی

نکلی ہے کب کسی سے کہ اُسکی مژہ کی نوک
ہے پھانس سی کلیجے کے اندر لگی ہوئی

بیٹھے ہیں دل کے بیچنے والے ہزار ہا
گذری ہے اُسکی راہِ گذر پر لگی ہوئی

یہ چاہتا ہے شوق کہ قاصد! بجائے مہر
آنکھ اپنی ہو لفافۂ خط پر لگی ہوئی

اے ذوق دیکھ دخترِ رز کو نہ منہ لگا
چھٹتی نہیں ہے منہ سے یہ کافر لگی ہوئی

لگتی مرچیں سی کبابوں کو ہیں کیا کیا شکر
دلِ بریاں سے مرے سوزِ محبت کے مزے

غنچہ خنداں ہو نہ کیوں کر کے زرِ انبار بار
کارِ آرائے ہی میں دولت کے ہیں دولت کے مزے

خنجرِ ناز نے کیا چاٹ لگائی دل کو
چاٹتا ہوں ہے اے لیکے جراحت کے مزے

+ ۱۲ ۱۱ ۱۰ ۹ ۸ ۷ ۶ ۵ ۴ ۳ ۲ ۱ ۵۴

۱ تسمہ ہے + ۲ قسمت آزمانا۔ تقدیر کا موافق آنا۔ حسبِ مراد کسی کام کا ہونا + ۳ خدا سے لڑنا۔ خدا کے خلاف کام کرنا۔ خدا کے حکم کی بات میں پڑنا۔ تقدیر کے خلاف زور مارنا + ۴ چھوٹ پڑنا۔ چھوٹ کر وار کھیلنا۔ جہاں دیکھنا وہاں مارنا۔ جو دیکھنا سو مار دینا + ۵ طبیعت لڑنا۔ بار ارض ہونا۔ کسی کا ایک کرنا + ۶ چھینٹے لڑنا۔ ایک کا دوسرے پر گرنا۔ کسی کا ایک کرنا + ۷ کان لگنا۔ مخبر بننا + ۸ بال برابر۔ ذرا سی بھی + ۹ آنکھ لگنا۔ آنکھ جھپٹ جانا۔ گڑ جانا + ۱۰ دخترِ رز۔ شراب کی اصطلاح ہے یعنی انگور کی بیٹی + ۱۱ گذری۔ گذر پر کی سیر گذری کہتے ہیں + ۱۲ آنکھ لگنا۔ آنکھ جھپٹ جانا۔ گڑ جانا + ۱۳ دخترِ رز۔ شراب کی اصطلاح ہے یعنی انگور کی بیٹی

۱ تسمہ ہے + ۲ قسمت آزمانا۔ تقدیر کا موافق آنا۔ حسبِ مراد کسی کام کا ہونا + ۳ خدا سے لڑنا۔ خدا کے خلاف کام کرنا۔ خدا کے حکم کی بات میں پڑنا۔ تقدیر کے خلاف زور مارنا + ۴ چھوٹ پڑنا۔ چھوٹ کر وار کھیلنا۔ جہاں دیکھنا وہاں مارنا۔ جو دیکھنا سو مار دینا + ۵ طبیعت لڑنا۔ بار ارض ہونا۔ کسی کا ایک کرنا + ۶ چھینٹے لڑنا۔ ایک کا دوسرے پر گرنا۔ کسی کا ایک کرنا + ۷ کان لگنا۔ مخبر بننا + ۸ بال برابر۔ ذرا سی بھی + ۹ آنکھ لگنا۔ آنکھ جھپٹ جانا۔ گڑ جانا + ۱۰ دخترِ رز۔ شراب کی اصطلاح ہے یعنی انگور کی بیٹی + ۱۱ گذری۔ گذر پر کی سیر گذری کہتے ہیں + ۱۲ آنکھ لگنا۔ آنکھ جھپٹ جانا۔ گڑ جانا + ۱۳ دخترِ رز۔ شراب کی اصطلاح ہے یعنی انگور کی بیٹی

پھر پھٹا[۱] زخم کا انگور مبارک ای ذوق
دلِ زخمی کو ترے بادۂ عشرت کے مزے

کب وہ گزرتے ہیں سرِ لاف و گزاف سے
جنکی کہ آشنا ہے زباں لاف[۲] و کاف سے

کیا غرض لاکھ خدائی میں مجھے دولت والے
اُنکا بندہ ہوں جو بندے ہیں محبت والے[۳]

کس مرض کی ہیں دوا یہ لبِ جاں بخش ترے
جاں[۴] بلب ہیں ترے بیمارِ محبت والے

حرص کے پھیلتے ہیں پاؤں[۵] بقدرِ وسعت
تنگ ہی رہتے ہیں دنیا میں فراغت والے

ہم چاہتے ہیں تم کو گرے[۶] سب کی نظر سے
پہلے ہی سے اُس چاہ کی[۷] فتاد غضب ہے

کوئی غمّاز نہیں میری طرف سے اے ذوق!
کان[۸] اُسکے مری فریاد ہی بھر دیتی ہے

خاک اُڑاتا دشت میں گر تیرا سودائی پھرے +

پھر بگولا ہے تو کیا - آندھی بھی بولائی[۹] پھرے

عزیزو! ناقۂ لیلےٰ کے دیکھو گے[۱۰] نہ غمزے
اگر مجنوں کو ملجائیگی خدمت ساربانی کی

مدّاحِ خالِ روئے بتاں ہوں - مجھے خدا
بخشے تو کیا عجب کہ وہ نکتہ نواز[۱۱] ہے

پرے جا کر نئی دنیا سے بھی گرد ڈھونڈ دو نیا میں +

تو خالی خاکِ آدم سے نہ چیتا[۱۲] بھر زمیں نکلے +

ہم تم سا عدو اپنا کسیکو نہیں پاتے
تم پالتے[۱۳] ہو ہم کو تو چھری کو نہیں پاتے

صریحِ چشمِ سخنگو تری کہے نہ کہے
جوابِ[۱۴] صاف ہے پر طاقتِ تو اں کے لئے

مثالِ نے ہے مراجب تک کہ دم[۱۵] میں دم
فغاں ہے میرے لئے اور میں فغاں کے لئے

اچھا کیا وفا کے عوض تو نے کی جفا
بس اب ستم نہ کر کہ کیا آپنا پا چکے

حاجت نہیں ہے تیرے شہیدوں کو غسل کی
قاتل! وہ ترے ہاتھ سے خوں میں نہا چکے

تم بھول کر بھی یاد نہیں کرتے ہو غضب
ہم تو تمہاری یاد میں سب کو بھلا چکے

ابرِ تر آنسو بہانا کوئی ہم سے سیکھ جائے
برقِ مضطر! تلملانا کوئی ہم سے سیکھ جائے

کیا ہوا اے ذوق ہیں جو مردمک ہم روسیاہ
لیکن آنکھوں میں سمانا کوئی ہم سے سیکھ جائے

اُڑ لے خوب گلچھرّے نکل مجنوں نے زنداں سے
کہ برسوں گلفشانی ہے شرارِ سنگِ طفلاں سے

چُبھی تو نے افغاں جو اے نَے جبیں ہے
ستاروں میں کیا کیا چناں اور چنیں ہے

کیے ضبطِ اشک آہ پہنچی فلک پر
مرا عشق کم خرچ بالانشیں ہے

کیا خاک تجھ پہ جاں کوئی جاں نثار دے
مٹی تلک نہ جب ترے دل کا غبار دے

لے وا مرے داغِ دل سے مرے سوزشِ آفتاب
وعدے پہ روزِ حشر کے پر کون اُدھار دے

فلک تو ٹیڑھا ہو کے صبح سے تا شام چلتا ہے
مگر سیدھی نظر سے تیری اپنا کام چلتا ہے

کون وقت لے والے گزراجی کو گھبراتے ہوئے
موت پڑتی ہے اجل کو یاں تلک آتے ہوئے

وہ نہ جاگے رات ہمکو ضد سے بخت خفتہ کے
بج گیا آخر گجر زنجیر کھڑکانے ہوئے

گھر سے اپنے نہ نکلتا کبھی باہر خورشید
ہوس گرمئے بازار لئے پھرتی ہے

بہتر تو یہی ہے کہ نہ دنیا سے دل لگے
پر کیا کریں جو کام نہ بے دل لگی چلے

حرف آئے مجھپہ دیکھئے کس کس کے نام سے
اس رنگ سے عتیق کا دل خوں میں ہے

دکھلائے ہمنے لیکے جو اپنے دُرِ شک
قائل ہماری آنکھ کے سب جوہری ہوئے

نعل شکلِ مہ نو جب تبرے موسن کو لگے
چار چاند اور فلک پر مہِ روشن کو لگے

مٹی سے مٹی اپنی جو تربت میں مل گئی
جو کچھ کہ تھی مراد محبت میں مل گئی

پھرتے ہیں لکھے پڑھے سودے میں ملک وجاہ کے
طفل مکتب بنتے ہیں گنبد میں بسم اللہ کے

کیا تاب دل جلوں سے جو برق آگ رکھے
دوزخ بھی ہو تو انکی چلوں پہ آگ رکھے

یاں کے آنے کا مقرر قاصدا وہ دن کرے
جو تو مانگیگا تجھے دونگا خدا وہ دن کرے

ہوس میں کعبے کی کیوں شیخ بتخانے سے تو گمراہ ہے
یاں تو کوئی صورت بھی ہے واں اللہ ہی اللہ ہے

گرد رہے کھونا دلِ مضطر سے کسی کے
پانی دو پلاوار کے سر پر سے کسی کے

مقابل اُس رخِ روشن کے شمع گر ہو جائے
صبا یہ ڈھول لگائے کہ پھر سحر ہو جائے

ہمارے سینے میں وہ آہِ آتشیں ہے ذوق!
جو برق دیکھے تو فی النارِ والسقر ہو جائے

---

۱ گجر بجنا = صبح ہونا
۲ گرمئے بازاری = خریدار
۳ دل لگنا = محبت ہونا
۴ حرف آنا = عیب
۵ قائل ہونا = معترف ہونا
۶ چار چاند = خوب
۷ مٹی = قبر
۸ بسم اللہ = شروع
۹ لاگ رکھنا = عداوت رکھنا - دشمنی رکھنا
۱۰ چلوں پہ آگ رکھنا = اذیت دینے کی ذہنی تگ و دو کرنا - نہایت خلاصی کرنا
۱۱ خدا وہ دن کرے = کسی موقع شادی کی آرزو میں بطور دعا بولتے ہیں
۱۲ اللہ ہی اللہ ہے = کچھ بھی نہیں - خدا ہی خدا ہے
۱۳ سر پر سے کسی کے پانی = کسی کے سر پر کوہ کا ٹوٹ پڑنا - تباہی میں گرفتار ہونا
۱۴ صبا یہ ڈھول = صبا کا جھونکا - ہوا کا جھونکا
۱۵ فی النار والسقر ہو جانا = جہنم میں داخل ہو جانا - دوزخ میں پڑنا

اُٹھانا عشق میں کیوں اے دلِ نادان جوکھوں ہے
ابھی تو مال[1] جوکھوں ہے پھر آگے جان[2] جوکھوں ہے

کیا ہم سخنی کرتا ہے اُس گل کے دہن سے — غنچے سے یہ کہدو کہ چٹک[3] جا چمن سے
بیمارِ غم جو اُسکا کھا کر زمین[4] دیکھے — خوش خوش وہ مقبروں کی جا کر زمین[5] دیکھے
آتے ہی گھر سے تو نے پھر جانے کی سُنائی — ہو جاؤں[6] سُن نہ کیونکر یہ تو بُری سُنائی
کونسے دن نگہِ تیز نہ خونریز رہی — مجھپہ ظالم! تری ہر روز چھری[7] تیز رہی
آگ دوزخ کی بھی ہو جائیگی پانی پانی — جب[8] عاصی عرقِ شرم مین تر جائینگے
لاشے کو پھینک دیجے میرے کہ دفن کیجے — مُردہ بدست[9] زندہ جو چاہے سو کیجے

دل بچے کیونکر نگاہِ چشمِ شوخ و شنگ سے
اپنا گھر تو سوجھتا ہے سینکڑوں[10] فرسنگ سے

بل بے باریکی کہ گویا اُسکا ہر تارِ سخن — جنتری[11] میں کھنچکے نکلے ہے دہانِ تنگ سے
ڈسا ہو کالے نے جسکو کافر! تو وہ فسوں کے اثر سے کھیلے
دہان و گیسو کا تیرے مارا نہ منہ[12] سے بولے نہ سر سے کھیلے

جائے ہے زیرِ مغیلاں ترے دیوانوں کی — مدتوں چھان[13] چکے خاک بیابانوں کی
کہتے ہیں لوگ جھوٹ[14] نہیں باتوں جھوٹ کے — جھوٹے تو بیٹھتے بھی نہیں باتوں ٹوٹکے
اُلفت کا مزا جب کبھی مرجا کے تو جائے — یہ درد[15] سر ایسا ہے کہ سر جا کے تو جائے

---

[1] مال - نقصان کی مخالف کی
[2] جان - جوکھوں نقصان اور خطرے میں پڑنا
[3] چٹک - پھٹ جانا
[4] زمین دیکھنا - دفن ہونا
[5] زمین دیکھنا - قبر کا
[6] ہو جاؤں - مر جانا - بیحس و حرکت ہو جانا - بیکلا رہ جانا - حیران رہ جانا +
[7] چھری - تیز رہنا قتل کرنے کو تیار رہنا - دشمن جان
[8] پانی پانی ہو جانا - بہت شرمندہ و ذلیل ہو جانا
[9] مُردہ بدست زندہ - مُردہ کا زندہ کے ہاتھ میں ہونا
[10] فرسنگ - تین میل کا فاصلہ
[11] جنتری میں کھنچکے نکلے - صاف باریک ہونا
[12] منہ سے بولے نہ سر سے کھیلے - بالکل بے زبان ہونا
[13] خاک چھاننا - بیکار ہی دنیا کی سیر کرنا
[14] جھوٹ - بیثبات ہونا
[15] درد سر - تکلیف - دکھ - غمی مرض +

ہوتے - جھوٹ نہیں جمنا - یعنی جھوٹ کے انجام کی بُرائی بتانے کو کہتے ہیں +

زباں[1] کھو لینگے مجھپر بدزباں کیا بدشعاری سے
کہ مَیں نے خاک[2] بھر دی اُنکے مُنہ میں خاکساری سے

قفس کو لے اڑیں اُس پر اسیرِ مضطرب تیرے
خبر گل کی سُنیں اُڑتی[3] سی گر بادِ بہاری سے

لگے پانی چُوانے مُنہ میں آنسو۔ پڑھی یٰسیں[4] سرھانے بیکسی نے
اگرچہ لے چکا ہے تو دل و دیں اک زمانے سے نہیں اسپر بھی اے کافر ترا ایماں[5] ٹھکانے

یہ عالم ہے وہ مخمانہ کہ جسمیں دورِ گردوں نے گل حکمت[6] ہیں کئے کتنے ہی خُم خاکِ فلاطوں سے

اُڑائیں[7] پون جا دو گر بلا سے ہم نہیں ڈرتے پر اپنا دم ہوا ہوتا ہے اُس چشمِ پر افسوں سے

جھوم جھوم ایسے بادل آنے لگے پانوں[8] توبہ کے لڑکھڑانے لگے

غالب

کس روز تہمتیں نہ تراشا کئے عدو کس دن ہمارے سر پہ نہ آرے[9] چلا کئے

ہاں بھلا کر[10] ترا بھلا ہوگا + مَیں نہیں جانتا دعا کیا ہے

لکھتے رہے جنوں کی حکایاتِ خونچکاں ہر چند اسمیں ہاتھ ہمارے قلم[11] ہوئے

خستگی کا تم سے کیا شکوہ کریں ہتھکنڈے[12] ہیں چرخِ نیلی فام کے

اسد خوشی سے مرے ہاتھ پانوں[13] پھول گئے کہا جو اُس نے ذرا میرے پانوں داب تو دے

اے پرتوِ خورشید جہاں تاب ادھر بھی سایہ کی طرح ہمپہ عجب وقت[14] پڑا ہے

---

[1] زبان کھولنا = بیجا بولنا۔ نقص نکالنا
[2] منہ میں خاک ڈالنا = بُرا کہنا۔ مات کرنا + [3] خبر دینا۔ خبر ہونا۔ خبر آنا
[4] یٰسین پڑھنا = نزع کی حالت میں ہونا + [5] ایمان ٹھکانے ہونا = ایمان سلامت رہنا +
[6] گل حکمت = عمدہ دوا + [7] پون اڑانا = جادو کرنا +
[8] پانوں اکھڑنا = پانوں کانپنا۔ پانوں تھرتھرانا + [9] آرے چلنا = آفتیں ہونا۔ زخم دینا +
[10] بھلا کر = بھلا ہو بھلا ہو بھلا ہر ایک سے + [11] قلم ہونا = کٹنا +
[12] ہتھکنڈے = چالاکیاں + [13] پانوں پھول = خوشی نا خوشی کہنا +
[14] وقت پڑنا = آفت پڑنا۔ مصیبت پڑنا +

واعظ! نہ تم پیو نہ کسی کو پلا سکو | کیا بات ہے[۵۱] تمہاری شرابِ طہور کی

مومن

کہاں ہے ناقہ! تیری کان[۵۲] سمجھتے ہیں مجنوں | قسم ہے مجھکو صدائے درا کے آنے کی
شمع کے چور کا محفل میں جو مذکور ہوا | دل چُرا بیٹھے تھے جب آنکھ[۵۳] چُرا کے اُٹھے
پیغامبر! رقیب سے ہوتے ہیں مشورے | سنتا نہیں کسی کی۔ یہ کہنے[۵۴] کی بات ہے
تمہیں تقصیر اُس بُت کی کہ ہے میری خطا لگتی
مسلمانو! ذرا انصاف سے کہیو خدا[۵۵] لگتی

دیکھ کر یاں مجھے وہ چشم کو تر کرتا ہے | اشکِ غماز بھی کیا آنکھ[۵۶] میں گھر کرتا ہے
فغاں کیا دم بھی لینا پا رہائے دل اُڑاتا ہے
کہوں کا کیا دردِ پنہاں کی کلیجا[۵۷] منہ کو آتا ہے
خیالِ خوابِ راحت ہے۔ علاج اِس بدگمانی کا
وہ کافر گور میں مومن مرا شانہ[۵۸] ہلاتا ہے
کہاں تک دم بخود رہئے نہ ہوں[۵۹] کیجے نہ ہاں کیجے
کہاں تک کھائیے غم کب تلک ضبطِ فغاں کیجے

ظفر

بزمِ غنچہ باغِ دہر میں کیا فکرِ زر کیجے | بندھی مٹھی[۶۰] ہے اپنی اور جانا ہاتھ خالی ہے

عرق آلودہ ترے دیکھ دہن کو گلرو ا
پڑ گئے لاکھوں ہی غنچہ پہ گھڑے پانی کے

تو بھی آنکھوں سے لہو روئے گا سن اے ہمنشیں
میں سناؤنگا اگر حالِ دلِ پُرخوں تجھے

آغازِ خط سے کیا ہی نکالے ہیں دیکھنا!
طوطئے باغِ حسن نے یہ پر نئے نئے

وہ ہوس کیا خاک؟ پہنچے منزلِ مقصود کو
جو قدم رکھتے ہی کانٹے راہ میں بوتی چلے

دیکھ روئے عرق آلودہ کرے جان نثار
چھانوں تاروں کی یہ بہتر ہے اگر جیں نکلے

عجب کیا بحرِ الفت میں مرا نام
جو سُنکر کان ہر پیراک پکڑے

ٹھہرنے دے ہے تو کس کو جو کوئی
زمیں اے گردشِ افلاک پکڑے

ظفر کے مُنہ سے کب نکلے ہے وہ بات
کہ جسکو صاحبِ ادراک پکڑے

ذرا سی بات پر ہے تو بگڑ کر مُنہ بنا لیتا
ہمیں تو دیکھکر ترے اچنبھا منہ کو آتا ہے

سہلائے تلوے پانوں کے کانٹوں نے اس طرح
مجنوں کے پانوں وادیِ وحشت میں سو گئے

لکھتے بیٹھے ہم جو خط اُنکو تو گریہ نے دیا
حرف پر مطلب کے پانی پھیر آنکھوں کے تلے

تیرے مریضِ عشق کا اے شوخِ سبزہ رنگ
یہ حال ضعف سے ہے کہ بس دھان پان ہے

دیکھکر جسکو مہ بیضا خجل ہو اے نگار!
وہ تیرے دستِ حنائی میں حنا کا چور ہے

تجھکو کیا کوئی بلا سے گریہ وزاری کرے
سنگدل ایسا ہو دل اپنا تو بھاری کرے

ہوں وہ میکش رہے جب تک کہ گلابی جاڑا
چین ساقی مجھے بے جام و گلابی نہ پڑے

ع پانی کے گھڑے ٹپکنا

ع لہو رونا

ع پانی بھرنا

ع دھان پان

ع دل بھاری کرنا

ع گلابی جاڑا

پڑھائی غیر نے پٹی[1] ہے اُس نوخط کو کیا یارب؟
نہ کچھ آتا ہے خط واں سے نہ کچھ پیغام آتا ہے

اُڑا دیتے دُھوئیں[2] تیرے ابھی دم میں اگر جھو کے
ہمارے صرصرِ نالہ کے اے چرخِ بریں لگتے

ہمارا نالۂ پُرشور و صورِ اسرافیل [ ] ہے چوٹ[3] اے دلِ اندوہگیں برابر کی

کہوں کیا ہمرہاں احوال میں دردِ جدائی کا
یہ ہچکی[4] لگ گئی مجکو کہ میرا دم[5] اُلٹتا ہے

یہ دلِ پُرآبلہ دیکھا ہے جسکے خوف سے [ ] لیکے[6] تنکا دانت میں انگور بھی سنجاتے ہے

منع دربان کو کردے کہ نزدکے ہم کو [ ] ورنہ اک روز ترے سر کی قسم ٹھونکیں[7] گے

ہوا تھا غیر مجھے دیکھ کے نیلا[8] پیلا [ ] بعدِ مُردن بھی رہے اُسکے کفن میں دھبے

یہ سب جھوٹے ہیں جو کہتے ہیں راز عشق چھپتا ہے
جو ہووے بات[9] دل میں سو وہ مُنہ پر آوے ہی آوے

کی جو کچھ عرضِ تمنا اُن سے میں تو یہ کہا +
بیٹھ رہ چل جا یہاں سے عقل[10] کے ناخون لے

نہ کیوں ہو قدر ہمچشموں میں میری چشمِ گریاں کی
کہ شبنم جھڑ[11] لگی اک پل میں جس سے ابرِ نیساں کی

---

[1] پٹی پڑھانا = بہکانا
[2] دھوئیں اُڑانا = مٹانا
[3] چوٹ برابر کی = برابر کے زور کا
[4] ہچکی لگنا = جان کنی
[5] دم اُلٹنا = مرنے کا وقت آنا
[6] تنکا دانت میں لینا = نہایت عاجزی کرنا + خلاصی کرانا + خلاصی کرانے کے لئے دانتوں میں تنکا لیتے ہیں +
[7] ٹھونکنا = مارنا +
[8] نیلا پیلا ہونا = غصے ہوجانا - غضب میں آنا +
[9] جو بات دل میں ہوتی ہے منہ پر آجاتی ہے +
[10] عقل کے ناخن لینا = جب کسی کی بات سمجھ میں نہ آوے اور بے عقلی کرے تو کہتے ہیں +
[11] شبنم جھڑ = اور بے موقع ہونا - بیجا ہونا +

سچ ہے وہی جانے کہ جس[1] شخص پہ گزرے
اُس بُت کو خبر کیا ہے مرے دردِ نہاں کی

نبض دیکھے ترے بیمارِ محبت کی اگر +
اُنگلی دانتوں[2] کے تلے اپنی ارسطو دابے

بھویں[3] تو لونہ غصّے میں ہمارا دم نکلتا ہے
کسی کے لیکے یوں تیغ دو دم بھی نہیں بڑتے

ہوئے جاتے ہیں نقدِ داغ چرخ اے عشق دل ہی میں
جگر کو دوں کہاں سے کچھ درم[4] پیچھے نہیں پڑتے

دور رہیں تو دل میں دیکھو دیدۂ تحقیق سے
اے ظفر! گھر بیٹھے کیا کیا سوجھتی ہے دور کی

ہوا[5] میں پھرتے ہو کیا حرص و ہوا کے ہوا لی
غرور چھوڑ دو اے غافلو خدا کے لئے

بھلی[6] کرتے بُرائی ہوتی ہے +
مُنہ سے نکلی پرائی ہوتی ہے

سوزِ غم سے نہ جل بجھوں کیونکر
واں لگائی[7] بجھائی ہوتی ہے

اِس چمن میں اے صبا[8] جائیگا آخر ہاتھ جھاڑ +
کب تلک غنچہ رہیگا مشتِ زر باندھے ہوئے

محنت[9] سے ہے عظمت کہ زمانے نے نگیں کو
بے کاوشِ سینہ نہ کبھی ناموری دی

مثل ہے جتنا[10] چھانا اُتنا کھانا کر کر اے دل!
ملے کیا خاک اُسے دُنیا کی جس نے خاک چھانی ہے

تھوکتا[11] بھی دختِ رز پر نہیں مستِ الست
جو کہ ہے اس فاحشہ پر عشق وہ فاحش اور ہے

پھر بہار آئی ہے لو اور ہوا[12] پھرتی ہے
جھاڑتی صحنِ چمن بادِ صبا پھرتی ہے

بچھائیں زیرِ پا آنکھیں ہیں وہ تو خاکساروں نے
کہ جن کو خاکِ رہ پر اپنے ہو تم نقشِ پا سمجھے

نہ ملی عشق میں فرہاد کو مزدِ محنت [redacted] مر گیا مفت وہ تیشہ لیوہیں ڈھونڈتے ڈھونڈتے

اور بھی دلتا زیادہ ہے مری چھاتی پہ مونگ
دال جب واں غیر کی اے ہمنشیں گلجائے ہے

صحبتِ گل ہے فقط بلبل سے کیا بگڑی ہوئی
آج کل سارے چمن کی ہے ہوا بگڑی ہوئی

تو جو کہے کچھ ہم سے بجا تو ہم بھی لائیں حکم بجا
تالی دو ہتی بجتی ہے اِک ہاتھ سے کب اے یار بجے!

تیرِ غم کا ہے گزر دل میں خدا خیر کرے [redacted] کہ فرشتہ نے گھر اے جانِ حزیں دیکھا ہے

اہلِ ریا کے منہ پہ ہیں ٹیکے کلنک کے [redacted] سمجھو نشاں نہ اُسکی جبیں پر سجود کے

منہ ہے کیا آئینہ کا ہوگا مقابل یار سے [redacted] ساری قلعی اُسکی صورت دیکھکر کھلجائیگی

بنا بگڑنا ساتھ بنا ہے زمانے میں [redacted] دو چار گر بگڑ گئے دو چار بن گئے

لے پیچ و تاب نکلے دل سے نہ آہِ سوزاں [redacted] رسّی جلی بلا سے پر اُسکا بل نہ جائے

جو کھیلے کھیل ہم نے صاحبِ تدبیر کیا کھیلے؟
پر اب بازی ہماری دیکھئے تقدیر کیا کھیلے؟

بتوں کو کچھ زباں اے دل نہیں آسان دینی ہے
جو کہنا ہو تو سچ کہنا خدا کو جان دینی ہے
جوشِ گریہ سے نہ کچھ دیدۂ تر بیٹھ گئے
ہے یہ طوفاں کئی ہمسایوں کے گھر بیٹھ گئے
وہ سچ کہتے ہیں جو یہ کہتے ہیں خدمت سے عظمت ہے
کہ جو ہوتا ہے خادم پھر وہی مخدوم ہوتا ہے
محبت باندھلی اک لالچی کی ہم نے پلّے ہے
الٰہی ! دیکھئے کیا ہو نہ پلّے ہے نہ غلّے ہے
جو کہئے تو نے کلام اے بدزباں اونچے کئے
ہم نے منہ سے کیا کہا جو سب نے کان اونچے کئے
اے ظفر خالق نے سب اسمیں جتائی اونچ نیچ
یہ جو کی اونچی زمیں اور آسماں نیچے کئے
چمن میں تو جو پژمردہ ہوا ہے دیکھکر اسکو
مگر کچھ تجھ میں پانی اے گلِ شاداب ہوتا ہے
تیس دن چاند کے وعدہ پہ پھراتا ہے مجھے
جب ہوا چاند تو عُرّہ ہی بتاتا ہے مجھے
لکھ کے حال اپنا انہیں بیہات اپنے ہاتھ سے
کھوئی ہم نے آپ اپنی بات اپنے ہاتھ سے
ادھر کی ہو اگر دنیا اُدھر لیکن نہ ہو ہرگز
اگر تقدیر اپنی الٹے تو اب بولوں کی لو ہو وے
اگر روتی ہے اے شبنم چمن سے جا کے باہر رو
ترے اشکوں سے پانی گل کا زخمِ دل جو اتا ہے
بگولا یہ کہاں ہے دیکھ دورِ آسماں تجکو
کبھی نیچا کبھی اے خاکِ راہ اونچا دکھاتا ہے

ف ۱ خدا کو جان دینی ہے ۔ سچ بولنے کا یقین لانے کو کہتے ہیں ۔
ف ۲ بیٹھ جانا ۔ زد ہوا ہو جانا ۔
ف ۳ گھر بیٹھ جانا ۔ گھر کا برباد ہو جانا ۔
ف ۴ خدمت سے عظمت ۔ ہاتھ کے راضی کرنے سے خاوند کی محبت کا پیدا ہونا ۔ خدمت کرنے سے مخدوم ہو جاتا ہے ۔
ف ۵ پلّے ۔ تعریف پر بولتے ہیں ۔
ف ۶ جھوٹ نکلا اور بخار آیا ۔ جھوٹ کلام اور بخار کا ایک ساتھ ہونا ۔
ف ۷ کان اونچے ہونا ۔ بہرا ہونا ۔
ف ۸ اونچ نیچ ۔ بھلا برا ۔ نفع نقصان ۔
ف ۹ پانی مرنا ۔ کھوٹ ہونا ۔ کسی طرح کا پتے میں عیب ۔ ہاتھ ٹھہر جانا ۔
ف ۱۰ عُرّہ بتانا ۔ جوانی بتانا ۔ صاف ۔ عُرّہ ۔ غرور ۔ گھمنڈ ۔
ف ۱۱ اپنی بات اپنے ہاتھ ۔ اپنا کیا اپنے ہاتھ سے بگاڑنا ۔ عزت کھونا ۔
ف ۱۲ ادھر کی دنیا ادھر ہو جانا ۔ زندگی کا ختم ہو جانا ۔
ف ۱۳ بول کی لو ہونا ۔ بات جانا ۔
ف ۱۴ جس بات پر کسی نے کامل یقین کیا ہو اسکا خلاف ہونا نقصان ہونا ۔ ایک طرح سے ۔
ف ۱۵ پانی کا اڑ جانا ۔ زخم بھرنا ۔ دوسری طرح ہو جانا ۔
ف ۱۶ پانی کا اڑ کر جانا ۔ زخم بھرنا ۔
ف ۱۷ نیچا دکھانا ۔ ذلیل کرنا ۔ عزت خاک میں ملانا ۔

ہم اُس گلِ خوبی کو دیتے جو نہ دل اپنا
تو خلق کی آنکھوں[1] میں کیوں خار نہ رہتے

زیادہ گوئی سے کیونکر نہ ہو خلش پیدا
کہ حق میں کوہے وہ بولِ فضول کے کانٹے[2]

یہ چمن یوں ہی رہیگا اور ہزاروں جانور
اپنی[3] اپنی بولیاں سب بول کر اُڑ جائینگے

سنگدل حیف[4] پسیجا نہ کبھی دل تیرا
گرچہ نالوں سے مرے ہو گئے پتھر پانی

انگشت[5] نما ضعف سے ہوں مثلِ مہِ نو
ایک خلق ہے میری طرف انگشت[6] اُٹھائے

بختِ برگشتہ نے دی اتنی بھی فرصت نہ ہمیں
کہ کمر[7] کرتے سر بسترِ راحت سیدھی

دل دیکے تم کو جان پر اپنی بُری بنی
شیریں[8] کلام آپ کی میٹھی چھری بنی

کاٹے[9] ہے گرم لوہے کو لوہا ہمیشہ سرد
دنیا میں خوب چیز ظفر! غمخوری بنی

دیے جواب جو اُس نے نہ قاصد آڑے
کچھ آگیا ترا شاید[10] لیا دیا آڑے

کیا قہر تیری چینِ جبیں کی لکیر ہے
یہ دل اسی لکیر پہ[11] میرا فقیر ہے

سُنکے احوال مرا گرچہ ہوں پتھر[12] پانی
سنگدل! پر نہ تری آنکھ سے آنسو نکلے

آج مہتابی پہ کیا کوئی مہِ دلخواہ ہے
چینی[13] پتھر پانی میں ڈوبا شرم سے جو ماہ ہے

ہے کہاں عشق میں مجنوں کو ظفر! یہ رتبہ
جوتیاں[14] تیری وہ اے مرشدِ برحق جھاڑے

کیوں اہلِ بزم کاٹتے ہیں شمع کی زباں
بات اس نے کی کسی کی نہیں بات[15] کاٹ کے

---

[1] آنکھوں میں خار رہنا — برا معلوم ہونا، ناگوار گذرنا
[2] کانٹے بونا — بیخ و بن سے اکھاڑنا
[3] اپنی اپنی بولیاں — کسی حق میں بُرا دعا کرنا
[4] حیف — افسوس
[5] انگشت نما — مشہور ہونا
[6] انگشت اُٹھانا — بدنام ہونا
[7] کمر کرنا — ہمت باندھنا
[8] شیریں کلام — میٹھی بات
[9] کاٹے — علاج
[10] شاید — کاش
[11] پہ — پر
[12] پتھر پانی ہونا — بہت متاثر ہونا
[13] چینی پتھر پانی میں — نہایت نازک شے کا کنایہ
[14] جوتیاں — ذلت
[15] بات کاٹنا — کسی کی بات

خطِ غلامی اُنکو ظفر! ہم نے لکھدیا [redacted] اب کیا کریں کہ لیگئے وہ ہاتھ کاٹ کے

کہا گلگیر نے اے شمع! تو سرکش تو ہے لیکن

ذرا رہ تو سہی تجھ سے سرِ محفل سمجھنا ہے

کرتا پاپیوں پہ زد و کوب کیا فلک [redacted] انکو تو ہیں اُنہیں کے ظفر! باپ مارتے

کہتے ہیں کل وہ آنے کو آجائینگے اگر [redacted] کل تک بغیر اُنکے مجھے کیونکہ کل پڑے

ظفر! وہ دوست اپنا آج ہارے آملا ہم سے

کہ دہنی آنکھ اپنی یہ کئی دن سے پھڑکتی ہے

مثالِ دانہ اُس نے پیس ڈالے سینکڑوں دانا

فلک پھرتا زمیں پر جب سے صورت آسیا کی ہے

مُنہ سے کیا بات نکالے کوئی اُس کے آگے +

واں تو اِک حرف پہ گدی سے زباں نکلے ہے

ڈلنا ترے سخن کا ظفر! بج رہا ہے آج [redacted] کس طرح تری دھوم نہ چوکھونٹ میں پڑے

کھینچنا اُلفت میں دل سے آہ کا اچھا تو ہے +

لگ گیا تو تیر اے ظالم! نہیں تکا تو ہے

منزلِ ہستی سے اے غافل! نہ پھیلا اتنے پاؤں

یہ سمجھ لے ایک دن یاں سے تجھے جانا بھی ہے

کھاتے شمشیر ہیں مردانِ دلاور پہ سر — پیٹھ پر زخم ہیں میداں میں گھوڑے کھاتے

بہت دُور کی سوجھتی ہے جو ایسی — نہیں دل کی یہ دور میں ایسی ویسی

بُرا بیٹا بھی وقتِ بد پہ ایسا کام آتا ہے — کہ جیسا مفلسی میں کھوٹا پیسا کام آتا ہے

اے غنچہ اُسکے سامنے اتنا چٹک کے تو — کیا بولتا ہے بول ذرا مُنہ سنبھال کے

وہ جھوٹ سے جو زمیں آسماں ملا دینگے — تو پاس جتنی ہیں سب ہاں میں ہاں ملا دینگے

یہ روز مشورہ کیا ہے کوئی تو چھوٹے بات — خدا کرے کہ کہیں دشمنوں میں پھوٹ پڑے

آتا ہے ذکر جب دہنِ تنگ کا ترے — ہوتا چمن میں قافیہ غنچوں کا تنگ ہے

نالے اُس نے جو گلستاں کی ہوس میں کھینچے
لتّے صیاد نے بلبل کے قفس میں کھینچے

سچ ہے دنیا کو اگر دھوکے کی ٹٹی کہیئے — اے ظفر کھلتے کسی پر نہیں یاں کیسے دھوکے

کونسا دن ہے نہیں مول لڑائی لتّے — اِک نہ اک شوخ سے ہر روز نگہ لڑتی ہے

لگاتے ہیں جو اِن آہن دلوں سے دل ظفر اپنا
تو لوہے کے چنے ہیں یاں وہ غم پر در چبا جاتے

تو لنے کی جلدی جو قاصد ہم نہ لکھنے پائے خط
سٹ پٹا کر ڈھونڈنے ہی میں قلم کے رہ گئے

دون کیا سینۂ سوزاں پر اشکوں سے تیرے ٹپکے پانی
یاں ہے تو پر بوند اگر ہوں لاکھ تیرے پانی کے

وحشتے چشم تیرا اک جست میں عجب کیا
کان آہوانِ دشتِ چین و ختن کے کترے

میرا تو جیب کیا ہے، دامانِ دشت بھی
گر دستِ جنوں آڑے دستِ جنوں تو سیجے

گر کوئی معرکہ عشق میں بازو تولے
عقل کے ہاتھ میں پہلے وہ ترازو تولے

خط جو بھیجو تو خطوں کو بھیجو اس عنواں ظفر!
ہو خبر اسکے نہ کانوں کان اسی میں خیر ہے

رقیب پچ کی چلتا ہے کچھ اگر مجھ سے
ہنسی کے مارے مرے پیٹ میں ہیں بل پڑتے

ظفر! جو پہنچے واں ہم خدا خدا کر کے
تمام عمر نہ پھر کوچۂ بتاں سے گئے

کھایا جو دل تو سینہ اے غم نکر دریدہ
مہمانِ ہیمروت پتّل نہ پھاڑ کھا کے

ناسخ

بگڑتے جاتے ہیں لاکھوں کروڑوں بنتے جاتے ہیں +

جہاں میں رات دن جاری خدا کا کارخانہ ہے

پھر بہار آئی چمن میں زخمِ گل آلے ہوئے
پھر مرے داغِ جنوں آتش کے پرکالے ہوئے

کھیو پیا مبر! کہ یاں تو ہے آج کل
حالت وہاں تباہ ہے بیتابِ وصل کی

خوب بزمِ دہر میں آتش زبانی کر چکے
آجکل اپنا چراغِ زندگی خاموش ہے

ٹکٹکی لگ گئی جس سمت ہوا منہ اپنا
مثلِ آئینہ یہاں عالمِ حیرانی ہے

نہیں غم گر رقیبِ روسیہ ہے خندہ زن ہم پر +
شگوں شادی کا لیتے ہیں تو[۵۱] اسوقت ہنستا ہے
سیلِ غم آنکھوں سے جاری ہجر میں دن رات ہے
تیس[۵۲] دن بارہ مہینے اپنے گھر برسات ہے

پیالہ مجھ آزاد کا بھر دے ساقی! نہیں میرا[۵۳] پیالہ ہوا چاہتا ہے
وہ کہہ گئے تھے کہ آئینگے ہم چراغ[۵۴] جلے تمام رات چراغوں سے اپنے داغ جلے
بیچ میں رُکتا نہیں نہار جز ملکِ عدم تو[۵۵] سنِ عمرِ رواں بھی کسقدر منہ[۵۶] زور ہے
کیا پانی[۵۷] پانی ترے قدلنے ایسا + کہ سروِ لبِ آبجو آبِ جو ہے +

مثلِ ماہی پڑ گئے کانٹے[۵۸] زباں میں پیاس سے
پر نہ ہمت نے کیا منت کشِ دریا مجھے +
منزلت اپنی تو اے آتش کے پر کالے نہ بھول
بندہ عاجز ہے خدا کو لن[۵۹] ترانی چاہیے +

مارا ابرو سے سینکڑوں کو + قاتل تلوار[۶۰] کا دھنی ہے

شیدا

ہمارے قتل پر بیڑا[۶۱] اٹھالے جس کا جی چاہے
یہی گو اور یہی میدان ہے آئے جس کا جی چاہے

آتش

برنگِ آئینہ انسان کی قسمت ہے اگر سیدھی[1] — موافق ہے زمانہ دوست دشمن کی نظر سیدھی

یہی جو تیشہ زنی ہے تو ایک دن سُننا — کریگا اینٹ[2] کا گھر اپنا کوہکن مٹی

راہ پر لائے ہیں جب گمرہ ہوا ہے آسماں — بیشتر ہم نے بنایا ہے جو بگڑا نیل[3] ہے

بے معنی ہے وہ عشق کہ جس میں کشش نہیں
دلچسپ ہو نہ حُسن تو صُورت[4] حرام ہے

نازک اندامی میں کیا نسبت کسیکو یار سے — بدھیاں[5] پڑتی ہیں اُس گل کے بدن پر ہار سے

دو دن سے پانوں جو نہیں بولے یار نے — بیٹھے ہیں ہاتھ[6] ہاتھ کے اُوپر دھرے ہوئے

پیادہ پا جو چمن میں بہار کو دیکھا — ہوا کے گھوڑے[7] کے اُوپر خزاں سوار ہوئی

میری اینٹ کے لئے مُردے میں جاں آتی ہے — کاٹنے[8] دوڑتی ہے ماہیٔ بے آب مجھے

جب تک حلال کرلے نہ مجھ بے گناہ کو — قاتل کو دہنے[9] ہاتھ کا کھایا حرام ہے

آبلے پاؤں کے کیا تو نے ہمارے توڑے — خارِ صحرائے جنوں! عرش[10] کے تارے توڑے

میں پانچ[11] وقت سجدہ کرتا ہوں اُس صنم کو
مجھ کو بھی ایسی ویسی خدمت نہیں ہے کوئی

وحشت میں کعبے کو جو گیا کوئے یار سے — لتے[12] جنوں نے جامۂ احرام کے لئے

کہتے ہیں ہاتھ[13] دیکھ کے اُس بت کا برہمن — تم عاشقوں کو قتل کروگے حجاب سے

---

[1] سیدھی ہونا۔ موافق ہونا۔ بامراد ہونا۔ [2] اینٹ کا گھر۔ نظر عنایت کرنا۔ [3] نیل۔ بگڑا ہوا کام۔ جو کہ کسی کی دولت کھو دینا۔ [4] صورت حرام ہونا۔ کسی سے ملنا اور پیار کرنا۔ [5] بدھیاں۔ گرہ۔ سمجھ کی دولت کھو دینا۔ [6] ہاتھ پر ہاتھ دھرے ہونا۔ بیکار ہونا۔ [7] ہوا کے گھوڑے پر سوار ہونا۔ مفرور ہونا۔ [8] کاٹنے دوڑتا ہے۔ بیقرار ہونا۔ [9] دہنے ہاتھ کا کھایا حرام ہے۔ قسم سخت دینے کے محل پر بولتے ہیں یعنی جب تک وہ کام نہ کرے تو دائیں ہاتھ کا کھانا حرام ہے۔ [10] عرش کے تارے توڑنا۔ بہت بڑا کام کرنا۔ [11] پانچ وقت نماز کا پڑھنا۔ [12] لتے۔ ننگے۔ [13] ہاتھ دیکھنا۔ کسی کے ہاتھوں کی لکیروں سے اُسکا گذشتہ یا آئندہ حال بتانا۔

کہتے ہیں ذکرِ لیلیٰ و مجنوں جو چھیڑیے ۔۔۔ چپ رہیے بس نہ گور کے مُردے اُکھیڑیے
کچھ نظر آیا نہ پھر جب تو نظر آیا مجھے ۔۔۔ جس طرف دیکھا مقامِ ہو نظر آیا مجھے

التماسِ مؤلف

خاکپائے شعرا حلم مؤلف اپنے اشعار اُن ضروری محاورات کے جو دیوانوں میں نہ ملے عاجزانہ علیحدہ گزارش کرتا ہے تاکہ شعراء کی برابری کے دعوے کا الزام نہ آئے +

ہوتے پامال نہ باریک بیں یاں گن دن میں ۔۔۔ اے فلک! گر تجھے مُوٹا نہ دکھائی دیتا
دل تھا اک آبلۂ عشق و لے پنہاں تھا ۔۔۔ کیا سرِ بزم مرے اشک نے بھانڈا پھوڑا
اُنگلیاں کیونکر نہ اٹھیں اور علم کیسے نہ ہوں ۔۔۔ اس صنوبر قد پہ گر کے چڑھ گئے ہم بانس پر
اے بادِ صبا تُل پھرے ہے کس ہوا میں ۔۔۔ وہ زلفِ گرہ گیر گرہ دے ہے ہوا میں
ہے فقیری میں امیری عاشقوں کے واسطے ۔۔۔ پھاگ لنگوٹی میں کھیلیں ہیں یہی پر حوصلہ

کیا ظلم - بلا کا شعلہ ہے لنکا میں آگ لگاتا ہے
جن محلوں میں یہ آن لگے ہے اینٹ سے اینٹ بجاتا ہے

دوسرا چمن تمام ہوا

۷۲

۱ گوبر کے مُردے اکھیڑنا ۲ خرابیوں کو نہ کریدنا + ۳ ہوا کا مقام یا عالم چنگل ۴ میدان یا عالم چنگل ۵ سنسان - وہ جگہ جہاں پرند نہ ہو ۶ ہوا دار - ستی وقت میدان ۷ خوفناک جگہ + ۸ ہوا کا ٹھوٹا دکھائی دینا ۹ نظر آنا تھوڑا دکھائی دینا ۱۰ ہوا کی چیزوں کا دکھائی دینا ۱۱ باریک نظر نہ آنا - دنیا - باریک بیں سمجھنے ہر نہ اور دانا لوگ ۱۲ بھانڈا پھوڑ دینا ۱۳ بھید کھلا کر دینا کسی کی پوشیدہ سازش یا مقصد کے سب میں ظاہر کر دینا + ۱۴ انگلیاں اٹھنا ۱۵ علم ہونا مشہور ہونا ۱۶ بانس پر چڑھ جانا ۱۷ بدنام ہو جانا - بدنام ہونا + ۱۸ بانس پر چڑھ جانا ۱۹ انگلیاں اٹھنا ۲۰ مشہور ہونا ۲۱ ہوا ہو جانا ۲۲ ہوا میں گرہ دینا ۲۳ ہوا میں گرہ دینا ۲۴ ہوا میں گرہ دینا ۲۵ ہوا میں گرہ دینا ۲۶ ہوا میں گرہ دینا ۲۷ ہوا میں گرہ دینا ۲۸ ہوا میں گرہ دینا ۲۹ ہوا میں گرہ دینا ۳۰ ہوا میں گرہ دینا ۳۱ ہوا میں گرہ دینا ۳۲ ہوا میں گرہ دینا ۳۳ ہوا میں گرہ دینا ۳۴ ہوا میں گرہ دینا ۳۵ ہوا میں گرہ دینا ۳۶ ہوا میں گرہ دینا ۳۷ ہوا میں گرہ دینا ۳۸ ہوا میں گرہ دینا ۳۹ ہوا میں گرہ دینا ۴۰ ہوا میں گرہ دینا ۴۱ ہوا میں گرہ دینا ۴۲ ہوا میں گرہ دینا ۴۳ ہوا میں گرہ دینا ۴۴ ہوا میں گرہ دینا ۴۵ ہوا میں گرہ دینا ۴۶ ہوا میں گرہ دینا ۴۷ ہوا میں گرہ دینا ۴۸ ہوا میں گرہ دینا ۴۹ ہوا میں گرہ دینا ۵۰ ہوا میں گرہ دینا ۵۱ ہوا میں گرہ دینا ۵۲ ہوا میں گرہ دینا ۵۳ ہوا میں گرہ دینا ۵۴ ہوا میں گرہ دینا ۵۵ ہوا میں گرہ دینا ۵۶ ہوا میں گرہ دینا ۵۷ ہوا میں گرہ دینا ۵۸ ہوا میں گرہ دینا ۵۹ ہوا میں گرہ دینا ۶۰ ہوا میں گرہ دینا ۶۱ ہوا میں گرہ دینا ۶۲ ہوا میں گرہ دینا ۶۳ ہوا میں گرہ دینا ۶۴ ہوا میں گرہ دینا ۶۵ ہوا میں گرہ دینا ۶۶ ہوا میں گرہ دینا ۶۷ ہوا میں گرہ دینا ۶۸ ہوا میں گرہ دینا ۶۹ ہوا میں گرہ دینا ۷۰ ہوا میں گرہ دینا ۷۱ ہوا میں گرہ دینا ۷۲ ہوا میں گرہ دینا ۷۳ ہوا میں گرہ دینا ۷۴ ہوا میں گرہ دینا ۷۵ ہوا میں گرہ دینا ۷۶ ہوا میں گرہ دینا ۷۷ ہوا میں گرہ دینا ۷۸ ہوا میں گرہ دینا ۷۹ ہوا میں گرہ دینا ۸۰ ہوا میں گرہ دینا ۸۱ ہوا میں گرہ دینا ۸۲ ہوا میں گرہ دینا ۸۳ ہوا میں گرہ دینا ۸۴ ہوا میں گرہ دینا ۸۵ ہوا میں گرہ دینا ۸۶ ہوا میں گرہ دینا ۸۷ ہوا میں گرہ دینا ۸۸ ہوا میں گرہ دینا ۸۹ ہوا میں گرہ دینا ۹۰ ہوا میں گرہ دینا ۹۱ ہوا میں گرہ دینا ۹۲ ہوا میں گرہ دینا ۹۳ ہوا میں گرہ دینا ۹۴ ہوا میں گرہ دینا ۹۵ ہوا میں گرہ دینا ۹۶ ہوا میں گرہ دینا ۹۷ ہوا میں گرہ دینا ۹۸ ہوا میں گرہ دینا ۹۹ ہوا میں گرہ دینا ۱۰۰ ہوا میں گرہ دینا

۱ بھی نہ چھوڑنا - بالکل ڈھانا - نام و نشان مٹا دینا - برباد کر دینا - غارت کر دینا - لنکا میں آگ لگانا - یک ترا اصلی فقرہ ہے دوسرے محاورہ فساد کرا دینا - لنکا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دوسرے چمن کا گل

(گل صفحہ ۴) (میر تقی)

(۱) یہ شعر عارفانہ میر کے چھٹے دیوان کا مطلع ہے جس کا مطلب عاشقانہ اور عارفانہ یہ ہے کہ تمام کی بلند خیالی اس میں ہے کہ سرمہ بن کر یار کی نظروں میں پہنچیں ؎ خاکساری سرمہ سا ں شیوہ کریگا تو اگر ✣ دیدۂ اہل نظر میں تیرا گھر ہو جائیگا ✣ مگر میر صاحب کی نازک خیالی اس میں ہے کہ سرمہ بن کر آنکھ میں پہنچنے سے بھی کامیابی نہیں کیونکہ سرمہ آنکھ میں ضرور ہوتا ہے مگر بیں نظر نہیں ہوتا اور مطلب ہے یار کے پیش نظر رہنے سے ۔ مطلب یہ کہ میں اُسکی نظر میں رہنے کے لئے سُرمہ بھی بنا مگر نظر سے پھر بھی محروم رہا یعنی اسقدر تباہ ہو کر بھی پسند نہ آیا ✣ اسمیں معرفت یہ ہے کہ خدا انسان کی خاک کو کبھی قالب میں بدلتا رہتا ہے اپنے پاس نہیں رکھتا تاکہ اُسکی ذات میں ملا رہے۔ تغیر و تبدل کی گردش میں رکھتا ہے بقول ذوق ؎ خانۂ ہستی کا اپنی صحن ہے دشت عدم ✣ رہ گزر کیجے جہاں دم بھر رخصت نہیں ✣ میر کے سانوں دیوانوں میں نازک خیالی کی ۲، نغزتیں ہیں جیسا کہ پہلے چمن میں مفصل مذکور ہوا اس شعر میں بھی ایک نغزت ہے

(۲) اسمیں خوبی تعلیل ہے یعنی گل جو لال ہے تو یہ اُسکا اصلی رنگ نہیں بلکہ خدا کے جمال کے تھپڑوں سے لال ہو گیا ہے کہ اس نے جمال میں خدا کی برابری کا دعوی کیا تھا بجا دعوے پر تھپڑ کھا کے منہ توڑا لیا اور لال کرا لیا یعنی خدا کا جمال اصل ہے۔ دوسرے کا نقل جو ادنیٰ آدمی اعلیٰ رتبہ کی برابری کا دعوے کرتا ہے وہ منہ توڑا لیتا ہے ✣

(۳) ترے سے مراد خدا۔ کوچے سے مراد دل جو عارف لوگ دل میں خدا کو دیکھ رہے ہیں۔ آنکھ دوڑانے کا سفر کرکے کعبے جانے کی کچھ ضرورت نہیں ہے ✣

(۴) باغ میں گل کو تمام سبزہ پر حسن و جمال میں ناز ہے کہ اپنے برابر دوسرے میں خوبیاں نہیں دیکھتا۔ جب باغ میں حسین انسان پہنچا گل نے اُسمیں خدائی حسن و خوبیاں دیکھیں۔ اپنا ناز و دعوے بھول گیا۔ اور انسان پر ایسا عاشق ہوا کہ گلے پڑ گیا یعنی ہار بن کر انسان کے گلے پڑا۔ لطف یہ کہ یہ جو پھولوں کا ہار انسان کے گلے پڑا ہے تو یہ انسان کی طبیعت گل پر نہیں پڑی بلکہ گل عاشق بن کر گلے پڑ گیا ہے ✣

(۵) کعبہ خدا کا گھر ہے اور خدا کے گھر جانا یعنی مرنا ہے۔ بتخانہ مذہب عشق الٰہی کا عشرتکدہ ہے یعنی زندہ دلوں کے واسطے اور کعبہ مُردہ دلوں کی جگہ ہے۔ لطف یہ ہے کہ جب عشق الٰہی کے بتخانہ میں تھا تو زندہ تھا۔ اب جو کعبہ گیا ہے تو گویا مر گیا۔ اول تو خدا کے گھر گیا ہوا کوئی مُڑ کر آتا نہیں اگر اُس بے لطف جگہ سے دل برداشتہ جلدی بتخانہ کو مُڑ کر آیا تو گویا مُردہ سے زندہ ہو گیا ✣

(۶) قاعدہ ہے کہ خواہ کتنا ہی مال و مرتبہ و ملک جاوے مگر انسان کے لالچ کا ہاتھ آگے ہی کو بڑھتا رہتا ہے اور اسی میں رہتا ہے کہ اگر یہ شے ہاتھ آجائے تو آرام سے بیٹھ رہینگے۔ جب وہ ہاتھ آجاتی ہے تو دوسری کے واسطے ہاتھ پھیلاتا ہے اسی طرح فراغت کی طلب میں رہکر آرام سے بیٹھنا نصیب نہیں ہوتا ✣

(۷) جو اپنے آپ کو فنا کرلے وہ خدا کی ذات میں ملکر خدا ہو جاتا ہے۔ حق ہونا میں یہ لطف ہے کہ عارف کو مزا خدا بننا ہے

(۸) جو آدمی اپنے حسن و جمال و ملک و مال پر غرور کرے وہ انسان نہیں کیونکہ انسان جانتا ہے کہ اس جہان کے چمن میں ایک سے ایک اعلیٰ ہے۔ اور حسن انسانی حسن رحمانی کی نقل ہے۔ نقل کو اصل پر ناز نہیں ہو سکتا ✣

(۹) شوخ یعنی قاتل۔ سپہر کو مخاطب کرنے کے قرینے سے ثابت ہے کہ کشتہ کی خاک سپہر سے باتیں کرتی ہے جس سے معلوم ہوا کہ خاک بگولا بنکر آسمان تک پہنچی۔ گویا مقتول خاک میں ملنے سے زندہ ہو کر آسمان تک بلند ہو گیا اور قاتل کی خاک [illegible]

میں پہلے سے نہال چند ہو گیا۔ جب قاتل نے دیکھا کہ عاشق لوگ بہ نسبت زندگی کے مرکر بگولا بنکے زیادہ خاک اُڑاتے ہیں تو قتل سے ہاتھ اُٹھایا۔ اسوجہ سے کہ مقتول خاک کو راہ پر لے آیا یعنی قتل کی عادت چھڑا دی۔ بقولِ ذوق ؎

وحشت گئی نہ بعدِ فنا بھی مرا غبار ۔ باتیں کرے ہے سقفِ سپہر کہن کے ساتھ ۔ میر کی نازک خیالی کی ۲۰ نشتروں میں سے اِس شعر میں بھی ایک نشتر ہے ۔

(۱۰) تمہارے ملنے کی بڑی مراد تھی۔ تم ملاقات کو وعدوں پر ٹالتے رہے۔ آخر کو انتظاریاں کرتے ہوئے یہ نامراد مراد سے محروم ہی رہا۔ اِسمیں خوبی اشتقاق ہے کہ کام تمین بار علیحدہ علیحدہ مضمونوں میں آیا ۔

(۱۱) مسلمانوں کی شرع میں خوشبو اور خوشرو پر درود پڑھنا لکھا ہے جیسا کہ امانت کا شعر ہے ؎ جس نے نظارہ کیا صلِ علیٰ یاد آیا ۔ تیرے حصہ میں صنم حُسن خداداد آیا ۔ اور وہ خوبرو درود سُنکر خفا ہو کے گالیاں سُنا گیا کہ ہمارے حُسن کو کیوں ناپسند کرتا ہے اور کیوں اسپر درود پڑھتا ہے۔ ناحق کا لفظ اِسواسطے کہا کہ تعریف اور دعا سے بھی یار بُرا مانتا ہے۔ بھلائی کرتے بُرائی ہوتی ہے ۔

(۱۲) فرہاد اپنے سر میں تیشہ یعنی لسبولا مار کر مرا تو گویا بڑا جسیم اور قوی تھا۔ اور جسیم اور قوی ہونا عشق کے برخلاف ہے۔ کیونکہ عاشق کی تعریف لاغری اور ناتوانی میں ہے۔ تو فرہاد کا تیشہ سے مرا کوئی عجیب بات نہیں۔ ہم ایسے لاغر اور ناتوان ہیں کہ اپنا ناخن مار کر مر سکتے ہیں ۔

(۱۳) ٹکٹکی لگانے اور انتظاری کی کثرت سے نظر جاتی ہے یہاں اسقدر انتظاری کی کہ نقشِ قدم کی طرح آنکھیں انتظاری میں گڑ کر اندھی ہو گئیں ۔

(۱۴) چیرا ایک دو رنگ کی پگڑی ہوتی ہے جسکی زمین سرخ ہوتی ہے ۔ بیچ میں زردی کی دھاریاں ہوتی ہیں جیسی کہ لہریا کپڑا چنی اور سُرخ و زرد دھاریں ہوتی ہے۔ مطلب یہ کہ جب خوبرو عمدہ بندش سے چیرا باندھکر نکلا تو اُسیوقت تجھے اندیشہ ہو گیا تھا کہ اس عمدگی پر کبھی خلقت نہ گرجاوے سو وہی اندیشہ پیش آیا کہ خلقت مشتاق ہو گئی۔ اِس کا رواج سندھ اور دکن کے راجپوتوں میں ہے۔ وہ ایک پیچ سے داڑھیوں پر ڈالدیتے ہیں جس سے اُن بانکوں کا بانکپن زیادہ بڑھ جاتا ہے ۔

(حل صفحہ ۵)

(۱) باغ سبز سے مراد ڈاڑھی ہے۔ اور آئینہ کو چشمِ حیراں سے تشبیہ ہے۔ انسان کی ڈاڑھی والے چہرے کے سامنے آئینہ بھی مات اور حیران ہے ۔

(۲) دل زدہ معنی عاشق۔ یعنی فنا کے مرنے کے شوق میں خود تلواروں کے نیچے آیا۔ تلوار سے مراد ابرو و عشقِ الٰہی ہے

(۳) آئینہ انسان کی صورت میں خدا کا حسن و جمال دیکھکر حیران ہے۔ لطف یہ ہے کہ جو حیران ہوتا ہے وہ اُسکا منہ تکا کرتا ہے۔ جس پر حیران ہو اور آئینہ منہ کے سامنے ہو کر منہ دیکھا ہی کرتا ہے ۔

(۴) غریب آدمی کے چراغ میں تیل تھوڑا سا ہوا کرتا ہے وہ تھوڑی ہی دیر میں بجھ جاتا ہے اسکو ساجھا بتی کہتے ہیں یعنی غریبوں کو رات بھر چراغ جلانے کا مقدور نہیں ہوتا ساجھا بتی کر کے اندھیرے میں پڑے رہتے ہیں۔ اسی طرح دل زلف کی شام سے اندھیرے میں پڑ گیا۔ مُنہ کی صبح چاندنا کرینگی ۔

(۵) بوالہوس یعنی لالچی۔ اصطلاح میں خام عشقی رقیب۔ مطلب یہ کہ رقیب کو کہیں یار کا تراشیدہ حنائی ناخن ملگیا اُسکو گلے لگانے سے کچھ خراش کا نشان ہو گیا۔ اِس سے اِترا کر اتنا مبالغہ کرتا ہے کہ یار کی شمشیر یعنی ابرو کے شہید دل کی برابری کرتا ہے اسکو یار اور عشق کی کوئی نعمت نصیب نہیں یعنی عشق میں جھوٹا ہے بلا صدمے تکلیف کا علم مجانا ہے

(۶) نُہ بمعنی نو۔ نہ کی تعداد بجز آسمان کے کوئی مشہور نہیں ہے اِس قرینے سے نُہ کے عدد سے آسمان معدود سمجھے گئے۔ آسمان در اصل سات ہیں آٹھواں خدا کا تخت جسکو عرش کہتے ہیں اور نویں کرسی شامل کر کے نو آسمان شمار میں آتے ہیں نہ اور نالہ میں صنعت حرفی ہے جیسے کہ جمعِ اول کے صفحہ ۵۲ کے غالب کے چھٹے شعر کی شرح میں

گزری یعنی نہ سے نالہ میں بیچ کے دو حرف الف لام زیادہ ہیں اہل نازک خیالی سے نالہ کو تو آسمان سے بڑھایا۔ چونکہ تو آسمانوں سے آگے کوئی چیز نہیں ہے بجز خدا کے اسواسطے کہا ہے کہ نالہ خدا کے پاس جا پہنچا میر کی بہتر نشتروں میں سے ایک

(۷) جیسے کہ چمن کی سرسبزی اور رونق نہر سے ہے ویسے ہی قمریوں یا بلبلوں سے ہے۔ اگر بلبلیں نہوں تو چمن باغ ایسا ہی ویران اور بے رونق نظر آئے جیسا کہ بدون نہر کے اب جو چمن کا پانی ٹوٹا شاگرد چمن بے رونق نظر آتا ہے۔ شاید عاشقان چمن یعنی بلبل قمریاں مرگئیں۔ غرض یہ ہے کہ حسن کی رونق اور آب و تاب عشق سے ہے +

(۸) جو شخص ہزار منت و زاری تدبیر اور حکمت سے ڈھب پر نہ آئے وہ ایک بھاری پتھر ہے اُسکا چھوڑنا ہی اچھا ہے +

(۹) جو غمگین صورت اور چڑی خو والا ہوتا ہے وہ ہمیشہ رنج و غم ہی میں بلا کڑھا کرتا ہے۔ اُداس صورت اور چڑی خو اچھی نہیں ہوتی +

(۱۰) حسن جوانی اور مال و منصب دنیاوی چند روزہ ہوتا ہے جیسا کہ مثل ہے چار دن کی چاندنی اور پھر اندھیری رات ہے

(۱۱) جب تک بال سیاہ ہیں حسن کا چاند نا ہے۔ اور جب بال سفید ہوگئے تو حسن کا اندھیرا ہے۔ نسیم سبزے کو پکا کر زرد کر دیتی ہے اسلئے ظالم کہا۔ یہاں مراد بڑھاپے سے ہے +

(۱۲) ہم نے تمام عمر سب کے پاؤں کی خاک سے بھی نیچے رہکر زندگانی بسر کی۔ بسر کے لفظ میں یہ لطف ہے کہ ہماری عمر خاک بسر رہی یعنی خاکساری میں ہم نے اپنے سر پر تمام عمر لوگوں کے قدموں کی خاک رکھی یعنی قدموں کے نیچے رہے

(۱۳) جگہ بہ جگہ اور رنگ برنگ اور قسم قسم کی مٹی سے وجود آدم بنا ہے جیسا کہ رسوم ہند میں آدم کے قصے میں ہے

(۱۴) دنیا میں مُنہ دیکھے کی محبت ہے جب ایک دوسرے میں دُوری پڑ گئی تو کوئی کسی سے محبت نہیں رکھتا۔ جس طرح کہ مرے ہوئے عزیز کو بھول جاتے ہیں +

(متعلق صفحہ ۶)

(۱) لے میر کہ لیے تو کیا کہیے۔ جس طرح چھپتا ہوا آفتاب ہوتا ہے اسی طرح بڑھاپے میں عبادت کی سُو بھی۔ جب عمر گزرنے لگی جب آفتاب چھپنے لگتا ہے تو دھوپ زمین سے منڈیر پر چڑھ جاتی ہے +

(۲) انسان کے بالوں کے آگے مشک ختن ہی خوشبوئی اور سیاہی میں شرمندہ نہیں ہے بلکہ تمام عنبر سارا بھی شرم سے پانی پانی ہے۔ عنبر سارا ایک خوشبو ہے جو آگ پر رکھنے سے پانی کی طرح ہوکر جل کے خوشبو دیتا ہے۔ سیاہ رنگ کا ہوتا ہے۔ عنبر سارا یوں شرمندہ ہے کہ بال انسان کے آنکھیں چہرے پر ہیں اور یہ کیلوں کی آگ پر +

(۳) ہماری آنکھوں میں رونے کی کثرت سے ہمیشہ ساون بھادوں کی برسات رہی مگر پلکوں کے سبزہ کی طرح ہم ویسے کے ویسے ہی رہے۔ بڑھے نہ گھٹے۔ ساون میں ہرے ہوئے نہ بھادوں میں سوکھے۔ لطف یہ کہ اور بالوں کی طرح پلکوں کے بال نہیں بڑھتے اور سفید بھی بہت ہی عمر میں جا کے ہوتے ہیں +

(۴) بیکس غریب خستہ حالوں کی ستر اور پردہ پوش زمین ہے اسلئے میں زمین کے برابر ہوگیا۔ تاکہ خلقت اس بُرے حال میں مجھے نہ دیکھے بقول محقق ؎ بغیر سبزہ نپوشد کسے مزار مرا + کہ قبر پوش غریباں ہمیں گیاہ بس است

(۵) خدا در اور دُکھ سرہی کے سبب ہم کودے رہا ہے ہم اس سرہی کو اُسکی نذر کرینگے۔ اُسکا مطلب بھی سرہی کے لینے کا ہے سو پورا کر آوینگے۔ خلاصہ یہ کہ جو خدا کی راہ میں سر دے دیتا ہے اسکو کوئی تکلیف نہیں رہتی ہمیشہ کا گھر بنجاتا ہے۔ خدا کو سر دینا یعنے خدا کے عشق میں فنا ہونا +

(۶) عاشق کے شور و زاری سے قیامت کے میدان میں بھی بھاگڑ پڑ جائیگی۔ جس طرح عشق کے شور نے یہاں بلوا دی ویسے ہی وہاں بھی ہوگی۔ عبادت اُنکی عبادت اور زہد ریائی میں بہت نقص نکلتے۔ مذاق یہ کہ عاشقوں کی یہاں بھی جیت ہے وہاں بھی +

(۷) اپنی جان کی بابو کسی عزیز کی جان پیاری نہیں ہے اگر اپنے مرنے کے پیچھے جہان رہا تو اپنے آپ کو کچھ فائدہ نہیں

(۸) رنج و غم کی کثرت میں رات اور دن میں کچھ تمیز نہیں رہتی۔ راتوں کے رونے کی کثرت نے جو رات کو دن کر دکھایا

تو رات دن میں کچھ تمیز نہ رہی یعنی راتوں مصیبتیں رہیں +

(۹) خدا پاس ہے اور نظروں سے پوشیدہ ہے +

(۱۰) جس طرح نالہ بے اثر نکلا کہ اُس پر یار کو ترس نہ آیا - اِسی طرح آہ بھی بے اثر نکلیگی کہ اُسکے دل کو نہ ترا دیگی مگر آہ کا بھی دل کا دل میں کیوں رکھتا ہے کھول ہی لو - دل کی تسلی تو ہو جائیگی +

(۱۱) جس طرح صبا یعنی صبح کی ہوا باغ میں سے جھٹ پٹ گزر جاتی ہے اِسی طرح اس سے بہت کم عرصہ میں انسان کی عمر نکل جاتی ہے - صبا سبزہ کی جان فزا اور جلد گزر ہوا لی ہے اِسلئے اسکو مخاطب کرکے جلد فنا پذیر عمر سے تشبیہ دی +

(۱۲) میرے ہمراہ سے تمام خلقت کو ایسی غیرت آئی کہ تمام خلقت پانی پانی ہوگئی - گویا اپنی ہی شرمندگی کے پانی میں ڈوب گئی - اور نوح کے طوفان نے تو زمین ہی ڈبوئی تھی +

(۱۳) تازیانہ یعنی کوڑا جیسے گھوڑا کوڑا کھا کے دوڑتا ہے اِسی طرح غنچوں کے کھلتے ہی جھٹ پٹ بہار جاتی رہتی ہے +

(صفحہ ۷)

(۱) اپنے ہی دل میں غم ہجر کے زخموں سے گلزار کھل رہا ہے - اِسکے سوائے اور گلزار کا کیا دیکھنا ہے +

(۲) جس طرح تلوار کا کھیت یعنی میدان جنگ تلوار سے کٹ جاتا ہے اِسی طرح ظالم کو ظلم ہی لے رہتا ہے +

(۳) گل کے اندر زر یعنے زیرا تھا - اِس زرداری پر وہ مغرور تھا - آخر کو زر اور رنگ دھریاں جھڑ گئیں + اِسی وجہ سے گل خالی دامن باغ سے گیا - اِسی طرح سب اسباب و مال والے جہان سے خالی جاتے ہیں سب کچھ یہیں رہجاتا ہے +

(۴) جہان کے چمن میں لطف زندگانی عزیزوں سے ہے - جب عزیز نہ رہا تو اُسکا بھی لطف زندگانی نہ رہا - گویا یہ جیتا ہی مرگیا ساقی سے مراد نہایت عزیز ہے +

(۵) اے سودا تمام عمر عشق کما کر اب جو تو بڑھاپے میں حشر کا خوف کرکے عبادت کا خیال کرتا ہے اس میں ساری عمر کی کمائی جاتی رہیگی - اور اس چند روزہ آخری عمر میں عبادت بھی ہو سکیگی - پس یہ جو عشقیہ عمر کا پیمانہ لبریز ہے اس کو سنبھالا کر رکھ - کبھی ایسا نہو کہ حشر کے خوف سے ہاتھ تھرتھرا کر یہ نعمت کا بھرا پیالہ گرجاوے - جب عشق کی پونجی پاس ہے تو حشر کا کچھ ڈر نہیں - خلاصہ یہ کہ جس نعمت کو انسان نے بڑی مشقت اور جانکاہی سے مدتوں میں کمایا ہو اُسکو کسی اور خیال خام سے نہ کھو بیٹھے - یہ شاعر لوگ عاشق کے روپ میں آکر شعر کہتے ہیں +

(۶) اپنی اپنی تعریف سب کرتے ہیں اور سبھی اپنے آپ کو اچھا جانتے ہیں اصل قابل تعریف اور اچھا وہ ہے جسکی ہمسر تعریف کریں اور اچھا کہیں - سودا سے مراد قابل تعریف شخص ہے اور ہم سے دیگر ہمسر +

(۷) اکثر واعظ لوگوں نے وعظ و درس کو کمائی اور نامداری کا پیشہ کر رکھا ہے - نیک اعمال و خیرات کی ہدایت اوروں کو کرتے ہیں اور آپ عمل سے ڈھول کی طرح خالی ہیں مصرعہ اے طبل بلند بانگ دور باطن ہیچ + شعر ترک دنیا مردم آموزند خویشتن سیم و غلا مدوزند + یعنی یہ لوگ دور کے ڈھول سہاونے ہیں - انکی نصیحت میں طمع شامل ہے اِسلئے ان کی بات پر پیدا دسو کے میں آنا ہے +

(۸) خدا کے جمال کے آگے تمام نور و جمال مات ہیں - بزم سے مراد محفل عشاق خدا ہے اپنے عزیز بغیر شمع کی روشنی اندھیرا ہے اور جب عزیز پاس ہو تو شمع کی کچھ ضرورت نہیں عزیز ہی سے جان روشن ہو جاتی ہے گویا شمع کی روشنی پر جان نہیں رہتا +

(۹) بساط یعنی ہستی - قبضہ + جب سے عشق خدا کا ہوا ہے دل ہی سے صبر کیا +

(۱۰) عاشقان خدا کو خدا کے ہجر میں خیال کے ہی خنجر لگتے رہتے ہیں - عزیز کی جدائی میں تڑپ تڑپ کر راتیں کٹتی ہیں +

(۱۱) اگر لبوں پر آکر دم ٹھیرا تو ہم اسکو دھرا رکھینگے کہ یہ جا بھی آئیو تاکہ دم بکو ترس کر نہ جائے اِسی واسطے مرتے دم خدا کی یاد دلاتے ہیں تاکہ اُسکی یاد میں جاوے +

(۱۲) بڑھاپے میں جوانی کے ذوق شوق کم ہو جاتے ہیں جوانی کو رات اور بڑھاپے کو صبح سے تشبیہ ہے +

(صفحہ ۸)

(۱) مشک کے سونگھنے سے ذرا سی اُونگھ آجایا کرتی ہے۔ اور سانپ کے کاٹے سے بھی اور بالوں کی لٹ کو سانپ سے تشبیہ ہے۔ یہ بالوں کی خوشبو سے مہک کے اونگھا بالوں والا یا مخمل کرتا ہے کہ اسکو سانپ نے کاٹ لیا یعنی ہمارے گیسو کے سانپ نے خلاصہ یہ کہ آدمی کسی مرض اور رنج میں مبتلا ہوا اور جھوٹے بازاری بدگمان کوئی دوسرا بدگمان کرے

(۲) کافر کہنے میں دین سے انکار کرنیوالے اور پھیرنیوالے کو۔ نگاہ موصوف ہے اور کافر صفت یعنی روزگار جس سے انسان اپنے دین سے پھر جاوے۔ کافر کا دین یہ ہے کہ کلمہ نہ پڑھے۔ اگر اُس نے کلمہ پڑھ لیا تو وہ اپنے قدیمی دین سے کافر ہوگیا کلمہ پڑھنے اور دیکھنے کا فاعل بہلا کا ہے + تو ایسا جادو نگاہ ہے اگر تجھے تیرے دین سے کافر دیکھ لے تو تیرے ہی دین کا کلمہ پڑھے اور اپنا دین چھوڑ دے پرتنا نیر کی تعریف میں کہا جاتا ہے +

(۳) غافلوں کی نسبت بولتے ہیں جو ہشیار کرنے سے ہوشیار کر بیوالوں پر فدا ہوتے ہیں +

(۴) جب میں نے اُنکو سُنایا کہ آپ کیوں نہیں آتے تو جواب دیا کہ تم اس قابل نہیں ہو کہ ہم تمہارے ہاں آویں +

(۵) تیرہ جانیوالے کمال پر داغوں کے اتنے چراغ جل رہے ہیں کہ دیوالی کے پٹاخے اتنے نہیں اور روشنی اُنکے آگے ماند ہے

(۶) کوئی شخص کسی آفت سے ہزار بچے مگر جب مت ماری جاتی ہے تو پھنس ہی جاتا ہے (مصرعہ) تبوں سے بچ کے بیٹھا ہوں پر آفت آہی جاتی ہے +

(۷) بے رواجی یعنی بیقدری اور کچھ نہ ٹٹنا۔ سکہ کا کھوٹا ہوجانا یعنی میری ایسی بیقدری ہے کہ اگر وہ میری بیقدری پر اپنا پورا زور دکھاوے تو اگر میں اپنا کھرا درم یا روپیہ صراف کو دکھاؤں تو صراف کی آنکھ کی جھپک سے میرے درم یا روپے کے نقش یعنی سکے کے حروف و نشان مٹ جاویں اور قاعدہ ہے کہ جب ٹپ یا پیسے پر سے حرف گھس جاتے ہیں تو اُسکو کھوٹا جانتے ہیں۔ اور لیتے نہیں بلکہ کم قیمت میں لیتے ہیں نصیحت یہ ہے کہ بیقدر کی قیمتی چیز بھی کچھ قدر نہیں پاتی

(۸) کسی چیز کی لو لگنا ایک مرض ہے، اور اُسکی دوا اُسی چیز کا ملنا ہے مگر بیمار سے تحصیل مراد میں کچھ کوشش نہیں ہوسکتی اِس حسرت پر کہا ہے کہ لے بار تو اس مراد کے بیمار کا حال اگر پوچھتا ہے تو اس بیمار کی یہ دعا ہے کہ خدا دنیا کی کسی چیز پر مبتلا نکرے ورنہ مراد کے رنج و غم ہی میں جان جاتی رہتی ہے۔ خلاصہ یہ کہ بے مقدور کو صاحب مقدور کی نعمتوں کی خواہش کرنا بیفائدہ رنج و غم میں مزا ہے +

(۹) خونِ دل پینے ہوئے میرا گلا ایسا پھٹ گیا جیسا سیندور کھانے سے پھٹ جاتا ہے اور گلا پھٹنے سے آواز بگڑ جاتی ہے اِسلئے خونِ دل پینے سے میرے نالۂ پُرشور کے راگ کا لطف جاتا رہا +

(۱۰) زمینِ شور یعنی کلر زمین و ٹھیل میدان جہاں کچھ سبزہ نہ اُگے۔ شورِ بختی یعنی بدنصیبی۔ قسمت میں کچھ نہ ہونا شور کی زمین مضمون اور الفاظ سے سرسبز ہوتی ہے اگر میں اپنی شوربختی کا مضمون لکھنا چاہوں تو میری شوربختی یعنی بدنصیبی کی تاثیر سے نہ مضمون ملے نہ الفاظ ملیں۔ مثل کی زمین کلر زمین کی طرح چٹیل اور کوری رہے۔ اِسمیں بختی کا مبالغہ ہے

(۱۱) میرے زخم کو تکلیف کی ایسی چاٹ لگی ہے کہ اگر انگور آنے یعنی زخم کے بھرنے یا اچھا ہونے کا نام سُن لے تو خون کے آنسو بہانے لگ جاوے چاہتا ہے کہ میں کھلا ہی رہوں اور اچھا نہ ہوں۔ تکلیف پسند لوگوں کو راحت میں مزا نہیں آتا

(۱۲) پستی اختیار کرنے سے بلندی حاصل ہوتی ہے اور تواضع کرنے سے سرفرازی۔ بہت ڈونگے کنویں کا پانی دوری کے سبب تارا سا چمکتا ہے اِس زیادہ پستی یعنی عاجزی سے وہ تارا سا یعنی تارا کہلاتا ہے +

(۱۳) تلوار کے تلے دم لینا۔ یعنی مرنے دم کے سامنے۔ ہر دم موت کی چھری گردن پر جاننا یعنی تمام زندگی کو ایسا سمجھو جیسا کہ جلاد کی تلوار کے تلے مقتول نے کوئی سانس لیا اور اس سانس کو غنیمت جانا +

(۱۴) جو دوست یا چیز عین انتظاری میں جاوے اُسکی خوشی پر کہا جاتا ہے اِسمیں ہوچکا میں خوبی تجنیس ہے +

(۱۵) آسمان کسی کی فریاد نہیں سنتا جیسا کہ شیخ نظامی فرماتے ہیں ؎ بیفتد دریں طشت فریادِ کس ۔ کہ برتابہ شدۂ فریاد

مصیبت اور آفت کے وقت کوئی فریادرس اور مددگار نہیں ہوتا کسی کے پاس رونا چلانا بیفائدہ ہے +

(حل صفحہ ۹)

(۱) آنکھوں کے رونے سے سوجھ گیا کہ جس طرح ہمارے آنسو آنکھوں سے کثرت سے گرتے ہیں اسی طرح اس کثرت کے رونے سے ہم دوست کی نظر سے گر جاویںگے - رونے سے افشائے راز ہوتا ہے اسواسطے یار کو رونا بُرا لگتا ہے

(۲) ایمان سے مراد شرع عشق حق میں شرع کی پابندی نہیں رہتی ٹوٹ جاتی ہے اسلئے حسن الٰہی کو دشمن ایمان کہا - مطلب یہ کہ جھٹ پٹ عشق کے دام میں پھنسنا نہ چاہئے اسمیں بڑی بڑی آفتیں مصیبتیں اور نقصان ہیں +

(۳) حُسن سے ایمان بگڑ جاتا ہے - اسواسطے ہرزن ایمان حسن کا لقب ہے اور دروغگو کی بھی قدیمی لقب ہے اور دروغگو کی قسم و یمین کا اعتبار نہیں رہتا خواہ کیسا ہی سخت عہد و یمین کرے +

(۴) اسکا مطلب بھی اوپر کے مطابق ہے +

(۵) اسمیں نازک خیالی کا مذاق یہ ہے کہ خدا کو اپنی لاکھوں برس بندگی کرانا اتنی پسند نہیں ہے جتنی آدم زاد تبوں کو ایک سجدہ کرانا اُسکے مذہب عشق میں تبوں کو سجدہ کرنا عین مقبول عبادت ہے اور مسجد و کعبہ میں خدا کی بندگی کرنا گویا بانا

(۶) عاشقان خدا جو عشق حق میں شہید ہو جاتے ہیں اُنکی تربتوں پر تا حشر چراغ جلتے ہیں - دیکھو حجین اول کے صفحہ ۲۱ کے نمبر ۲ کے شعر ذوق کی شرح +

(۷) اکثر شکاریوں کا فن ہوتا ہے کہ وہ ہلکی سی ایک ٹٹی ہاتھ میں رکھتے ہیں اُسکی اوٹ میں ہو کر شکار کے پاس جاتے ہیں پھر نشانہ لگاتے ہیں وہ پاس کا نشانہ بہت زور سے لگتا ہے - اسمیں خوبی تشبیہ ہے کہ آنکھ کو شکاری اور نگاہ کو ٹٹی اور دل کو شکار سے تشبیہ دی - مطلب یہ کہ جیسا دل کو حسن پسند ہے ویسا ہی حسن کو دل کا شکار مرغوب ہے اسلئے حسن کی آنکھ دل ہی کے داؤ گھات میں لگی رہتی ہے کہ اسکو شکار کیجے اور دل بھی شکار ہونا چاہتا ہے - کیا لطف ہے کہ جسقدر شکاری کو شکار کی خواہش ہے اُس سے زیادہ شکار کو شکاری کی +

(۸) دل موصوف پایمال صفت - یکسا استعمام انکاری یعنی قاتل - دل کا خون کرکے دامن بچا کر نہیں بھاگا کیونکہ دل تو ابتدا سے اُسکا پایمال اور ریگِ خاص ہے کہ منہدی بنکر اُسکے پاؤں سے لگا ہوا ہے بلکہ وہ تو ہم بچاروں کے جھوٹوں گرفتہ دل کی شکت میں قتل ہوا ہے) خون کے الزام سے یدّ بچا کر گیا ہے کہ خون کے چھینٹے سے قتل کا الزام نہ آجائے - اشارہ یہ ہے کہ خدا آپ مارتا ہے مگر اپنے ذمے الزام نہیں لیتا - بیماری وغیرہ کے ناپم کر دیتا ہے +

(۹) حسن الٰہی کا ایسا دلفریب کوچہ ہے کہ اُسمیں جاکر وہ اہل دل جنکو دل کے قبضے پر بڑے بڑے دعوے ہوتے ہیں دل کے ساتھ ہی آپ بھی پھنس جاتے ہیں پس اُسی کی خیر ہے جو حسن کے کوچے میں نہیں گیا یعنی حسن کی طرف خیال نہیں کیا

(۱۰) ظاہر ہے کہ سورج نرا سر ہی ہے گویا سورج خدا کی تلاش میں سر کے بل گھوم رہا ہے - اس ادب اور کوشش سے اسکو چشم جہان کا مرتبہ ملا - اسی طرح جو انسان اُسکے عشق و تلاش میں صدق و نیاز سے سرگرداں رہیگا وہ آفتاب عالمتاب ہو جائیگا -

(۱۱) بیوفاؤں کی بے دردی اور بے رحمی سے اُمیدوار کا دل اِس طرح سوکھ جاتا ہے جس طرح جاڑوں میں پالے کے مارے پتے - سرد مہر کے واسطے پالا اور پالے کے لئے پتوں کا جلانا مُحاورے سنا مسامحات ہے +

(۱۲) اکثر درختوں کے لمبے چوڑے پتے ہاتھ کی صورت ہوتے ہیں اور ہلتے ہوئے آپس میں ملتے ہیں - ایسے معلوم ہوتے ہیں جیسا کہ کوئی افسوس کے ہاتھ ملتا ہے گویا درخت اپنے پھول اور پھل کے ہاتھ نہ لگنے سے کہ اسکے پاس نہیں رہتے افسوس کے ہاتھ ملتے ہیں - دنیا سے سوائے افسوس کے کچھ ہاتھ نہیں آتا +

(۱۳) زبردست ظالم - کسی بیچارے مظلوم پر ظلم کرے اور آہ تک بھی نہ نکلنے دے اگر نکالے اور زیادہ خفا ہو کر ظلم کرے ناچار بیچارہ مظلوم اُف بھی نہیں کرتا ولی مثل ہے کہ ٹھاڑا مارے اور رونے نہ دے +

(۱۴) ہمارے سینے کے اندر پھوڑا ہے یعنی دل اور مدعی کے سینے کے اوپر چپر فلنتر آسانی سے لگ سکتی ہے اور چنداں تکلیف نہیں ہوتی ظلم دل کے پھوڑے پر اسکی اُلفت کی فلنتریں کھا رہے ہیں اور مزے آرہے ہیں اور در وغ دعوے رقیب کی منہ پر لگے فلنتر کا نام ہی سنکر زرد ہو گیا۔ اپنے آپ کو بڑھانا اور رقیب کو گھٹانا عشق کی غیر تانہ شرط ہے +

(۱۵) عشق میں محبوں کی دھوم ہماری دھوم کے آگے نام کو بھی نہ رہی ہر ایک زمانہ میں اعلیٰ سے اعلےٰ پیدا ہوتا رہتا ہے کوئی زمانہ پہلے زمانہ کے فن سے خالی نہیں رہتا ؎ ایک مالی جو گیا دوسرا بہزاد آیا +

(۱۶) شکار تیر کھا کر جلدی مرجایا کرتا ہے۔ اگر شکاری جلدی سے ذبح کرلے تو تا محق جان حلال ہے۔ اور اگر ذبح میں دیر لگائی تو مرکر ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔ پھر اُسکا کھانا حرام ہے۔ شکار کو تیر کھا کر جو مزا آیا تو تڑپا تڑپا کر وہ زندہ جان کر ذبح کرے اور اُسکے ہاتھ سے ذبح کی بھی لذت اُٹھاؤں شربت دیدار سے بھی شاد کام ہوں۔ پھر اُسکے دسترخوان سے مشرف ہو کر اُسکے لب و دہان سے محظوظ ہوؤں اور جان کے حسب مراد خرچ ہونے پر ہمیشہ کی زندگی اور خوشی حاصل کروں مگر افسوس یہ سب حسرتیں دل ہی میں رہ گئیں۔ اور تڑپ تڑپ کر جان رائیگاں اور حرام راہ گئی۔ خلاصہ یہ کہ محنت سے کوئی نعمت کمانا اور سستی سے کھو دینا نعمت کو بھی افسوس ہے اور نعمت والے کو بھی

(حل صفحہ ۱۰)

(۱) جو زندگی سے بیزار ہوا اسے بیماری کا کیا خوف اور صحت کے واسطے تکلیف اور نقصان کیوں اُٹھائے جس چیز کی خاطر کوئی تکلیف دینا چاہے جب اُسکو چیز ہی کی ضرورت نہ ہو تو تکلیف کیوں گوارا کریگا +

(۲) نیم نگہ کن آنکھیوں آنکھ دبا کر ناز سے دیکھنے کے وقت ہوتی ہے۔ یہ نگاہ کرم ہے خدا کا کرم عاشقوں کو ستم سے زیادہ مانا ہے

(۳) جب آپ جل بجھ کر راکھ بن گئے تو سینے کی انگیٹھی میں دل کی آگ تن کی راکھ سے دب گئی + اور آگ کو دیر پا رکھنے کے لئے راکھ میں دبا تے ہیں اسلئے ہمارے دل کی آگ قائم ہے +

(۴) یہ جو مسجد میں مؤذن اور خطیب چیختے ہیں یعنی باآواز بلند اللہ اکبر کہتے ہیں کہیں اُس بت کافر عاشقوں کے بت یعنی خدا نے کوئی جلوہ دکھا دیا ہے تب ہی اللہ اکبر اللہ اکبر انکے منہ سے بیخود نکلتا ہے +

(۵) شریر بچی کو مال و مرتبہ کا ملنا زیادہ شرارت بڑھا دیتا ہے وہی شکل ہو جاتی ہے کہ ایک تو کریلا دوسرے نیم چڑھا

(۶) عشق کا اختیار کرنا محض نادانی اور نقصان ہے۔ روز ازل کو جب عشق اور عبادت کی تقسیم ہونے لگی تو زمین و آسمان ملائک و جن وحیوان عشق کے بوجھ کو لی نہ اُٹھا سکے۔ عبادت کا ہلکا بوجھ اُٹھایا اور عشق کے بارگراں کو انسان عالی ہمت ضعیف البنیان نے جہالت سے اُٹھا لیا۔ جس جہالت اور نقصان کو خدا تعالیٰ قرآن شریف میں جتاتا ہے کَانَ الْاِنْسَانُ جَھُوْلًا یعنی انسان جاہل ہے اور اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ یعنی انسان نقصان میں ہے۔ اور اسی مضمون کو حافظ صاحب اپنے دیوان میں فرماتے ہیں + ؎

آسماں بار امانت نتوانست کشید + قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند + امانت سے مراد عشق ہے +

(۷) قسمت کا لکھا یعنی پیشانی کا لکھا یہاں مراد خط کے کاغذ کی پیشانی یا عنوان یعنی (سرخی نامہ یا سرنامہ سرخی یا سرنامہ شروع کا وہ مختصر فقرہ جلی قلم سے اوپر لکھا ہوتا ہے جس کا نیچے بیان ہوتا ہے جیسے گلستان بوستان میں لکھا ہوتا ہے کے الفاظ مثلاً حکایت شاطر سپاہانی موٹی قلم سے۔ پھر نیچے شاطر سپاہانی کا دو ورق پر بیان ہے خط کی پیشانی کو بطور اختصار اور لحاظ ادب کے کہ بے احتیاطی کے سبب کہیں بے ادبی نہ ہو الف کا اول حرف یعنے الف شکستہ خط میں لکھ دیتے ہیں جسکی صورت لام کی بن جاتی ہے۔ مروڑی بھی دیدیتے ہیں جس سے گرہ گیر زلف کی صورت اور کشش کے سین والے سو کی صورت بنجاتی ہے۔ شاعر نے قسمت کے لکھے اور عنوان کے لکھے سے خط کی پیشانی پر نظر کرنے کا اشارہ کیا اور سو ہاتھ کے لفظ سے پیشانی کا رسمی نشان جس سے اللہ کا نام اور اُسکی زلف کی صورت مراد ہے جنانچہ

کیونکہ ظاہر ہے کہ سب خط کے الفاظ کو پڑھتے ہیں اور مضمون پر بار بار غور کرتے ہیں اور پیشانی کے نشان پر کوئی دھیان نہیں کرتا اِسلئے اسمیں یہ نازک خیالی کا مذاق ہے کہ وہ جو پیشانی پر اللہ کے نام اور اُسکی زلف گرہ گیر کا نشان ہے تو میرے خط کا عنوان ہے اور سارا خط اُسی کا مفصل بیان ہے یعنے میرے خط کا مضمون اللہ اور اُسکی زلف کی تعریف ہے اور پیشانی کے نشان سے زلف سے مراد ہونا ان ہی کے اِس شعر سے واضح طور سے ثابت ہے ؎

ہوتی نہ یا دزلف تو خطِ شکستہ میں لکھتے الف خطوں کی نہ پیشانیوں میں ہم +

(۸) اشکوں کے آنے سے دل کا عشق ظاہر ہوجاتا ہے۔ مژگاں کو نیزے سے تشبیہ دی ہے اور مژگاں پر اشک کے قطرے ہونے کی وجہ سے سو نیزے پانی چڑھنے کی مثال دی ہے +

(۹) رشک کے مارے میں چاہتا تھا کہ یہ تیر میرے لگے تو اچھا ہے اسکا مزا میں لوں دشمن نہ لے کیونکہ اسکا تیر نظر عنایت ہے یعنی خدا کی سختی بھی لطفوں سے خالی نہیں +

(۱۰) میں نے جو عشق میں دھوم مچائی میری تشبیہ سے مجنون زندہ اور کھڑے ہوگئے یعنی انسان وہ چشمۂ آب حیات ہے کہ مردوں کے نام کو زندہ کرتا ہے +

(۱۱) عورتوں میں ایک طریقہ ہے کہ جب وہ بہت دنوں کے بعد اپنے کسی چھوٹے عزیز سے ملتی ہیں یا کسی بچے سے خوش ہوتی ہیں تو اُسکے سر پر ہاتھ پھیر کر اور اپنی کنپٹیوں پر دونوں ہاتھ کی اُنگلیاں رکھکر چٹخاتی ہیں اُسکو بلائیں لینا کہتے ہیں۔ غنچوں سے جو چٹخا مالکلا تو معلوم ہوا کہ غنچے باغبان یعنی خالق کی بلائیں لیتے ہیں +

(۱۲) ناتوان بیمار کو نزع کے وقت ہچکی لگا کرتی ہے سو اسوقت میں جسکی خاطر بیمار ہو کر مرے ہیں اُس نے تو کہاں یاد کرنا تھا موت اور گور ہی یاد کرتی ہے مرتے دم تک بھی یار کے یاد کرنے کی انتظار ہی ہے +

(۱۳) سر پر جو تلوار لگی تو تلوار کا آب تک پہنچا۔ یہ آب کو آب غسل ہے +

(۱۴) اِسمیں ناتوانی کا مبالغہ ہے کہ لاغر اور ناتوان سر جسم پر ایک ننگا تھا اُسی کے بوجھ سے دبا ہوا تھا +

(۱۵) جب کسی مراد کے واسطے سفر کی تیاری ہو تو اُس رات کو تسبیح پر کچھ خدا کا ذکر شمار کرکے خدا کی طرف اشارہ ہونے کا خیال کرکے سو رہتے ہیں پھر خواب میں مراد کے حصول ہونے یا نہ ہونے کا اشارہ ہوجاتا ہے اِسے استخارہ کہتے ہیں اور مرتے وقت گردن کے منکے بھی اُتر جاتے ہیں اور تسبیح پھیرتے ہوئے جو دانہ نیچے اُترتا ہے اُسکو بھی منکا ڈھلکنا کہتے ہیں +

(۱۶) ہمارا نالہ ہی ہمارا وردان کے پاس تمانے کو کافی قاصد ہے +

(حل صفحہ ۱۱)

(۱) آنکھیں کھول کر دیکھ کہ اِس خاک میں کیا کیا بادشاہ و سلطان پری جوان گل و ریحان ملے ہوئے ہیں۔ نقش قدم یہ حال دیکھکر چشم حیران ہوگیا ہے اور زبان حال سے اپنی حیرانی کی وجہ سے تجھ کو اسباب سے خبردار کرتا ہے

(۲) مبالغہ اِسمیں یہ ہے کہ زمین و آسمان کے ڈوب جانے کے خوف سے جی کھول کر نہیں روتا۔ کہکشاں وہ ہے جو آسمان پر سڑک سی ستاروں کی نظر آتی ہے اُسکو جو لیے ندی سے ہم شکل ہونے کے سبب تشبیہ دی ہے

(۳) اگر تو اُسکو سنبھال لیوے تو وہ سنبھل کر اچھا ہوجائے۔ اِسمیں یہ نصیحت ہے کہ اپنے خیر خواہ کی ٹھکے وقت پر دستگیری کرنی چاہئے +

(۴) عزیز کی جدائی میں سانس یعنی جان سے بھی ایسی بیزار ہوجاتی ہے کہ جس طرح کانٹا تکلیف دیتا ہے اُسی طرح جان تکلیف دے رہی ہے۔ خلاصہ یہ کہ جدائی کے غم میں ایسا ناتوان ہوگیا ہوں کہ جان نکلے تو آرام آجائے +

(۵) اِسمیں نصیحت یہ ہے کہ کسی عزیز کے توڑنے میں خوب سمجھ سوچ کرنی چاہئے۔ جھٹ پٹ نہ توڑ دے۔ کیونکہ ٹوٹا ہوا دوسری بار نہیں جڑتا۔ بقول میر امن دہلوی ؎

آسان بہت ہے لعلِ بدخشاں کا توڑنا لیکن بہت محال ہے ٹوٹے کو جوڑنا +

(۶) حباب کا جامہ پانی ہے۔ جب کنارے سے ہوا آکر بھر جاتی ہے تو یہ پھول جاتا ہے۔ اور اسی طرح دوست کی خوشخبری سے دوست خوشی سے پھول جاتا ہے اور مست ہو جاتا ہے +

(۷) جو سرشتی نالایق ہوتے ہیں اُن پر تعلیم اور تربیت ضائع ہے +

(۸) صراحی سے جب گلاس میں شراب ڈالتے ہیں تو صراحی کے گلے سے جو آواز نکلتی ہے اُسکو قلقل اور قہقہا اور چہکیوں سے تعبیر کرتے ہیں۔ اور حسن کو ہنسنا اور عشق کو رونا زیبا ہے۔ صراحی کے ہنسنے میں رونا بھی شامل ہے۔ کیونکہ ہنسی کی آواز کے ساتھ شراب جو گلاس میں گرتی ہے وہ گویا آنسوؤں کے تار ہیں۔ مذاق یہ کہ ہنسی کے ساتھ جو رونا شامل ہے تو تمہارا ہنسنا اور میرا رونا ہے بقول شہرت ؎

جو تم ہنسنے میں ہو مشاق ہم رونے میں کامل ہیں تمہیں بجلی گرانا ہم کو مینہ برسانا آتا ہے +

(۹) زبردست دشمن کی ناگوار حرکتوں کو گوارا کیا اُس پر بس نہ چلا اسکا عوض زبردست دوست پر اُتارتے ہیں وہی مثل ہوئی کہار پر بس نہ چلا گدھی کے کان اینٹھے +

(۱۰) اکثر لوگ کسی مراد کے واسطے بزرگوں کی تربت پر چلّا باندھتے ہیں کہ انکی تاثیر سے مراد ملجائے میں وہ نامراد ہوں کہ میری تربت پر چلّا باندھنے والے کو میری تاثیر سے بجائے مراد کے نامرادی ملے۔ پس جو شخص نامرادی کو اپنی مراد سمجھے وہ میری تربت پر چلّا باندھے۔ اسمیں نامرادی کا مبالغہ ہے +

(۱۱) دُھوئیں کے زور سے اُوپر کی چیز اُڑ جاتی ہے۔ اس زمانے میں تو انجن وغیرہ سے چھوٹے بڑے سب مشاہدہ کر رہے ہیں +

(۱۲) پان کی تاثیر گرم ہے۔ پھوڑا پکانے کے واسطے پھوڑے پر باندھتے ہیں۔ یار کی ڈاڑھی کا خیال جو دل پر بندھا اُس نے دل کو زیادہ پکا دیا بال بھی گرم ہوتے ہیں۔ پس گرمی اور سبزی کی وجہ سے ڈاڑھی کو پان سے تشبیہ ہے +

(۱۳) حباب جلد فنا پذیر ہے گویا کفن کو سر سے باندھے ہوئے ہے اور حباب کو سر سے تشبیہ ہے +

(۱۴) حب خدا کا سایہ ادنے پر پڑ جاتا ہے تو وہ اعلےٰ سے بڑھ جاتا ہے +

(۱۵) حضرت مریم علیہ السلام کی ماں کا دھاگا نہایت باریکی میں مشہور ہے اور عیسےٰ کی سوئی حضرت عیسےٰ اُس دھاگے اور اپنی سوئی سے مجرموں کے زخم سیتے تھے۔ کل عاشقان خدا کے زخموں سے وہ بھی ناچار ہے بقیہ بت پرستوں کو بت پرستی سے ہٹانے میں بہتیرے معجزے دکھائے مگر بت پرستوں نے بت کو خدا مان کر بت پرستی نہ چھوڑی

(۱۶) گل کو دریدہ ہونے سے زخمی اور سرخی کی وجہ سے شہید بتایا +

(حل صفحہ ۱۲)

(۱) دوسرا مصرعہ اول مصرعہ کی تمثیل ہے۔ آتش مزاجوں کو ابلیس سے کہ وہ آگ کی پیدائش ہے اور خاکساروں کو آدم سے کہ وہ خاک سے بنا تھا تشبیہ دی ہے۔ آتش مزاج سے حاسد مراد ہے اُسکو ابلیس ٹھہرایا۔ اور خاکساری سے اپنے تئیں مراد لی اور آدم سے تشبیہ دی آدم کے ساتھ شیطان کی دشمنی ہے جیسا کہ مشہور ہے +

(۲) ندیدے یعنی ترستے آدمی کی آنکھ بھی حیران ہوتی ہے اور آئینہ کو بھی حیران باندھا ہے گویا آئینہ جمال خواہ خالق پر حیران ہے اور آنکھ کو آئینہ سے تشبیہ ہے +

(۳) میں ایسا تباہ اور برباد ہو گیا ہوں کہ تمام خلقت میرے حال پر افسوس سے روتی ہے مگر میرا حوصلہ قابل تعریف ہے کہ میں آہ تک نہیں بھرتا۔ اُف میں یہ مذاق ہے کہ اُف کے حرف تاسف میں شامل ہیں اسواسطے اُف نہیں کرتا کہ تاسف کی آواز سے مشترک نہ ہو جائے یعنے تاسف کے پرہیز سے اُس میں کے اُف کے عرفوں سے بھی بچتا ہوں

یہاں تک صابر ہوں +

(۴) اپنی حیثیت اور بنیاد سے بڑھ کر بناوٹ سے نمود حاصل کرنے کو جان و مال خرچنے میں بڑی تکلیفیں گزرتی ہیں جیسا کہ کوئی مانگ کر یا قرض لیکر بناوٹ، کھلاوے پہلے مانگنے اور قرض لینے میں تکلیفیں گزریں پھر واپس دینے میں عذاب بھگتے +

(۵) انسان باوجودیکہ قیام میں پانی کا بلبلہ ہے اس پر عقل و حکمت کے دفنون جاہ و حشم میں خدائی دعوے کرتا ہے اگر موت نہ ہوتی تو اپنے آپ ہی کو خدا جانتا +

(۶) زرکیف ہونے کا اشارہ گلوں کی طرف ہے اور جاں نثار سے مراد عاشقِ خدا

(۷) حسن کا مال دل ہے جب اُس نے بہت سے دل اُڑا لئے ہم نے اپنے دل کو بچا لیا یعنی اُس کا عشق نہ کیا۔ پس عشق کرنا دل کا کھو دینا یعنی دیوانہ بننا ہے اور نہ کرنا دل کا بچا رکھنا یعنی عین دانائی ہے۔ اِس شعر سے دوسرا فائدہ یہ ہے کہ اوروں کا نقصان دیکھکر آپ اُس نقصان سے بچے +

(۸) کافر بُت پرست کو کہتے ہیں اور عاشقوں کے نزدیک خدا بھی بت پرست ہے کہ بُت انسان پر عاشق ہے اور اُس بت کو فرشتوں سے سجدہ کروایا۔ اِس پیار سے عاشقانِ خدا خدا کو کافر کا خطاب دیتے ہیں۔ اور تمام مذہبوں کا آشنا ہے۔ اِسی وجہ سے ہر ایک سے وعدہ ہے اور مذہب کی پابندی میں کسی کو نہیں ملا۔ اِس صورت سے پیار میں تول کا بھوکا بنایا۔ جب تک مذہبوں کی پابندی توڑ کر اپنا مست اور بے مذہب بنالے تب تک کسی کو نہیں ملتا +

(۹) جب تک انسان کے ہوش و حواس خدا کا جمال دیکھنے کے قابل رہتے ہیں تب تک جمال نہیں ہوتا۔ اور جب جمال ہوتا ہے تو ہوش و حواس نہیں رہتے +

(۱۰) خدا کے ہجر میں عاشقوں کو چاندنی کی ٹھنڈک آفتاب کی تپش سے زیادہ چبھتی ہے۔ بہار بھی وہی اچھی لگتی ہے جہاں یار ہو اگر یار نہ ہو تو بہار آنکھوں میں خار ہے +

(۱۱) ناطہ رشتہ لینے دینے میں اور دیگر معاملات میں خوبصورتی پر نہ بھولنا چاہئے۔ بلکہ خاندان اور نیک اوصاف دیکھنے چاہئیں +

(۱۲) درد آشنا یا ہمدرد وہ شخص ہے کہ جس کو وہی درد ہو جو اپنے آپ کو ہو آپنا سا بیتاب مراد اہلِ درد یعنی درد آشنا جس شخص کو وہ درد ہوا ہو جو شخص درد سے واقف نہ ہو اُسکے پاس وہ درد بیان کرنا محبت ہے۔ کیونکہ جسکی بیٹھی نہ ہو پائی وہ کیا جانے پیڑ پرائی۔ اپنے درد کو وہی جانتا ہے اور اُسکے پاس کہنے سے مزا آتا ہے اور تسلی ہوتی ہے جسکو وہ درد ہو بقولِ ظفر ؎

دردِ دل درد آشنا جانے + اور بے درد کوئی کیا جانے +

دلِ احباب اُستاد ذوق نے آئینہ سے مراد رکھی ہے کیونکہ احباب یعنی اہلِ صفا کا دل بھی صاف ہوتا ہے اور آئینہ بھی جیسا کہ ان کے شعر سے ثابت ہے ؎

مُدعا چشمِ عزیزاں نہ بنا میں اے چرخ! + کیا بنا خاک غبارِ دلِ احباب بنا

صاف ثابت ہے کہ دل احباب سے مراد آئینہ ہے اور بیتاب سے مراد پارا ہے جو آئینہ کے پیچھے ہے۔ ڈھونڈنے کا لفظ اور اپنا سا بیتاب کا لفظ پارے کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ اور بیتابی کی وجہ سے پارے کو بھی عاشق ٹھیرایا ہے جیسا کہ ان ہی کے اِس شعر سے ثابت ہے ؎

ملے اکسیر گر اس کشتِ وخوں سے میں نہ لوں ہرگز مرے مذہب میں خوں کرنا ہے کشتہ کرنا پارے کا

مذاق یہ کہ آئینہ کا دل درد سے بے خبر اور صاف ہے اور ہمارا دل اور پارے کا دل درد سے بیقرار اور

بے تاب ہے۔ اِسی کمال سے پارا حق نما ہے یعنے دیکھنے والے کو اُسکی صورت دکھاتا ہے +

(۱۳) مجنوں آدمی جنوں کی وصن میں ایسا بیقرار ہوتا ہے جیسا کہ دوپہر کیوقت گرم پتھر پر پاؤں رکھنے والا ہو اور گرمی کی دوپہر کو سایہ بہت چھوٹا ہوتا ہے یعنی سر کا سایہ کھڑے آدمی کے پاؤں میں ہوتا ہے سایہ کو پتی ہوئی زمین پر پڑنے سے کچھ تکلیف نہیں ہوتی اور سارے دن زمین پر پڑا رہتا ہے مگر یہ دوپہر کا وقت ایسا ہے کہ سایہ بھی سایہ ڈھونڈھتا ہے اور ہم ایسے وقت میں جاتے سایہ کے اور تپتے پتھر پر ہیں خلاصہ یہ کہ عاشقان خدا کے برابر کوئی تکلیف نہیں اُٹھا سکتا +

(۱۴) بندہ۔ قضائے الٰہی کے تابع ہے جو اُس کے لئے خدا چاہتا ہے وہی ہوتا ہے اس کے کہنے اور کرنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ جب یہ بے اختیاری ہے تو اسکا افعال اور حرکات میں۔ مَیں کہنا تکبر کا کلمہ ہے جیسا کہ انہیں کا کلام ہے مصرعہ میں کہاں نو کہاں میں کی چھری گردن پر۔ مطلب یہ کہ بڑا بول اپنے آگے آجاتا ہے بولنا نہ چاہئے بندے کے لفظ میں یہ لطف ہے کہ انسان کو چاہئے میں کی جگہ بندہ کہا کرے یعنی یہ نہ کہے کہ میں کرونگا بلکہ یہ کہے کہ بندہ کریگا اور قضا اور قاضی میں خوبئے اشتقاق ہے +

(۱۵) روئے نار و کنار دریا کو نور سے میں بند کرنا ہے +

(حل صفحہ ۱۳)

(۱) یعنی نالہ سینے کے پھوڑے سے اٹک گیا +

(۲) جب کسی کام میں کوشش کیجاوے اور وہ کام ہاتھ نہ آوے تو کام میں کوشش کرنے سے دل اُتر جاتا ہے + وحشی سے مُراد ہے عاشق خدا اور رمیدا سے مُراد جدا معشوق +

(۳) آبادیوں کا پانی جنگل کو جاتا ہے پاؤں کہ آبلوں کی جو آبادی تھی اسکا پانی بھی جنگل کو گیا +

(۴) قفس کے مرغ کی آواز آور پر مدآنے ہیں اور شکاری کے پھندے میں پھنسنے ہیں یعنی تمام گلشن شکاری کا شکار ہو گیا + مراد یہ کہ تمام جہان خدا کے عشق کے دام میں ہے +

(۵) جس طرح ہوا جگی ہوا سے جلتی ہے اسی طرح انسان دنیا کی ہوا لگنے سے دنیاوی معاملوں میں پھرتا ہے +

(۶) موئے آتش دیدہ۔ کنڈلی دار بال کو کہتے ہیں جیسا کہ ذیل کے اِس شعر سے ثابت ہے ؎ ہجر میں میرا بدن کا بیدہ ہے سوزغم سے موئے آتش دیدہ ہے + اِسوجہ سے یہاں موئے آتش دیدہ سے مراد زلف کے کنڈلی دار بال ہیں جو روئے آتشین کے سینکنے سے مڑ گئے ہیں ہم زلف کے سودا میں سودائی ہو کر قید میں آئے تو یہاں بھی پاؤں کی زنجیر کنڈلی دار زلف کی صورت ملی اس لئے ہم یہاں بھی زلف ہی کی زنجیر میں اسیر ہو قرار ہیں بقول ظفر ؎ اور سودا ہو گا اُنکو دن یاد آئیگی وہ زلف + لاؤ مت آہنگرو زنجیر میرے روبرو +

(۷) نیستان بھی بانسوں کا بیڑہ نیستان کا ریشہ ہونے سے مراد الغوزہ مثل بنسری بنجانا جیسے کہ الغوزہ سے نالے کی آواز نکلتی ہے اِسی طرح نیستان سے آواز نکلی +

(۸) فرصت کے لفظ میں یہ خوبی ہے کہ سروچراغان ہمیشہ روشن نہیں ہوتا صرف محرم کے عشرے میں اسکی روشنی کا تماشا ہوا کرتا ہے اور یہ روز غمی کے کہلاتے ہیں اِسیطرح ہمارا دل ماتم سرا کا سروچراغاں ہے اگر ہمارا یا کسی موقع پر دیکھنا چاہے گا تو دکھلا دینگے +

(۹) کِس کِس سے مراد دل اور جگر ہے کہ یہ نشان کے خون سے بنے ہیں +

(حل صفحہ ۱۴)

(۱) اس شعر میں گریہ کا مبالغہ ہے۔ دیدۂ بینا یعنی عارف کی آنکھ۔ چارخوں کو ایک دانے میں خرمن اور قطرہ میں دریا یعنی جزو میں کل نظر آتا ہے کہ جزو ہی سے بڑھتے بڑھتے اسکا کل بنجاتا ہے پر شعر دو کے اُس شعر کے مضمون پر ہے جسکی شرح

ذوق کے عارفانہ شعر میں گزری ؎ دانہ خرمن ہے نہیں قطرہ ہے دریا ہمکو - جزو میں آتا ہے نظر کل کا تماشا ہمکو +

(۲) مفت چیز کا احسان مول کی چیز سے بھاری ہے اور رمیش قیمت ہے مذاق یہ ہے جس خریدار کو سُرمہ فروش ایک دو سلائی بطور بانگی کے مفت دیتا ہے وہ اس مفت کے احسان میں دب کر کچھ نہ کچھ خرید ہی لیتا ہے +

(۳) اگرچہ دوست کا آنا میرے لیے باعث صحت تھا لیکن مجھے ایسی خوشی جڑ سے کھا گیا یار نے تو بیمار کا علاج کر دیا مگر آسمان کی دشمنی کا علاج نہیں کہ اُسکو میرا تندرست ہونا اور یار سے ملنا منظور نہ تھا اسلئے جب صحت اور ملنے کا وقت آیا تو مجھے اُٹھا لیا +

(۴) ناصحوں یعنی برہمنگاروں کے نزدیک عاشق لوگ گمراہ ہیں اور عاشقوں کے نزدیک یار سالوگ اسلئے عاشق کہتا ہے کہ ناصح جو اوروں کو راہ پر لانا چاہتا ہے وہ خود راہ پر نہیں ہے اگر میں چاہوں تو خدا کے بُت کی صورت دکھا کر اسکو عشق کی راہ پر لے آؤں پر خدا کا خوف ہے کہ کبھی وہ خفا ہو جائے کہ اس محروم اللذت کو یہ نعمت کیوں دکھائی جو اندھا ہونا نہ تھا +

(۵) مطلب یہ ہے کہ حُسن خدا کے آگے سب حُسن مات ہیں خون ناحق کا جواب یہ دیا کہ حُسن کو جو خطاب قدرت نے دیا ہے وہ اپنا خطاب بتا دیا یعنی قاتل دلجو یعنی عاشقوں کا قاتل جب یاروں نے یہ خطاب اسکو خدا کا دیا ہوا سُنا سب خون کے دعوے سے شرمندہ ہو گئے کیونکہ جان گئے کہ اسکو تو خدا کی طرف سے خدمت ہی عاشقوں کے قتل کی ملی ہے جب اُس کی خدمت بجا لا رہا ہے تب تو یہ اسکی درگاہ میں قابل انعام ہے جُرم کا تو کیا ذکر جیسا کہ انہی کے شعر سے ثابت ہے - ؎ روز میرا جو قاتل دلجو خطاب تھا + میرا سوال ہی میرے خوں کا جواب تھا + یعنی مینے اپنے قتل کا دعوے کیا خدا نے جب اُس کو فخر اور عزت کے ساتھ قاتل دلجو کے خطاب سے پکارا - یہ خطاب ہی میرے خون کے دعوے کا جواب ہو گیا یعنی خدا نے قتل کرنا اسکی حسن کارگذاری قابل انعام منظور فرمائی کہ قتل کریں اور بجائے قصاص کے انعام پائیں بقول انشا ؎ یہ عجیب ماجرا ہے کہ بروز عید قرباں - وُہی ذبح بھی کرے ہے وُہی لے ثواب اُلٹا +

(۶) رومی فروردین انگریزی مارچ ہندی جیساکھ مہینے بہار میں کُل و غنچے نکلتے ہیں بہار کے آخیر پر غنچے بہت چھوٹے چھوٹے پڑ جاتے ہیں کُل سے مراد خدا ہے +

(۷) انسان کی زندگی ایسی جھٹ پٹ فنا پذیر ہے جیسی کہ مچھر سے ہوا نکل جاتی ہے +

(۸) اس کا حل جمن اوں کے صفحہ ۷ کے سودا کے نویں شعر کے حل میں دیکھو +

(۹) شہاب تاروں کے ٹوٹنے کو کہتے ہیں آسمان کے جو تارے ٹوٹتے ہیں تو گویا آسمان زمین کیطرف آتشین نالے مار رہا ہے اور ان نالوں پر نازاں ہے زمین پر سے جو انسان کا ایک نالہ پہنچا تو آسمان کا رنگ اُڑنے لگ گیا مزاق یہ ہے کہ پُر تاثیر نالہ صبح کو ہوتا ہے اور صبح کو تارے چھٹکنے بند ہو جاتے ہیں اور آسمان کا اصلی رنگ جو سیاہ ہوتا ہے وہ سفیدی پر آجاتا ہے اور سفید دمنہ ہونا یعنی خوف کھا جانا ہے گویا آسمان جو صبح کو سفید ہوا تو عاشق کے نالے سے ڈر گیا +

(۱۰) شمع کی لاش کی بھی زیب و زینت انسان ہی ہے ورنہ یہ جنگل کا پھلاوا ہے +

(۱۱) کس مہروش سے مراد خدا ہے یعنی خدا کا حُسن دیکھکر چاند کا مونہہ سفید ہے +

(۱۲) جب ابر نیسان یعنی چیت بیساکھ کا بادل برستا ہے تو سمندر کے سیپ مُنہ کھول کر بوندیں لیتے ہیں وُہی بوندیں موتی بنتے ہیں +

(حل صفحہ ۱۵)

(۱) قیامت کو نیزہ پر آفتاب آنیکا شمع نیزہ سے اور شمع کی لو کو آفتاب سے تشبیہ ہے اور پروانہ کے جلانے کو قیامت سے بولنے کے لفظ میں یہ خوبی ہے کہ معنی کہ گُل بول رہے ہیں اور غنچے بے دہنی سے اَن بول ہیں غنچوں سے شمارہ اپنے زمانہ کے دیگر شعرا کیطرف ہے +

(۲) جس رنگ کی عینک سے چیزوں کو دیکھو اُسی رنگ کی چیز ہیں نظر آئینگی اسی طرح جب آنکھیں اشکوں کے باعث

بھر گئیں تو تمام جہان پانی ہی پانی نظر آیا اس بنیاد پر جہان کے ڈوبنے کا مبالغہ کیا +

(۳) کسی نے اسکو پہلے ہی سکھا دیا ہوگا کہ جب اسکا خط آوے تو بنا پڑھے لفافہ ہی پرزے پرزے کر دینا دشمن کی نگاہ بچائی فریاد رس کے پاس فریاد پہنچنے بھی نہیں دیتی +

(۴) مجھے بیقراری سے تمام رات آنکھوں میں کٹتی ہے میری بیقراری کا قصہ سنکر میری نافہمی سے سننے والے کو بھی نیند نہ آئی +

(۵) زیادہ ہوا کے چلنے سے صبح کو پھلوں کا زیرہ گر پڑتا ہے جھونکے سے مراد فنا اور زیر کل سے مراد اسباب دنیاوی +

(۶) اندھیری رات سیاہی میں زلف کے مشابہ ہے اندھیری رات کو دیکھ دیکھکر زلف کی یاد میں راتوں تڑپتا رہتا ہوں خلاصہ یہ کہ عشق بے چینی اور بے آرامی ہے +

(۷) عزیز کا جدا ہونا مار ڈالتا ہے +

(۸) وہی آدمی اچھا ہے جسکو کسی کی بھلائی برائی سے کچھ واسطہ نہو خواہ لوگ اسکو اگلے تھلگ بتلاویں +

(۹) جو بھید کی بات ہو وہ اپنے عزیزوں اور رازداروں سے بھی کہنی نہ چاہئے پہلا مصرعہ اسپر ضرب المثل ہے +

(۱۰) اشک کو طفل سے جلد رد پڑنے کی وجہ سے تشبیہ ہے +

(۱۱) عشق کی منزل بہت دور ہے جو اسکو پہنچا ہے فنا ہو کے پہنچا ہے جیتے جی یہ منزل طے نہیں ہوتی +

(حل صفحہ ۱۶)

(۱) پیٹھ پیچھے برائی کرنیوالے اکثر جھوٹے اور شرمندے ہوا کرتے ہیں +

(۲) جو اسکو کہنا تھا سو اسنے کہہ لیا اور جو میرے دل میں تھی وہ بھی بھی طرح میں سنا آیا غرض دونوں کے دل صاف ہو گئے

(۳) شعلہ ۔ لو ۔ شمع گھلنا شمع کا ضلع ہے جو شخص ایذا رسانوں سے صحبت رکھے گا وہ ایذا ہی پاویگا +

(۴) مراد نہ ملنے کا افسوس ہے کہ مراد کی آرزو میں سوکھ گئے مگر نہ ملی +

(۵) زمانہ کی ہوا لگنے سے آدمی بگڑ جاتا ہے جسطرح ہوا لگنے سے گل جھڑ جاتا ہے +

(۶) یہ لوگ کہا کرتے ہیں کہ ہمارے یا فلانے کے سبب فلاں شخص بنگیا ہے یہ غلط ہے کوئی کسی کے بنانے سے راضی نہیں ہے جسکو بناتا ہے خدا بناتا ہے +

(۷) جسنے دنیا کی طمع چھوڑ دی وہ آرام سے پاؤں پھیلا کر سویا +

(۸) ایسی چنگی چھوڑی کہ امن میں فساد کرا کے چین والوں کو بے چین کر دیا اور دوستوں میں پھوٹ ڈالدی +

(۹) انسان کی ہستی پانی کا بلبلہ ہے جو اس پر غرور کرے بڑا ہی کمظرف ہے +

(۱۰) جگر کے داغ کو چراغ سے تشبیہ دی جسطرح چراغ تیل سے جلتا ہے اسی طرح داغ جگر یعنی عشق ہونے سے روشنی پاتا ہے +

(۱۱) ایک یہ بھی روایت ہے کہ جب فرہاد یعنی کوہکن کی لاش اسکی کھودی ہوئی دودھ کی نہر میں بہائی ہوئی شیریں کے محلوں میں آئی تو بے اختیار شیریں نے نہر میں نعش فرہاد پر خنجر مارا اور لاش کو چھاتی کر کر پانی کو پار کر اور لاش کو مخاطب کر کے روئی اور ڈوب مری پھر دونوں کی لاشیں بہتی چلی گئیں +

(۱۲) انسان کا دل خدا کے عرش کا تا سمجھنا چاہئے اسکا توڑنا بڑا غضب ہے +

(۱۳) انسان اشرف المخلوقات ہے پیدا ہوئے اسکی خوشی ہوتی ہے اور مرنے کی تعظیم و تکریم اور جنازہ جاندار ہیں کسی کی تجہیز و تکفین نہیں ہوتی یعنی مرے اور پھینک دیئے +

(۱۴) باغ جہاں میں عاشقان حق خدا کے جلوہ بغیر ویران اور پریشان رہتے ہیں +

حل صفحہ ۱۷

(۱) یہ علم طبعی کا مسئلہ ہے کہ جب زمین کو آفتاب کی گرمی پہنچتی ہے تو بخارات اور رات کی گری ہوئی شبنم اوپر کو بھی سوچ کیطرف کو چڑھتی ہے آپس میں ان پادشاہوں اور ملکوں والوں کو نصیحت ہے جو غریب کو لوٹ کھسوٹ کر زر جمع کرتے ہیں +

(۲) مرنے کو مارنا بڑا ظلم اور ناحق کی بدنامی ہے اور مرنے والے کو تو مرنا ہی تھا مگر فائدہ یہ ہوا کہ مفت میں قاتل کے سر لگا - خوں بہا کا مستحق ہو گیا +

(۳) ہمارے رونے سے وہ سمندر ٹھاٹھیں مار رہے ہیں کہ دریا شرمندہ ہے +

(۴) جلے دل کے نالے کے آگے اسرافیل فرشتہ کا صور جسکے بجنے سے قیامت آجائیگی یعنی زمین و آسمان اُڑ جائینگے اور بادل کی گرج مات ہے مگر بادل شرمندگی سے بول رہا ہے اور صور اسرافیل مات ہو کر چُپ ہے +

(۵) رو کر دل کا غبار نکال کے دل کو صاف کر لیا +

(۶) بے مقدور آدمی کا بڑے بھاری کام میں ہاتھ ڈالنا حیران ہو کر محروم مرنا ہے نخلہ - نرد - کھیلنا - چھکے چھوٹنا - یہ سب مناسبات شطرنج ہیں +

(۷) حباب اور سر اور کاسہ ہم تشبیہ ہیں حباب کاسہ کی صورت پانی ہے اور دریا پر تیرتا ہے اسی طرح میرا تن پانی کا دریا بنا اور سر حباب بنکر تن کے پانی کے دریا پر تیر رہا ہے تاکہ اسمیں پانی بھرے مگر چونکہ حباب کا اور سر کا کاسہ اُلٹا ہے اسلئے پانی خالی ہے بقول سودا ؎ حباب آسا کیا ہے کار استغنا تمام اپنا - رکھا محروم اک قطرے سے اس دریا میں جام اپنا

(۸) جوانی میں حُسن کے خیال میں عقبےٰ کے عملوں سے غافل سوتے رہے جب آخیر عمر میں مرنا قریب آیا تو عاقبت کیطرف سے آنکھ کھلی سو یہ فائدہ ہے اور ناحق کا افسوس +

(۹) چنار - ولایت کے ایک بہت بڑے درخت کا نام ہے جسکی پتیاں سُرخ اور پنجۂ انسان کے مشابہ ہوتی ہیں اگرچہ اس میں پھل نہیں لگتا مگر کڑیاں نہایت جوہردار ہوتی ہیں اور اکثر اوقات از خود آگ بھی لگ جایا کرتی ہے پنجۂ معشوق کو اُس کے پتے سے اکثر تشبیہ دیا کرتے ہیں ناسخ ؎ تری سواری میں کب پنجشاخے ہیں لے سرو - جلو میں صحنِ گلستاں سے ہے چنار آیا

(۱۰) یار کی رفتار بر اسفدر کثرت سے شہیدوں کے نعش بچھے ہوئے ہیں کہ جب وہ چلتا ہے زمین میں سے ماتم کی آواز نکلتی ہے اور یار آواز سنائی نہ دینے کے لئے کانوں میں انگلیاں دیکر چلتا ہے قتل میں صد سے بڑھے قاتل کی تعریف ہے

(۱۱) دُور سے جو کسی بستی پر نظر کی جاتی ہے تو اُسکا گرد و غبار سے سیاہ نظر آتا ہے اس گرد کو سواد کہتے ہیں جب کسی بستی پر پہنچے ہوئے پہلے سواد نظر آتا ہے اسی طرح عاقبت کو پہنچے ہوئے پہلے لحد کا اندھیرا ہے اسکی روشنی کے لئے نیک عملوں کی ہدایت ہے گویا قبروں سے زبانِ حال سے یہی صدا سنائی دیتی ہے کہ یہاں کے اندھیرے کیواسطے نیک عملوں کی روشنی لاؤ +

(۱۲) یہاں ہرن کے دو معنے ہیں ایک تو یہ کہ تیرے سامنے ہرن چوکڑی بھول جائیگا یعنی تیری آنکھ کو دیکھکر حیران ہو جائیگا اور دوسرے ہرن ہو جائے گا یعنی سامنے تاب نہ لاکر نہ ٹھہریگا اُڑ جائیگا یعنی تیرے مقابلے کا کوئی نہیں +

(۱۳) مصیبت زدوں کو زندگی دوبھر ہوتی ہے گزرنے میں نہیں آتی ہے آہ و نالہ مارتے ہوئے جلدی گزر جاتے ہیں جسطرح کہ مُڑا کھا کر گھوڑا دوڑ جاتا ہے +

(حل صفحہ ۱۸)

(۱) قلم کا بڑا جوہر تعریف خدا ہے جس قلم سے تعریف خدا لکھی گئی گویا اُس نے موتی پروئے کیونکہ تعریف خدا ہر ایک کے بیان سے

(۲) عاشقانِ حق کو جنت کے محلوں کی طمع دیکر عشق سے ہٹانا ایسا بُرا ہے جیسا کہ کوئی ایک اینٹ کے لئے مسجد کو ڈھانے جسطرح مسجد کا ڈھانے والا کافر ہے ایک اینٹ بہشت کی خاطر عشق سے ہٹانے والا کافر ہے +

(۳) شعر میں کلامی یعنی شعر و سخن کے تذکرات میں پڑنا خونِ جگر پینا ہے اے کاش یعنی کیا اچھا ہوتا اگر ہمکو اس کی چاٹ نہ لگتی شعر و سخن کی چاٹ شعرا کی جان ہی لیکر جاتی ہے جسطرح شیریں کی چاٹ فرہاد کی جان لیکر گئی +

(۴) جن عاشقان حق نے بعوۂ حق دیکھ لیا ہو وہ ماسوا کے جمال کیطرف کب رُخ کرتے ہیں +

(۵) حسن ایسا بر مذہب کہ عقل کے جلال کو توڑ دیتا ہے جسطرح شکاری کو دیکھکر گھوڑے اُڑ جاتے ہیں اسی طرح حُسن کو

دیکھکر عقل اُڑجاتی ہے +

(۶) جب چودھویں رات کا چاند یعنی اپنا عزیز اوجاڑ میں بلجاتا ہے تو وہیں آبادی اور میلا ہوجاتا ہے +

(۷) آبرو کے دو معنی ہیں ایک عزت دار دوسرے صفائی دار گو کتنا ہی معزز ہو مگر اپنا گھر و نیسے اُسکی عزت اور رونق نہیں باقی

(۸) کسی چیز کی خواہش کرنا اور تحصیل میں کوشش اور تندہی نکرنا محض نادانی اور محرومی رہنا ہے +

(۹) جو شخص کسی کی انتظار ہی انتظار ہی میں تمام وقت صرف کرکے ہار کر نا اُمید چلا جائے اُسکا حال ہے + یہاں چلنے سے مراد مرنا ہے +

(۱۰) مذاق یہ ہے کہ مُنہوں کے عشق کا نام عشقِ مُبتاں مت لیا کرو - عشق خدا کہا کرو کیونکہ دراصل خدا ہی مُبت ہے مُبت پرستوں کو خدا پرست جانا کرو +

(۱۱) ظاہر ہے کہ مہر میں جب اُسکا نام کھُدتا ہے تب کاغذ پر سیدھا لگتا ہے - بجائے حرفوں کے حباب کی اُلٹی صُورت کھُدانی چاہیئے تاکہ کاغذ پر حباب کی سیدھی صُورت آجائے جس سے اِنسان کا اصلی پتا اور نشان ملے کہ آدمی پانی کا بلبلہ تھا جسکا نشان مہر سے ظاہر ہے خلاصہ یہ کہ اِنسان ناپائیداری میں پانی کا بُلبلہ ہے اسپر پائیداری اور نمُود کے سامانوں نہیں اُلجھ کر عاقبت سے غافل رہنا خام خیالی ہے +

(۱۲) جامِ مے سے مراد جامِ وحدت ہے یعنی وہ شراب معرفت جسسے بیکر انسان ہستی کو فنا کرکے ذاتِ حق سے ملجائے تو یہ جام مے ہمیشہ کی زندگی کے لئے آبِ حیات ہے اور جامِ جم یعنی دنیاوی شراب اسکے مقابلہ میں اُس کا ایک دھوکا ہے کہ عقل اور زندگی کو کھوتی ہے مطلب یہ کہ ساقیٔ ازل نے ہمارے آگے جام وحدت کرکے دھوکا دینے کو کہا کہ لو ساغرِ جم پی لو سمجھے جو پیا تو معلوم ہوگا کہ ساغرِ جم تباہ ناصرف ساقی کا ڈھکانے کے لئے دھوکا تھا - مطلب یہ کہ یہ جو دیوانوں وغیرہ کتب میں جام مے چل رہا ہے اسکو جو لوگ شرابِ حرام سے مُراد لیتے ہیں وہ دھوکا کھا رہے ہیں - نہیں بلکہ اس سے اصلی مُرادیئے عشق و مستی و معرفتِ الٰہی ہے +

(حل صفحہ ۱۹)

(۱) تلخ کلام یعنی بُری بات اور گالی - مطلب یہہ کہ آپ تلخ بات سُنکر کیوں لڑتے ہو یعنی تلخ بات کو لڑائی کیوں سمجھتے ہو یہہ تو آپ کا عام ربط کلام ہے اگر لڑائی سمجھتے ہو تو پہلے آپ نہ کہو تاکہ جواب میں نہ سُنو اور اگر کہو گے تو ضرور سنو گے بھی پھر شکایت کیا ہے ۵ نکالا کس نے صاحب ! دیکھئے تو یہ شر پہلے +

(۲) زلف سیاہ کا جو خیال آنکھو نمیں آگیا تو آنسوؤں سے اور اُسمیں جو لہریں تھیں وہ زلف کے خیال سے نگہیں نظر آتی تھیں +

(۳) کیا گل اور کیا لالہ کیا چاند اور سورج وغیرہ جتنے حُسن اور نُور کے پُتلے ہیں سب میں خدا ہی رُوپ بدل کر اپنا جلوہ دکھا رہا ہے +

(۴) اگرچہ دلی بھید کے کہنے سے بھید پر اختیار نہیں رہتا بیگانہ اختیار میں جا رہتا ہے جہاں چاہیں کہیں پر کیا کہئے یہ بھی مشہور ہے کہ مُنہ پر آئی بات رہ نہیں سکتی ہر مجبوری نکل جاتی ہے اِسمیں مذاق کی یہ نشتر ہے کہ مُنہ پر آئی بات سے مراد مُنہ پہ آئے اشکوں سے ہے جو عاشق کے بے اختیار راز فاش کر دیتے ہیں بقول حافظ ؎ تر اصبا و مرا آب دیدہ شد غمّاز - وگرنہ عاشق و معشوق رازدار انند +

(۵) نجومی ستاروں کے حساب اور اُنکی تاثیر سے انسان کی قسمت کا حال بیان کیا کرتے ہیں خوبی یہ ہے کہ جو انسان پر گزرتی ہے زمین پر اور نجومی لوگ بتاتے ہیں ستاروں کی گردش سے +

(۶) کوہکن کا قصہ ایک بڑی نصیحت ہے کہ مطلوب کی خاطر رنج و تکلیف کے بڑنے سے مُنہ نہ موڑنا چاہئے جیسا کوہکن نے شیریں کے عشق میں پہاڑ کھودا اور جان دی پر مُنہ نہ موڑا +

(۸) آسمان بڈھے کبڑے کیصورت ہے گویا زمانہ کے بوجھ سے کہ تمام انتظام عالم کا بوجھ اُسپر ہے اِسکی پیٹھ کبڑی ہے +
(۹) آئینہ ہمیشہ اپنا مُنہ سامنے رکھتا ہے پیٹھ نہیں دکھلاتا کیونکہ جو دیکھنا ہے اپنے سامنے آئینہ کا مُنہ رکھتا ہے پیٹھ کیطرف سے کوئی نہیں دیکھتا
(۱۰) یہ ڈر ہے کہ مرنے کے بعد میری خاک کا غبار بیقراری سے بگولا بنا نہ پھرے +
(۱۱) اشکوں کے چھڑنے کو تارے گنتے سے تشبیہ ہے +
(۱۲) تمام رات غم میں رونے چلانے کالی غم زدوں کو نیند کہاں +

حل صفحہ ۲۰

(۱) شعرالوگ فلک کو دشمن عالم مانتے ہیں جو برعکس مُعاملہ ہونا ہے اُسی کے سر تھپتے ہیں +
(۲) عشق کی بہادری کے آگے رستم کی بہادری مات ہے کیونکہ رستم کو تلوار مارنے کی طاقت تھی جسکی اپنے آپ کو کچھ تکلیف نہیں اور کھانے کی تاب نہ تھی جسکی اپنی جان پر تکلیف ہے عشق وہ سینہ سپر ہے کہ اپنے اوپر تلواریں کھاتا ہے بقول سودا ؎ رستم سے تو کہدے مجھکو کہ سر تیغ تلے دھر دے - یہ کام ہمارا ہی ہے ہر کارے و ہر مرد +
(۳) مرے ہوئے عزیز جو یاد آتے ہیں تو جانو ہمکو یاد کرتے ہیں یعنی اپنے پاس بُلا رہے ہیں +
(۴) جسطرح سورج کیطرف ایک نظر تو دیکھا جاتا ہے دوسری دفعہ آنکھیں مُچ جھپا جاتی ہیں اسیطرح تیرا وہ بے انتہا حسن ہے کہ ایک قلم میں تو کوئی تصویر کھینچ سکے تو کھینچ سکے ورنہ دوسرے قلم میں آنکھیں چندھیا جاتی ہیں مانی نے جو ایک قلم میں کمال حسن کی تاب نہ لاکر جھٹ پٹ جیری تصویر کھینچ لی تو اس کمال کرنے پر اپنے ہاتھ کی تعریف کر کے چومے +
(۵) غم میں افلاطون کا قصہ ذوق کے مُعاملے کے شعر کی شرح میں گذر چکا +
(۶) جو عاشقان حق خدا کے عشق سے شیریں کام ہیں وہ ماسوا کے عشق میں کب آلودہ ہوتے ہیں +
(۷) چونکہ جرخ کو دشمن مانا گیا ہے اور دشمن رونے پر ہنسا کرتا ہے اسلئے کہا ہے کہ یہ آسمان پر تارے نہیں ہیں بلکہ آسمان نے ہنسنے میں دانت نکالے ہیں جرخ یعنی آسمان سات ہیں شاعر نے جو آنکھ باندھے ہیں اسمیں کمال یہ ہے کہ ساتوں آسمانوں کے تلے ایک اور آسمان اپنے رونے کا سمندر پھیلا دیا جب اس گریہ کے آسمان پر وہ ساتوں آسمان چڑھے تو ساتواں آسمان اٹھواں ہو گیا کہ غدر رونے کا مبالغہ کیا ہے اسی مبالغہ میں انکا یہ شعر ہے جو خوبی مبالغہ میں گذرا ؎ ہم روئے ایسا تو نے جو ہمکو رُلا دیا - پانی میں ایک دکھائی فلک بُلبلہ دیا +
(۸) اگر خدا کا فضل ہو تو انسان کی بات بن آتی ہے ورنہ جو اسکی تدبیریں اور تجویزیں ہیں جھک مارنے کی باتیں ہیں کچھ نہیں ہو سکتا
(۹) جو بھید کہنے کے لائق نہو وہ کسی سے تنہائی میں بھی کہنا نہ چاہیئے اگر کہا جائیگا تو مکان کی دیواریں بھی سُن کر پھیلا دیں گی یعنی بات کے بھاپنے والے بھی دیواروں کے پیچھے کان لگائے رہتے ہیں +
(۱۰) سر کو انگشت کے ساتھ تشبیہ دیکر فاختہ کو اُنگلی پر نچانے کا اشارہ ہے +
(۱۱) حُسن نے جہان میں اُٹھ کر عشق کو سرسوا کر دیا جب فساد ہی اُٹھتا ہے تو فساد ہی برپا کر دیتا ہے +
(۱۲) گو کتنے ہی سامانِ عیش ہوں مگر جس کی خاطر وہ کئے جاویں جب وہ عزیز نہوں تو آنکھوں میں خار ہیں +
(۱۳) کوئی کا اشارہ اپنی طرف ہے مہربا بمعنی شراب دشمن کی خوشی سے اپنے آپ کو رنج گذرا کرتا ہے +

حل صفحہ ۲۱

(۱) ہر روز خون چاٹنا مُراد ہر روز قتل کرنا یہ معاملہ ہے کہ اکثر خونخوار بالخصوص نوابوں کے بیچ ہر روز سُرخ تلک لگانے ہیں وہ گویا ابرو کے خنجر کو خون لگا ہوا ہے +
(۲) ہمکو آسکی گولی کھانے کا اتنا شوق ہے کہ جب اُسکی بندوق نہیں چھوٹتی تو ہم اُسکو اپنی بدقسمتی جانتے ہیں جو دشمن نقصان کرنا چاہتا ہے خدا کی مہربانی اُسکے وار کو خالی جانے دیتی ہے +
(۳) آہیں مذاق یہ ہے کہ جب آسمان سے ایک فرشتہ آکر عمر کا رشتہ توڑ دیتا ہے یعنی جان لیجاتا ہے جب فرشتوں کا

آسمان ہی اگرے تو جان کیونکر نہ جائے پھر کیا پتا ہے +

(۴) اپنے دوست کو پوچھتا ہے کہ اگر آپ اپنے ارادے سے غصہ ہوئے ہو تو مجھے بسر و چشم منظور ہے - مگر شرط یہ ہے کہ میرے دشمن کے سکھائے بہکائے سے نہو +

(۵) آسمان جو قیام میں ہیئت گردش میں ہیں اس سے قدرت کا یہ اشارہ ہے کہ جہان ہی کو قیام نہیں یہاں کوئی قیام کا ارادہ نہ کرے یہ خیالِ خام ہے +

(۶) جب مددگار ہے تو دشمنوں کے ڈراووں سے کچھ نہیں ہو سکتا - دشمنوں کے غلبے پر خدا کی مدد مانگنی چاہئے

(۷) اسکا مطلب اوپر کے ۵ نمبر میں آچکا +

(۸) بیمار دار - بیمار کے علاج کرنیوالے کو اور ٹہل کرنے والے کو کہتے ہیں - مطلب یہ کہ عشق کا مرض مسیحا سے بھی نہیں جاتا - ثبوت یہ کہ بُت پرستوں کو بتوں کے عشق سے ہر چند بڑے بڑے مجھنے دکھا کر ہٹایا مگر وہ نہ ہٹے یعنی اُن کا مرض عشق نہ گیا - بلکہ مریضِ عشق ہی انکی جان کے دشمن ہو گئے یعنے سُولی دینے لگے یہ مشکل سے جان بچا کر چوتھے آسمان پر جا چڑھے - ذوق ؎

چرخ پر بیٹھ رہا جان بچا کر عیسےٰ ہو سکا جب نہ مداوا ترے بیماروں کا

(۹) رنج و غم کی تلواریں ہر دم دل کو ریزہ ریزہ کر رہی ہیں +

(۱۰) چاند سورج انسان کے چہرے کے مشابہ ہیں - لیکن اُن کے چہروں پر ابرو اور ڈاڑھی نہیں یہ گویا انہوں نے خدا کی فقیری میں قلندر بن کے منڈوا ڈالی - پس چاند سورج بھی خدا کے چارابرو چہرے پر مست قلندر بن گئے - قلندر فقیروں کا دستور ہے کہ جیلا بنتے ہوئے ڈاڑھی موچھ منڈا ڈالتے ہیں +

(۱۱) جس طرح کتے کی دُم کو کتنا ہی سیدھا کرو ٹیڑھی کی ٹیڑھی ہی رہتی ہے اسی طرح اُلٹی سمجھ والے بھی سمجھانے سے سیدھے نہیں ہوتے +

(۱۲) جہان کی مُرادیں پوری ہونے کی آرزو میں جہان ہی مارا گیا ہے مگر مُرادوں کی آرزوئیں کسی کی کبھی پوری نہیں ہوئیں +

حل صفحہ ۲۲

(۱) عاشقانِ خدا ظاہر میں فقیر صورت اور اُون یعنی کملی پوش ہیں باطن میں خدا کے ساتھ عرشِ عظیم پر رہتے ہیں +

(۲) انسان کے اندر خدا ہی ہے +

(۳) کبھی میں وہاں جا کر مست نہ ہو جاؤں اور حالت زیادہ نہ بگڑ جائے پھر میرے حالِ زار پر کُل بھی نہ روئے گل جائیں بقول اسد اللہ غالب دہلوی ؎

باغ میں مجکو نہ لیجا ورنہ میرے حال پر ہر گُلِ تر ایک چشمِ خونفشاں ہو جائیگا

(۴) جس کا دلی شوق ہو وہ شوق سچا ہے اُس شوق پر کوئی آفت نہیں آسکتی جیسا کہ ابراہیم خلیل اللہ کو خدا کا سچا شوق تھا وہ اُس چتا میں سے جو نمرود بادشاہ کافر نے اُنکے جلانے کے واسطے لگائی تھی اور وہ آگ گلزار ہو گئی تھی یہ سلامت نکلے +

(۵) ناصح لوگ جو عاشقوں کو بہشت میں جانے کی صلاح دیتے ہیں انکو وہ جھوٹے طوفانی گولے مارنے والے سمجھتے ہیں نصیحت سے انکو نفرت ہے - اس صلاح کے خواہاں ہیں جس سے خدا ملے +

(۶) نار ایک آگ ہے اور آگ سے پتھر چونا بن کر نرم ہو جاتے ہیں چونے کے باعث سفیدی و پلستر وغیرہ میں کام آتے ہیں

(۷) اگر کسی طرح بن سکے تو آسمان کو سیدھا بناؤ یعنے اپنے موافق کرلو۔ اور لوگوں کی کجروی کی شکایت عبث ہے۔ کیونکہ جو ہوتا ہے آسمان سے ہوتا ہے۔ اگر وہ ٹیڑھا ہے تو اپنے سے سب ٹیڑھے ہیں اور اگر وہ اپنے سے سیدھا ہے تو سب کام درست ہیں جیسا کہ کسی نے کہا ہے ؎

ربّا آنکھیں پھیریاں ہیری شکل جہان + ایک نگہ میں کرم کی لاکھوں کریں سلام
طرح ڈالنا بھنی رہنے سہنے کو مکان کی نیو رکھنا +

(۸) خدا کو ہمیں جہان میں تکلیف دینی منظور ہے۔ عیش کی جگہ میں بھی غیب سے ناگہانی تکلیف آپڑتی ہے +

(۹) جبکہ خود آسمان گردش میں ہے تو اُس کے نیچے والے گردش میں کیوں نہوں جیسا کہ چکی گردش میں ہے اسکی نیچے والے بھی گردش میں ہیں +

(۱۰) بیقراری میں راتوں ستارے ڈراتے ہیں یعنی ہم اختر شماری کرتے رہتے ہیں اور آسمان گردش میں پھرا رہا ہے

(۱۱) یعنی چاند بھی آئینہ خانہ ہے اور آئینہ خانہ نیک و بد کے گزرنے سے صاف نہیں رہتا۔ جیسا کہ چاند کہ کسی میں ذرا بھر یعنی تھوڑی دیر بھی صاف نہیں رہتا۔ پہلی رات سے چودھویں رات تک ایک حصہ سفید ہے اور ایک حصہ سیاہ اور بدر کے وقت یعنی چودھویں رات کو چاروں طرف سے روشن ہے اور بیچ میں سیاہ داغ ہے۔ پھر پچھلی راتوں کو پہلی طرح ایک حصہ روشن ہے اور ایک حصہ مدہم۔ مذاق یہ ہے کہ یار آئینہ خانہ ہے اِس میں بد یعنے رقیب کا بھی گزر ہے۔ جہاں حسن کا نور ہوگا وہاں رقیب کی سیاہی بھی ضرور ہوگی +

(حل صفحہ ۲۳)

(۱) محبت میں شکر رنجی ہو کر ملاقات بھی کم ہو جایا کرتی ہے مگر پھر ملے بدون نہیں رہا جاتا۔ دو دوستوں کی شکر رنجی پر کسی تفرقہ انداز کو پھولنا نہ چاہئے۔ کیونکہ گھڑی دو گھڑی کی شکر رنجی کے بعد پھر وہ اُسی طرح دو قالب ایک جان ہیں +

(۲) اِسمیں بھی تفرقہ انداز چغلخور کا فعل عبث ہے جیسا کہ اُوپر کی شرح میں لکھا گیا +

(۳) یعنے شیخ نے نصیحت کرکے اپنا مغز مارا۔ جب عاشقانِ خدا پر کچھ اثر نہ ہوا اپنی کہوا اس سے آپ ہی شرمندہ ہو گیا

(۴) جب اپنے بیگانے اور دوست دشمن ہو جائیں تو وہاں کہا کرتے ہیں کہ لہو سفید ہونے لگے +

(۵) مسلمانوں کی شرع میں تین دن کے بھوکے کو اگر حرام شے مُردار یا جوری وغیرہ کا مال مجائے تو حلال ہے اِسی طرح جو چیز حال میں اپنے نزدیک بُری اور خراب ہو اُس کو کھونا نہ چاہئے۔ بلکہ احتیاطاً رکھنا چاہئے شاید کبھی کام آجائے مثل ہے داشتہ آید بکار۔ اگرچہ بود سرِ مار +

(۶) جو قاصد کہ یار سے ملکر آیا ہے تو میں اُس کو دیکھکر کیوں نہ روؤں کہ مجھ کو اُس کے ملنے سے یار کا ملنا یاد آتا ہے + دو چار کے لفظ میں یہ لطف ہے کہ چار دُگنے ہو کے آٹھ ہوتے ہیں۔ اِس نازک خیالی سے آٹھ آٹھ آنسو کہا +

(۷) جو مریض مرتا ہے تو نزع کے وقت اُس کو شربت پلایا کرتے ہیں۔ اُس شربت پر کوئی گھمنڈ اور ریجھ نہیں کرتا۔ بلکہ بے دریغ خواہش اور زور کے ساتھ بلکہ مُنہ کھول کھول کر دیتے ہیں۔ کیونکہ وہ رحم کا وقت ہے۔ شایاں شانِ یارِ مسیح دم کو یہی تھا کہ اپنے مریض کو اچھا کرتا۔ اگر اچھا نہ کرسکا تو مرتے وقت اپنا شربتِ دیدار تو دے کہ جہان سے تلخ کام نہ جاوے شیریں کام جاوے +

(۸) نامید اور نامراد غمزدہ کی آہ ٹھنڈی ہوتی ہے - آہ کی ٹھنڈ کا یہاں تک مبالغہ ہے کہ گرمی کے موسم میں جو بھری تو جاڑے کا موسم ہوگیا +

(۹) جہان میں جو آیا تو میر امیر اکرتا چلا گیا مگر یہ پرانا محل جہان کسی کے پاس نہیں رہا +

(۱۰) جو قسمت کا لکھا ہے وہ نہ بدلے اور نہ ٹلے +

(۱۱) ہجر کے غم میں ایسے ناتوان ہوگئے ہیں کہ بستر سے وصلی کے کاغذ کی طرح جڑ گئے - وصلی کاروا ج حال کے طلباء میں نہیں رہا - پہلے زمانے کے طلباء پہلے تختی پر موٹا سا صاف کیا کرتے تھے اسکے بعد متوسط قلم سے وصلی پر مشق کیا کرتے تھے - اِس میں موٹے موٹے دو کاغذ لیئی سے چسپاں کرکے اور دونوں طرف اہار دیکر گھونٹے سے گھوٹ کر لکھا کرتے تھے +

(حل صفحہ ۲۴)

(۱) ایک دل ہزاروں چیزوں کی طرف چلتا ہے - کس کس چیز پر دیجئے +

(۲) اِس زمانے میں کوئی کسی کی عزت اُتارنے میں دریغ اور کمی نہیں کرتا - وہی اپنی عزت بچائیگا جو اِس قسم کے لوگوں سے بچکر رہیگا نہ بے موقع جگہ جائیگا اور نہ بولیگا +

(۳) یہ مشتِ خاک انسان اِتنا دماغ رکھتا ہے کہ خدا کی ذات میں شامل ہے اور اُسکے ساتھ عرشِ عظیم پر ہے

(۴) دنیا میں عروج کے ساتھ زوال ہے اور تعریف کے بعد ہجو زمانے کی موافقت سے جو لوگ تعریف سے آج آسمان پر چڑھاتے ہیں ہوا بگڑی میں وہی لوگ کل کو ہجو سے زمین پر اُتار بیٹھگے اور زمین پر اُتارنا ہنود کے ہاں اسکو کہتے ہیں کہ جب کوئی بالغ مرنے لگتا ہے تو اُس کو چارپائی سے زمین پر اُتار دیتے ہیں جسکو بھوں اُتارنا بھی کہتے ہیں - کیونکہ ہندو کا چارپائی پر مرنا بڑا دوش ہے یعنے جو لوگ تخت پر چڑھاتے ہیں وہی غسل کے تختے پر اُتاریگے +

(۵) دشمن کو کسی پر وار کرکے خوش اور بے فکر نہونا چاہیئے - طرف ثانی کو بھی اِنتقام کی فکر ہے - جب اُسکا وار پڑا تو سہا نہ جائیگا - اِس اشارے سے کہ دشمن کا وار ایک انگوٹھا ہے اور طرف ثانی کا وار ایک ہاتھ ہے +

(۶) جب موقع ہاتھ سے نکل جاتا ہے پھر اُس کا پچھتاوا ہی رہجاتا ہے مگر پھر پچھتانا عبث ہے +

(۷) خط کے حسن و جمال کی زلفِ دوتا کے آگے چاند کا چراغ گل ہے +

(۸) پروانہ کا یہ خون شمع کے سر پر ہوتا ہے کہ عشق میں مرنا بڑی لذت اور ہمیشہ کی زندگانی ہے +

(۹) ہستی کا سامان یعنی جسم اور حواس خمسہ سب ہجر میں دیگیا +

(۱۰) سردی میں چھاتیاں اچھی نہیں لگتی اور ابرِ بہار چھاتیوں کو کے سردی کو بڑھاتا ہے - بے مروتوں کی سرد مہری سے ہم پہلے ہی سردی میں مر رہے ہیں - ابرِ بہار اور زیادہ سردی بڑھاتا ہے - گویا جلوں کو جلاتا ہے یعنے سامانِ عیش دُکھیا کا دُکھ بڑھاتے ہیں +

حل صفحہ (۲۵)

(۱) ایک ہفتہ تک چاند آدھی روٹی کی صورت ہوتا ہے ساری روٹی کی صورت بننے کی ہوس میں چودھویں رات کو بدر یعنے پوری روٹی کی صورت ہوتا ہے اِس پوری روٹی کی ہوس نے یہ نقصان دیا کہ چودھویں رات کے بعد ہر روز گھٹتا ہے اور انتہا کو کچھ بھی نہیں رہتا اِسمیں قناعت کی تعریف ہے۔

(۲) جب تیری خواہش گلوں کیطرف دیکھی تو تیرے سر چڑھنے کی آرزو میں غنچے کھلکر گل ہوگئے یعنے غنچے بھی ذات حق کے عشق میں کھلتے ہیں۔

(۳) یعنے خدا نے کہا تھا کہ میرا کون عاشق ہے اِنسان نے جواب دیا مَیں تو خدا نے جواب دیا کہ مَیں کے گلے پر چھری یعنے یہ لو اپنے عشق کی چھری تمھاری گردن پر رکھی

(۴) گل سوسن نیلگوں ہوتا ہے آفرسی بھی سیاہ ہوتی ہے اِسلئے تشبیہ دی ہے

(۵) جو جیتے ہی گزراں رہے وہ مرنیکے بعد کیا یاد کرے گا۔

(۶) آہوں کا دھواں نہ پھیلا۔ چلا جا۔

(۷) عشق دریا ہے اور محبوب دلستاں دل کی مچھلی کا مگرمچھ ہے

(۸) جب قاتل نے دیکھا کہ میرے قتل سے مقتولوں کو لذت آتی ہے تو قتل ہی چھوڑ دیا یعنے اُسکو اپنے شوق سے سروکار نہیں ہاں بے لطفی و محرومی دانستہ سے کار ہے کیں لطف سے قاتل کو قتل سے ہٹا کر اپنی قوم کو بچایا ہے۔

(۹) یار کی رفتار کو دریا کی موج سے تشبیہ دی ہے اور آپ سوخت کی شرم سے پانی پانی بنا۔

(۱۰) جنم جنم مصیبتیں اٹھائیں۔

(۱۱) آنسو بہانا اِس غرض سے تھا کہ اُسکو ترس آئے یہاں اُلٹا اثر دیکھا کہ اُس ظالم کا زیادہ غصہ بھڑک گیا آنسو بہانے سے عشق کا راز فاش ہوتا ہے اسوجہ سے حسن کو برا لگتا ہے۔ لطف یہ کہ پانی نے بجائے بجھانے کے اُلٹی آگ لگادی + + ایسے جلے ہوئے آتش کے پرکالے آنسو نکلے۔

(۱۲) خدا نے ہلال کو اپنی ابرو کی نقل بنایا ہے اِس نقل نے جب اصل کو دیکھا تو شرمندہ ہوا یعنے جہاں سیاہ ہوگیا ہے کیونکہ ہلال کے وقت باقی حصہ چاند کا چہرہ ہے سیاہ ہوتا ہے کٹنے کے لفظ میں یہی خوبی ہے۔

حل صفحہ (۲۶)

(۱) بلبل ایک باغ کا جانور ہے جانور عشق انسان کی کیا ریس کرسکتا ہے ادنی آدمی اعلےٰ آدمی کے سامنے اپنی بڑائی جتانے جانے کو ہوا ہے

(۲) مرنے کے بعد میری خاک کا بگولا بنایا خاک جابجا اُڑتی پھری اور کسی کسی جون میں پھرتی رہی۔

(۳) جنکی معرفت کی آنکھ کھل گئی ہے وہ جانتے ہیں کہ ہم دنیا میں ایسے جلد فنا ہونے والے ہیں جسطرح پانی پر بلبلا جلد ٹوٹ جاتا ہے

(۴) جو شخص ظالم ہوتے ہیں وہ جسطرح خانہ برباد ہوجاتے ہیں جسطرح مہال توڑنے والوں کے ہاتھ سے مہال ٹوٹ جاتا ہے زنبور سے مراد مہال کی مکھی ہے جیسا سکندرنامے میں مصرع ؎ زغوغائے زنبور ہم بیشتر۔

(۵) اوچھا کمینہ اچھل کر کبھی مراد کو نہیں پہنچتا جلد زوال میں آجاتا ہے جسطرح تنکے ہوا سے اُڑکر آسمان کو چڑھکر جھٹ پٹ زمین پر آگرتے ہیں۔

(۶) حسن کا کمال یوسف ہی پر جیسا کہ مشہور ہے ختم نہیں بلکہ ہر زمانے میں یوسف سے بھی اعلیٰ اعلیٰ پیدا ہوتے رہتے ہیں۔

اب بھی ایسے ایسے ہیں کہ اگر انکے حسن و جمال کو دیکھیں تو یوسف کے خریداروں کا مخول کریں کہ وہ خریدار بے تمیز تھے خریداری اِس شخص کی چاہیئے نداق یہ کہ حال کے خوبرویوں کو یوسف پر ترجیح دینی چاہیئے ؎ تجھے دیکھا ہے یوسف کو سُنا ہے + سُنا یکھے ہوئے سا کب ہوا ہے

(۷) عاشقان خدا کو ہمیشہ کثرت گرما سے برسات ہے اور اسی ہمیشہ کی برسات اور بہار کیوجہ سے مست مے عشق رہتے ہیں۔

(۸) اگر سوزدروں کچھ عرصہ تک اِسیطرح رہا۔ تو ہم جلکر راکھ کا ڈھیر ہو جائیں گے۔

(۹) گلوں کے کپڑے پھٹ کر زخم کی صورت نظر آتے ہیں معلوم ہوا یہ خدا کے عشق کے کھیت میں اُسکے تیغ ابرو سے کھیت رہے ہیں

(۱۰) دنیا کسی کے پاس قائم نہیں رہتی کسی نہ کسی صورت سے جلد یا بدیر سے جاتی رہتی ہے پھر تعجب کی بات ہے اِس بے بنیاد پر فساد کر کے خلقت کٹ کٹ مرتی ہے۔

(۱۱) معاملہ ہے کہ جب ڈوبتی چیز پر بوجھ بھاری رکھدیتے ہیں تو وہ اب کر تڑپنے سے سہل جاتی ہے اسلئے یہ لطف رکھا ہے کہ میں غم سے تو نہیں ڈرتا مگر اس سے جو دل کی بے قراری دب جاتی ہے اس سے ڈرتا ہوں انسان جس معاملہ میں جتنا بیقرار ہوگا اُتنا ہی وہ معاملہ بگڑ کر غم پر غم ہوگا۔

(۱۲) اَن کے دو معنے ہیں ایک ذرا سا وقت دوسرے چھب ڈھب یہاں ایک ہی معنے میں دونو معنے لگتے ہیں یعنے پل بھر چھب ڈھب دکھا کر اپنے اوپر خلقت کی تہمتیں لگوا لیتا ہے اسلئے نداقاً کہا ہے کہ عجب کمال کے بناؤ سنگار کے جوڑ یاد ہیں جو اپنے اوپر تہمتیں رکھوائے یعنے بناؤ سنگار اور چھب ڈھب دکھانے سے خواہ مخواہ خوبرو پر تہمت لگاتے ہیں۔

حل صفحہ (۲۷)

(۱) جو ہوش میں ہوا اُسکو صبح و شام میں تمیز ہوتی ہے اور جو اپنے آپ میں نہ ہوا اُسکو انکی کچھ تمیز نہیں صبح و شام کے ٹالے بالے مت بتاؤ یہاں بیہوشوں کو صبح و شام کی کچھ تمیز نہیں تم ملجاؤ گے تو ہمارے دیدار سے صبح ہو جائیگی ورنہ ہجر میں شام ہے اور ہمارے نزدیک کوئی صبح و شام نہیں حاجتمند رکھتا ہے کہ جس چیز کی ہمکو آپ سے ضرورت ہے ٹالے بالے مت بتاؤ اُسیوقت دیدو

(۲) یہاں سیلا ہونا دو معنے دیتا ہے ایک تو لہو سے بھر جانا اور دوسرے پُر آنا پڑ جاتا یعنے مرے کو کچھ عرصہ گذر جانا۔ سجن نے قتل کر کے جب دیکھا کہ تمام کفن لہو سے بھر کر سیلا ہو گیا تو دوسرے معنوں کو یعنے عرصہ گذر جانیکو خیال میں لایا کہ مقتول کھلبلی کے اندر گیا جسپر قتل کے نشان تھے وہ مدعا جاتا رہا اور کفن پر خون کا کوئی دھبہ نہ رہا قاتل کو اپنے خیال میں اس مدعا کے غائب ہونے اور عرصہ گذرنے پر قتل سے انکار کا موقع سوجھ گیا۔ کس لطف سے دونوں معنے اور قاتل کا خیال جتایا یہ بھی ایک نکتہ ہے مطلب یہ ہے نقصان پہنچانے والے کے حساب نقصان پہنچانے کو مدتیں گذر جاتی ہیں اسوجہ سے بھول جاتا ہے اور بگڑ جاتا ہے اور جس کو پہنچایا ہو اُسکے حساب میں بھی کمی کی بات ہے اور تا نوہ دم یاد ہے۔

(۳) جسطرح فوارہ کا پانی اوپر چڑھ کے نیچے آپڑتا ہے اِسیطرح سرکش اُچپل کے سر کے بل گر جاتا ہے ؛

(۴) پھر زور شور کے ساتھ خط پر خط اور تحریر پر تحریریں ہر طرف بھیجنے لگے ؛

(۵) اب تو خدا ہماری خاک کو کسی جون میں نہ بدلے اور اپنے پاس حضوری میں رکھے ؛

(۶) خدا کے عاشق جو اُسکے عشق کی تلوار رکھا کر مرے ہیں اب تک مزے کر رہے ہیں یعنے خلقت انکو مانتی ہے اور پرستش کرتی ہے دیکھو اولیا کی درگاہیں انکے رتبے دیکھکر اور عاشق بنتے جاتے ہیں اور عشق کی تلواریں کھاتے ہیں اور زیادہ کھانیکی آرزو کرتے ہیں۔

(۷) مطلب یہ کہ عبادت الٰہی میں جو مزا وہ مرا اور جو عشق الٰہی میں مزا وہ ہمیشہ کو زندہ ہوا جیسا کے کہ اس سے پہلے اُوپر کے زندے شعر میں گذرا۔

(۸) یاس اُن کے یہ دیکھتے ہیں کہ کوئی دم باقی ہے یا نہیں یاں دم کہاں مردہ پڑے ہیں۔

حل صفحہ ۲۸

(۱) مذاق یہ کہ تمہارے منہ کو لہو لگا ہوا ہے یہاں فقیر و نہیں لہو کہاں البتہ مُنہ لال کرنے کو پان لیجیا ؤ اس سے بھی آپ کا منہ لال ہو جائیگا اسی کو ہمارا خون سمجھنا غریب لوگوں کی تھوڑی سی نیاز کو بہت سا سمجھتے ہیں۔ یہ بھی ایک نشتر ہے +

(۲) غرور کا کلمہ بولنا مغرور کو مار لیتا ہے۔

(۳) عندلیب سے مراد دنیا کا طالب بے وفاؤں سے مراد دنیا کی چیزیں یعنے دنیا کی چیز و نہیں دل لگانا نہ چاہئے یہاں کی چیزیں جلد فنا پذیر ہیں

(۴) مقراض بھی میرے حال پر رحم کھا کے ہنوس کرتی تھی خوبی یہ کہ مقراض چلتے وقت ایسی معلوم ہوتی ہے جیسے کہ کوئی ہنوس کے ہاتھ ملے کیونکہ قینچی کے پرے ہاتھ کی صورت ہوتے ہیں۔

(۵) خوبی کی جو نہیں جاتی جیسے کہ ضرب المثل ہے بان والے کی بان نہ جائے کتا سوتے ٹاٹ کاٹے۔

(۶) فخر جہان یعنے حضرت فخر الدین شاہ ظفر کے پیر و مرشد تھے شاہ ظفر مریدانہ دیماز سے انکی غلامی کا اقرار کرتے ہیں ہدایت یہ ہے کہ استاد اور مرشد کو اپنے آپ کو غلام سمجھنا چاہئے۔

(۷) بتوں کی زیب زینت بت پرستوں سے ہی ہے ورنہ پتھر کی ٹکڑے ہیں یعنے حسن کی رونق عشق کے دم سے ہے اگر عشق نہو تو حسن بے رونق اور بے پوچھ کے ہے جیسے ہر شے کی قیمت خواہش مندوں سے ہے اگر خواہش مند نہوں تو چیز بے قدر اور ردی ہے۔

(۸) حسن دار آدمی جو اپنے نور حسن پر مغرور ہے اگر حسن خدا کو دیکھ لے تو اس غرور پر ایسا نادم ہو کہ کبھی خیال فاسد نہ کرے کوئی اپنے آپ کو کسی چیز میں سب سے اعلیٰ نہ سمجھے یہاں ایک سے ایک اعلیٰ ہیں۔

(۹) دلکی جلن کے سبب آنکھوں سے جو آنسو نکلتا ہے سُرخی ہے وہ آب ناب ہیں گو ہر شبچراغ ہے اس وجہ سے گریہ کی روشنی کے آگے شمع کی روشنی مات ہے اور شمع کا رونا اس وجہ سے ہے کہ اُس کا موم آنسو کے قطرے اوپر سے نیچے کو ڈھل ڈھل کر بدن پڑتے ہیں۔

حل صفحہ ۲۹

(۱) میرے دل کا داغ آفتاب ہے کہ قیامت کا آفتاب جو اُس روز بہت تپے اور دیکھے گا اگر دیکھے گا تو تپش اور چمک جاکر میں جیسا ہو جائے گا یعنے عشق الٰہی میں انسان ایسا روشن ہو جاتا ہے کہ آفتاب اُس کے آگے مات ہے۔

(۲) باغ میں خدا کے جمال کا ذرا سا جمال کا عکس ہے تو پر یہ رنگ و بو ہے اگر اُسکا اصلی جمال آئے تو باغ کیطرف دیکھنے کی تاب نہ ہے۔

(۳) لات نامی بت کو مسلمانوں نے ذلت کے ساتھ کعبے سے نکالا تھا اب بت پرستوں یعنے عاشقان حق میں اُس لات اور اُس کے ہم جنس بتوں کی اتنی پوجا ہو رہی ہے کہ انکو خدا مانا گیا اور جو لات لاتیں کھا کر کعبے سے نکالا گیا تھا اب اُسکی اتنی قدر و منزلت ہو رہی ہے کہ کعبہ کو لات مارتا ہے۔

(۴) کہ رباعن یعنے دل کا اندھا از خیر و فاضل۔

(۵) یعنے ہم مذہب عاشقی لوگ میں زاہد و واعظ وغیرہ خاموں سے رغبت نہیں۔

(۶) جگر کی جلن کی وجہ کر آنسو نکلتے ہیں اس بات کا ہمکو خیال نہیں۔

(۷) دولت بیدار سے مراد ہوش ہے عاشق لوگ عشق خدا میں فنا ہو کر ہمیشہ کی زندگی پاتے ہیں یعنے اُسکی ذات میں ملجاتے ہیں۔

(۸) اسمیں مذاق یہ ہے کہ شکوہ کے بھی چار حرف ہیں اور طعنت کے بھی اور شکوہ وہ دوستوں کا ہوا کرتا ہے آسمان کا شکوہ کرنا

کرنے سے آسمان کے ساتھ دوستی پائی جاتی ہے اسوجہ سے اِسکا شکوہ زبان پر نہ لانا چاہیئے بلکہ لعنت بھیجنی چاہیئے

(۹) جو شخص منہ پر نیک گو اور پیٹھ پیچھے بدگو ہو اُس سے صاف دوستی نہیں ہو سکتی۔

(۱۰) وہ میرے سے بہت ہی بیزار ہیں اِس بیزاری کے محل پر بولتے ہیں کہ وہ میرے گھر کیطرف مُنہ کرکے بھی نہیں سوتے۔

(۱۱) جہاں دو دوستوں میں کوئی خلل انداز لگانے بجھانے والا پڑجاتا ہے تو دونوں دوستوں میں پھوٹ پڑ ہی جاتی ہے

حل صفحہ (۳۰)

(۱) ہر شے کا عشق جان کا روگ اور بلا ہے ایک ہی کے دھیان میں مر رہنا ہے۔

(۲) جو شخص کلام کرنے میں اپنا لحاظ نہ رکھے تو اُسکو بھی بے لحاظ جواب دئے جاتے ہیں۔

(۳) جب انجام کار انسان کو خاک کے نیچے ضرور جانا ہے تو غرور اور سرکشی عبث ہے۔

(۴) یاں سے واں تک مراد دنیا سے عقبیٰ تک اور مجھسے تجھ تک۔

(۵) خدا کسی کی داد و فریاد نہیں سنتا جو چاہتا ہے کرتا ہے بقول نظامی۔ نیفتد دریں طشت فریاد کس۔ کہ بربستہ شد راہ فریادرس ۔ پیار کے موقع پر دوست کی شکایت ہے۔

(۶) چمن کا سبزہ خدا کے عشق کا رہر پئے ہوئے ہے اسواسطے سبز ہے کیونکہ زہر کا رنگ سبز ہوتا ہے۔

(۷) گریاکار وضو اور غسل میں بہت سا پانی بہاکر اپنی پاکیزگی جتاتے ہیں اور دل دنیا کی طمع سے گندہ ہے اصل پاک وہ ہیں جنھوں نے دنیا کا لوبھ لالچ چھوڑ دیا ہے۔

(۸) عشق میں جان کا خوف نہیں ہوتا اور جو جان کا خوف کرے وہ عاشق نہیں۔

(۱۰) اے ظفر تو وہ گرمگیم تڑپ کے شعر کہنے والا ہے کہ اور حاسد شاعر تیرے پر مضمون شعروں سے جلکر خاک ہوجاتے ہیں محسود کو چاہیئے کہ جلتے حاسد کو اور زیادہ جلائے۔

(۱۱) جب دو دل ایک ہوجاتے ہیں تو انکو زبان سے کہنے اور منہ آنکھ وغیرہ سے اشارہ کرنے اور بیچ میں قاصد ڈالنے کی کچھ ضرورت نہیں وہ دل ہی دل میں ایک دوسرے کا حال جان لیتے ہیں

حل صفحہ (۳۱)

(۱) اے آہ آسمان کو توڑ ڈال کیونکہ یہ تیرے ہی سے ٹوٹ سکتا ہے بقول مومن

نالہ ایک دم میں اُڑا دیوے دو ہوئیں چرخ کیا اور چرخ کی بنیاد کیا

(۲) جب دو جانب دوستوں میں تیسرا آدمی خیر خواہی کے لباس میں آگھستا ہے تو اِدھر کے اُدھر اور اُدھر کے اِدھر لگا کر پھوٹ ڈالدیتا ہے۔

(۳) ابتدا میں جو عشق سے ڈر تھا وہ انتہا میں دیکھا کہ خوف و فکر میں سوکھکر زرد ہوگئے مذاق یہ کہ نہایت بڑھاپے میں سفید بالوں پر زردی آجاتی ہے

(۴) برابر تاکید کا لفظ ہے یعنے انسان کی ایک گردش میں خاک ہوجاتا ہے اس بے بنیادی اور ناتوانی پر کیسا اپنے آپکو آسمان پر کھینچتا ہے کہ اپنی بلندی کے نزدیک آسمان کو پست خیال کرتا ہے۔

(۵) اگر تجھسے عاقبت کے لائق بنا جائے تو بننے کے لائق جوانی کے دن ہیں انھیں دنوں میں بے پڑھاپے میں کچھ نہ ہوسکے گا جسطرح کہ ہولی کے سانگوں میں رات بھر جتنے سانگ بھرے جائیں سو بہرے جائیں صبح ہوتے رہ جاتے ہیں۔ یعنے انسان کی عمر تھوڑی ہے اور کام بہت یا دنیاوی کمال حاصل کرے اور اُن سے فائدہ اُٹھائے یا عاقبت کے۔

(۶) موسم خزاں میں پھول پتے زرد ہوکر جھڑ جاتے ہیں مذاق مراد بڑھاپے سے ہے۔

(۷) جسطرح پانی سے بجھی ہوئی آگ کا نقصان جلانے کا دُور دیتا ہے اور آگ سے بجھی ہوئی کو جلا دیتی ہے اسیطرح حکمت عملی والا ظالم ہوتا ہے کہ نرمی کا موقع دیکھے تو مہربانی کرکے مارے اگر سختی کا وقت دیکھے تو قہر کرکے مارے اسی لئے ظالم کہا ہے۔

(۸) جو لوگ روز ازل سے خدا کی عشق کی شراب میں مست ہیں لوگ اُنکو مست و بے ہوش کہتے ہیں اور دراصل اور لوگ بے ہوش ہیں کہ اصلی مطلوب کے سوا اور طلب میں پڑگئے اور یہ عاشقان حق ہوش میں ہیں کہ اصلی مطلوب کو پالیا

(۹) بلبل کا گل کھانا اسطرح ظاہر ہے کہ اُسکی دم کے نیچے سرخ داغ ہوتا ہے اسیوجہ سے اُسکو گلدم کہتے ہیں۔

دنیا آفت اور مصیبت کی جگہ ہے یہاں دل لگانا نہ چاہئے خدا سے لو لگا کر یہاں سے جلدی چلنے پر آمادہ رہنا چاہئے۔

حل صفحہ (۳۲)

(۱) جب تمہارا دل ہمارے دھکے چڑھا ہم بھی نہ دینگے یہ تجربہ ہے کہ معشوق آخر میں عاشق بنجاتا ہے اور عاشق بے پروا ہوجاتا ہے بقول میر ؎ کبھی یاں بھی ہے گرمیِ روزگار + کہ معشوق عاشق کے ہو اختیار۔

(۲) عاشق کے دلفگار دل کے آگے گلشن و گل مات ہیں یعنے ہمارے دل کے گلونکے آگے گلشن کے گلوں کی رونق نہیں پہلے گذر چکا ہے کہ عشق خدا کو کسی مخلوق نے منظور نہ کیا انسان نے یہ دو سرمال اور جان دیکر مول لیا اسمیں وہی مثل ہے کہ زر دادم و در دسر خریدم۔

(۳) اسمیں معلوم ہے کہ پوٹ کے زخمونمیں اونے کپڑا پھوک کر بھرتے ہیں اس سے زخم جلدی اچھا ہوجاتا ہے مذاق یہ کہ گدگدی ہوتی ہے اور شال ریشمی صاف اور نرم بالدار سر کو خدا اور صاف سر کو شال سے تشبیہ دی ہے اور صفائی کا نقصان جتایا۔

(۴) شراب عشق یا وحدت کے پینے سے باطن روشن ہوجاتا ہے۔

(۵) جب کوئی بے انتہا مصیبت پڑتی ہے اسوقت یہ محاورہ ہے کہ ایسی کسی دشمن پر بھی نہ پڑے کیونکہ دشمن ترس کے قابل نہیں ہوتا اور جب نہایت آفت اور مصیبت میں دیکھا جائے تو دشمن پر بھی ترس آتا ہے لطف یہ ہے کہ میں دلکی بیقراری سے یار کے نزدیک واجب الرحم ہوگیا ہوں کبھی ایسا نہ ہو کہ میری ریس سے دشمن کا دل بیقرار ہو کر یار کا واجب الرحم ہوجائے۔

(۶) پیٹ کے بل کو اور تبسم کو اور گل کی بو کو موج سے تشبیہ دی ہے روکش ہنسنے منہ پھیر لینے والا گل نے جو تبسم کیا تو اُسکی بو نکل گئی گویا وہ گل کے تبسم سے بیزار ہو کر چلی گئی اور اُس گل یعنے انسان کے پیٹ کے بلون میں آگئی اسپر انسان کو بڑی ہنسی آئی کہ گل نے ہمارے تبسم کی ریس کی تھی وہ خاص اُسکی بو کو بھی نہ بھائی بقول ذوق

مجھے تری غنچہ دہنی کو نہیں پاتے ہنستے ہیں مگر تیری ہنسی کو نہیں پاتے

(۷) جو شخص مدد خواہ ہو اُسکے مارنے والا ہو اُس کی امداد کی اُمید رکھنی بے وقوفی ہے۔

(۸) تلوار کے زخم سے جو خون ٹپکتا ہے وہ گویا زخم کے منہ سے پھول جھڑتے ہیں

(۹) میرے دل میں پھانس کی سوئی کیوں چبھوئی ہے خنجر سے دل چاک کرو تاکہ دلکی پھانس نکلے ہمیشہ کی تھوڑی تھوڑی تکلیف سے ایک بار کی زیادہ تکلیف اچھی ہوتی ہے مثل ہے گھڑی بھر کا دکھ سارے دن کا آرام۔

(۱۰) ہماری شریر آہ سے جو پھول جھڑے اُس سے رات کی پھلجڑی جو ایک قسم کی آتش بازی ہے مات ہوگئی۔

حل صفحہ (۳۳)

(۱) طشت ایک دیگ ہوتی ہے جسمیں ریت بچھا کر کشتنی کو اُسمیں بٹھا کر تلوار سے قتل کرتے ہیں اپنے قتل کے سب سامان قاتل کو دیکر شوق سے قتل چاہتے ہیں کہ جس سے عاشقان خدا شہادت کا رتبہ پاتے ہیں۔

(۲) عشق کی جان حسن میں ہوتی ہے اسیوجہ سے عشق و حسن ایک جان دو قالب ہوتے ہیں لیکن عشق کا قالب باعث خرابی ہے اگر یہ ٹوٹ جائے تو عشق کی جان حسن کی جان میں جائے اس مذاق سے مرنا چاہا کہ وصال یار ہو جائے۔ بقول سرور

مر کے حاصل کیا فرقت ہی میں لو نام وصال ٭ جان دی بھنے مٹا یا خلش ہجران کا

(۳) خضر بھولوں کو رستہ بتانے والے ہیں اگر وہ عشق کے رستے پڑے تو خود بھولے اوروں کو کیا راہ بتاویں گے۔ مثل ہے کہ اذ خود نیست گم است کرا رہبری کند

(۴) ہر ایک شے کا عشق آسان نظر آتا ہے مگر بعد میں ایسی ایسی مشکلیں پڑتی ہیں کہ انسان اُس گھڑی کو پچھتاتا ہے۔ ذوق

کیوں ہنسے دیا دل تجھے او سنگدل اپنا کمبخت ہم اُس سخت گھڑی کو نہیں پاتے۔

(۵) جب کوئی چلا چلا کر روئے تو سننے والے بے چین ہو جاتے ہیں مگر اپنی بے چینی میں کسی کے آرام و چین سے غرض نہیں ہوتی بے چین کے پاس والے بھی بے چین رہتے ہیں۔

(۶) ماتم بھی انھیں پر ہوتا ہے جو اچھے وقت یعنے دولت و اقبال میں مریں اور جو بُرے حالوں اور مصیبتوں میں مرے اُس مصیبت زدہ کا ماتم بھی نہیں ہوتا حسبطرح شام کے مرنے کا طوالت کے خوف سے نہیں ہوتا۔

(۷) جال میں پھنسا ہوا بیقرار پرند اس خوف سے پھڑکنے سے رُک جاتا ہے کہ کہیں ڈر کے مارے صیاد خفا نہ ہو جائے کہ ہمارے جال میں آکر تکلیف کیوں مالی شاید کہ تکلیف جان کر جال توڑ کر بھاگنے کو زور مارتا تھا انسان کی جس سے غرض ہوا گی خفگی سے یہانتک ڈرتا ہے کہ اُسکا مارا ہوا نارضگی کے خوف سے روتا بھی نہیں۔

(۸) رعشہ وہ بیماری ہے کہ جس سے ہاتھ پاؤں کانپا کرتے ہیں اکثر یہ بیماری شراب سے ہوا کرتی ہے اور اکثر لوگوں کو بڑھاپے میں ناتوانی سے شوق کو ڈھال سے ہلال کو تلوار سے تشبیہ ہے یعنے حسن و خدکے آگے سورج مات ہے۔

(۹) شمع کے جلنے پر بہت خوش ہوتے ہیں اِس اپنی قدر کے مارے شمع اپنے آپ کو پھونک رہی ہے بقول مست ؎

آپکو سوخت غیر کو لذت ٭ یہ تماشا کباب میں دیکھا۔

(۱۰) یعنے آنکھ میں جو کاجل لگا ہے یہ ظلم کے سبب اُسکا منہ کالا ہوا ہے اِس سے ثابت ہے کہ ظالموں کا منہ کالا ہوتا ہے

حل صفحہ (۳۴)

(۱) جس سر کے ساتھ ہزار رنج والم ہوں ہم اُس سر ہی سے بیزار ہوئے اُتار پھینکے یعنے جس زندگی میں بے شمار رنج غم ہوں اُس سے مرنا ہی اچھا۔

(۲) دلدل میں جو آدمی پھنس جاتا ہے وہ نیچے کو ہی اُترتا چلا جاتا ہے پس دنیا کی طمع میں کیچڑ میدان میں قدم رکھنا دلدل میں دھس کر زمین کے تلے پہنچنا ہے۔

(۳) جو چیز کسی خاص تول سے بہت ہی ہلکی ہو وہ بنا ترازو ہاتھ ہی کی انکل سے کم معلوم ہو جاتی ہے اسیطرح جو اپنے مرتبے اور توقیر سے نرہے وہ لوگونکی آنکھ میں بلا آزمائے ہلکا ہو جاتا ہے۔

(۴) لطف کے ساتھ گوش کو گل سے تشبیہ دی ہے اور گوش کی ہندی کان۔ کان میں دو زبان کا لطف ہے۔ گل کیواسطے بڑا صدمہ پھٹ جانا ہے یعنے وہ بلبل کے نالے سے پھٹ جاتا ہے قاعدہ ہے کہ جو صدمہ کسیکو پہنچ لیا ہو وہ اُس صدمے کے اوروں پر پڑنے سے ڈر جاتا ہے جب نالہ دیوار کے لگ کر دیوار کو پھاڑ دے گا تو گل بھی ڈر جائے گا یعنے جب کسیکو ڈرانا منظور ہوتا ہے تو اُسکے سامنے کسی دوسرے کو مارتے ہیں۔

(۵) ہجر کی راتونمیں اپنے مرنے کی بہت سی دعائیں مانگتا ہوں مگر منظور نہیں ہوتیں معلوم ہوا کہ قبولیت کا دروازہ بند ہو گیا

(۶) دل اور جگر دونوں چھاتی کی تہ میں

(۷) ہم آپکے لئے دعائے خیر مانگتے ہیں اور آپ ہمارے لئے بددعا کرتے ہیں سچ کہا ہے کہ بھلے کا زمانہ نہیں رہا اِس میں

معاملہ کا یہ لطف ہے کہ عشق حسن کی ترقی کے دعائیں ہے اور حسن عشق کی فنا کی بددعا میں۔

(۸) ایسے آنکھیں جھکائے بیٹھے ہیں کہ میری طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتے پشت پا کی خاکی بہار دیکھتے ہیں۔

(۹) آہ کا رنگ سیاہ ہے یہ جو آسمان کا رنگ بھی سیاہ ہو گیا ہے تو یہ پُر تاثیر دور دور پہنچنے والی آہ کے دھوئیں سے ہو گیا ہے دیکھو تو کہاں آسمان میں جا کر تھگلی لگائی ہے اسمیں خوبی تعلیل ہے خبر لانا بھنے پہنچا۔

(۱۰) گوں بھنے غرض مطلب ولایق پرانے زمانہ کا لفظ ہے اب زبان دہلی سے متروک ہے مگر دیہات و قصبات میں بولا جاتا ہے۔ زمانے میں کہنے کو تو بہتیرے دوست ہوتے ہیں مگر جو آڑے وقت پر اپنی غرض پوری کرے ایسا کوئی نہیں پس جسنے کہ وقت پر مطلب براری نہو اُن کے ملنے سے کیا فائدہ۔

(۱۱) غریب آدمی کو قیامت کا کیا ڈر کبھی فوج ہوئی اور نہ کبھی پیر خوج کشی کر کے خونریزی کی قیامت میں تو مؤاخذہ کے لئے بڑے بڑے معزز لوگ امیر اور بادشاہ خدا کے روبکار میں صف بستہ کھڑے ہونگے جنھوں نے مال اور مرتبے کے زور سے غریب آزاریاں اور خونریزیاں کیں یہ بھی ایک تشریح ہے۔

(۱۲) جب دل پھٹ جاتے ہیں تو پہلے جیسی محبت نہیں ہو سکتی جسطرح موتی میں تیڑ آئی ہوئی موتی کی پہلے جیسی قیمت نہیں رکھتی۔

(۱۳) جب تمام عمر خدا کے یاد اور دھیان میں گذر جائے اُسوقت اُسکا تصور دل میں جمتا ہے یہ کوئی آسان بات نہیں۔

حل صفحہ (۳۵)

(۱) جسطرح وحشی جانور آدمیوں سے بھاگتے ہیں اسیطرح عاشق لوگ آدمیوں سے بھاگ کر جنگلوں میں رہتے ہیں یہاں بھاگنے کا یہ مبالغہ ہے کہ وحشی جانور تو ڈر کر جنگل تک بھاگتے ہیں عاشق ایسا وحشی ہے کہ بات کھڑکنے کے ڈر سے عدم کے جنگل تک بھاگتا ہے یعنے ڈر کر عدم ہی جاتا ہے صدا میں یہ لطف ہے کہ جنگل کی آواز بے روک صاف دور دور جاتی ہے اسی وحشت کے مبالغہ میں ظفر کا پہلا شعر صفحہ ۴۲ پر ہے دیکھو۔

(۲) شیطنت میں شیخ یعنے زاہد وغیرہ شیطان کے بھی گرو ہیں دین دکھاتے ہیں اور دنیا کماتے ہیں۔

(۳) عشق جو حسن کو پکارتا ہے گویا اپنی موت بلاتا ہے اور یہاں اسقدر ناکامی ہے کہ موت بھی بلائی ہوئی سو ناز و نخرے کر کے ٹالے بالے بتاتی ہے نہیں آتی جلاد سے مراد حسن ہے۔

(۴) میں اس کثرت سے رات دن رویا کہ ہمسایہ کے گھر وہیں میرے رونے کا پانی چڑھ گیا وہ اس پانی کو پی پی کے کوسنے لگے کہ خدا اسکو غرق کرے ورنہ اسنے محلہ ہی غرق کیا۔

(۵) آسمان پر تارے نہیں ہیں یہ دل جلے ہجر کے مارے کے دل کے آبلے ہیں جو آلایش سے بھر کر جھلک رہے ہیں یعنی ہجر کی رات میں اختر شماری سے تارے دیکھ کر آبلوں جیسے تکلیف دیتے ہیں۔

(۶) جب اپنا عزیز آنکھوں کے سامنے سے چلا جاتا ہے تو اُسکی آنکھوں میں جہان اندھیر نظر آتا ہے

(۷) دونو جہان خدا کی ابرو پر عاشق ہیں کیا لطف ہے کہ تیغ پر ہاتھ دھرنے سے ہاتھ ضرور کٹ جائیگا تیغ ابرو کے کاٹنے کی تصدیق ہو جائیں دو عالم دو ابرو کی رعایت سے نذر کر ہوئے

(۸) دور بین سے دیکھا گیا ہے کہ پتھروں میں بہت مہین مہین سبزہ ہوتا ہے اور وہ اسکے ننھے ننھے کیڑوں کی خوراک کیواسطے ہوتے ہیں غرض یہ کہ رزق کے سوچ و فکر میں خدا سے غافل ہونا عین نادانی ہے۔

(۹) جبکہ حسن کے ہاتھ پر ہمیشہ مہندی لگی ہوئی ہے اور وہ عشق کے دل کا خون ہے تو حسن کے لئے کوئی دن نہیں ہے کہ دل سے انکار کرے کیونکہ ہر روز حسن کا ہاتھ دلکے خون سے رنگین ہے کہ حنا بنکے لگا ہوا ہے۔

(۱۰) انگلیوں پر نچانا اسوجہ سے خیال کیا کہ صراحی کے پیٹ پر جو نقش کا پھول بوٹا ہوتا ہے اُسکو اصطلاح رنداں میں

ریش قاضی و ریش شیخ یعنے قاضی و شیخ کی ڈاڑھی کہتے ہیں جب اُسکو صراحی کے منہ پر سے اُٹھا کر پھینک دیتے ہیں اور دَور جاری ہوتا ہے تو نہ لوگ اُس روئی کے پھاہے کو ریش قاضی کہ کہکے محفل میں اُنگلیوں سے اُٹھا کر ایک دوسرے کیطرف پھینکتے ہیں اپنے مخالف قاضی و شیخ وغیرہ کے ہجو کے اشعار پڑھکر اپنی دل لگی کرتے رہتے ہیں غرض اپنی محفل میں شیخ قاضی زاہد پارسا وغیرہ کی بہت ہی مٹی خراب کرتے ہیں۔

(۱۱) تنہائی میں مزا عجب ہے جب دوست ہی دوست ہو تیسرا خلل انداز دشمن نہ ہو۔

(۱۲) اوچھے کو جب کچھ چیز ملجاتی ہے اُسپر بہت اِتراتا ہے اور ہر ایک کو جتاتا اور دکھلاتا ہے سبحان تیری قدرت تیری کی بولی ہے۔

حل صفحہ (۳۶)

(۱) عشق کی منزل بہت دور ہے اُسکا کوئی بھید نہیں ملتا۔

(۲) ہمارا دامن عشق الٰہی کی شراب سے تر ہے یہ وہ پاک شراب ہے جو فرشتوں کو بھی نصیب نہیں یعنے عشق کا مرتبہ انسان کو ملا ہے۔

(۳) قد کشیدہ بمعنے سرو قد یعنے کھڑا آدمی کھڑے آدمی کا سایہ بہت لمبا ہوتا ہے اور سایہ کی عاجزی اور فروتنی یہ ہے کہ ہمیشہ زمین پر پڑا رہتا ہے اور جتنی عاجزی کرتا ہے اُتنا ہی بڑھتا ہے یعنے قد سے کئی حصہ زیادہ ہوتا ہے۔

(۴) دندان کو ہیرے کی کنیوں سے تشبیہ کی خوبی ہے۔ یار کا غیر وہیں ہنسنا بڑی سوختہ اور غیرت کا مقام ہے اور سوختہ اور غیرت میں اکثر ہیرے کی کنی کھا کر مرجایا کرتے ہیں غیروں کی سوختہ سے خود کشی کرنے سے یار کو سر محفل ہنسنے سے ہٹاتا ہے۔

(۵) جسطرح سورج بھلے بُرے سبکو برابر سمجھتا ہے کہ سب پر اپنی روشنی برابر ڈالتا ہے اِسیطرح جو روشن دل ہوتے ہیں سب سے ملتے ہیں اور اپنا فیض پہنچاتے ہیں

(۶) یہ شیخ قاضی ناصح زاہد وغیرہ ظاہری شرعی لباس والے ہیں ہوش کی کملی اور عقل کی قبا سے ننگے ہیں یعنے ظاہر کے لباس دار اور باطن کے ننگے ہیں کہ انکو معرفت اور عشق الٰہی کی کچھ خبر نہیں انکا کہنا عاشق و عارف نہیں مانتے۔

(۷) دشمن بچھو ہوتا ہے ہر دم ایذا رسانی پر رہتا ہے بچھو بتانے میں یہ لطف ہے کہ بچھو گھر سے نکلا ہوا جوتیوں سے مارا جاتا ہے اِسیطرح رقیب جوتیاں کھاتا ہے۔

(۸) کتنی ہی زمانے کی آفتیں اور مصیبتیں پڑیں مگر مردوں آفتوں اور مصیبتوں کو آسانی سے جھیل لیتا ہے اور اپنے ارادہ سے منہ نہیں پھیرتا۔

(۹) دنیا سے نکلنے کی اجازت نہیں یعنے مرکر ایک جسم کی خاک دوسرے میں منتقل ہوجاتی ہے

(۱۰) انسان اتنا عالی خیال اور بلند پرواز ہے کہ اسکے خیال اور پرواز کے آگے دو نوجوان ایک تنگ میدان میں

(۱۱) سبزہ رنگ گلخورد و ہرجائی ہونا یعنے جگہ بہ جگہ نیت بدلنا کیا اچھا نہیں ہے ایک جگہ جم کر رہنے سے ناہمواری آفر کام گاری ہے۔

(۱۲) دہن کی تنگی میں جسقدر مبالغہ کیا جائے اُسیقدر خوبی شعر ہے یہاں حسن کے دہن کی تنگی میں اتنا مبالغہ ہے کہ وہ نہایت ہی چھوٹا سا ہے اُسپر مسی کی دھڑی بھی نہیں جم سکتی غنچہ کو اس لئے مخاطب کیا ہے کہ وہ تنگ دہنی میں مشابہ ہے مگر اُسکا سا اِسکا دہن کہاں تنگ ہے یہ جو اُس کے منہ کا ذکر کرے تو چھوٹا منہ اور بڑی بات ہے۔

حل صفحہ (۳۷)

(۱) بجلی کسی چیز سے لوٹتی ہو اور اُسمیں نقصان جان و مال ہو وہ اُس نقصان کو اپنا نفع سمجھتا ہے اور نصیحت کرنیوالے کو مغز کی نیولا

(۲) خدا کے فتنہ انگیز حسن کے آگے تمام حسن کے فتنے گرد ہیں۔

(۳) عشق کی تلوار کھانا انسان ہی کا کام ہے فرشتوں کی کیا امکان ہے۔

(۴) جسطرح آئینہ دیکھنے سے اپنا آپ نظر آتا ہے اِسیطرح حسن خدا کے دیکھنے سے اپنا آپ کہی دیتا ہے یہ امر مجبوری ہے ظاہر والے اِسکو خود نمائی گمان کرتے ہیں خودی اور خدائی میں بیر بتانے میں نازک خیالی کا یہ مذاق ہے کہ جبتک انسان اپنی خودی یعنے ہستی میں ہے خدا کی ذات میں شامل نہیں ہو سکتا۔

(۵) بجنے جاتا تھا کہ غم دوا بکدن ریگا اب سکو مدتیں ہوگئیں کہ دفع ہونے میں نہیں آتا ہان کیا ہوا بلا جان ہو گیا دہی کہ آگ یعنے آئی تھی اور گھر کی مالک بن بیٹھی ؛

(۶) منہ کے آبلے کو گھنگنیوں سے تشبیہ دی ہے کہ جب منہ میں آبلے پڑ جاتے ہیں یا گھنگنیاں ہوتی ہیں تو بولا نہیں جاتا یعنے فریاد کرنے سے مت روکو فریاد تو خاطر خواہ کر لینے دو

(۷) جب دشمنوں کی خوش قسمتی سے کسی کا دوست دشمنوں کے کہنے میں ہو جاتا ہے تو اُسکو دوست سے رُوگردانی کرتے ہیں یعنے دشمنوں کا کہنا ماننا دوست سے لڑنا ہے۔

(۸) دوست کے بگڑنے کی تاثیر سے حرف بگڑ جاتے ہیں۔

(۹) چشم سخنگو یعنے بات کرنے والی آنکھ اور وحشت کا بیان کرنا یعنے دیکھنے والونکے پاس وحشت بیان کرے یعنے اُنکو وحشی بنا دیوے اور جادو ڈالدیوے مشہور ہے کہ حسن جادو ہوتا ہے بہت سے بادشاہ اور راجے حسن خدا سے فقیر ہو گئے مثلاً شاہ ابراہیم ادہم بلخی اور راجہ گوپی چند اور راجہ بھرتری وغیرہ

(۱۰) میرے شہرے اور دھوم ہے تمام شہرہ آفاق ایسے مات ہو گئے کہ اُنکی بات اِسطرح نہیں سُنائی دیتی جسطرح نقارخانے میں طوطی کی آواز۔ یہ شعر ذوق کا فخریہ بھی ہے کہ میرے آگے سب شاعر مات ہیں۔

(۱۱) دل کے گھر کی آبادی زخموں سے ہے اور معاملہ ہے کہ جب کسی دلیا پر دشمن ہنستے ہیں تو دکھ زیادہ بڑھتا ہے اور زخم بھی جوں جوں ہنستا ہے توں توں زیادہ بڑھتا ہے۔

(۱۲) رات بھر بار خواب میں پیش نظر یا صبح کو اُٹھتے ہوئے بھی سیکا منہ پیش نظر تھا اِسلئے تمام دن بھی وہی یاد رہا جہان بیٹھے اُسیکی یاد میں روتے رہے یعنے رات دن وہی یاد رہتا ہے شعر ؎ دن تو تیرے ہی تصور میں گذر جاتا ہے رات کو خواب میں بھی تو ہی نظر آتا ہے

(۱۳) رونے کے واسطے دل میں طاقت اور جگر میں حال یعنے وجد کی طاقت ہونی چاہیے جب یہ نہوں تو رویا نہیں جاتا یعنے اب ایسے تو ان ہو گئے ہیں کہ رونے کی بھی طاقت نہیں رہی۔

(۱۴) عشق کے پتھر کی چوٹ میں وہ مزا ہے کہ بیان نہیں کیا جاتا اگر اچھا ہو جاتا ہے تو پھر چوٹ کھانا چاہتا ہے۔

حل صفحہ (۳۸)

(۱) زندگی قایم رکھنے کے لئے امید کو پیش نظر رکھتے ہیں اور ہم زندگی سے بیزار ہیں اِسکے لئے اُمیدونکی انتظاری کے عذاب کیوں دیکھیں الانتظار اشد من الموت

(۲) تو دل کو کے کر صاف مکر جانے والا ہے اِسلئے قسم وسوگند سے تیرا اعتبار نہیں سنگدلی کی رو سے کافر کہا اور کافر کو قرآن پر ایمان نہیں ہوتا جب اُسکو اُسپر خود ایمان نہوا دوسرا اُسکی اُس قسم پر جسپر اُسے خود ایمان نہیں کیوں کر ایمان لاوے۔

(۳) عمر کا گھوڑا سرپٹ جا رہا ہے نہ تو سوار کے ہاتھ میں باگ ہے اور نہ پاؤں رکاب میں جس سے روکے یعنے کوئی اختیار نہیں ہے منزل موت پر ہی جا کر تھکے گا یعنے ٹھیرے گا۔

(۴) مسلمانوں میں رسم ہے کہ جب مہمان یا کوئی سفر سے آتا ہے تو مرحبا کہتے ہیں اور جب جاتا ہے تو خیر باد کہتے ہیں یہاں اُسکی خوشی اور غم کا

(۵) جب پاؤں کو حنا لگاتے ہیں تو چلتے پھرتے نہیں ایک جگہ ٹکے بیٹھے رہتے ہیں سواسطے پا بہ حنا کے معنے ٹکے ہوئے کے ہیں یعنے عرابی تیز رفتار ہے اُسکے مقابل میں بجلی کو قیام معلوم ہوتا ہے یعنی بجلی تو کچھ دکھلائی بھی دیتی ہے یہ دکھلائی بھی نہیں دیتی اور جھٹ پٹ گذر جاتی ہے

(۶) شمع سے جلتے وقت جو موم نیچے کو ڈھلتا ہے اُسے پانی بھرنا ٹھیرایا اور شمع عربدہ جو یعنی جنگجو اسوجہ سے ہے کہ پروانو نلو مارتی ہے اور تو وہ ہے کہ دونوں جہان تجھپر قتل ہیں۔

(۷) اشک چغل خور ہیں کہ عشق کے راز کی چغلی کھاتے ہیں یعنے ظاہر کرتے ہیں ہنسے اُنکو موتیوں کی لڑی کرکے انکا منہ موتیوں سے بھرا یعنے بجائے سرخ کے اِن چغل خوروں کو انعام دیا۔ (۸) کہیں خدا یہ عاشق ہو گئے کہ کنارے سے لگ کر جلد ٹوٹ جاتے ہیں +

(۹) بلبلے کی علیحدہ صورت ہے اور موج کی علیحدہ مگر جان دونوں کی ایک ہے یعنے پانی اسیطرح انسان وخدا ایک ہی ذات ہیں۔

(۱۰) آئینہ صاف ہے جیسا ہوتا ہے ویسا کہدیتا ہے یعنے جیسی کیسی صورت ہوتی ہے ویسی دکھلا دیتا ہے۔

(۱۱) یار کے بھول جانے پر مجھے اتنا یقین ہے کہ اگر وہ سو بار بند یعنے تنی میں گرہ دینگے جب بھی بھول جائینگے

(۱۲) غنچہ جب گل ہوتا ہے تو گویا کھل کھلاکے ہنس پڑتا ہے اسی دم سے اُسکی پنکھڑیاں بکھرنے لگ جاتی ہیں انسان کو جب دنیا کی ذرا ہوش آتی ہے تو جھٹ پٹ مرجاتا ہے باغ دنیا کا تماشا دیکھنے نہیں پاتا۔

(۱۳) قاتل کے غمزہ سے قتل ہیں مقتول کو وہ مزا آتا ہے کہ مارے مزیکے اُچھل اُچھل پڑتے ہیں اپنے مرنے کی سختی میں بھی لطف ہے۔

حل صفحہ (۳۹)

(۱) پتھر سے آگ میں کُنج بتاتا ہے اور وہ پگھلنے والا ہے۔

(۲) اپنا دُکھ کس سے بیان کریں کوئی دُکھ کو کم کرنے والا اور تسلی دینے والا دوست زمانے میں نہیں رہا ہے۔

(۳) جو دنیا کے بوجھ لالچ سے ہاتھ ہٹا لیتے ہیں وہ فراغت اور آرام سے پاؤں پسار کے سوتے ہیں۔

(۴) غنچوں کا چٹکنا بلبلوں کے نالوں پر چٹکیاں بجانا ہے منحوس ہے جس کے پاس انسان اپنا دُکھ روئے وہ چٹکیوں میں اُڑا دیوے۔

(۵) نوخط یعنے بھیگتی ہوئی مسیں یعنے گبرو جسکے مونچھ ڈاڑھی کا آغاز آگیا ہو گل کھلانا یعنے دل و جگر و سینہ کے داغوں سے گلزار لگا دینا حسن عشق سے کہتا ہے کہ تو ڈاڑھی کا بڑا باغ کیا دکھاتا ہے اگر یہنے داغوں کا گلزار دکھایا تو یہ تماشا دیکھکر حیران ہو جاوے گا مطلب یہ کہ ڈاڑھی سے گلزار حسن زیادہ کھلتا ہے اور عشق زیادہ داغ کھاتا ہے۔

(۶) انسان کی تشبیہ سے خورشید اور آسمان کو زینت و فخر ہے ورنہ اسکے آگے کچھ بھی نہیں۔

(۷) حسن انسانی اور سبحانی کے آگے خورشید کی روشنی ایسی ہے جیسے خورشید کے آگے شمع لگن ایک شمعدان ہوتا ہے جسمیں شمع کھڑی کی جاتی ہے جسطرح شمع لگن میں ہوتی ہے اسیطرح سورج آسمان کے لگن میں ہے اِس شعر میں دلیف کے محاسنے کے آیا وہ نہ محاورہ میں کو چاہیئے

(۸) رونے کا مبالغہ ہے یعنے جتنا پانی ہماری آنکھیں برساتی ہیں بادل کی کیا طاقت ہے کہ اُتنا برساوے۔

(۹) اسمیں یہ خوبی ہے کہ رقیب کے بھی چار حرف ہیں اور شکوہ کے بھی اِس رعایت سے چار باتیں لائے۔

(۱۰) تیغ علم یعنے تلوار یعنے تلوار سے مراد ابرو ہم بھی اُس ابرو سے سر کٹوانا چاہتے ہیں اُسکی تیغ ہے اور ہمارا سر۔

(۱۱) آسمان کو فانوس خیالی سے تشبیہ دی ہے اور اپنے آپ کو فانوس کی تصویروں سے۔

(۱۲) جو شخص اپنے عیبوں کی طرف دیکھتا ہے وہ اور کو نہیں عیب نہیں بتاتا کیونکہ جان لیتا ہے کہ اگر میں اُسکے عیب بتاؤں گا تو وہ کہیگا کہ پہلے اپنے گریبان میں منہ ڈال کر تو دیکھ لیتے پہلے اپنے کو تو دیکھئے۔

(۱۳) خدا کی مہربانی نے منزل مقصود کو میرے پاس کر دیا ورنہ مجھے ناتوانی سے منزل مقصود تک جانا دشوار تھا۔

(۱۴) عاشق سُلوکر لگنے سے زندہ ہو جاتے ہیں۔

(۱۵) جب دو دوست آپسمیں راز و نیاز کی باتیں کرتے ہیں تو اکثر دشمن چوری سے سننے کو اوے کوے لگ جاتے ہیں اور آپسمیں جدا کرا دیتے ہیں

حل صفحہ (۴۰)

(۱) نسیم صبح کی ہوا کو کہتے ہیں جو باغ میں چلکر گلوں کو کھلاتی ہے جس سے گلوں کا زر اور اُوپر کے شبنم کے موتی نچھڑ جاتے ہیں جس چیز سے

انسان کو فائدہ پہنچاتا ہے اُسی سے نقصان بھی پہنچ جایا کرتا ہے جیسا کہ زور جوانی سے جوان جنگی بیڑے میں زد کھاتا ہے اسی زور جوانی سے جان بھی دے دیتا ہے۔

(۲) رونے سے آنسو نہیں شامل ہو کر گلجن جاتا ہے گویا آنسو ایسے بچے ہیں کہ کاجل چرا لیگئے کاجل لڑکوں کا لیا بھی کرتے ہیں اور اشک کو طفل سے تشبیہ دی ہے۔

(۳) جس قدر دھوپ تیز ہوتی ہے اسیقدر شبنم گلوں پر سے بشکل بخار آسمان کو چڑھتی ہے یہ وجہ سے سورج کی کرنیں شبنم کی موتیوں کی چوری ہیں

(۴) پہلے ذکر آچکا ہے کہ رستم جان دینے میں بہادر تھا دینے میں نہ تھا جان دینا بہت مشکل ہے یہ سرباز عاشق لوگ ہی ہیں ؛

(۵) وہ ہمسے اتنا بچا بچاتے ہیں کہ اگر ذرا پلے سے پلا چھو جائے تو محفل کا بھی لحاظ نہیں کرتے لڑنے کو آمادہ ہو جاتے ہیں دامن اور آستین انکے ضلع ہیں۔

(۶) جب خدا کا کرم ہوتا ہے تو اُسپر تمام جہان مہربان ہو جاتا ہے اگلا مصرع اسکی ضرب المثل ہے۔

(۷) عزیز کی تلخ باتیں بھی میٹھی لگتی ہیں جو شخص اس امر کی نصیحت کرتا ہے کہ تلخ باتیں کیوں سنتے ہو وہ کڑوا لگتا ہے۔

(۸) کانٹوں کو پاؤں پڑا کر مجھے کانٹوں کا احسان مند کیا ؛

(۹) آسمان کہ وہ ہمارا دشمن ہے ہمکو انسان بنانا کب چاہتا تھا لیکن جب بگیا کہ انجام ہمارا خاک ہے تو خاک میں ملانیکے لئے ہمکو انسان بنانا روا رکھا اسی آسمان کی شکایت میں انیس کا شعر ہے ؎ گردش ضرور تھی تو بنانا تھا جام سے۔ انساں بنا کے کیوں میری مٹی خراب کی ؛

(۱۰) تمھارے ہاتھ سے زخم ہونے میں جو ہمکو مزے آئے ہیں وہ زہر میں بجھے تیر لوٹ کر ہمیں لے دو کیونکہ زخم ہونیسے ہماری اصلی غرض انھیں مزوں سے تھی یہی مزے لو ٹھنے سے شکار رہتے ہو ہمکو باندھکر رکھ لیا یہ ضلع جس مزے کی خاطر مرے ہیں وہ تو لیتے دو۔

حل صفحہ (۴۱)

(۱) ہمکو اسوقت کا ڈر تھا کہ جگر لہو ہو کے فرگان سے ٹپکے سو وہ ہی ہو گیا کہ میرا جگر شکوہ کی راہ بہ رہا ہے جسکو سے ڈرتے تھے وہی آگے آیا۔

(۲) قید کی بیڑی سے بڑے بڑے دلاور ڈرتے ہیں وہ ہمارے پاؤں ہیں ہے۔

(۳) جب پکے پھوڑے کے ٹھیس لگجاتی ہے تو پھوٹ بہتا ہے اسیطرح جو شخص کسی رنج و غصہ میں بھرا ہوا ہو ذرا سی چھیڑ سے رو پڑتا ہے یعنے اپنا اندر کا غبار نکالتا ہے پھوڑے کیواسطے بھرنا چھیڑنا پھوٹ بہنا خوب ضلع ہے

(۴) دوست کے نہ آنے کے دھڑکو ہی میں جان گئی اب قبر میں بھی دھڑکا ہے کہ شاید وہ سوم میں بھی نہ آئے اگر تو سوم میں آجائے تو دھڑکا جاتا رہے اور آنسو نہ بچ جائیں یا سی ہونے پر بھی خیال رہتا ہے کہ شاید اُمید بر آوے

(۵) رند لوگ یعنے عاشقان حق ظاہر میں خراب و باطن آباد ہوتے ہیں وزاہد یعنے پابند شرع ظاہر میں آباد و باطن میں خراب ہوتے ہیں چاہتے ہیں کہ عاشقان حق بھی ہماری طرح ظاہر پرست ہو جائیں اسواسطے انکو خراب بتاتے ہیں اور کہتے ہیں ظاہر کی خرابی کا پھر ڈر نہیں باطن کی خرابی بری تم پہلے اپنی خرابی کو درست کرو عیب اور آدمی دوسرے کے عیب پر نصیحت نہیں کرسکتا

(۶) جنوں یعنے دیوانہ پن جنون کے آنے سے عقل ماری جاتی ہے یعنے جس چیز کا جنون ہو اُس چیز کو دیکھکر جنون زیادہ بڑھتا ہے اور زیادہ عقل ماری جاتی ہے۔

(۷) انسان کو عمر کا چالاک گھوڑا ہوا سطے دیا ہے کہ دنیا میں دل لگا کر نہ بیٹھ رہے یہاں سے جلدی عاقبت کو چلا جائے ورنہ جتنا زیادہ رہیگا اتنی ہی زیادہ گناہ کریگا اور رنج والم میں پڑے گا۔

(۸) جو شناسا ہی آدمی یعنے مٹائے فساد کو پھر کھڑا کرے اُسکی صحبت سے بہت بچو اسکے گھر جانیکا تو کیا ذکر بلکہ جب وہ آئے گھر آئے تو دروازہ بھیڑ دو

(۹) محبت کرنیسے آوارگی اُٹھانا اور کھٹیر دنیں پڑتا ہے یہ کام مت کرو (۱۰) زمانے میں اکثر لوگ بغض اور جب کے عمل تو نہ کرنا کہ دشمن کو طرف سے یار کو بغض ہو جائے دیر میں محبت ہو جائے پھر نہ کچھ اثر نہیں کرتا اس لئے پڑے کے حرف ہیں یعنی پہلے خوب کہ کے جس کو چاہو اپنا محبوب لو اور جسکی جس سے چاہو عداوت لاؤ

(۱۱) جہان کی حیا کا پوری ہو جاتی ہے یعنے جس چیز کی جہاں میں ادائی پھیل جائے اگرچہ ایک میں ہوئی مگر اسکو ہی سمجھو دوسرا مصرع اسکی ضرب المثل ہے

(۱۲) سمندر آگ کا کیڑا ہے جو آگ میں پیدا ہوتا ہے اور آگ ہی میں رہنے سے زندہ رہتا ہے سمندر کی مرغان بھی آگ ہیں نکو آگ سے کیا نقصان یہاں قدم کی آگ کا اتنا مبالغہ کیا کہ اگر کانٹا سمندر کی مرغان ہوتے یعنے خود آگ ہوتے اسکو بھی جلا دے ۴

(۱۳) سیمیں خوبی تعلیل ہے یعنے جو کتا گھانس ہے جو اکثر گورستان میں ہوتی ہے یہ دنیا کے کتون کو بھی لاپیونی مٹی ہے جو لوگوں کے کپڑے دھکو پشتی ہے۔

(۱۴) نیکون کے طفیل بدوں کا پار آتا رہا ہو جاتا ہے جسطرح لکڑی کے طفیل لوہا کشتی میں تیرتا ہے۔

(۱۵) نہایت اضطرابی اور بے قراریں کہتا ہے کہ یا تو مراد پوری ہو یا موت آجائے تاکہ ان دھڑکوں سے آرام پائیں۔

حل صفحہ (۴۲)

(۱) یعنے میرے رونے کے آگے فوارے مات ہیں

(۲) عیسیٰ کی بڑی خوشی تھی کہ عشق کے بیمار دنکو زندہ کرے یعنے بُت پرستی چھوڑا دے مگر وہ تیرے عشق ہی کی بیماری ہی میں مبتلا رہے اور مسیحا جان گئے کہ یہ اس بیماریں مرنے کی تمنا رکھتے ہیں اگر وہ اب اس معاملے کے برخلاف سُنے تو انکو اپنی مراد پوری ہونیکی بہت خوشی ہو کیونکہ وہ انھیں کے مارے کہ سکھوبت پرستی سے ہٹاتے ہیں ان سے جان بچا کر چوتھے آسمان پر جا بیٹھے جیسا کہ ذوق ہی کا یہ شعر ہے ؎ چرخ پر بیٹھ رہا جان بچا کر عیسیٰ + ہو سکا جب نہ مدا تیرے بیماروں کا۔

(۳) ہنسانے کیواسطے اسطرح کہا کرتے ہیں۔

(۴) ہرن تو وحشی جانور آدمیوں سے بھاگتا پھرتا ہے سو پھر تا ہے لیکن انسان عشقی کا وحشی ایسا بھاگتا ہے کہ ہرنی دوڑ کے آگے ہرن بھی نگڑے ہیں

(۵) لے دوست اگر تم اچھے ہو تو دوستی میں پورے پورے رہو دوستی میں پورا ہونا بات میں بچے بنکے فیض پہنچاؤ یا اُس سے فیض لو۔

(۶) جب دشمن دوست کو بہکا لیتے ہیں تو وہ دشمنو کی نقصان کی بات کو بھی مان لیتا ہے اور دوست کے فائدہ کی بات سے بھی انکار کرتا ہے

(۷) ناے کا مبالغہ ہے کہ بتاب لکے نالے کے آگے اسرافیل کے صور کا نالہ جو قیامت کو ہونگا ہیچ ہے۔

(۸) جہان میں ایک سے ایک اعلیٰ ہے دوسرا مصرع اسکی تمثیل ہے۔

(۹) میں وہ تپیدہ دل ہوں کہ اگر اپنے تپے دل کا داغ ذرا دیر کے لئے نکالوں اور سورج کو دکھلا دوں تو اُسکو تھر تھری کی تپ چڑھ جائے اسمیں معاملہ یہ ہے کہ جسطرح تھر تھری کی تپ میں انسان کانپتا ہے اور دمبدم اور زیادہ گرم ہوتا ہے اسیطرح نکلتا سورج کانپتا نظر آتا ہے اور دوپہر تک گرم ہوتا رہتا ہے گویا اُس نے نکلتے ہوئے میرے تپے دل کا داغ دیکھ لیا ہے۔

(۱۰) میری آہ میں سے اتنی چنگاریاں چھوٹتی ہیں کہ اگر رات کو چاند دیکھ لیوے تو ڈر کر ایسا ماند ہو جائے جیسے دن کو تھا۔

(۱۱) دستور ہے کہ ذبح کے بعد چار دن تک بکرے کو علیحدہ رکھتے ہیں تاکہ آسانی سے کھال اُترے یا گویا اُسکے ہاتھ پاؤں مانگی منہ میں لگ کے گئے

(۱۲) جبتک تن میں طاقت اور جسم میں جان ہے طالب اپنے مطلوب کا پیچھا نہیں چھوڑتا اسمیں چاہے کوئی راضی ہو خواہ ناراض

(۱۳) آنسو بڑے عزیز ہوتے ہیں کہ خون جگر سے پرورش پاتے ہیں اور جو چیز عزیز ہوتی ہے وہ آنکھ میں رہتی ہے ہنسے تو آنسو ڈھکو آنکھ میں لگا یعنے عزیز رکھا اور ساری عمر روتے رہے اور یہ گلے کا ہار ہو گئے کہ ڈھلتے ڈھلتے گلے تک آگئے اور بدنام کرنے لگے پھر اُنسے بھلائی کیا اُمید

(۱۴) جسطرح میدان جنگ میں سوار چاروناطرف مار دھاڑ کرتا پھرتا ہے اسیطرح حسن کی چشم مست سستی کے عالم میں مارتی ہے گویا یہ دیکھنے میں مست ہے مگر قتل و غارت میں بڑا چالاک سوار ہے۔

(۱۵) کچھ حسن ہی قیمتی ارنہیں ہے عشق کا دل بھی بیش قیمت ہے کہ وہ حسن کا سنگار ہے ہاتھ پاؤنکو مہندی لبو نکو پان مانگ کا موتی پیشانی کا ٹیکا گلے کی جگنی وغیرہ حسن اسکو رغبت سے خریدتا ہے۔

حل صفحہ (۴۳)

(۱) یاری دوستی کی بڑی شرط یہ ہے کہ جہان بانکا پسینا گرے وہاں لہو بہا دے یعنے اگر دوست کو ذرا سی تکلیف پہنچتی معلوم ہو تو وہاں اپنے آپ بہت تکلیفیں اُٹھا کر ہزار دہ ذرا سی تکلیف نہ آنے دے۔

(۲) مانگ موتی بانک سنگار کر کے عطر و پھلیل ملکر کوچہ و بازار کی سیر کرنا بے حیائی ہے ؎

خاکسار ہر ایک گھاس جلاتی ہے لیکن ہرن کھری گھاس کہ اس میں بھی وحشت کا اشتراک ہی پیر ہری ہوے کہ ذبح یعنی

(۳) جو لوگ جوانی کے گھمنڈ پر زمین پر اچھلتے پھرتے سمجھو وہ اب بڑھاپے کی ناتوانی سے قریب المرگ ہیں۔

(۴) انسان کو چاہئے کہ اپنی حیثیت اور بنیاد سے بڑھکر غرور میں نہ چلے یعنے معاملات میں اپنی بساط سے آگے نہ بڑھے ورنہ اسکو ایسا نقصان پہنچیگا جیسا سوار کو سرپٹ گھوڑے سے گرنے پر بسبب جہ سے عقلمند نے کو مخاطب کیا۔

(۵) گل اک دیدان بے زبان ہے اسکی تاثیر سے اسکی عاشق بلبل بھی گونگی ہے اور سرو لنگڑا ہے کہ اسکے ایک پاوں ہے اسکے اثر سے اسکی عاشق قمری بھی لنگڑی ہے اور لڑائی جھگڑے میں دونو چیزیں درکار ہیں کہ بولنے کو زبان ہو اور چلنے کو دو پاؤں اس عذر سے بلبل گل پر اور کبک سرو پر قناعت کئے بیٹھی ہے ورنہ انسان پر دو فوقیت رکھتے ہیں کیونکہ انسان میں چہرہ گل ہے اور قد سرو پھر بلبل کا بھی دعوی ہو سکتا ہے اور قمری کا بھی بقول معلوم ؎ سرو ساقد گل سا چہرہ جب کھایا پئے+ قمری و بلبل کو آپس لڑ ایا اپنے

(۶) کپڑا بہت دیر بھیگا رہنے سے گل کر بودا ہو جاتا ہے رونے کی کثرت سے اپنا گریبان اور دامن بھیگے رہکر گل جاتے ہیں۔

(۷) فقیری کا سوال پورا کرنا اسکی دلداری کرنی اور اسکا دل ہاتھ میں لینا ہے محتاج کا سوال پورا کرنا اور اسکا دل پرچانا بڑا مقصد ہے اور صدقہ دیلے رد بلا ہے۔

(۸) یہ معاملہ ہے کنگھی کو تیل لگا کر بال بانتے ہیں جو جوں لیکھہ دھکہ ہوتی ہے اسکو کنگھا نکال لاتا ہے اور کسی سے نہیں نکلتی ہمارا دل لیکھہ بنکر اسکے بالوں میں گم ہو گیا ڈھونڈکے لانے والا کنگھا تھا وہی دل کے بالوں میں ملکر ہونے پر قسم کھاتا ہے اور لطف یہ ہے کہ جب تیل لگا کر کنگھا کرتے ہیں تو باریک جوں یعنے لیکھہ دھکہ کنگھے سے نہیں نکلتی گویا کنگھے کے بھی ہاتھ نہ آیا۔

(۹) حضرت یعقوب جانتے تھے کہ یوسف کو بھیڑیا کھا گیا اور اس نے خوبصورتی میں ملک مصر میں بڑی قیمت پائی۔ اس طالب

(۱۱) شیشہ گر کچ کو آگ میں گھلا کر لوہے کی نالے کی سرے پر اس کچ کو لپیٹتے ہیں اور دوسرے میں پھونک لگاتے ہیں جتنی پھونک لگتی ہے اتنا ہی شیشہ ہوا کے زور سے پھولتا ہے۔

حل صفحہ (۴۴)

(۱) لب یم بحنے دریا کا کنارہ دریا کے کنارے سے بیلا لگ کر بہت جلد ٹوٹ جاتا ہے۔

(۲) جبتک مہربانی سے کام نکلے قہر و غضب سے نہ لینا چاہئے اگلا مصرع ضرب المثل ہے۔

(۳) نکہت بمعنے خوشبو۔ ریحان بمعنے نازبو۔

(۴) جسطرح ہوا کے روکنے سے پیٹ اپھر جاتا ہے اسیطرح اوچھوں کا پیٹ بات روکنے سے۔

(۵) خنجر کی دھار میرے گلے لگ کے یہ بات کہتی ہے کہ تو نے جو اسکے عشق کا دم بھرا تب میں تیرے گلے پھرا یہ قاعدہ ہے کہ جب کوئی کسی کام کی کثرت میں بہت نقصان اٹھاتا ہے تو ندامت دلانے کو کہا کرتے ہیں کہ بے اور زیادہ کثرت کر۔

(۶) غمگین کو رات بہت بڑی معلوم ہوتی ہے تڑپ تڑپ کر گذارا کرتا ہے ہزار انتظاری اور بیقراری سے دن کی صورت دیکھتا ہے یعنے غم کو مت بڑھا۔

(۷) ورنہ نالے کے ساتھ جگر اڑ جائیگا۔

(۸) کسی شے کے شوق کا غم اسطرح دلکو کھاتا ہے جسطرح بھوکا تازے حلوے کے بڑے بڑے نوالے جلد جلد نگلے۔

(۹) شمع سے مراد انسان بحالت پیری اور ہوا سے مراد موت۔

(۱۰) انسان کے جسم کے گھر میں تین شخص ہوتے ہیں دل اور صبر اور آرام۔ جب کسی شخص کا عشق ہو جاتا ہے تب ان تینو میں سے ایک بھی نہیں رہتا سب کو عشق مار ڈالتا ہے۔

(۱۱) اگر تو ہاتھ اٹھاتا تو ہم زندہ ہو جاتے اور پیری کا مرتبہ پاتے بقول محسنی ؎ تو فاتحہ کو آئے تو یہ۔ مرتبہ پائے ہے پڑا نچہ اغی میری تربت پہ پڑھائے۔

(۱۲) حسن کا کمر پر ہاتھ دھر کر کھڑا ہونا عشق کو بہت بھاتا ہے اسل داسے دل لوٹ پوٹ ہو جاتا ہے حسن کی نزاکت و ادا عشق کو زیادہ مارتی ہے۔

(۱۳) اکثر غم واندوہ کا وقت ہجر کی رات ہے اسواسطے آہ کا سر مارنا رات کو بتایا۔
(۱۴) مرکر میری خاک کا غبار بگولا بنکر آسمان تک پہنچا اور چکر مارتا پھرتا ہے۔
(۱۵) جیساکہ گریبان کو پھاڑا ہے سینے کو بھی پھاڑ ڈال۔

حل صفحہ ۴۵

(۱) تیرا دل جلا ایسا تپا ہوا ہے کہ اگر وہ بجلی کو بھی ہاتھ لگائے تو وہ آگ بھی جل جائے یعنے عشق کی تپش کے آگے بجلی بھی ٹھنڈی ہے۔ اسمیں خوبی مبالغہ ہے
(۲) انسان کو جس چیز کا شوق ہو وہی اُسکی جان ہوتی ہے جب جان پاس ہے یعنے وہ شے ملگئی تو سب کچھ ملگیا سچی بات تو یہی ہے
(۳) اُسکی نگہ سے ایک جہان قتل ہے اور اسکی آنکھ ایسی کافر ہے کہ اُسکو دیکھا خلقت دین سے بے دین ہو جاتی ہے ؛
(۴) جسطرح آگ کے سامنے پارہ نہیں ٹھیر سکتا اسطرح اُسکے اشتیں رخ کے آگے آئینہ نہ ٹھیر سکا یعنے پگھل گیا۔
(۵) عشق کے جینے میں عذاب دیکھکر سر پھوڑ کر مرگیا۔
(۶) جب آسمان خود گردش میں ہے تو اُسکے نیچے رہنے والے آرام چاہیں یہ نہیں ہو سکتا۔
(۷) جو نعمتیں خدا کی عرش سے لیکر زمین تک ہیں سب انسان میں ہیں گویا انسان تمام چیزوں کا نمونہ ہے سب اسمیں دیکھ لو خدا میں ہے آسمان اسمیں ہے دیکھو چاند و سورج اسکے چہرہ کی نقل ہیں تارے اُسکی دانتوں کی بہشت اسمیں ہے دیکھو اسکی خوبصورت کو۔ باغ اسمیں ہے دیکھو اسکا سروِ قد گل چہرہ نرگس چشم دوزخ اسمیں ہے دیکھو اسکی تپش جو اسی صفحہ کے پہلے شعر میں گذری دریا کی رونق اسمیں ہے دیکھو موتی دانت گریہ چشم پہاڑ کی جان اسمیں ہے دیکھو لعل لب وغیرہ وغیرہ۔
(۸) میرا دل ایسا بیقرار ہو رہا ہے کہ سینہ کو بھی اُٹھا کر چار چار ہاتھ اُچھلتا ہے یعنے بے انتہا بیقراری ہے کہ سینہ پر ہاتھ نہیں رکھا جاتا ہاتھ رکھانے میں یہ لطف ہے کہ دلدار ہاتھ رکھدے گا تو یہ بیقراری جاتی رہے گی اور کہنے والا جھوٹا نکلے گا۔
(۹) انسان کے اسلئے محبوب ہیں کہ خدا ہر جائی ہے یعنے ایک مذہب کا پابند نہیں ہر مذہب میں علیحدہ علیحدہ روپ سے اپنے جلوہ دکھاتا ہے جب محبوب ہر جائی ہو تو طالب ہر جگہ ہر جائی ہو کر اُسکی تلاش میں ہر جگہ کیوں نہ پھرے بقول برق۔

اذان دی کعبے میں ناقوس یہ سومنات + کہاں کہاں تیرا عاشق تجھے پکار آیا

(۱۰) چونکہ حسن کی تلوار عشق پر تیز ہے جب حسن کے ہاتھ میں تلوار آئی تو عشق نے جان لیا کہ یہ میرے ہی واسطے ہے آپکے واسطے ہاتھ دھونا لطف ہے۔
(۱۱) بلبلہ گنبد کیصورت ہوتا ہے گویا پانی پر گھر بنانا چاہتا ہے خواہش کے کرتے ہی ٹوٹ جاتا ہے انسان پانی کا بلبلہ ہے اسکو ہمیشہ کے قیام کی فکر میں رہنا نادانی ہے۔
(۱۲) ایک ہی سبب سے رزق کا ملنا منحصر نہیں جب خدا دیتا ہے تو دینے کے ہزاروں سبب پیدا کر دیتا ہے جیساکہ پنجابی میں کہا ہے۔

جد کرتا کچھ کرنا لوڑے + لکھ سب اک پل وچ جوڑے۔ جد بھنے جب کرتا بھنے خدا۔ لوڑے بھنے چاہئے۔ وچ بھنے بیہ +

حل صفحہ (۴۶)

(۱) جب کسی سے دوستی یا غرض ہوتی ہے تو اُسکی تلخی سختی اُٹھائی جاتی ہے جب آپس میں ٹوٹ جائے تو کہی ہے کہ کوئی کسیکی کنوٹلے اور آپ
(۲) تمیز کے ساتھ عیب کرنا چاہئے اگر ہنر ہوگا تو عیب نہ جائیگا ورنہ عیب میں بدنام ہو کر مارا جائیگا مثلاً کوئی طالبعلم دو چار گھنٹے کھیلنے کا عادی ہے مگر بعد اُسکے دل لگاکر اور جمکر اپنے مضمونوں کو خوب کر لیتا ہے تو اُس کھیل کو یہ کوشش نبھا دیگی۔
(۳) جو مرغ پنجرے میں قید ہوتا ہے باغ کی بہار دیکھتی کہاں سوجھتی ہے جان ہی کی مشکل پڑی ہوئی ہے یعنے رنج و مصیبت میں جانکی پڑی رہتی ہے عیش و خوشی سیر و تماشے کسے سوجھتے ہیں۔
(۴) تجھے دیکھکر ایسی حالت بگڑ جائے گر مہ تو نہیں اصلی حالت پر آئے۔
(۵) بلبل صبا سے گل کے دیار سے اپنا تڑپنا بیان کرتی ہے

(۶) تیرے حسن کے آگے شمع مات ہے وہ جو رات کو تیرے آگے آتی ہے بڑی بے شرم ہے گویا زبان حال سے یہ اگلا مصرع کہتی ہے یعنے تیری برابری میں دم مارنے والا تیرے آگے مات ہے۔

(۷) نوکر آقا کی خدمتگاری میں گھومتا رہتا ہے اور وہ اپنے اختیار میں نہیں ہوتا آقا کے اختیار میں ہے اسیطرح بندے خدا کے اختیار میں ہیں جسطرح چاہے پھرا دے۔

(۸) جس کو خدا نے اپنے دبیان کی تلوار لگائی وہ اسیدم دنیا سے گذر کر اسکی طرف ہو گیا۔

(۹) آدمی کی عمر ایسی ہے جیسا کہ جنبے کا چرخ بُننے والا سر گذشت یہ ہے کہ تمام رات جلتے بلتے رہے یعنے ساری عمر۔

(۱۰) جس چیز پر دل پھنس جاتا ہے جسقدر اُس چیز کا حاصل کرنا مشکل ہوتا ہے اس سے زیادہ دل کا ہٹانا دشوار ہوتا ہے وہی مثل ہو جاتی ہے کہ سانپ کے منہ میں پڑی چھچھوندر نگلے تو کوڑی اور اُگلے تو کلنکی یعنے اگر سانپ چھچھوندر کو نگل جاوے تو کوڑی ہو جاتا ہے یعنے کچھ بیماری لگ جاتی ہے اور اگر چھچھوندر کو اُسکے زور مارنے پر منہ سے باہر جانے دے تو نامردی اور کمبختی کا

(۱۱) دنیا میں غافل ہو کر مست سو جہان کی سیر سے معرفت الٰہی حاصل کر کہ اُسنے انسان کیواسطے کیا سامان بنائے ہیں مر کے تو قبر میں حشر تک سوتا ہی ہے گا وہاں جاگنا خواب و خیال ہو جائے گا بقول حاتم ؎ جاگنے ہے جاگنا افلاک کے سائے تلے۔ حشر تک سوتا رہے گا خاک کے سائے تلے

(۱۲) ہم دوست کی خاطر مر گئے اور اُسنے کچھ بھی نہ سنا نہ جانا اسمیں بے دردی اور بے خبری کی شکایت ہے۔

(۱۳) خدا کے حکم کی چوگان کے آگے ہمنے اپنے سر کی گیند میدان رضا میں رکھدی ہے اگر رقیب ہماری ریس کرے تو رکھ کے کھلائے

حل صفحہ (۴۷)

(۱) خوبیٔ تعلیل ہے کہ رات کا اندھیر میرے ماتم کے سبب سے ورنہ اصل میں نہ تھا۔

(۲) اس باغ جہانمیں جو شے ہے سبکو فنا لگ رہی ہے کچھ فنا ہو گئے ہیں اور کچھ فنا ہوتے جاتے ہیں۔

(۳) میں اُسکے گرد صدقے جانے کو پھرا افسوس اُس نے اُس میرے صدقے جانے کو میرا بے وقوفی سے پھرنا سمجھا مرغی اپنی جان سے گئی کھانے والے کو سواد نہ آیا۔

(۴) حسن کی سیر میں عشق کے لئے ہزار سودا ہیں کہیں زلف کی سیاہی کہیں تل کی کہیں ڈاڑھی کی وغیرہ وغیرہ

(۵) جب ابتدا ہی میں آنسو نہیں سرخی آئی تو انتہا تک تو دل و جگر خون ہو کر بہ جائیں گے۔ اور آنکھیں سفید ہو کر اندھی ہو جائینگی ابتدا ہی میں مشکل پڑی تو آیندہ دیکھنا کیا کیا مشکلیں پڑیں گی۔

(۶) خدا کا طالب جنت کی پروا نہیں رکھتا۔

(۷) جہان رنج و غم سے بھرا ہوا ہے جو یہاں زیادہ رہنا چاہے گا زیادہ رنج و غم اُٹھائے گا یہاں سے جانا ہی اچھا ہے۔

(۸) جو اوصاف اور کمال انسان میں ہیں اُسکا سوان حصہ بھی چاند میں نہیں چاند صرف انسان کے چہرے کی صورت ہے مگر قد و قامت چشم و ابرو لب و دنداں وغیرہ کہاں۔

(۹) نامرادی اور رنج و غم کے سبب سے زندگی سے بھی ناامید ہیں اس ناامیدی پر اگلا مصرع ضرب المثل ہے۔

(۱۰) جوانی میں دوسرے معرع کے عذر پر جو لوگ دل کھولکر بے باک عیش و گناہ کرتے ہیں یہ عذر بیجا ہے کیونکہ نیکیاں کمانے کے بھی جوانی ہی کے دن ہیں۔

(۱۱) خانہ آباد طنز اُبے گھرے اور خانہ بدوش کو کہتے ہیں مذاق یہ ہے کہ اپنے دلکے خانہ کعبہ کو اُجاڑ کر بیگانہ گھر کو دور دراز جا کر آباد کرنا خانہ خرابوں کا کام ہے یعنے عارفوں کے واسطے دل ہی کعبہ ہے۔

(۱۲) میں نے ہی اپنا سر عشق کی تلوار کی نذر نہیں کیا بلکہ بہت سے عاشق لوگ میدان عشق میں مارے گئے رہے

(۱۳) یعنے ایک قبر میں بہت سے بے شمار مردے ہیں۔

(۱۴) یعنے خدا کی حکمت کی زلف اور بھید کے منہ کا بیان کرنا آدمی کی طاقت سے باہر ہے۔ منہ کو دن سے اور زلف کو

تشبیہ دی ہے زلف ایسی دراز ہے جیسے جاڑوں کی رات اور مُنہ کی تعریف اتنی بڑی ہے جتنا گرمیوں کا دن۔

حل صفحہ ۴۸

(۱) غریب آدمی کو اپنا ہی غم ہوتا ہے بادشاہ کو جہان کا جتنا کوئی امیر ہوگا اُتنا ہی زیادہ خرچ اور فکر ہوگا۔

(۲) خدا کا حسن دیکھکر لاکھوں آدمیوں کا گھاس کیطرح ستھراؤ ہو جاتا ہے۔

(۳) حالانکہ بت خدا ہے خدا کی محبت میں جو مسلمان لعنت ملامت کرتے ہیں تو خدا کی منشا کے برخلاف ہیں۔

(۴) خدا ہر وقت اپنے عاشقوں کے پیش نظر نہیں رہتا بلکہ کبھی کبھی جلوہ دکھا دیتا ہے۔ (۵) کارواں سے مراد عیار ہم جولی اور توشہ

(۶) جب یہاں تک قناعت سے بے پروائی ہو کہ ہاتھ ہی کو تکیہ کر کے سر کے نیچے رکھ کے آرام سے سو رہتے ہیں پھر تکیہ غیر کے لئے اِس قانع کو کیا ضرورت ہے کسی چیز کی طمع کے لئے کسے کے آگے ہاتھ پھیلائے۔

(۷) غم میں دل اور صبر و ہوش سب جاتے رہے۔

(۸) جب دونوں کی گردش آتی ہے تو جس چیز پر ہاتھ ڈالئے اُنہیں سختی پیش آتی ہے یہانتک کہ کڑے دونوں کے نرم ہونیکے لئے بطور زندہ کے گردش زدوں نے روزے رکھتے تو اُنہیں بھی مصیبت پڑ گئی کہ دن بڑے ہو گئے۔

(۹) چمن میں نہر کے کنارے کا سبزہ ایسا پیارا لگتا ہے جیسے گبرو کے چہرے پر مونچھوں اور ڈاڑھی کا آغاز۔

(۱۰) عجم اور روم میں اکثر اچھے اچھے گدھے ہوتے ہیں اُنھیں پر دور دراز کے سفر کرتے ہیں اور کعبہ بھی حج کو جاتے ہیں وہاں کے۔ یہاں ہندوستانیوں شاعر نے طنزاً باندھا ہے کہ کعبہ کا جانا ظاہری میں گدھے پر چڑھنا لینے رسوا اور روسیاہ ہونا ہے جو اہل دل عاشق و عارف لوگ ہیں اُنکا دل ہی کعبہ ہے پھر کعبے جانا حماقت ہے

(۱۱) یہ جو جہان میں ہر ایک کی شکل و صورت بول چال جُدی جُدی ہے یہ سب میں لے نادان خدا ہی اپنے روپ دکھا رہا ہے۔

(۱۲) شمع میں جو ڈورا ہوتا ہے جسپر موم لپٹا ہوا ہوتا ہے اُسی ڈورے پر شمع جلتی ہے گویا وہ ڈورا شمع کی بغل کا چور ہے اِسیطرح انسان کے دل کا داغ انسان کو جلاتا رہتا ہے اور اُسکا کچھ بندوبست نہیں ہو سکتا +

(۱۳) تیرے نور کی دہشت سے میرے نالے کا تیر بہک جاتا ہے ورنہ جس چیز پر بہنے نالہ مارا ہے اُسکو صاف لے رہے ہیں۔

حل صفحہ ۴۹

(۱) جو شخص زبان دراز ہوتا ہے اُسکو ہاتھ کی چالاکیاں بہت یاد ہوتی ہیں ہاتھ چالاکیوں کو زبان کے زور سے چھپا لیتا ہے۔

(۲) جب تیرے شور و غل مچانے والے عاشق کو دفن کیا تو زمین ایسی تھرتھرائی کہ بھونچال نے بھی پناہ مانگی۔

(۳) یعنے ہم تمھارے بولنے کے ایسے مشتاق ہیں کہ اگر ہماری سزا کو بھی بولو تو ہم بڑا انعام جانیں۔

(۴) پہلے تم ہر ایک سے الگ بچکر چلتے تھے اب زمانے کی گھسا گھسی یعنے خواہ مخواہ لڑائی بھڑائی دیکھی تو تم بھی گھسکر چلنے لگ گئے یعنے لڑائی چھیڑ کرنے لگے یہ زمانہ کی ہوا آپکو بھی لگ گئی سچ ہے خربوزہ کو دیکھکر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے۔

(۵) زاہد لوگ عاشقان حق کو خلاف شرع دیکھکر بت پرست اور کافر کہتے ہیں اُنکو عاشقوں کے بُت کی خبر نہیں آنکھ بت اللہ ہے

(۶) انسان کا مسکرانا دیکھکر غنچہ جو رس میں مسکرایا تو پنکھڑیاں کھلکھر جھڑ گئیں گویا آنسو ٹپکے حسن کی چشم کو بیمار باندھتے ہیں اور شکوہ تشبیہ نرگس سے دیتے ہیں نرگس بھی انسان کی آنکھ پر عاشق بیمار ہے۔

(۷) شمع کا جو رشمع کے ایکطرف سے گھل جانیکو کہتے ہیں اُسطرف سے شمع میں رخنہ اور زخم پڑ جاتا ہے اور شمع کو ضعف آجاتا ہے

(۸) یہ معاملہ ہے کہ جب کوئی اعلیٰ حاکم اپنے پاس آوے تو اُسکے ساتھ رعب کے مارے کلام کرتے ہوئے زبان میں تھرتھری پڑ جاتی ہے اِسیطرح انتہا کی مراد ملنے کی خوشخبری سُنکر بے ہوشی چھا جاتی ہے یعنے تمھارے آنیکی مجھے اتنی خوشی تھی کہ میں تمہارے ملنے کی خوشخبری سُنکر آپے میں نہ رہا سحالت پر افسوس ہے کہ تمھارا دیکھنا نصیب نہوا۔

(۹) اِنسانی حسن نے گل اندامی دکھائی اور صبا نے گل اندامی کی تعریف گلو کو سنائی تو گل کھل گئے۔ سب کو انسانی حسن کا فیض ہے۔

(۱۰) اگر کسی دوست یا عزیز مصیبت میں وقت پڑنے پر کچھ روپیہ خرچ کیا جائے پھر وہ تمام گھر خرچ کرنا چاہے تو خرچ نہیں کیا جا سکتا اپنا اپنا گھر سبکو پیارا ہے دوست کو دوستی میں جان نہیں دی جاتی۔

(۱۱) انسان جس چیز کی تلاش میں پڑتا ہے اگر وہ اپنے ارادہ میں پکا ہے تو ضرور وہ چیز ملجاتی ہے مثل ہے کہ جو بندہ یا بندہ صرف عمر ہی گئی ہوئی ڈھونڈنے سے یعنے زیادہ چاہنے سے زیادہ نہیں مل سکتی ؛

(۱۲) روزمرہ کی تھوڑی چیز کبھی کبھی کی بہت سی زیادہ اور برکت والی ہوتی ہے۔

(۱۳) جب لڑکے کو گود میں سنبھالے نہ رکھیں تو گر پڑتا ہے اسیطرح جب مژگاں آنسوؤں کو سنبھال نہ سکیں تو گر پڑتے ہیں اور خاک میں ملجاتے ہیں یعنے خوانخواہ رونا نچاہئے آنسو بچوں سے زیادہ پیارے ہیں کہ یہ بھی لخت جگر ہیں۔

(۱۴) کیا گل کیا بلبل حسن الٰہی پر مرتے ہیں اور اُسی سے جیتے ہیں۔

حل صفحہ (۵۰)

(۱) دل کا خون اشک بنکر آنکھوں کی راہ موتیوں کی صورت نکلتا ہے۔

(۲) کسی کا نقصان اور کسی کا فائدہ ٹکے خون سے موتیوں کے آنسو بہنے اور آنکھیں نکو کہ ائیں کسی کا مال کسی کے پاس جائے بڑی بے انصافی ہے

(۳) جہان ایک سمندر ہے اور عمر ایک کشتی ہے اس سمندر کا پار یعنے چوڑائی اور گہراٹ کچھ معلوم نہیں یعنے یہ پتا نہیں کہ انسان کب مرتا ہے کیونکہ کوئی شیر خوار کوئی بالغ کوئی نابالغ کوئی جوان کوئی بڈھا مرتا ہے

(۴) کم بولنا اچھی بات ہے مگر اتنا چپ بھی نہ رہنا چاہئے کہ جہاں اُسکا بولنا ضروری ہو اور سب منتظر ہوں وہاں بھی گونگا ہی بن جائے۔

(۵) یہاں شوق کا غلبہ ہے کہ تیرا نام مسلمانوں کے کپے میں نہیں رہتے خدا کا ہنام بت ہے وہ بھی معبود یہ بھی معبود۔

(۶) پہلے آنکھ ہے کہ چاند سورج جو حسن کے چہرے ہیں انمیں ابرو مونچھ داڑھی نہیں گویا حسن خدا پر فقیر ہو کر چلے مانگے ہیں۔

(۷) نامہ بر سے مراد خیال وہاں سے مراد عرش معلی جہاں فرشتے نہیں پہنچ سکتے چوتھے آسمان سے گئے جانیکا خدا جبرئیل نے کیا تھا وہیں اٹکا جیسا چکی کے کیلے ہاتھ دبا رہتا ہے ایسا ہی غافل آدمی خواب غفلت میں دبا رہتا ہے۔

(۸) جیسا چکی کے کیلے ہاتھ دبا رہتا ہے ایسا ہی غافل آدمی خواب غفلت میں دبا رہتا ہے۔

(۹) جب انسان پر صدمہ پڑتا ہے تو رونا اختیار میں نہیں رہتا۔

(۱۰) آنکھیں رو رو کر طوفان مچا رہی ہیں اس لئے ہم جینے سے بہت بیزار ہیں کیونکہ یہ طوفان کی زندگی ہمکو ڈبو رہی ہے۔

(۱۱) ہم جس حالت بیہوشی میں رہے جسکی ہمکو دھن ہے وہ ہمارے پیش نظر رہا جب یار کے ساتھ رہے اور وہی ہماری ہوش ہے تو گویا ہم بیحال میں ہوشیار رہے مطلب کو وہی پہنچتا ہے جو ہر طرح کی آفت میں مطلوب کا دھیان نچھوٹے مصرع ؎ جان جائے بلا سے مگر تیرا دھیان نجائے

(۱۲) الفت بُری بلا ہے اسمیں جان و مال کا جانا کچھ حقیقت نہیں۔

(۱۳) دل کا بخار سینے میں پھوڑا ہو کر سینے کے رستے نکلا یا آنسو بنکر آنکھ کی راہ۔

(۱۴) جب انسان کی ابتدا اور انتہا خاک ہے تو غرور کرنا بے حیائی۔ ہے اے قدرے وقوفی ہے ؛

حل صفحہ (۵۱)

(۱) غریب مظلوم کی آہ زبردست ظالم کو اُس سے زیادہ مارتی ہے جتنا کہ ظالم مظلوم کو دیکھو گل جو اپنی عاشق بلبل کو ظلم سے رُلاتا ہے تو اُسکے نالے سے گل جو سرخ رنگ ہے گویا خون ٹپکتا ہے اور جو نہیں رہا ہے گویا اُسکا پیٹ پھٹا ہوا ہے

(۲) فضل کمال کے ہونے کا احسانمند ہوا کیونکہ اگر کمال نہ ہوتا تو فوراً زوال آجاتا جیسا کہ پرنکلنے سے چیونٹی چڑیوں کی خوراک ہو جاتی ہے مطلب یہ کہ غریب کو دولت مند ہونا باعث زوال ہے۔

(۳) تو کی ضمیر حسن خدا کیطرف اور یہ اشارہ مدتو کیطرف تو جو اگر کھڑا ہو کر فاتحہ دے چونکہ تو شمع سے زیادہ روشن ہے تجھپر پروانے قربان ہو کر جل کے میری تربت پر گریں یہ گویا اُنھوں نے مجھے چراغی دی اور مجھے پیر کا مرتبہ ملا ؛

(۴) جیتے جی دنیا میں رنج و غم سے نجات نہیں ملتی ان سے مرکر ہی چھٹکارا ملتا ہے ؛

(۵) محتاج کی صورت اور حالت دیکھکر اُسکی حاجت روائی کرنی چاہئے تجھتی میں ہے اور اگر حاجت پوچھتے ہو تو بے تیری ہے اور پردہ دری

(۶) اشک کے رَو میں بہتے بہتے دوست کے دروازے تک آگئے اگر یہ رونا دھونا ہو جاتا تو بیکار اندر داخل ہو جائیں یہی اپنی مراد تھی۔

(۷) جن لوگوں کو کل خوشیاں تھیں آج وہ رنج و غم کے دام میں پڑے ہیں یا کل جو دنیا میں میری کر رہے تھے آج وہ گور کے اسیر ہیں۔

(۸) دنیا پر آدمی کو مغرور نہ ہونا چاہئے اس کو بہت جلد فنا ہے۔

(۹) جب دوست چلا گیا تو تاب و توان اور صبر کی آپ دھاپ نے رخصت ڈالدی یعنے تاب توان اور صبر سب وقت چلدئے۔

(۱۰) حسن خدا کا ذکر عاشقوں کو قتل کرتا ہے۔

(۱۱) جب دنیا وی رنج و غم سے مرنے کو ہو جائے تو خدا کو یاد کرنا چاہئے جب وہ اپنا ہو گیا تو تمام چیزیں اپنی ہیں۔ اصلی بت خدا ہے۔

(۱۲) یہ معاملہ ہے کہ جب کسی سے بیزاری ہو جب اسکا مرنا سنتے ہیں تو نفرت سے کہدیا کرتے ہیں اچھا ہوا دفع ہوا گئے کو کسی جون میں نہ آوے اب یار کی شکایت یہ ہے کہ ہمکو جیتے جی تو اپنے تئیں بیزار کھا اور یاد نہ کیا مرنے پر توقع تھی کہ کبھی بلا پر نخوت ہو کر برائی سے یاد کریں گے منحوس کہ ہمُوقت بھی یاد نہ کئے آپ سے دور میں یہ لطف ہے کہ ہمیں جیتے جی تو یار نے پاس جانا اب مرنیکے بعد دور سمجھا بھلا شکا ہے کہ اُس نے جیتے جی اپنے پاس تو سمجھا۔

حل صفحہ (۵۲)

(۱) ہنس پانی کا پرندہ ہے اور کوا خشکی کا اپنے آپکو ہنس ٹھیرایا اور رقیب کو کوا اسمیں خوبی یہ ہے کہ میں جب رکے گھر جاتا تھا تو اپنے آنسوؤں کے پر سے نہیں کیطرح تیر کے جاتا تھا تو کو اہے اگر تو تیرنا چاہے گا تو خشکی کی چال بھی بھول جائے گا۔

(۲) آپ ہی زبردست اور رہتے والے ہیں کہ جو چاہتے ہیں کہہ لیتے ہیں ورنہ کسکی کیا مجال ہے کہ مجھے بے ہی کہے اب اسکے لفظ سے بھی لبے کا اشارہ ہے

(۳) تصوف لاہوت وہ مقام ہے جہاں عارف فنافی اللہ ہو کر خدا کی ذات میں ملتا ہے یعنے عاشق و معشوق ایک جان ہو جاتے ہیں۔

(۴) اکثر بناؤ سنگار سرمہ کاجل یا کر بکھلنے سے خواہ مخواہ تہمت لگ جاتی ہے تہمت کے سبب لوں سے بچنا چاہئے۔

(۵) آنکھوں کے کاجل سے مراد آنکھوں کی سیاہی ہے جس سے بینائی ہے اور عشق اُسکو چرا کر سفید آنکھیں کر کے عاشق کو اندھا کر دیتا ہے پس جو بچا چور جسم کے عضو کو چرا لیجائے اسکو باہر کا ہباب یعنے نیند کا چرانا کیا مشکل ہے یعنے عشق میں نیند نہیں آتی۔

(۶) اہل تشیع یعنے شیعہ مذہب والے لوگ مسلمانوں کے نزدیک حضرت علی آب کوثر اور بہشت کے مالک ہیں جسکو چاہیں بھیجیں اسی وجہ سے کہا ہے کہ حضرت علی نے میرے لئے رضوان کے نام حکم لکھ دیا ہے کہ اسکو فردوس یعنی بہشت دیدو رضوان ایک فرشتہ ہے جو بہشت کا داروغہ ہے

(۷) جو اہل دل فلاں ملانون شیخ و زاہد کو جانتے ہیں کہ پند و نصیحتیں اُنکے کھانے کا پیشہ ہے وہ انکے دم میں نہیں آتے۔

(۸) جو شخص ٹھوکر کھائے سے نہ ٹھیرے اور جاؤں جاؤں کرے اُسکو طنزاً کہدیتے ہیں کہ راستے میں کوئی خطرہ نہیں امن و امان ہے آپ سونا اُچھالتے گھر کو چلے جاؤ سونا اُچھالنے میں ایک یہ بھی رمز ہے کہ یہ سونے جیسا روپ جس کو دکھلاتے پھرتے ہو سب کو دکھلاتے ہوئے جاؤ ہم اس سونیکے خواہاں نہیں ڈرو مت۔

(۹) آپکے مکر و فریب اور دم کے دھوکے ایسے ہیں کہ حکیم افلاطون کی عقل ماری جاتی ہے

(۱۰) بڑے بڑے چالاک جو قفیچی سے جنگل کے قہری شیر کی مونچھ کتر لیں وہ تجھکو اُستاد مانکر سجدہ کرتے ہیں یعنے تو سب چالاکوں کا چالاک ہے۔

(۱۱) اپنا مطلب نکالنے کے لئے ہمکو بہت سامانوں کی ضرورت نہیں ہم تھوڑے سے سامان سے بہت کچھ مطلب نکال لیتے ہیں۔

(۱۲) سودائے لکھی کی جو کہی ہے اُسکی یہ بیت ہے ؎ کہ اس کثرت سے کھیاں ہیں بنگلو کھانوں میں جبر کھا جانے ہے صدہا آدمی نے کر رہے ہیں۔

(۱۳) جہاں دل کو بہت صدمہ پہنچے وہاں دکھ اور رنج کا بیان کیا ہی جاتا ہے

حل صفحہ (۵۳)

(۱) دنیا کے دھندوں ہی پر بس کر کے مت بیٹھ کچھ راہ خدا میں بھی چل پھر۔

(۲) اگر کوئی میری بات مانے آسمان کے نیچے کوئی کسی کو بُرا نہ کہے نہیں تو آپ بھی جواب میں برا سنے گا۔

(۳) انسان کا قاعدہ ہے کہ جوں جوں آپ بڈھا ہوتا ہے توں توں حرص جوان ہوتی ہے بلکہ چاہئے کہ بڑھاپے میں موت کو یاد کر کے عاقبت کا توشہ ساتھ لے کر سفر کو تیار ہو بیٹھا ہے۔

(۴) گلیوں کا روڑا ٹھوکریں کھاتا پھرتا ہے نہ منڈیر پر بیٹھنے کے قابل ہوتا ہے اور نہ دروازے پر کیونکہ وہاں چوپال تابت بیٹھک لگتی ہے اور وہاں بیٹھنے کی خواہش ظاہر کرنے میں یہ لطف ہے کہ یار یا تو بام پر چڑھتا ہے تو اینٹ کھنکے پاؤں تلے آتی ہے یا دروازے میں آتا ہے تب بھی اینٹ کو یہ شرف ہے ہم کسی کام کے نہیں احمق ٹھوکریں کھاتے پھرتے ہیں۔

(۵) سنگدل کو رحم دل سمجھنا عجب بے وقوفی ہے۔ (۶)۔ آگ کا بہانہ تھا اسمیں دل کا لیجانا تھا۔ یہ بھی ن

(۷) اسمیں دو خوبیاں ہیں ہندی تو ظاہر ہے فارسی مار میں ایہام ہے زلف کیطرف۔

(۸) گلی سے مراد دنیا تیری سے مراد خدا یعنے خاک کا بگولا بنا ہے۔

(۹) زندان رحمت ہے کہ مجھکو در آبزر کھڑا جنون یعنے سودا پکار رہا ہے اور لے جنگل کے کانٹے تجھکو خوشخبری ہو کہ تیرے چبھنے کیواسطے میرے تلوؤں میں کھاج موجود خوب پتا منہ لہو سے سرخ کرنا۔

(۱۰) لوٹنے میں یہ خوبی ہے کہ نیچہ تڑپا کرتا ہے اور ہم خوش ہو کر لوٹ رہے ہیں اللہ اکبر میں یہ خوبی ہے کہ اُسکو ذبح کے وقت پڑھا کرتے ہیں عشق کی مراد ہوتی ہے کہ حسن کے پاؤں تلے دم نکلے سو میری مراد پوری ہوئی بقول بادشاہ ؎ نکلے ہے دم تیرے قدمونکے نیچے۔ یہی دلکی حسرت یہی آرزو ہے

(۱۱) رونا بند نہیں ہوتا اور دل و جگر اشکوں کی راہ بہ رہے ہیں رونے کے جوش سے چھاتی ابھری آتی ہے کہ دل اور جگر کا کیا خون ہو رہا ہے۔

(۱۲) اُنکو آنے میں بے پروائی کمال ہے اور ہمکو اُنکے آنے کی انتظاری اشد ہے۔

(۱۳) یعنے اُس نے جو میرا طرف چوری سے نظر کی تو اُس تاثیر ہے میرے زخم میں ایسا چور بیٹھا کہ کبھی نہ اُٹھیگا یعنے میرا زخم کبھی اچھا نہ ہوگا۔

(۱۴) اسمیں خوبی یہ ہے کہ دلکا کعبہ چھوڑ کر دور دراز کے جان جوکھمکے سفر میں پڑنا عجب بے وقوفی ہے گویا موت کے منہ میں پڑنا ہے مذاق یہ ہے کہ اگر اسکے گھر سے آئے گویا موت کے منہ میں سے آئے اسمیں لباسیوں پر جھاڑ جھاڑی ہے۔

حل صفحہ ۵۴

(۱) پہاڑ کی تیتی پہاڑ کا دامن ہے اور پہاڑ کی لمبائی پہاڑ کی کمر ہے اور یہ دونوں لازم و ملزوم ہیں یعنے پہاڑ کی کمر قدرتی اُسکا دامن لگا ہوا ہے اسمیں خوبی تعلیل یہ ہے کہ اپنی وحشت کے گھوڑے جلو میں ہونے کے لئے کمر بستہ ٹھہرایا مذاق یہ ہے کہ وحشی لوگ جنگلوں اور پہاڑونمیں پھرا کرتے ہیں اسلئے پہاڑ کو انہا رکاب دار بنایا۔

(۲) آدمی کا کہاں یہ بے تمیز سنگین دلونمیں بس جائے یعنے مرغوب دل ہو جائے۔

(۳) عاشقان خدا کو خدا کے عشق میں مرنے میں وہ مزا آتا ہے کہ زندگی سے بیزار ہیں دم دم بھاری ہے قتل ہونے یعنے اُسکے ہاتھ سے فنا ہونمیں جلدی کرتے ہیں اور اُسکو تاکید کرتے ہیں۔

(۴) بت خدا سے مراد رکھی ہے اور خدا کے عشق میں ہستی کو فنا کرنا پڑتا ہے خدا کا عشق کرنا ایسا ہے جیسا کہ خدا سے لڑنے میں اپنی جان کا گلا۔

(۵) یار کا کن انکھیوں خواہش اور مہربانی سے عاشق کیطرف دیکھنا عاشق کو گھائل کر دیتا ہے

(۶) اپنی طبیعت ابتدا سے بات کے مغز کو پہنچتی رہی ہے۔

(۷) خدا کے عشق کی تلوار سے خون ہونا ہمیشہ کی زندگی کے لئے آب حیات پینا ہے دیکھو اُس کے عاشقونکے نام ابتک زندہ ہیں جیسے کہ منصور شمس تبریزی وغیرہ

(۸) زلف محبت توڑا دیگی۔

(۹) خم یعنے شراب کا مٹکا جیسے کہ شراب کے مٹکے پر سرپوش ہوتا ہے اُسی طرح ہمارے منہ پر میر لگی ہوئی ہے ورنہ بہت ہی شکوہ شکایت اور گریہ زاری کرتے

(۱۰) جس چیز کی دھن دل میں جم جاتی ہے وہ بدون پوری ہونیکے دل سے نہیں جاتی۔

(۱۱) اُسکے اسقدر ہزارہا جان دیکر خریدنے والے ہیں کہ خریداروں کا اُسکے آنے جانے کی راہ پر میلا لگا ہوا ہے۔

(۱۲) لئے قاصد میرا شوق دیدار یہ چاہتا ہے کہ میری آنکھ خط کے لفافے پر بجائے مہر کے لگ کر جائے اور اُسکو دیکھے۔

(۱۳) شراب کی عادت نہ ڈالنی چاہئے اسکی عادت پڑی ہوئی چھوٹتی نہیں کافر سواسطے کہا کہ دنیاوی شراب کا پینا حرام ہے اس سے بھی ایمان جاتا رہتا ہے۔

(۱۴) ہمارا دل جو اُسکی محبت کی آنچ میں کباب ہوتا ہے اِس پر کھانیکے کباب رشک سے جلتے ہیں یعنے پکتے ہوئے چڑچڑ کرتے ہیں اِسلئے چڑچڑ کرنیکو رشک سے جلنا عنایا یہ خوبیٔ تعلیل ہے۔

(۱۵) دولت سے فائدہ یہی ہے کہ اُس سے لطف و فائدہ اُٹھایا جائے اور ہنسی خوشی میں خرچ کرے گل جب ہنستا ہے یعنے کھلتا ہے تو اُسکے اندر کا زرد جو سنہری آذر زرد ہوتا ہے بکھر جاتا ہے گویا گل نے اپنا زر اپنی ہنسی خوشی کے لئے صرف کیا۔

(۱۶) جس شے کی محبت ہوتی ہے اُسکے حاصل کرنے میں جسقدر رنج اور تکلیفیں گذریں اُنمیں بڑا ہی مزا اور لطف آتا ہے۔

حل صفحہ ۵۵

(۱) خدا کے عشق کی تلوار میں وہ مزا ہے کہ جس کو لگ گئی وہ کبھی نہ بھوبے گا۔ بقول آتش ؎ نہ بھولا ہوں نہ بھولونگا کبھی لذت قیامت تک ۔ مزے جو مجھے قاتل تری تلوار میں آئے۔ زخم کا انگور پھٹنے سے جو خون زخم کے منہ پر آجاتا ہے وہ گویا عیش کی شراب ہے انگور کے واسطے شراب کا آنا خوبی ہے۔

(۲) جو لوگ بدزبان ہوتے ہیں وہ ہر ایک سے بدزبانی سے پیش آتے ہیں سر لاف و گزاف میں یہ مذاق ہے کہ لاف کا لام ہے اور گزاف کا گاف جب اُنکی زبان پر یہ دو حرف چڑھے ہوئے ہیں تو اُنکا ابتدائے کلام لام کاف یعنے لاف و گزاف یعنی گالی گفتار بیہودہ گوئی ہے

(۳) کوئی دولتمند ہوگا تو اُسکی دولت اُسیکو فائدہ دیگی اور وہ دولت کے غرور سے دوسروں کے ساتھ نخوت سے پیش آئیگا اِس لئے اُسکے ملنے میں کچھ لطف نہیں ملتا اُس شخص کے ساتھ چاہیے جو محبت سے پیش آئے جس سے دل خوش ہو۔

(۴) کوئی صاحب نعمت مستحق محتاج کی حاجت روائی کرنے میں یہانتک بخل کرے کہ محتاج اِضطرار کے بارے مرجائے تو اُس نعمت والیکی نعمت اِس کے ساتھ کیا کام نہیں ہوا یا ہو۔

(۵) جتنی آدمی اُتنا ہی زیادہ خرچ رہتا ہے بقول سعدی آنانکہ غنی ترند محتاج ترند۔

(۶) اُس چاہ سے اشارہ چاہ ذقن کیطرف ہے یعنی چاہ ذقن کی چاہ کرکے سب یعنی لیلیٰ سینیکے نزدیک حقیر ہوگئے چاہ کا دو دفعہ دو مفعولیں آنا خوبے تجنیس ہے

(۷) زبردست ظالم مارتے ہیں اور مار کر رونے نہیں دیتے اگر درد دل سے نالہ فریاد کرے تو زیادہ خفا ہوکر ٹھوکر جاتے ہیں پس اُس ظالم کو کوئی چیخنے چلانے سے نہیں ٹھہرکاتا وہ میری فریادہی سے بھڑک جاتے ہیں۔

(۸) معاملہ ہے کہ جتنا سودائی ہوتا ہے اتنا ہی زیادہ خاک اُڑاتا پھرتا ہے تیرا سودائی اِس تنہا کا خاک اُڑانے والا ہے کہ گمراہ اور آندھی اُس کے آگے بھاگتے پھرتے ہیں یعنے ہماری دھوم کے آگے سبکی دھومیں مات ہیں۔

(۹) ناز و نعمت والوں کے رونے اونے خدمتگاروں کا مزاج نہیں لیا جاتا جیسے کہ مجنوں کو لیلیٰ کے نخرے مارتے تھے تو مارتے تھے اگر وہ سارباں لیلیٰ کے ناقہ کی مہار پکڑے تو مجنوں کے ساتھ وہی ہزار نخرے کرے اور چلانے سے نہ چلے

(۱۰) خال کو نقطہ کے ساتھ تشبیہ دی ہے اور نقطہ نکتہ آواز میں کیساں ہیں اُسکو خوبی قرأت کہتے ہیں ہنے خدا کی جو ایک نقطہ بھی تعریف کی اُس نکتہ پر وہ نکتہ نواز جو ایک نکتے پر بخشدیتا ہے آمید ہے کہ بخش دیگا۔

(۱۱) تمام زمین آدمیونکی خاک ہے کوئی جگہا ایسی خیال نہ کرنی چاہئے جہاں آدمی نہ دبے ہوں جو وحشی لوگ لوگوں سے بھاگتے پھرتے ہیں اُنپر یہ مذاق طنز ہے کہ آدمیوں سے بھاگ کر کہاں جاؤگے جدھر جاؤگے کیا ویرانہ کیا آبادی سارے آدمیونکی خاک ہے۔

(۱۲) ہم تم جیسا اپنا دشمن کیکو نہیں جانتے کیونکہ تم ایسے دشمن ہو کہ جب ہمکو دیکھتے ہو تو چھری ہمارے قتل کو ڈھونڈتے ہو مذاق یہ کہ تم جھوٹ موٹ ڈرانے کو چھری ڈھونڈتے ہو یہ تمھاری بڑی عداوت ہے یعنے تم ہمکو قتل کا مزا نہیں چکھاتے اگر چکھانا منظور ہو تو چھری کی کیا ضرورت ہے ایک آپکی نیم نگہ ہی قتیل کو کافی ہے ؎ چشم غضب سے نیم نگہ میرے واسطے۔ ایک نیچہ ہے زہر میں گویا بجھا ہوا۔

(۱۳) یعنے تیری آنکھ زبان حال سے صاف کہدیتی ہے کہ ہم بیمار نزع تو ان میں ہیں جو ہمکو دیکھے گا وہ بھی ہمسا بے طاقت و ناتوان و بیمار ہوجائیگا

(۱۴) دم میں دوسری خوبی یہ ہے کہ دم یعنے پھوک لگا کر منسری بجاتے ہیں جسطرح منسری اپنی اصل یعنے بانسوں کے پیڑکی جدائی میں

فغان کرتی ہے اِسمیں خدا کی ذات کی خدائی میں جبتک کہ خدا باقی رہوں گا یعنے اس قالب خاکی میں زندہ رہونگا فغاں کرتا ہی رہونگا یہ مضمون مثنوی مولانا روم کی اِس بیت کا ہے ؎ شنو از نے چوں حکایت میکند۔ وز جدائیہا شکایت میکند حل صفحہ (۳۹)

(۱) جس کے ساتھ مہربانی کیجائے اور وہ اُسکے حوض میں ظلم رانی کرے تو یہ اپنی خطا ہے کیونکہ ظالموں کے ساتھ رحم کرنا ظلم کا عادی بنانا ہے یہ اپنا ہی قصور ہے۔

(۲) حنل ہونے میں یہ خوبی ہے کہ شہیدوں کی لاش کو شرع میں غسل نہیں ہے۔

(۳) جس دوست کی خاطر سب اپنے بیگانے تو ٹلجائے اور وہ اپنا نہ بنے تو بڑا افسوس ہے۔

(۴) لے ابر تو رونا ہمسے سیکھ اولے بیقرار بجلی تو تڑپنا ہمسے سیکھ

(۵) پتلی نے جو اپنا کالا منہ کیا یعنے یہ بدنامی لی تو آنکھ میں سمائی یعنے آنکھ کی پتلی جتنی جس سے زیادہ کوئی چیز عزیز نہیں مثل ہے دونا۔ ؎ کالا منہ کر جگ دکھلائے۔ تب لالو نکی لالی پائے

(۶) لڑکے جو پتھر مار رہے ہیں تو عاشقوں کے لئے یہ پتھریاں پھول اور گلچرے ہیں چھرے کا ایہام بندوق کے چھرے کیطرف ہے جیسا کہ شرع والوں نے منصور کے پتھر مارے تھے اور منصور خوش تھے۔

(۷) یہ ستارے گویا خدا نے اپنے چہرہ پر افشاں چنیں ہیں۔

(۸) شکون کے ضبط کرنے سے کم خرچ ہوا اور آہ جو آسمان پر پہنچی اُسمیں بالانشین ہوا مذاق یہ ہے کہ عشق الٰہی میں جو مشت خاک کو کھول کر ذات الٰہی کو پاتا ہے۔

(۹) تم جان نثاروں کو دل کیا دوگے اگر اپنے دل کا غبار بھی نکالدو یعنے بعد مرنیکے بھی دل صاف کرلو تو جان نثار جان جائے کہ یہ غبار جو آپکے دل سے گیا یہ گویا ثواب کیلئے ہماری قبر پر آپ نے مٹی ڈالی تمہارے دل کا غبار بھی جان نثار کی جان ہے۔

(۱۰) جیسی میرے دلکو جلن ہے ایسی آفتاب میں نہیں ایسی جلن آفتاب کو حشر کے روز کہ وہ سوا نیزہ پر ہوگا بلے گی۔

(۱۱) مہربان جاہے اور خواہ بیوفائی میں کوئی ستم کی بات نہیں (۲) زندگی کی اُمید سے بیزار ہوں کہ موت کے آنیکی بہت انتظاری کر رہا ہوں۔

حل صفحہ (۵۷)

(۱) انتظاری ہی انتظاری میں شام سے صبح ہوگئی مگر جس بات کی انتظاری تھی وہ نہ ہوئی محرومی حسرت کا مقام ہے۔

(۲) خورشید کے خریدار اور قدردار تمام آسمان و زمین والے ہیں اِس اپنی قدر اور جاہت کے لئے نکلتا ہے۔

(۳) دنیا دل لگی کیجگہ نہیں ہے مگر امرتا چاری دل لگی ہر ایک کام میں کرنی ہی پڑتی ہے کیونکہ جبتک کام میں دل نہ لگے وہ کام نہیں ہوتا

(۴) لکھنے پر بہر میں حرف کہہ اکرتے ہیں اور سیاہی لگا کر بہر لگاتے ہیں پس اِس دل کئی اور روسیاہی کے غم میں عقیق اپنا خون پی رہا ہے یعنے اسوجہ سے سرخ رنگ ہے یہ خوبی تعلیل ہے۔

(۵) تمام جوہریوں نے ہماری آنکھ کی تعریف کی کہ کیا عمدہ موتیوں کی کان ہے۔

(۶) چاند کو یہ فخر ہوا کہ میں وقت بلال اُسکے نعل کی ہمشکل ہوں۔

(۷) محبت کرنے سے یہ خوبی ہوتی ہے کہ اُس سے ملجائے سو جب طالب و مطلوب دونو قبر میں جاکے مٹی ہوگئے تو مٹی میں مٹی ملجانے سے دونو کی خاک مل گئی گویا مرکر محبت کی مراد حاصل ہوگئی اسمیں مذاق یہ ہے کہ تربت میں ترک کے بعد جو لفظ بت ہے تو تربت میں جانے سے بت میں ملاقات ہوگئی۔

(۸) دنیا میں جتنے علوم و فنون والے ہیں وہ بے چین ہیں اور جنوادان ہیں وہ آرام سے مزے اُڑاتے ہیں

(۹) دل جلوں کے دل میں وہ تپش بھری ہوئی ہے کہ بجلی کی تو کیا حقیقت ہے دوزخ بھی اُنکے آگے چلوں پر آگ رکھنے والا اُنکے غلام ہے یعنے مات ہے اُسکی آگ اتنی بھی نہیں جتنی چلم میں یعنے ہمارے جوش و خروش کے آگے کبابکا جوش و خروش کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔

(۱۰) آقا صدہ وہ عزیز ہمارے پاس آپکے لئے کوئی دن ٹھہرائیگا یعنے وہ ٹھہرایا ہوا دن خدا وہ دن مکمل نصیب کرے حسب وعدہ تشریف لے آئیں پھر جو تو مانگے گا سو دونگا تیرے دینے کے واسطے میں بھی خدا سے دعا کرتا ہوں کہ خدا وہ دن کرے کہ میں تجھے منہ مانگا

دوں اِسمیں مذاق بہ استفہام انکاری ہے یعنے ایسا ہو ہی نہیں سکتا کہ خدا وہ دن کرے کہ وہ اپنے وعدہ پر آ جاویں ؟

(۱۱) تجانے میں تو خدا کی صوتیں ہیں کہنے میں کچھ نہیں وہ خالی گمان ہے۔

(۱۲) یہ معاملہ ہے کہ جبتک دُلھن بیاہی ہوئی اپنے گھر نہیں آتی تب تک ساس کا دل بیقرار رہتا ہے جب وہ اپنے گھر آتی ہے اور اُسکے سر پر سے وارکے یعنے اُسکی بلائیں لے کر پانی پیتی ہے تب دلکی تسلی ہوتی ہے اِسیطرح اگر وہ عزیز میرے گھر آئے اور میں یہ وارا ہوا پانی پیوں تو دل کا ارمان جائے۔

(۱۳) صبا دھول لگائے یعنے بجھا دے جیسا کہ صبح کو شمع بجھا دیتے ہیں یعنے اُسکے رخ روشن کے آگے شمع بے روشن ہے۔ جیسے کہ دن کا چراغ۔

(۱۴) ہم ایسے دل جلے ہیں کہ اگر ہمارے دلکی چمک چمکتی ہوئی بجلی دیکھے تو ایسی جل جاوے جیسے دوزخی دوزخ کی آگ میں۔

حل صفحہ (۵۸)

(۱) عشق میں پہلے مال جاتا ہے پیچھے جان بھی جاتی ہے جیسے کہ فرہاد کی جان گئی تھی

(۲) خنجر جو حسن انسان کے دہن جیسا اپنا دہن دکھاتا ہے اُسکی سزا میں وہ بیوقت چٹک کر یعنے کھل جھڑ جاتا ہے گویا یہ اُسکو چھوٹا منہ بڑی بات کہی گئی

(۳) جس کو تیرا غم نہ پہنچے اور پڑ یونہی نہ دبے یعنے اُسکے غم کو تو کرے یعنے نکالے تو اُسکی زندگی سے کچھ فائدہ نہیں وہ مقبر و کی زمین دیکھے یعنے مرجائے تو اچھا ہے مطلب یہ ہے کہ جو تیرا غم کھا گیا وہ ہمیشہ کی زندگی پا گیا اور جس نے تیرا غم نکھایا وہ خاک کا خاک رہا۔

(۴) یہاں سُنائی میں یہ خوبی ہے کہ سنائی مرنے کی خبر کو کہتے ہیں جس کو سنانی بولتے ہیں یعنے نکمّا اپنا جانا سنانا میرے حق میں سُنانی تھی

(۵) ہمیشہ ہمارے اوپر تمہارا ظلم ہی مُخوبریز رنگ کی چھری ہمپر سلتہ تیز ہی رہی۔

(۶) تمہارے شرم سے پانی پانی ہونے کی تاثیر سے دوزخ کی آگ بھی پانی پانی ہو جائیگی مذاق یہ کہ ہمکو دوزخ کی آگ جلا نہ سکے گی بہشتی لوگ ہیں۔

(۷) اِسمیں کاف مساواتیہ ہے مطلب یہ کہ میں مثل لاشہ کے بس میں ہوں اگر پھینکدیجے میری تو مٹی خراب ہو گی مگر آپ کا بھی خاکسار ہوں اور اگر دفن کرینگے تو میری اور آپ کی مٹی دب جائیگی۔

(۸) دل کا گھر آنکھ ہے یا تو اشک بنکر عشق کی آنکھ میں آتا ہے اور یا سرخی بنکر حسن کی آنکھ کے ڈورے میں رہتا ہے اور دل ہی حسن کی نیاز ہے

(۹) اِسمیں منہ کی تنگی کا مبالغہ ہے کہ منہ کی تنگی سے بات بھی ایسی باریک نکلے۔ ہے کہ اُسکا سنائی دینا بہت ہی مشکل ہے معاملہ ہے کہ نازک مزاج بہت ہی آہستہ بولتے ہیں۔ جو بہت ہی کم سُنائی دیتا ہے۔

(۱۰) جب سانپ کاٹ جاتا ہے تو اکثر ہندو لوگ منتر والو انکو جنکو مقابلی گارڑو کہتے ہیں بلاتے ہیں وہ منتر پڑھ کے سانپ کے کاٹے کو کھلاتے ہیں گویا اِسمیں وہ سانپ سر چڑھکر بولتا ہے اور اپنی نس اور کاٹے ہوئے کا فصور اور زہر اُترنے کا علاج بتاتا ہے پہلے زمانے میں یہ کاروبار تھا اب علم کی بدولت کم ہو گیا ہے۔

(۱۱) زندگی میں بیابانوں کی خاک چھانتے ہوئے تو آبلوں اور کانٹوں سے پاؤں چھلنی تھے اب مرکے زیر مغیلاں دفن ہو کر کانٹوں پر لوٹنے سے سارا بدن چھلنی ہے۔

(۱۲) یہ جو مشہور ہے کہ جھوٹ کے پاؤں نہیں یعنے سچ کے مقابلہ میں جھوٹ ٹھہر نہیں سکتا یہ جھوٹی شہرت ہے کیونکہ جھوٹے آدمی منہ زوری اور سینہ زوری اور بے حیائی سے سچوں کو ہرا دیتے ہیں اور آپ نہیں ہارتے۔

(۱۳) کسی شے کی اُلفت دماغ میں رچی ہوئی سر دردی ہے کہ جب انسان مر جاتا ہے تب ہی اُلفت کا درد مرجاتا۔ ۱۲

حل صفحہ (۵۹)

(۱) جو شخص فوت ہو گیا ہو پھر جو منہ مارے گا تو اُسکے منہ میں خاک ہی پڑے گی پس جو خاکساروں پر منہ ڈالتا ہے یعنے وار کرتا ہے اُسکو کچھ حاصل نہیں ہوتا ندامت اور پشیمانی حاصل ہوتی ہے۔

(۲) تیرے شوق میں تیرے قیدی اِس قدر بیقرار ہیں کہ اگر کوئی قاصد جھوٹی خبر بھی لے کہ فلاں جگہ میں توجیل خانہ ہی کو ساتھ لے اُٹھیں اور تیرے پاس آئیں بیقرار کہیے کے رکے نہیں رُکتا بلکہ اور دکھو بھی بیقراری میں اپنے ساتھ کر لیتا ہے۔

(۳) ہمارے مرنے پر کسی نے منہ میں پانی نہ چوایا ہمارے آنسوؤں نے ہی چوایا اور لیٹین پڑھنے بھی کوئی اپنا دیگا نہ آیا جیکسی نے لیٹین دی

یعنے ہم یکسی کیحالت میں مرے۔

(۴) اک زمانے سے مراد روزِ ازل ہے کہ جس روز روحوں نے خدا کے رب ہونے کا اقرار کیا تھا مذاق یہ ہے کہ خدا عاشق نہیں دل اور دین ہونا عیب جانتا ہے اِس لئے کافر کہا اشارہ یہ ہے کہ دل اور دین لیکر اب جان کے دپے ہوا ہے بقول امانت ؎ تیوری چڑھی ہے بات کا دیتے نہیں جواب دل لے چکے ہو جان کا اب ہے سوال کیا؟

(۵) خم خانہ یعنے میخانہ۔ گل محبت یعنی برتن میں دفن کئے ہیں مراد خاک میں دفن ہونے سے ہے۔

(۶) آنکھ صفت جادوگر ہے اِس لئے کہا کہ ہم جادوگر آدمیوں سے نہیں ڈرتے جادوگر آنکھ سے ڈرتے ہیں پون کیواسطے ہوا کا آنا ضرور ہے سنسکرت میں پون ہوا کو کہتے ہیں۔

(۷) شراب پینے کی کیفیت جانہ نی رات یا ابر میں ہے اِن وقتوں میں مزے کو یاد کرکے تائب دمی کا دل تو بہ توڑ کر شراب پینے کو چاہتا ہے اگر عاشقان خدا اگ باجے سے بخوف خدا توبہ کریں مگر خدا آواز آنے پر مست ہو جاتے ہیں اور اس توبہ کو توڑ دیتے ہیں۔

(۸) عاشقان خدا پر ہمیشہ تہمتیں اور جور و جفا ہوتے چلے آئے ہیں دیکھو حضرت زکریا پیغمبر کو آرے سے چروایا منصور کو سولی پڑھایا شمس تبریز کی کھال اتروائی

(۹) اپنی بہبودی کی دعا مانگنا اور لوگوں سے منگوانا کچھ فائدہ نہیں فائدہ مند اگر ہے تو یہی بات ہے کہ اگر تو اپنا بھلا چاہے تو کسی کا بھلا کر اُس کے عوض میں تیرا بھلا ہوگا۔

(۱۰) اِس شعر کا مطلب بھی وہی ہے جو پچھے آٹھویں شعر میں سر پر آرے چلنے کا ہے۔

(۱۱) سیاہ رنگ آدمی کی برائی میں کہا کرتے ہیں کہ جیسے یہ اُوپر سے سیاہ ہے ویسا ہی اندر سے ہے پس آسمان اندر باہر سے سیاہ ہمارا دشمن ہے جس نے ہمکو تم سے زخمی کرایا۔

(۱۲) جب اُس عزیز نے مجھے اپنے پاؤں دبانیکی خدمت کو کہا تو مجھے شادی مرگ ہوگئی کہ میرے کمبخت ہاتھ پاؤں پھول گئے اگر مراد کو پہنچا تو بدقسمتی کو دیکھو کہ مراد ہاتھ میں آنے سے رہ گئی۔

(۱۳) سایہ سیاہ ہوتا ہے اور جسپر وقت پڑتا ہے وہ بھی رنج و غم سے بیاہ پڑ جاتا ہے مطلب یہ ہے کہ اگر خدا کا پرتو پڑ جائے تو ہم بھی روشن ہو جائیں۔

حل صفحہ (۶۰)

(۱) واعظ زاہد وغیرہ بہشتی شراب طہور کی تعریف ایسے مبالغہ سے کرتے ہیں کہ سنکر منہ میں پانی بھر آتا ہے مگر ہے خیالی پلاؤ۔

(۲) ہمکو خدا کے ناقہ کی ٹلی کی آواز یعنے دلکی آہٹ ہے اِسی سے اِس ہر دم عزیز کی قسم کھا کر کہتے ہیں اور مجنوں کو بات نصیب نہ تھی یعنے لیلی کے ناقہ کی ٹلی کی آواز نہیں ہے اُسکے یوں ہی خیال میں کان بجتے ہیں مذاق یہ ہے کہ ہم اُسکو ہو ہو ہو کہتے ہیں اور مجنوں کو وہم و خیال تھا۔

(۳) پہلے تو یاد پچھے ہوئے سب سے پچھے کو ہٹ پیچھے تھے شمع کے چور کا ذکر سنکر اور یہ مزہ پچھے اُوپر پڑتی جان کر آنکھ بچا کر کھسک گئے۔

(۴) اے قاصد تو جب ہمارا پیغام لے جایا کرتا تھا اور کہتا تھا کہ وہ کیسی سنتا ہی نہیں اب یہ تیرا کہنا غلط ثابت ہوا کیونکہ جب وہ میرے رقیب سے مشورے کرتا ہے تو ضرور اُس نے رقیب کی سُن لی انہیں الفاظ سے یہ ہے کہ قاصد کی شرمن کسی سے اُسنے تھی مجنوں نے سمجھا اور جو سمجھنے والے اپنی خام خیالی سے دلکی تسلی کے واسطے کسی سے مراد رقیب لیتے تھے۔

(۵) اے مسلمانو ذرا انصاف اور ایمان سے سچ سچ کہو کہ تمہیں میری خطا معلوم ہوتی ہے یا اس بت کی جس نے مجھے بت پرست بنایا مذاق یہ کہ بت پرستی سے ہمکو کافر مت کہو وہ خدا ایسا ہی بت کافر ہے کہ اُسکو دیکھکر دین و ایمان کو بالائے طاق رکھکر بت پرستی کی سوجھتی ہے

(۶) مجھکو روتا دیکھکے آنسو بھی اپنی آنکھیں میری تسلی اور غمخواری کو تر کر لیتا ہے یعنے روتا ہے میں جانتا ہوں کہ پھر اشک آنسو پونچھنے والا بھروہیں بلکہ چنچلتے ہے دراصل ہمارے راز کو افشا کرتا ہے اور خار ہر میں روتی صورت دکھا کر آنکھوں میں گھر کرتا ہے یعنے فریب دیتا ہے

(۷) دردِ ہجراں کا اگر آہ کیجائے تو کیا ٹھکانا ہے دم لینے سے بھی جگر کے ٹکڑے ہو کر اُڑ جانا ہے

(۸) اے مومن وہ کافر یعنے گور کے مرنے والے اٹھنے والا میرے مرجانے کو آرام سے سونا گمان بے گیا وہ مجھے ہلاتا ہے اِس بدگمانی سے کہ جاگ جائے مطلب یہ کہ حسن کو عشق کی بتا ہی پر ترس اور یقین نہیں آتا مذاق یہ کہ اگر وہ نہ دیکھے تو ہم مردے ہیں اگر وہ ہلا دے تو اُسیوقت زندہ ہیں اِس بدگمانی میں اسکا گمان بھی درست ہے +

(۹) آہ کا روکنا دل کا خون پینا ہے
(۱۰) جب تک غنچہ منہ بند رہتا ہے اُسکا زر اسکی مٹھی میں رہتا ہے اور جب مٹھی کھولدی یعنی کھل گیا تو زر جھڑ پڑتا ہے

حل صفحہ (۶۱)

(۱) جب گل و انسان کے چہرہ پر پسینہ کے موتی نظر آتے ہیں اسوقت غنچہ اور گل اس کے آگے مات اور شرمندہ ہیں یعنی جو تیری برابری کا دعوی کرتے ہیں اگر وہ دیکھیں تو شرمندہ ہو جائیں +
(۲) اے یار میرے دل کے دکھوں کو مت پوچھ میرے دل میں وہ غم سے خون بھرا ہوا ہے کہ حال چھیڑتے ہی میری آنکھوں سے خونی اشک بہنے لگ جائیں گے اُسپر تو بھی ترس کا مارا لہو رونے لگے گا +
(۳) نکلتی موچھ ڈاڑھی کی تعریف ہے کہ ایسی پیاری لگتی ہے جیسے طوطی +
(۴) دنیا کی ہوس کرنے سے خدا تک پہنچنا محال ہے +
(۵) چہرہ پر عرق کے قطرے ہیں وہ گویا تارے ہیں انکو دیکھکر اگر یہ جان شوق سے نکل جائے تو بہتر ہے کہ ان تاروں کی چھاؤں میں یعنی ان کے شوق اور خیال میں ٹھنڈے ٹھنڈے چلی جائے +
(۶) میں الفت کے دریا میں ایسا بڑھ کا پیراک ہوں کہ اس دریا کے تمام پیراک مجھے اُستاد مانتے ہیں۔ یعنی میں الفت کرنے میں اور نبھانے میں سب کا اُستاد ہوں +
(۷) آسمان کسی کو زمین پر نہیں بیٹھنے دیتا زمین پر ملکیت جتانی نادانی اور جھوٹا دعوی ہے +
(۸) اے دل جو بات سوچ سمجھ کے کہتا ہے اُسکو سمجھدار آدمی کبھی نہیں پکڑتا یعنی اُسپر عیب نہیں رکھتا اور جو رکھتا ہے وہ بے سمجھ ہے
(۹) اچنبھا اس بات کا کیا منہ تو نظر سے معدوم تھا یہ اب بگڑ کر کیونکر بنگیا یعنی کس طرح دکھائی دینے لگ گیا +
(۱۰) مجنون وحشت کے جنگل ہی میں کھپ رہا +
(۱۱) آنکھوں کے تلے خطر رکھکر جو لکھنے لگے تو اُوپر سے آنسوؤں نے پیشکر مطلب کے حرف کو مٹا دیا حرف مطلب سے مراد وہی لام ہے جو خط کی پیشانی پر اللہ کا لام لکھتے ہیں جس سے کنایہ زلف کی طرف ہے جیسا کہ ذوق کے اس شعر کے حل میں گذرا ۵ دیکھو قسمت کا لکھا اس نے پڑھا خط سوبار +
(۱۲) تیرا طالب تیرے شوق میں ایسا ناتوان ہے کہ لب جان ہو رہا ہے رحم کا مقام ہے
(۱۳) تیرے حنا کے چور کی چمک کے آگے حضرت موسی کا ید بیضا مات ہے +
(۱۴) سنگدلوں کو کسی کے رونے جلانے پر ترس نہیں آتا اگر اُدھر خیال کرتے ہیں تو اور دل بھاری کر لیتے ہیں یعنی زیادہ ستمگری کرتے ہیں اسی مذاق سے کہا ہے کہ خدا نہ کرے کہ تو اپنا دل بھاری کرے یعنی دوسرے معنے لئے ہیں کہ تو پہلے تو پتھر ہے پھر بھاری پتھر ہو جائے سنگدلوں کے ترس اور کرم سے خدا کی پناہ بقول ناسخ ۵ اسیران قفس پر جب کہ رحمت آپ کرتے ہیں کسی کو ذبح کرتے ہیں کسی کے پر کترتے ہیں +
(۱۵) جاڑے میں شراب کا لطف ہے جب تک گلابی جاڑا رہے تب تک پیتے ہیں اور گرمیوں میں بجوف گرمی چھوڑ دیتے ہیں گلابی ایک قسم کی شراب ہے جو گلاب سے نکلتی ہے +

حل صفحہ (۶۲)

(۱) دوست کو دشمنوں نے ایسا بہکایا ہے کہ اپنی خبر بھیجنی بالکل بند کر دی +
(۲) دل جلوں کے نالے آسمان کو آزار دیتے ہیں یعنی غریب کی آہ امیر کو تباہ کر دیتی ہے +
(۳) جیسی اسرافیل کے صور میں آواز اور دھماکا ہے کہ اس کی کڑک اور دھمکے سے زمین اور آسمان فنا ہو جائینگے ایسے ہی ہمارے نالہ میں کھڑکا اور دھمکا ہے ہم بھی اگر پورے زور سے نالہ ماریں تو زمین اور آسمان کو اُڑا دیں
(۴) جب ناتوان بیمار کو مرتے وقت ہچکی لگ جاتی ہے تو اُسی ہچکی میں دم اُلٹ کر مرجاتا ہے یہاں دم اُلٹنے میں یہ مذاق ہے

کہ یار کی یاد اگر دم مرنے کی طرف سے اُلٹ کر یار کی طرف جاتا ہے کیا مزے کی ہچکی لگی کہ مردے کو زندہ کر دیا +

(۵) انگور کے جو ڈنڈی لگی رہجاتی ہے اسکو منہ میں نکالنے سے تعبیر کیا انگور بھی سرخ رس سے بھرا ہوا ہوتا ہے اور دل خون سے صورت دونو کی یکساں ہے اسلئے دل کو انگور سے تشبیہ ہے +

(۶) امیر کے ہاں جاتے ہوئے کو جو دربان روکتے ہیں تو ایسا غصہ آیا کرتا ہے کہ ان کو مار ڈال کر اندر چلے جائیں سر کی قسم میں یہ مذاق ہے کہ دربانوں کا زلفوں کی طرف اشارہ ہے جن سانپوں سے ڈر کر نظر چہرہ کی طرف سے ہٹ جاتی ہے اور سانپوں کو مار ڈالا کرتے ہیں اس لئے ٹھوکنا کہا +

(۷) دشمن کے کفن پر جو دہے ہیں اُس کے اثر سے ہیں کہ وہ ہمیشہ جلا مرا کرتا تھا یعنی جو کسی سے حسد کرتا ہے وہ جلتا لڑتا ہی مرجاتا ہے

(۸) اس شعر کا مضمون میر کے اُس شعر پر ہے جو پہلا شعوت کی ردیف میں گذرا یعنے منہ پر آنسو آنے سے عشق کا بھید کھلجاتا ہے +

(۹) میں نے جو اُن سے اپنی آرزو عرض کی تو جھڑک کر بولے کہ بیٹھا رہ یا یہاں سے چلا جا عقل کو درست کر تو بڑا بے وقوف ہے تیرا منہ اس تمنا کے قابل نہیں +

(۱۰) بڑے بڑے رونے والے میرے رونے کے آگے مات ہیں اسواسطے انہیں میری قدر ہے یعنے میری برابر کوئی دردمند اور دیکھا نہیں

حل صفحہ ۶۳

(۱) سکھیا کو دیکھیا کے دُکھی کیا خبر جس پر بیتے وہی جانے +

(۲) تیری محبت کا بیمار ایسا لاعلاج ہے کہ اگر اسکی نبض اتنا بڑا حکیم ارسطو دیکھے تو تعجب سے اُنگلی دانتوں کے تلے دابے دانتوں کے تلے اُنگلی دابنے میں لطف یہ ہے کہ نبض پر رکھنے سے اسکی اُنگلی جل جائے اور عادت ہے جب اُنگلی جل جاتی ہے تو منہ میں لیتے ہیں

(۳) تیغ دودم یعنی دو دھاری تلوار جس کے دونو طرف کٹار کی طرح دھاریں ہوں +

(۴) دل ہی داغوں سے سیر نہیں ہوتا جگر جو داغ چاہتا ہے اسکو کہاں دیئے جائیں مذاق یہ کہ عشق کے داغ میں وہ روشنی اور لطف ہے دل جلا چاہتا ہے اور جگر جلیدہ تاکہ اس داغ سے ہمیشہ کی زندگانی کی روشنی حاصل کریں +

(۵) خدا کو جو کوئی آسمانوں پر کوئی کعبے میں ڈھونڈتے ہیں اگر تحقیق سے دیکھا جائے تو وہ اپنے گھر ہی میں ہے یعنے اپنی ہی دل میں

(۶) لوبھ لالچ میں پڑنا غرور اور دھوکا ہے اس دھندے میں نہ آؤ خدا کو یاد کرو +

(۷) اکثر بھید فائدہ سوچ کر کیے جاتے ہیں مگر پیچھے نقصان نکلتا ہے اصل بات یہی ہے کہ اگر فائدہ بھی نظر آوے تب بھی بھید نہ کھولے پھر بھید کی بات کہی ہوئی پرائے بس میں ہو جاتی ہے +

(۸) چغلخور کی طرف سے ہمیشہ ڈرہی رہتا ہے کہ کبھی اُسکی چغلیاں اثر کر کے کام نہ بگاڑ دیں +

(۹) مالدار آدمی سب تک مال کو خرچ کر کے رکھے گا آخر اس جہان سے خالی ہاتھ ہی جائیگا +

(۱۰) یہ کاؤش سینہ یعنی سینہ کا کھودنا نگینے کے سینے میں حرف کھودتے ہیں جب نگینہ نام پاتا ہے اسی طرح اگر تم کسی کمال میں نامداری چاہو تو اسکے حاصل کرنے میں بہت محنت اُٹھاؤ کیونکہ محنت کو عظمت ہے +

(۱۱) جتنا کوئی لوبھ لالچ میں جا بجا مارا مارا پھرے اُتنا ہی خالی رہتا ہے اور بے فائدہ رنج اُٹھاتا ہے پہلا مصرع اسکی ضرب المثل ہے

(۱۲) عاشقان خدا خدا کے عشق کی شراب میں جو روز ازل ملی تھی مست ہیں یہ جو انگوری شراب ہے یہ بدکاروں اور حرام کاروں کے واسطے ہے عاشق لوگ اس سے پاک ہیں +

(۱۳) چمن کے صحن کو بادصبا سرسبز کرتی ہے +

حل صفحہ ۶۴

(۱) جس خاک پر تم پاؤں رکھ کے چلتے ہو وہ سب آدمیوں کی خاک ہے جس کو نقش پا سمجھتے ہو یہ نقش پا نہیں یہ خاک میں ملے ہوؤں کی آنکھیں ہیں یعنی جہاں تمہارا پاؤں پڑتا ہے وہاں ہم خاکساری سے آنکھیں بچھاتے ہیں تاکہ اُن پر تمہارا پاؤں پڑے +

(۲) مزد محنت مراد شیریں +

(۳) جب دوست دشمن کے کہنے میں ہو جاتا ہے تو وہ زیادہ جان جان کر جلاتا ہے جب دشمن کا داؤ چلتا ہے تو کب کمی کرتا ہے +

(۴) اپنا دوست ہی اپنے سے کیا بگڑا ہے تمام زمانہ ہی لینے پر خلاف ہو رہا ہے +

(۵) اگر تم ہمارا کہنا مانو گے ہم بھی تمہارا مانیں گے اور اگر نہیں تو نہیں +

(۶) جب تیرا غم دل میں آیا تو کیوں جانے لگا ہے جان ہی لیکر جائیگا جس طرح کہ موت کا فرشتہ جب گھر آتا ہے تو جان ہی لیکر جاتا ہے

(۷) نمازی لوگوں کی پیشانی پر سجدہ کرنے کی کثرت سے خون مرکر سیاہ دہبا ہو جاتا ہے گویا ان ریاکاروں کے منہ پر یہ عیب کے دھبے ہیں ان کو سجدوں کے نشان نہ سمجھو اس نشان سے ثابت ہے کہ ریاکار کا انجام کالا منہ ہے +

(۸) آئینہ گو صاف اور آبدار ہے پر انسان کے چہرے کی صفائی اور آبداری کی کیا ریس کر سکتا ہے اگر اس آتشیں رو کے مقابل ہو دے تو اسکی قلعی اُتر جائے یہ معاملہ ہے کہ جب آئینہ کو گرمی پہنچتی ہے تو اُسکا پارا جو قلعی چڑھی ہوئی ہے اُتر جاتا ہے +

(۹) دنیا میں امیر سے غریب ہونے پر رنج اور غریب سے امیر ہونے پر خوشی نہ کرنی چاہیئے کیونکہ یہاں امیری غریبی کا کچھ اعتبار نہیں کبھی امیر غریب ہے کبھی غریب امیر +

(۱۰) رنج وغم کی آگ سے دل جلگیا مگر اُس کے پیچ و تاب و جبتی آہ نہ گئی تو جبکہ تکلیف ہوں کی توں رہی تو دل کے جلنے سے کچھ فائدہ نہ ہوا اس لئے زہر خند سے کہتا ہے کہ رسی جل بلا سے بر آسکا بل نہ جائے یعنے پیچ و تاب اور تپتی آہ ایذا دینے کو قدرت نے اُسی طرح بحال رکھیں +

(۱۱) لاکھ تدبیریں کرو ایک پیش نہیں جاتی جب تک کہ تقدیر موافق نہ ہو +

حل صفحہ ۶۵

(۱) بت سے مراد خدا ہے بت کو عشق کا اقرار دینا گویا جان دینا ہے جسکو عشق بازی کہتے ہیں سچ تو یہ ہے کہ یہ جان بازی ہے +

(۲) رونے کی کثرت سے اندھے بھی ہو گئے اور پانی کا طوفان چڑھ کر پڑوسیوں کے بھی گھر بہہ گئے یعنے ہمنے تو نقصان اُٹھایا سو اُٹھایا ساتھیوں اور پڑوسیوں کو بھی لے اُترے +

(۳) جو خدمت کرتا ہے وہ بزرگی پاتا ہے یعنی خدمت ہی کے سبب انسان خادم سے مخدوم بنجاتا ہے ؎ ہر کہ خدمت کرد اُو مخدوم شد + ہر کہ خود را دید او محروم شد +

(۴) تنگدستی کی حالت میں ایسے کام ہیں اٹھ ڈالنا جس پر بہت سا خرچ ہو جان کا روگ خرید کرنا ہے ۔ مثل ؎ گنج قارون چاہئے اور پاس اک پائی نہیں + اس لئے تصویر جاناں ہمنے کھنچوائی نہیں +

(۵) تو نے اتنی بدزبانیاں کیں اُسپر کسی نے برا نہ مانا ہم زیردستوں نے ابھی کچھ منہ سے بھی نہیں نکالا کہ سب نے اس طرف غور سے زبان لگا دی کہ دیکھئے یہ کیا نامناسب بولتا ہے کیونکہ اسکو اُس واجب التعظیم کی تمام باتوں کا جواب دینا زیبا ہے یعنے اگر بدزبان لاکھ بدزبانی کرے اُسکو کوئی بُرا نہیں جانتا اور اگر نیک زبان ذرا نازیبا کلام منہ سے نکالے سب کو بُرا لگے +

(۶) آسمانوں کو اونچے اور زمین نیچے کرنے سے خدا کی غرض یہ ہے کہ انسان اُونچ نیچ میں تمیز کرلے یعنے بڑے کو بڑا اور چھوٹے کو چھوٹا جانے

(۷) انسان کی گلوئی پہ چین کا گل شرمندہ اور مات ہے اسمیں انسان کی تعریف ہے +

(۸) ٹالے بالے بتانیوالے کی شکایت ہے کہ جب وعدے کا دن آتا ہے تو صفا بتا دیتا ہے اور آگے کو ٹلا دیتا ہے عزہ پہلی تاریخ کو کہتے ہیں یعنے پہلے تو چاند چڑھے کا وعدہ تھا پھر عزہ یعنے پہلی تاریخ کا بتا دیا ۔ عزہ کے دو معنے لگے +

(۹) اپنی پریشانی اور بدحالی کا رونا کسی کے پاس رونے سے ٹھ حق اپنی عزت کا کھونا ہے +

(۱۰) اگر زمانہ پلٹ جائے تو ہمارا دوست کبھی غیروں کی طرف نہ پلٹے ہاں جس طرح کہ غیروں کی خواہش ہے کہ یوں ہو جائے یعنے ہماری طرف ہو جائے اور اب وہ یوں ہے کہ ہماری طرف ہے اگر ہماری تقدیر اُلٹ جائے تو غیروں کے موافق شاید ہو جائے +

(۱۱) گلوں کے زخم دیکھ کر دردسے شبنم روئی شبنم کے رونے سے زخم کو اور نقصان پہنچا مذاق یہ کہ دیکھیو ہاتھ لگانا دکھ دیتا ہے +
(۱۲) راغ بمعنی جنگل - کبھی جنگل کا غبار بگولا بنکر اُوپر کو جاتا ہے اور کبھی وہ غبار نیچے زمین پر آ بیٹھتا ہے +

حل صفحہ ۶۶

(۱) دل دیکھے غم کے مارے سوکھ کر کانٹا ہوگئے دوسرا لطف یہ کہ اُس سے دوستی کرکے جہان کو اپنا دشمن کر لیا
(۲) بہت بولنا بیقدر اور ذلیل بنا دیتا ہے اور بہت نقصان پہنچاتا ہے +
(۳) یہ جہان کا باغ اسی طرح آباد رہیگا اور جہان والے اپنی اپنی نوبت بجا کے چلے جاتے ہیں اور دوسرے آجاتے ہیں +
(۴) غریب مظلوم کے رونے چلانے پر بیرحم ظالم کو جو ترس نہ آوے حیف کا مقام ہے پتھر پانی اسوجہ سے ہوتا ہے کہ پتھر کا کیچ بنتا ہے جو آگ میں ڈھل کر پانی سا ہو جاتا ہے - اور برتن بنتے ہیں +
(۵) میں ایسا لاغر اور ناتوان ہوں کہ ایسا جہان میں کوئی نہیں جس طرح لاغری میں نیا چاند رسوا ہوتا ہے اس طرح ہوں +
(۶) رنج وغم اور بدنصیبی کے ہاتھے تمام عمر آرام سے بیٹھنا سیدھی کرنی بھی نصیب نہ ہوئی اوندھی قسمت سے سدا اوندھے پڑے رہے +
(۷) جس طرح شیریں فرہاد کے لئے میٹھی چھیری ہوئی اسیطرح میٹھی باتوں والا میٹھی چھیری بنکے دل کو لبھا لیتا ہے +
(۸) غصے والے کو سمائی والا مار لیتا ہے پہلا مصرعہ اسکی ضرب المثل ہے +
(۹) وہ بڑا بدزبان تھا تم جو اُسکے جواب دینے کی شکایت کرتے ہو عبث ہے اگر وہ جواب دیتا تو بہت سخت دیتا اگر اُس نے جواب دیا اپنی قسمت اچھی سمجھو +
(۱۰) ہم بیکر کے فقیر ہیں تیری بینیازی پر جو اسد کے الف کی جبین دیکھی تو اُسپر فقیر ہو بیٹھے +
(۱۱) جب کسی کا حال ایسا خراب اور تباہ ہو جسپر سخت دلوں کو بھی رحم آوے جس کے دل میں اس حال پر رحم نہ آوے بڑا ہی سنگدل ہے
(۱۲) مہتابی ایک قسم کی آتشبازی ہے جو چھینی کی صورت ہوتی ہے چھینی کا دستہ ہاتھ میں پکڑ کر دوسری طرف سے جلاتے ہیں اُس سے دھوئیں سی نکل آتی ہے گویا اس چھینی بھر پانی میں مہتاب ڈوبا ہوا ہے +
(۱۳) مجنوں لیلی پر عاشق تھا اور تو خدا پر عاشق ہے اسوجہ سے تجھنوں تیرا دشمن چیلا ہے برحق کے لفظ سے خدا پر عشق ہونے کا اشارہ ہے
(۱۴) شمع بجھانے کے وقت قینچی سے کاٹ ڈالتے ہیں اسکو شمع کی زبان کاٹنا تھیرایا ہے +

حل صفحہ ۶۷

(۱) جب روز ازل نے خدا نے کہا تھا الست بربکم اور ہمنے کہا تھا بلیٰ تو یہ بندہ ہونے کا اُسکو ہمنے پہلے ہی اقرار نامہ لکھدیا اب تو جو کوئی بندہ خدائی کا دعوی کرے اور بندگی سے پھرے تو مغرور اور سرکش ہے +
(۲) سرکشی کرنے سے سر جاتا رہتا ہے دیکھو شمع پر سر بڑھانے سے گل آجاتا ہے اُسکو گلگیر قینچی سے محفل میں سب کے سامنے کاٹ ڈالتے ہیں
(۳) پانی کو کوئی نہیں مارتا یہ انکی شکایت بیجا ہے اُنکو اُن کے باپ ہی مار جاتے ہیں مثل ہے جیسی کوئی کرے ویسی بھرے +
(۴) جس شخص کے آنے کی دیر مدام انتظاری ہو اُسکا کل کا وعدہ کرنا غنظر پر قیامت ہے +
(۵) مراد کے ملنے کے نیک شگون پہلے ہی ہو جاتے ہیں جس طرح کہ دہنی آنکھ پھڑکنے لگ جاتی ہے اسی طرح کوئی اور شگون ہو جاتا ہے
(۶) آسمان کی گردش سے جتنا نقصان ہے دانا کا ہے نادانوں کا کچھ نہیں کیونکہ اُلو العزمیدانا ہی کرتے ہیں اور اکثر اُلو العزم ہی مارے جاتے ہیں اور خلقت ان ہی کی دشمن ہوتی ہے جیسا کہ بقراط کو زہر دیا گیا اور منصور کو سولی شمس تبریزی کی کھال اُتروائی گئی +
(۷) زیردستوں کے آگے بیجا بولنا بڑا ہی نقصان رکھتا ہے +
(۸) جو شخص کسی کمال میں نام پاتا ہے اُسے جہان غلام ہو جاتا ہے اور دھوم مچ جاتی ہے +

(۹) کسی اُمید سے مایوس ہو کر کم ہمتی سے بیٹھ رہنا اچھا نہیں ہمت باندھ کر مار و مار کرنی چاہئے کہ اول تو ضرور مراد پوری ہو جاتی ہے ورنہ بے ہمتی کا ارمان تو دل میں نہ رہے گا کوشش کرنے سے دل کی تسلی تو ہو جائیگی +

(۱۰) اتنا بڑا بوجھ لاد مت کہ اس ہستی کو قیام کی منزل سمجھے یہاں قیام کی جگہ نہیں ہے یہاں سے ایک دن جانا ضرور ہے

حل صفحہ ۶۸

(۱) جو مرد میدان ہوتے ہیں وہ میدان میں منہ پر مارتے ہیں اور منہ پر کھاتے ہیں بھاگ کر پیٹھ پر زخم کھانا بھاگنے والے نامردوں کا کام ہے یعنی جو پیٹھ دیکر بھاگے گا وہ ضرور مارا جائیگا +

(۲) انسان کا دل ایسی عمدہ دوربین ہے کہ اسمیں خدا بھی نظر آتا ہے ماسوا کا تو دیکھنا آسان ہے +

(۳) مثل مشہور ہے کہ کھوٹا بیٹا اور کھوٹا پیسا اڑے وقت پر کام آجاتا ہے یعنے کھوٹے پیسے اور کھوٹے بیٹے کو ہاتھ سے کھو دینا نہ چاہیئے اور بے آس نہ ہونا چاہیئے +

(۴) غنچہ کو تنگ دہنی میں ناز ہے جب یہ چٹکتا ہے یعنے کھلنے کے وقت آواز نکالتا ہے گویا اپنی تنگدہنی کی تعریف کی آواز مار کر ہنس پڑتا ہے جب ہی اسکا منہ پھٹ جاتا ہے گویا اس کے منہ پر تھپڑ لگ جاتا ہے اسی طرح جو اپنی تعریف میں بڑھ کر بولتا اور اپنے آپ کو سب سے اچھا جانتا ہے وہ زمانے سے ملامت اور ہجو کے تھپڑ کھاتا ہے +

(۵) زبردست کی جھوٹی اور بیہودہ بات پر بھی خوشامدی لوگ سچ جتانیکو ہاں کر دیتے ہیں مثل ہے کہ راجہ بادے وہ بھی ملہار +

(۶) دشمن ہمیشہ اپنے دشمنوں کے اتفاق سے جلتا رہتا ہے اور جبتک وہ اتفاق سے مشورہ کرتے رہتے ہیں دشمن کو ان کے مشورہ کی کچھ خبر نہیں لگتی اسی اتفاق سے دشمن کچھ کر نہیں سکتا اور انتظاری میں رہتا ہے کہ انمیں پھوٹ پڑے اور انکا مشورہ پھوٹ میں ظاہر ہو جاوے جب انمیں پھوٹ پڑ جاتی ہے تو دشمن ایک ایک کو مار لیتا ہے پس آپس کے اتفاق میں بڑے فائدے ہیں اور نا اتفاقی میں بڑے نقصان +

(۷) غنچہ کو دہن کی تنگی پر ناز ہے مگر جب دہن کشائی کی تعریف سنتا ہے تو دم نہیں مار سکتا جسکو کسی چیز پر ناز ہوتا ہے جب تک ہی ہوتا ہے تب تک اسنے اپنے سے اعلے نہیں دیکھے جب دیکھ لیتا ہے تو اس خام خیالی سے نادم ہوتا ہے کیونکہ ایک سے ایک اعلے ہے

(۸) ہوس بُری بلا ہے یہی پھنساتی ہے بلبل نے گلستاں کی ہوس میں جو نالے کھینچے تو اس ہوس نے اسکو صیاد کے قفس میں قید کرایا

(۹) دنیا ایسے دھوکے کی ٹٹی ہے کہ اسمیں ہر ایک دانا پھنس جاتا ہے اس ٹٹی کا پہلے بیان ہو چکا ہے کہ شکاری لوگ دھوکے سے اسکی آڑ میں شکار کے پاس پہنچ جاتے ہیں اور آسانی سے مار لیتے ہیں +

(۱۰) جو شخص جا بجا محبت کرتا پھرتا ہے وہ گویا لڑائی مول لیکر جان دینے کو پھرتا ہے مصرعہ مثل ہے یہ محبت میں لڑائی ہو ہی جاتی ہے

(۱۱) جو مشکل باتوں کے حاصل کرنے میں پڑتے ہیں اُنکو بہت سختیاں اُٹھانی اور غم کھانے پڑتے ہیں تب وہ کمالات کو پہنچتے ہیں آہن دل اور سنگدل بے رحم کو کہتے ہیں +

(۱۲) جلدی میں کوئی کام نہیں بنتا گھبراہٹ پیدا ہو جاتی ہے پاس کی چیز بھی نظر نہیں آتی یعنی جلدی میں کام خراب ہوتا ہے

(۱۳) سینہ اسقدر تپ رہا ہے کہ آنسو تو کیا چیز ہیں اگر پانی کے تڑے پڑے دیے جائیں تو پڑتے ہی اسطرح فنا ہو جاویں جس طرح گرم توے پر بوند سینہ کی جلن کا مبالغہ ہے

حل صفحہ ۶۹

(۱) پری چشم وہ وحشی ہے جسکی تاثیر سے آدمی ایسا وحشی بنجائے جسکے برابر ہرن بھی چوکڑیاں نہ بھر سکے +

(۲) عشق کے سودائی جیب کو تو پیسا ٹوٹا کیا مال سمجھتے ہیں جنگل میں جاکر اتنی خاک اُڑاتے ہیں کہ خاک ڈھونڈھی نہیں ملتی جنون کا مبالغہ ہے

(۳) عشق کے آگے زور نہیں چل سکتا۔ اس بات کو پہلے عقل سے دریافت کرلو

(۴) اِس شعر کا مطلب وہی ہے جو ذوق کے اس شعر کا ؎ دیکھو قسمت کا لکھا اس نے پڑھا خط سو بار

(۵) رقیب جو مجھسے پیچ کی چلتا ہے یعنی داؤ پیچ کھیلتا ہے اس کی اس بے وقوفی پر مجھے ایسی ہنسی آتی ہے کہ پیٹ میں بل پڑ جاتے ہیں یعنی اُسکے داؤ پیچ ہمارے پیٹ کے اوپر بلوں میں پڑے ہیں یعنی ایسے پیچ ہمارے ناخونوں میں پڑیا +

(۶) جسکو کوچۂ بتاں کہتے ہیں ہم خدا کی تلاش میں وہاں گئے وہاں جو خدا نظر آیا تو پھر وہاں سے تمام عمر کہیں جانے جوگی نہ رہے +

(۷) غم دل کو کھا جاتا ہے اور سینہ کو پھاڑ جاتا ہے یہ ایسی نالائق حرکت ہے جیسا کوئی کھا کر تیل پھلیل جائے یعنی جس ہنڈیا میں کھائے اُسی میں چھید کرے +

(۸) دنیا میں خدا کا یہی کارخانہ ہے کہ صدہا امیر غریب ہو جاتے ہیں اور غریب امیر +

(۹) بہار کے دنوں میں باغوں کی سیر ہوتی ہے اور عاشقوں کا سودا بڑھتا ہے +

(۱۰) اے قاصد تو اُن سے جاکر کہہ کہ غم کے ملنے میں ٹالے والے تیار ہے ہو اور وہاں تمہارا منتظر بیقراری سے مرنے کو ہے بیقرار منتظر کو معلوم شے سے ٹالنے والے پر بیتابی جتائی گئی ہے +

(۱۱) بڑھاپے کی ناتوانی زور پا رہی ہے +

(۱۲) جہان میں جس چیز کی طرف منہ کرو اسی میں خدا کی حکمتیں اور کمالات دیکھ دیکھ کر عجب حیرت پیدا ہوتی ہے یہانتک کہ ہر ایک پتے اور ذرے میں +

حل صفحہ ۷۰

(۱) دشمن کو روسیاہی میں توے سے تشبیہ دیا کرتے ہیں توے کا ہنسنا دراصل اسکی سیاہی کا جلنا ہے تو ہنستا نہیں گویا جلتا ہے اور دشمن اپنی خوشی پر جلا کرتا ہے پس تو جو جلا تو گویا دشمن جلا جب دشمن جلا تو پایا گیا کہ اپنے ہاں کوئی خوشی ہے اسوجہ سے دشمن کا ہنسنا اسکا جلنا ہے اسکی ہنسی پر کہ وہ درحقیقت جلنا ہے ہمکو خوشی کی جگہ ہے +

(۲) رونے کا مبالغہ ہے کہ رات دن اس کثرت سے روتا ہوں کہ ہمیشہ بارہ مہینے برسات لگی رہتی ہے +

(۳) آزاد لوگ یعنی عاشقان حق کی زندگی جلوۂ حق کی شراب سے ہے اگر وہ مئے حق نہ پئیں تو زندہ ہیں نہیں تو مردہ آزاد کے واسطے پیالہ ہونا اور پیالہ کے واسطے ساقی الفاظ ضلع ہیں +

(۴) سے تشبیہ ہے یعنی اُن کے آنے کی انتظاری میں دلوں کے داغ چراغوں کے مانند جلے تاکہ ان چراغوں کی روشنی دیکھکر آجاویں

(۵) زندگی ایسی عزیز ہے کہ انسان یہی چاہتا ہے کہ یہ بچائے مگر یہ عدم کی مسافر ہے خواہش سے اور روکنے سے کبھی رہ سکتی ہے یہ منزل مقصود پر یعنی ملک عدم میں جاکر ہی رہے گی بیچ سے مراد دنیا ہے کیونکہ یہ ازل اور عدم کے بیچ میں ہے +

(۶) تیرے قد کی شرم سے سرو پانی پانی ہو کے نہر کے پانی میں ملگیا یعنی سرو کا سایہ پانی میں شرم سے ڈوبا پڑا ہے +

(۷) زبان پیاس کے مارے سوکھ گئی مگر ہمنے عالی ہمت سے قناعت کرکے کسی دریا سے پانی کا احسان نہ اُٹھایا جس طرح کہ مچھلی دریا میں رہتی ہے اور پانی نہیں پیتی بلکہ جو پانی منہ میں آتا ہے اُسکو اُگلتی رہتی ہے یعنی ہم گو غریب ہیں مگر ہمت کے ایسے امیر ہیں کہ کسی امیر سے التجا نہیں کرتے +

(۸) غرور کرنا خدا کو زیبا ہے انسان مشت خاک ہے اسکو آگ بنکر غرور نہ چاہیئے آتش کے پرکالے سے اشارہ شیطان کی طرف ہے جو آگ کے غرور پہ مارا گیا اپنی سنزلت سے اشارہ خاک کی طرف ہے جس خاکساری سے انسان مسجود ملائک ہوا لن ترانی مقولہ خدا کا ہے جو حضرت موسیٰ کو جمال کی تاب لاسکنے کو کہا تھا +

(۹) جس طرح میدان جنگ میں سورمے تلوار سے میدان جنگ مارتے ہیں اسی طرح خوبرو میدان حسن میں ابرو سے ہزاروں کو ستھراؤ کرتے ہیں خندہ پیشانی بہ نسبت غصہ کے زیادہ مارتی ہے +

(۱۰) سر باز لوگ للکار کے سر بازی کے میدان میں اُترتے ہیں کہ یہ میدان ہے اور ہمارے سر کی گیند ہے جسکا دل چاہے اس سے کھیلے یعنی قتل کرے اپنی بہادری جتا کر اپنے پر حوصلہ کر تیوالوں کو ڈراتا ہے +

حل صفحہ ۷۱

(۱) جس طرح صاف اور سیدھے آئینہ میں عکس صاف اور سیدھا نظر آتا ہے اسی طرح اگر خدا کی مہربانی کی نظر ہو تو جہان مہربان ہو جاتا ہے

(۲) جس طرح سے فرہاد تیشہ مارتے مارتے خاک ہو گیا ہے اسی طرح اگر ہر روز یہی رونا پیٹنا رہا تو یہ ماتم زدہ بھی خاک اور برباد ہو جائیگا +

(۳) شاعر نے اپنے خیال میں آسمان کو دھواں چکی بھرایا ہے جب یہ چلنے سے رُکا تو اپنی آہ کے دھوئیں سے اُسکو چلایا ہے اور جب اسکا نیلا رنگ بگڑا ہے تو اپنی آہ کے نیل سے اُسکا رنگ درست کیا ہے۔ بیشتر کے لفظ میں یہ خوبی ہے کہ کثرت سے آہیں بھرتا رہتا ہے مذاق یہ کہ آفت زدہ ایسے آفت دوست ہوتے ہیں اگر آفت نہ پڑے تو آپ آفت میں پڑتے ہیں +

(۴) جو شخص کسی سے محبت کرے اور وہ اُسکی طرف متوجہ نہ ہو تو سچی محبت نہیں جھوٹی ہے اور جو حسن دلداری نکرے وہ خوبصورت اور بدتدبیر ہے خوبصورتی کو خوش خلقی لازم ہے +

(۵) حسن انسانی۔ انسان کی نازک اندامی اور گل اندامی کے آگے مات ہیں بقول ذوق ؎

نازک ہے گل کو نزاکت پہ چمن میں لے ذوق + اُسنے دیکھے نہیں ناز و نزاکت والے

(۶) اپنا کاروبار روزگار اپنے مہربان کی خدمت ہے اگر وہ خدمت نہ لے تو بے کاری ہے دو پاؤں اور دو ہاتھ کی رعایت سے دو دن آئے

(۷) جب بہار سواری سے اُتر لیتی ہے یعنی آخیر پر آتی ہے تو خزاں سوار ہوتی ہے یعنے بہار کے بعد خزاں ہے +

(۸) ماہیے بے آب مراد ابرو سے کیونکہ ابرو کی ماہی سے تشبیہ ہے بقول ذوق ؎

کیا کہوں اُس ابرو پیوستہ کے دل بس میں ہے ایک طعمہ مچھلیاں دو۔ کشمکش آپس میں ہے

یعنے دو ابرو کی مچھلیوں میں ایک دل کے لقمہ کھینچا تانی ہو رہی ہے +

(۹) قاتل کے قتل میں مقتول کو اتنا مزا آتا ہے کہ اُسکو اپنے قتل کرنے کے واسطے قسم دیتا ہے لطف یہ کہ قاتل۔ قدرت کا اسی کار کا ملازم ہے کہ بے گناہوں کو قتل کرے پس اگر یہ کار کرتا رہے گا تو نمک حلال ہے ورنہ نمک حرام +

(۱۰) ہمارے پاؤں کے آبلے عرش عظیم کے تارے ہیں مطلب یہ کہ ہم عرش عظیم والے کے سودا میں عرش عظیم پر پھیرتے ہیں اور جنوں کے جنگل کے کانٹے یعنے تکلیفیں وہاں بھی ہیں +

(۱۱) انسان کو بڑے اعلے درجے کی خدمت خدا نے عطا کی ہے کہ پانچ وقت اپنے سجدے کا حکم دیا اور سجدے کے سامان اور توفیق دی انسان کے سوا حیوان کی کوئی جنس تاک اور ہاتھا کر سجدہ نہیں کر سکتی اور نہ قیام و رکوع +

(۱۲) احرام کا کپڑا ایک چادر سی ہوتی ہے یار سے مراد دل۔ دل کی حضوری چھوڑ کر جو میں بے وقوفی سے کعبہ کو گیا رستے میں یہ جنوں اٹھا کر تو اُسکو چھوڑ کر خالی مکان میں کہاں جاتا ہے اسیوقت خدا کے شوق نے احرام کا کپڑا ٹکڑے ٹکڑے کر دیا مذاق یہ کہ خدا کے گھر دل کو چھوڑ کر کعبے جانا جنون ہے +

(۱۳) خدا پردے کے اندر ہے یعنی ظاہر اد کھائی نہیں دیتا اور مخلوقات میں رنگ برنگ کے روپ میں اپنا حسن و جمال و حکمت و کمال دکھا کر پردے ہی میں بیٹھا اپنے عاشقوں کو قتل کر رہا ہے برہمن سے مراد عارف ہے ہاتھ دیکھنے سے مراد معرفت +

حل صفحہ ۷۲

(۱) لیلی مجنوں کے مرے انکا ذکر کر کے پرانے مُردے جگانے سے کیا حاصل زمانہ حال ہی میں ہزار ہا زندہ لیلی مجنوں سے بھی بڑھکر ہیں یعنی زمانہ کو اہل کمالوں سے خالی نہ جانو زمانہ حال میں پہلوں سے بھی زیادہ ہیں +

(۲) جس عاشقی خدا نے خدا کو دیکھ لیا ہے اُسکو کوئی چیز اچھی نہیں لگتی اگر کسی اور دل لگی کی چیز کی طرف دیکھتا ہے تو نفرت سے مُڑ لیتا ہے

(۳) اہل علوم وفنون جو دنیا میں بیقدری سے آسمان کی گردش میں پامال ہو رہے ہیں اسلئے ہو رہے ہیں کہ آسمان کو کم دکھائی دیتا ہے اگر یہ باریک بین ہوتو باریک بین یعنی اہل کمالوں کو سر پر بٹھاتا یعنی بڑی قدر کرتا باریک کے مقابل موٹا آنا خوبی سے متزاد ہے +

(۴) عشق کا بھید رونے سے ظاہر ہو جاتا ہے دل کو آبلے اور بھانڈے سے تشبیہ ہے

(۵) کسی چیز کا عشق کرنا رسوائی میں پانس پر چڑھنا ہے قد کے واسطے الم ۔ صنوبر ۔ پانس کا آنا خوبی تشبیہ ہے +

(۶) باد صبا بہت تیز رفتار ہے اُسکو بھی زلف کی نقل سنبل نے گرفتار کر لیا کہ یہ بھی باغ کی پابند ہی مطلب یہ کہ اے صبا تو کہیں ٹھہر اپنی تیز رفتاری کے غرور میں مت آ اگر تو اُس زلف گرہ گیر کے پاس آئی تو پھنس جائے گی کیونکہ وہ ہوا کو بھی گرہ میں دیلیتی ہے

(۷) جو عاشقان خدا ہوتے ہیں وہ گو ظاہر میں گدا معلوم ہوتے ہیں مگر حقیقت میں اپنے حوصلے میں بادشاہوں کے بادشاہ ہیں +

(۸) یہ رام لیلا سے سب جانتے ہیں کہ لنکا کے راجہ راون نے راجہ رام چندر پر جبکہ وہ بن باسی فقیر تھے یہ ظلم کیا تھا کہ اُنکی رانی سیتا کو اُٹھا لے گیا تھا جس کی سزا میں لنکا کو راجہ رامچندر نے جلا دیا اور راون کو مار ڈالا اسی طرح جو ظلم کرتا ہے برباد ہو جاتا ہے +

الحمد للہ کہ دوسرے چمن کا حل تمام ہوا

تیسرا چمن ضرب الامثال مین

جن کتابوں سے دوسرے چمن کے محاورات اور معنی لکھے گئے اُنہیں سے بہت ضروری چنکی روزمرہ بول چال مین کثرت ہے ضرب الامثال لکھی گئین اور واضح اور مفصل طور سے معنے اور بولنے کے محل درج ہوئے

ضرب المثل

وہ مشہور فقرہ ہے جسکی بنیاد کسی وقوعہ پر ہوئی اور تمثیلاً بطور ثبوت حسن کلام کے عام لوگون مین زبان زد ہو مثلاً چور کی ڈاڑھی میں تنکا۔ اسکی بنیاد اس وقوعہ سے ہوئی کہ ایک قافلہ مین کسی کا مال چوری گیا آخر کو مقدمہ قاضی کے پاس گیا۔ قاضی نے تمام قافلہ کو سامنے کھڑا کرکے کہا کہ ہم تاڑ گئے چور کی ڈاڑھی مین تنکا ہے چور کو کھٹکا ہوا کہ شاید مال چُراتے وقت کوئی تنکا ڈاڑھی میں لگ گیا ہو بہانے سے ڈاڑھی کو جھاڑ دیا۔ اِس حرکت سے ثابت ہوگیا کہ یہی چور ہے۔ تب سے یہ بات مشہور ہوئی ہوئے قاضی کا فقرہ ضرب المثل بنگیا +

{فرق محاورہ وضرب المثل}

مُحاورہ کی بُنیاد قومی اصطلاح پر ہے اور ضرب المثل کی ایک عام قصّے پر +

آبیل مجھے مار	لڑائی مول لینا خواہ مخواہ جھگڑے اور مصیبت میں پڑنے کے محل پر بولتے ہیں۔
آپ ڈوبے بامنان لے ڈوبے ججمان	کسی نقصان اور آفت میں اپنا ساتھی اور دن کو بھی کر لینے کے محل پر بولتے ہیں
آپ کاج مہا کاج	سب کی غرض سے اپنی غرض اور سب کے کاموں پر اپنا کام مقدم رکھنے کے محل پر کہتے ہیں
آپ ہی بابا منگتے باہر کھڑے درویش	جس چیز کا کوئی محتاج ہو وہی چیز اُس سے دوسرا مانگے اُس موقع پر بولتے ہیں
آٹے کا نام سہجا اور جانے کا نام مکتا	جس شخص کی کچھ پروا اور ضرورت نہو اُسکے لئے بولتے ہیں + یا اس شخص کی نسبت جس کے ہاں کسی کی پوچھ اور آؤ بھگت نہو +
آلے کا چراغ گھر رکھوں تو چوہا کھالے باہر رکھوں تو کوا لیجائے	جس شخص کو ہر جگہ اور ہر صورت نقصان دینے والے ہوں اُسکی نسبت بولتے ہیں۔ مثلاً مال دار سے رشتہ دار اور اہلکار سب کھانے کو تکتے ہیں +
آلے کے ساتھ گھُن پسنا	کسی امیر یا مجرم کے ساتھ کسی غریب یا بے جرم کا نقصان ہوجانے کے وقت بولتے ہیں مثلاً مدعی یا مدعا علیہ کے ساتھ گواہ کا پھنسنا اور خرچ ہوجانا +

آج کے پتھے آج ہی نہیں جلتے	جب کسی سے جلدی بدلہ نہ لیا جاوے یا جس کام کا فائدہ اُسی وقت نہ نکلے اس محل پر بولتے ہیں۔
آخ تھو کھٹے ہوتے ہیں	جب تلاش سے کوئی چیز نہ ملے تو اسمیں کچھ برائی بتا کر دل کی تسلی کو بولتے ہیں۔
آدمی کا شیطان آدمی	آدمی کو آدمی بہکا دیتا ہے۔ اور بد آدمی کی صحبت میں نیک آدمی بد ہو جاتا ہے۔ اس محل پر بولتے ہیں۔
آدھا تیتر آدھی بٹیر	آدھا کچھ اور آدھا کچھ جو چیز یکساں نہ ہو بے جوڑ اور بے میل اور ناقص ہو اُسکی نسبت بولتے ہیں۔
آدھے گانوں دوالی آدھے گانوں ہولی	جب ایک بات میں آدمی جماعت کی رائے کچھ ہو اور آدھی کچھ تو اس اختلاف رائے کے محل پر بولتے ہیں۔
آسمان سے گرا کھجور میں اٹکا	جب کبھی بڑی مصیبت سے چھوٹے اور چھوٹی میں مبتلا ہو جاوے یا کوئی چیز حاکم یا کسی امیر کے ہاں سے ٹلے اور اہلکار دینے میں نہ آویں اس محل پر بولتے ہیں۔
آسمان کا تھوکا اپنے منہ پر آتا ہے	بزرگوں اور نیکوں کی برائی کرنے سے وہ بُرے نہیں ہو سکتے بلکہ وہ برائی بدگو پر پڑتی ہے۔ اس بدگو کی نسبت بولتے ہیں۔
آگ کا جلا آگ ہی سے اچھا ہوتا ہے	جس سودے میں نقصان آئے اسی سودے میں نفع بھی آجاتا ہے۔ جس معاملے میں نقصان پڑے اُسی نفع کی امید رکھنے کے محل پر بولتے ہیں ✦
آگ کہنے منہ نہیں جلتا	حرام چیزوں کے نام لینے سے گناہگار نہیں ہوتا کسی جرم کے ذکر کرنے سے آدمی مجرم نہیں ہوتا۔ ایسے محل پر بولتے ہیں۔ ✦
آگ لگائے تماشا دیکھے	لڑائی کرا کے تماشا دیکھنے والے فسادی کی نسبت بولتے ہیں ✦
آگے دوڑ پیچھے چوڑ	جو طالب علم آگے پڑھتا جاوے اور پچھلا بھولتا جاوے اسکے اوپر یہ مثل کہا کرتے ہیں ✦
آم کھانے یا پیڑ گننے	جب ایک شخص دوسرے شخص کی مطلوبہ شے لاوے اور دوسرا شخص پوچھے کہ کہاں سے لایا ہے یا لانے والا یہ مثل کہتا ہے یعنی کہیں سے لاؤں تجھے کیا کام تو اپنی مطلوبہ شے لے لے ✦
آم کے آم گٹھلیوں کے دام	کسی چیز سے اپنا پورا کام لیکر پھر اُسے بیچکر لاگت کے دام کھڑے کر لینے کے محل پر بولتے ہیں۔ مثلاً دور دراز سفر کے واسطے گھوڑا لیا کرایہ دینے سے بچا سفر کے بعد گھر جو لاگت لگی تھی اتنے کو بیچ دیا ✦
آنکھوں دیکھے مکھی نہیں نگلی جاتی	جان بوجھ کر کوئی عیب کی چیز نہیں لی جاتی ایسے محل پر بولتے ہیں خاصکر فاطر رشتے کے موقع پر جب کہ لڑکا لڑکی جسمانی یا خاندانی صریح کھوٹ و عیب دار ہو ✦
آنکھوں کے اندھے نام نین سکھ	جب کسی کو باوجود بینائی کے کوئی ظاہرہ چیز دیکھائی نہ دے اُسکی نسبت بولتے ہیں مثلاً کسی کو کہا کہ میز پر سے گلستان اُٹھا لاؤ وہ سرسری پھر چلا آیا کہ وہاں تو ہے نہیں پھر بھی شخص اسی میز پر سے گلستان لے آیا اور چنداں اپر ہے مثل بولی ✦
آوے کا آوا بگڑا ہے	جب سارے گھر کے یا خاندان کے لوگ خراب ہوں اُنکی نسبت بولتے ہیں مثلاً ان میں سے کوئی چور کوئی اُچکا کوئی فریبی کوئی بھنگی کوئی پڑسی وغیرہ ✦

آہ مرداں نہ اوہی زناں	نکمے اور ناکارہ آدمی کی نسبت بولتے ہیں جو مردوں کی بات میں شامل ہونے کے قابل نہو ؛
آئی موج فقیر کی دیا جھونپڑا پھونک۔	جو آزاد لوگ اپنی مرضی کے مالک ہوں اور نفع نقصان کی پروا نرکھیں اور اپنا بھاری نقصان کرکے اپنے دل کی خوشی کرلیں ان کی نسبت بولتے ہیں ؛ مثلاً کوئی اپنے دل کی خوشی سے نوکر تہا جب نوکری سے دل اُٹہا تو فوراً چھوڑ دی جب اسکو پوچھیں گے یہ کیا کیا تو وہ یہ مثل اپنی حال کے موافق کہے گا ؛
اپنا اُلّو کہیں نہیں گیا	جب کسی کام میں بہت سی ایسی صورتیں پیدا ہو جائیں کہ مطلب فوت ہونیکا اندیشہ ہو جائے اور وہ شخص ہر صورت میں اپنا مطلب نکلتا دیکھے تو وہ اپنی مطلب براری جتانے کو کہتا ہے۔ مثلاً کسی اہلکار کو اپنے اپنے دہمنگ مقدمہ ہونیکے لئے مدعی و مدعا علیہ نے کچھ کچھ دینا ٹہہرالیا اب مقدمہ کسی طرف ہو اُسکا فائدہ کہیں نہیں گیا یہ اہلکار ہم جنسوں سے یہہ مثل کہے گا۔
اپنا پیسا کھوٹا تو پرکھنے ہارے کا کیا دوس	جب کوئی اپنا بیٹا بیٹی یا رشتہ دار اور دوست کو الٹی برائی دیکھکر اس کے سامنے بُرا کہے تو یہ اُنکے کہنے کا بُرا نہ مانکر یہ مثل کہے گا ؛
اپنا مرن جگت کی ہانسی	جب اپنا نقصان ہو رہا ہو اور دوسرے ہنسیں اور تماشا دیکھیں تو تماشائیوں پر طنز کے لئے صاحب نقصان یہہ مثل کہتا ہے۔
اپنا مارینگا تو پھر چھاتوں میں بٹھاویگا	جب کسی شخص پر غیر مہربانی کرے اور اپنا بہت سختی کرے جفاکش کی تسلی کے لئے اور اپنے سے منحرف ہو کر دشمن کے شامل نہو جانے کے واسطے یہ مثل سناتے ہیں ؛
اپنے منہ میاں مٹھو۔ ثنائے خود بخود گفتن نہ زیبد مرد دانا را	اپنی تعریف اپنے ہی آپ کرنے والے کی نسبت بولتے ہیں ؛ اس مثل پر فارسی مصرعہ بہت بولا جاتا ہے ؛
اپنی چھاچھ کو کوئی کھٹا نہیں کہتا کس نگوید کہ دوغ من ترش است	کوئی شخص اپنی ناقص چیز کو اچھی بتاوے اسکی نسبت بولتے ہیں، اسکی فارسی مثل بولی جاتی ہے۔
اپنی عقل اور دوسروں کی دولت سب کو بری معلوم ہوتی ہے۔	جب کوئی شخص اپنی عقل کو سب پر غالب جتائے یا دوسرے کو دولت مند بتاوے کہ وہ اصل میں دولت مند نہو تو کہنے والے کا یہ مثل سُنائی جاتی ہے۔
اپنی غرض پر گدھے کو بھی باپ بنانا پڑتا ہے	جس شخص کا مُنہ نہ دیکھنا ہو ناچاری اور ضرورت کے وقت اپنی غرض نکالنے کو جب اسکی خوشامد کرنی پڑتی ہے تو اپنی بریت کے واسطے یہ مثل بولتے ہیں۔
اپنی گلی میں کتا بھی شیر ہے	جب کوئی اپنے گھر والوں میں مددگاروں کے مجمع میں حریف پر اپنی جواں مردی جتاوے تو حریف کی طرف سے یہہ مثل آتی ہے ؛
اپنی ناک کٹی تو کٹی پرائی بدشگونی تو ہوگی	حسد کے مارے دشمن کو ذرا نقصان پہنچانے کی نیت سے اپنا بڑا بھاری نقصان کر لینا ایسے شخص کی نسبت بولتے ہیں ؛
اپنے نیناں مجھے دے تو مگھوم کے پھر دیکھ	جس چیز کی اپنے آپ کو بہت ضرورت ہو جسکو وہ دے نیکے تو مانگنے والے پر ایسا بیتوقی سے دیدینے والی پر یہ مثل بولی جاتی ہے۔
اپنی نین یا اپنا پرم گنوا کے کورر مانگے بھیک	جو شخص اپنا مال دولت کھیکے کنگال ہو کر مانگتا پھرے اسکی نسبت بولی جاتی ہے۔
اُترا شجینہ مردک نام	جب کوئی عہدہ دار موقوف ہو جاتا ہے تو سب کی نظروں میں حقیر ہو جانے سے اسکی نسبت بولتے ہیں ؛
اُتم سے اُتم ملے اور ملے نیچ سے نیچ	ہر ایک اپنی اپنی جنس میں مل کر خوش ہے اس موقع پر یہ فارسی شعر بولا جاتا ہے کند ہمجنس با ہمجنس پرواز۔ کبوتر با کبوتر باز با باز ؛

اڑھائی دن کی سلطنت بھی بادشاہی ہے	جب نیچ اوچھا آدمی چند روز کسی اختیار پر ہو کر اپنی برابر کسی کو نہ سمجھے اور تنگ کرنے لگے اُسکی نسبت بولتے ہیں ہمایوں بادشاہ کے ذکر میں اس نظام ۔ سقے کا ذکر قصص ہند میں ہے ۔
اڑے دھڑے قاضی کے سر پڑے	کسی خاندان یا گھر کے چھوٹوں کی برائیاں جو بڑوں کے ذمہ لگا جائیں اُس محل پر بولتے ہیں۔
اشرفیاں لٹیں اور کوئلوں پر مُہر	جو بڑی بڑی بیش قیمت چیزوں کے جانے کی پروا نکرے اور نکمی چیزوں کی نگرانی رکھے اُسکی نسبت بولتے ہیں
اصل سے خطا نہیں کم اصل سے وفا نہیں	جب کوئی بد اصل بیوفائی اور اصل زادہ یا شریف آدمی وفا کرے ان دونوں کی نسبت بولتے ہیں
اصیل مُرغی ٹکے ٹکے	مثلاً بھیڑیے کو پالیں گے تو وہ موقع پا کر بھاڑ ڈالیگا اور بکری کو پالیں گے وہ دودھ پلائیگی ۔ جو شخص عمدہ چیز بھی چاہے اور بہت سستی بھی چاہے ایسے موقع پر بولتے ہیں جہاں کسی چیز کی قدر نہو ۔
اکاسن باندھیں پتال باندھیں گھر کی ٹٹی کھلی ۔	جو شخص بڑی بڑی تدبیروں اور تجویزوں اور دانائی اور عقل کی گپیں مارے اور اپنا حال تنگدستی اور بے وقوفی سے خراب ہو اس کی نسبت بولتے ہیں
اکیلا سورما چنا بھاڑ نہیں پھوڑ سکتا	بہت آدمیوں کے مقابلے میں ایک آدمی کی کچھ پیش نہ چلنے کے محل پر بولتے ہیں ۔
اکیلی لکڑی کہاں تک جلے	بہت آدمیوں کا کام ایک آدمی سے نہو سکنے کے محل پر بولتے ہیں ۔
اُلٹا چور کوتوال کو ڈانڈے (جرمانہ کرے)	جب کوئی قصوروار اپنا قصور اُسی کے ذمے لگا دے جسکا قصور کیا ہو اسکی نسبت بولتے ہیں ۔
العاقل یکفیہ الاشارۃ	عقلمند کو ایک اشارہ ہی کافی ہے کسی مضمون کا اشارہ کر کے کل مضمون سمجھانے کے محل پر یا اُسکی تعریف میں جو ذرا سے سمجھانے سے بہت کچھ سمجھ جاے۔
اندر این کا پھل دیکھنے کا ہی رہنے دو کھانے کا نہیں	اس شخص یا شے کی نسبت بولتے ہیں جو ظاہر اور صورت میں اچھی اور باطن اور سیرت میں بُری ہو
اندھا بانٹے شہر نی ڑیانوں کو دے	جو شخص ہر بات میں اپنوں کی طرفداری کرے اور دوسروں کا حق بھی اپنوں ہی کی طرف پھینکا دے اُس کی نسبت بولتے ہیں۔
اندھا چوہا ٹھوٹھے دھان	جب بے وقوف بدنصیب بے تمیزی سے کسی ردی چیز پر اسکو اچھی سمجھکر تضیع اوقات کرتا ہے اسکی نسبت بولتے ہیں۔
اندھیر نگری چوپٹ راجا ٹکے سیر بھاجی ٹکے سیر کھاجا	اس سلطنت یا عملے یا محکمے کی نسبت بولتے ہیں جہاں اندھیر پڑا ہوا ہو اور کسی چیز کی قدر نہو نیک و بد اور سچا جھوٹا یکساں ہوں ۔
اندھے کو کیا چاہیے دو آنکھیں	جو شخص جس چیز کا محتاج ہو اسکو وہی چیز ملجانے کے محل پر بولتے ہیں ۔
اندھے کے ہاتھ بٹیر لگی	جب کسی شخص کو وہ چیز اتفاقیہ ملجاے جس کے وہ لایق نہ تھا پھر وہ ملجانے پر بہت اترائے اُسکی نسبت بولتے ہیں ۔
اندھیاری گئی کہ چور	جب کوئی موقع ہاتھ سے نکلجاے دوسرے موقع کی امید کا یقین دلانے کو اپنی تسلی اور مخالف کے ڈرانے کے لئے بولتے ہیں ۔

اندھی پیسے کتا کھائے	کسی کی بے تمیزی اور بد انتظامی کے موقع پر بولتے ہیں ۔
انڈے سیوے فاختہ کوّے بیوے کھائیں	جب رنج اور مشقت کوئی اُٹھاوے اور فایدہ کوئی لے اس محل پر بولتے ہیں ۔
اوچھے کے گھر کھانا جنم جنم کا طعنہ	اوچھے آدمی کا احسان نہ اُٹھانے کے لئے نصیحتاً بولتے ہیں ۔
اوچھے کی پیت جیسے بابو کی بھیت	اوچھے آدمی کی دوستی کا بھروسہ نہ رکھنے کے لئے بولتے ہیں ۔
اوجھی پونجی خسموں کھائے	جو شخص تھوڑے سے سرمایہ سے تجارت شروع کرے اور روپیہ ہونے کے سبب تھوڑا سا خریدا ہوا مال ہی خراب یا خورد و برد ہو جاوے اس محل پر بولتے ہیں ۔ مثلاً پچاس روپیہ سے بزازی کی دوکان کھولی صرف تین چار تھان اے اسپر کون خریدار آوے تمام روز بیکار بیٹھا رہنا اُسی بیکاری میں میل بھر اپہنے کے سبب خریدا ہوا کپڑا بھی نقصان اُٹھانے کے حالت بیکاری میں کھانا پڑا ۔
اودھار دیجے دشمن کیجے	کیسا ہی دوست ہو جب اودھار دیکر واپس مانگو گے تو وہ دشمن ہو جائیگا اور لڑائی پھر ٹائی اور عدالت تک نوبت پہنچے گی اس محل پر بولتے ہیں ۔
اودھو کا لین نہ مادھو کا دین	جب کسی سے کچھ مطلب اور سروکار نہو اس محل پر بولی جاتی ہے
اور کو نصیحت آپ کو فضیحت	جو شخص اوروں کو نیک عملوں کی ہدایت کرے اور آپ خراب عمل ہو اسکی نسبت بولتے ہیں ۔
اوڑن ہار بھوبلینڈے سانپ کھائے	جب کوئی پھرتیلے اور چوچ بچانے سے بھوٹ موٹا الزام بناکر کھسکنا چاہے اُسکی نسبت بولتے ہیں
اوسر چوکی ڈومنی گاوے تان بیتال	جب کوئی موقع ہاتھ سے نکلتا ہے اور اُسکے نبھانے سے جو خرابیاں آتی ہیں اُس وقت یہ مثل بولی جاتی ہے
اوکھلی میں سر دیا تو موسلوں سے کیا ڈر	جب کوئی کسی خرچ کا کام چھیڑے تو خرچوں سے نڈرنے کے اور اگر کسی سختی میں پڑے تو سختیوں سے خوف نکرنے کے لئے بولتے ہیں ۔
اولتی کا پانی بلینڈے سے پہنچا	جب کوئی نیچ آدمی اُونچے درجے پر پہنچ جاتا ہے یا بیٹھ خاندان کا آدمی اُونچے خاندان میں شادی کرلے اسکی نسبت بولتے ہیں ۔
اُونٹ بڈھا ہوا پر موتنا نہ آیا	جب بڈھے سے یا بڑی عمر کے آدمی سے کوئی بے تمیزی ظاہر ہو یا کوئی مدتوں تعلیم پاکر خلاف علم و ادب حرکت کرے اسکی نسبت بولتے ہیں ۔
اُونٹ چڑھے کو کتا کاٹے	جہاں باوجود بڑی احتیاط اور چوکسی کے نقصان ہو جائے اس محل پر بولتے ہیں یا بے تک اور اُوٹ پٹانگ بات کی نسبت بولتے ہیں ۔
اُونٹ داغے جاتے تھے مکوڑے نے ٹانگ پھیلائی مجھے بھی داغو	بڑے لوگوں کی آفت میں چھوٹے آدمی کا بے وقوفی سے دخل کرکے آجانا اس چھوٹے کی نسبت بولتے ہیں ۔
اُونٹ دیکھئے کس کل بیٹھتا ہے	جب کسی کام کے مراد کے موافق یا مخالف ہونے کا نہ پتہ اُس محل پر بولتے ہیں ۔
اُونٹ رے اُونٹ تیری کونسی کل سیدھی	جس شخص کے تمام افعال و حرکات خراب ہوں اسکی نسبت بولتے ہیں ۔

اُونٹ کے گلے میں بلّی	جب اصلی چیز کی قیمت کم ہو اور اسکی ساتھ ردی چیز زیادہ قیمت پر شامل کی جاوے ایسے محل پر بولتے ہیں یا دولہن بڑی ہو اور دولہا چھوٹا ہو اس بے میل جوڑی کی نسبت بولتے ہیں ؛
اُونٹ کے مُنہ میں زیرہ	جب بہت کھانیوالے کو بہت ہی تھوڑی خوراک ملے یا جسکو بہت سی چیز درکار ہو اور ذرا سی ملے کہ کچھ بھی حاجت روائی نہو سکے اس محل پر بولتے ہیں ؛
اُونٹ کی چوری نیوہرے نیوہرے	جو بات بہت شہرت سے ہونیوالی ہو اُسکو چھپا کر کرنا چاہیں اس محل پر بولتے ہیں۔ مثلاً کسی اعلےٰ خاندان میں شادی کرانا چاہیں اور یہ خام خیالی کریں کہ اُس خاندان کے اور لوگوں کو خبر نہو ؛
اُونچی دکان پھیکا پکوان	جسشخص کا نام بُرا ہو اور کام خراب ہو یا آرایش میں شہرت کے برخلاف نچلے اُسکی نسبت بولتے ہیں۔ مثلاً ایک بڑی عالیشان عمارت اور بڑے بڑے تنخواہ یافتہ ماسٹروں کا سکول ہے اور تعلیم دیکھو ندارد۔
اِیتر کے گھر تیتر باہر باندھوں کہ بھیتر	جب کسی اچھے کو اسکی بنیاد سے زیادہ کوئی چیز ملجائے اور وہ اُس چیز پر بہت اِتراتا اور شیخیاں مارتا اور سب کو کہاتا پھرے اوسکی نسبت ؛
اے روشنیٔ طبع تو برمن بلا شدی	جہاں اپنا ہنر و کمال بجائے عزت کے ذلت میں ڈالے اوس محل پر
ایسا ویسا بھاتا نہیں خان ملیچ کا ناتا نہیں	غریب محتاج آدمی جو امیرانہ خوراک و پوشاک چاہے اسکی نسبت بولتے ہیں ؛
ایسے گئے جیسے گدھوں کے سر سے سینگ	جس چیز کے کبھی بھی ہونے کی یا پھر آنیکی بالکل امید نہو اسکی نسبت بولتے ہیں۔
ایک پاپی ناؤ کو ڈبوتا ہے	جب ایک آدمی کے باعث جماعت یا قوم کے سب لوگونکو بدنامی یا نقصان آئے اس محل پر بولتے ہیں ؛
ایک پنتھ دو کاج چہ خوش بود کہ برآید بیک کرشمہ دو کار	جب ایک مراد کی خاطر کوشش کی جاوے وہ مراد ملجاے اور اُس کے ساتھ اک اور دوسری مراد بھی اتفاقیہ ملجاے اس موقع پر اسکو کہتے ہیں۔ مثلاً کسی کو پڑھنے کا شوق ہو مگر اخراجات کی مقدور نہو وہ ایسی جگہ نوکر ہو جاے جہاں پڑھائی بھی خاطر خواہ ہو۔
ایک تو کریلا دوسرے نیم چڑھا	جب کسی اصلی بدمیں صحبت کی بدی بھی شامل ہو جاوے اُسکی نسبت بولتے ہیں یا کچھ تو پہلے بدمزاج ہو پھر کسی عُہدہ اور نعمت کے ملنے سے زیادہ بدمزاج ہو جاوے۔
ایک ترکش کے تیر ہیں	جس گھر یا خاندان یا محکمے کے دو چار آدمیوں کو آزمایا جاوے سب میں کچھ نہ کچھ شرارت پائی جاوے اُنکی نسبت بولتے ہیں۔
ایک چپ ہزار کو ہراوے	جب بہت سے آدمی کسی کو بُرا کہتے ہوں اسکو چپ رہنے اور جواب نہ دینے کی تلقین کے محل پر بولتے ہیں ؛
ایک خطا دو خطا تیسری خطا نادر خطا	جب کوئی بار بار خطائے جائے تو اُسکو قابل معافی نہ سمجھنے کے محل پر بولتے ہیں۔
ایک در بند ہزار در کھلے	جب کسی کی روزی ایک جگہ سے بند ہو جاے خدا کی رزاقی پر بھروسا دلانے کو اسکی تسلی کے لئے بولتے ہیں
ایک کی دو دو	ایک آدمی کو بے باکانہ پنجہ آدمیوں کے ساتھ مقابلہ کرنے یا پرخطر سفر میں اکیلے نجانے کے محل پر بولتے ہیں ؛
ایک میان میں دو تلوار یا نہیں سکتیں	جہاں دو مخالف یا باہم دشمن ایک ایک جگہ رکھے جاویں تو اُن کے ایک جگہ نہ رہنے کے لئے بولی جاتی ہے

ایک نہیں ستر بلا ٹالے	بخوس اور بے مروت کی نسبت بولتے ہیں کہ وہ کسی پر خرچ نہیں کرتا سب کو جواب دیدیتا ہے ؛

ب

باپ سے بیر پوت سے سگائی	جو شخص کسی گھر کے بڑے سے دشمنی اور چھوٹے سے دوستی رکھے اُسکی بے وقوفی پر بولتے ہیں۔
باپ کرے بیٹا بھرے	جسکی خطا ہو اُسکے بجائے جانے اور باقی رشتہ داروں اور خیر خواہوں پر آنچ نہ آنے کے محل پر بولتے ہیں۔ اور حاکم وقت کے انصاف پر۔
بارہ بگھی کی باڑ کھیتی بچے نہ جھاڑ	اپنی ہستی سے بڑھ کر ہمتی چیزوں کو جمع کرنے سے خیر ہی ہی جاتی رہتی ہیں اور کوشش بھی بیکار جاتی ہے بہت سی چیزوں کو جو قابو میں نہ آسکیں خام خیالی سے قابو میں لانے کی خواہش پر بولتے ہیں ؛
باسی بچے نہ کتا کھائے	اپنی کمائی آپ کھانے اور غیروں کے واسطے بھی اٹھا کر جوڑ کے رکھ جانے کی تعریف میں بولتے ہیں ؛
باہر میاں ہفت ہزاری گھر میں ہیوی قہر کی باری۔	جو شخص باہر امیری جتاوے اور گھر میں فاقہ کشی رہے اُسکی نسبت بولتے ہیں ؛
بتیس دانت کی بھاکا خالی نہیں جاتی	بد دعا سے بچنے کے محل پر بولتے ہیں کہ کسی کی بد دعا نہ لینی چاہئے ؛
بٹورے پیس سے پہلے ہی نکلیں گے (وقوعہ شکل کا آدمیوں کو دیکھ کر)	جب ماں باپ یا خاندان برا ہو اُس میں سے جب اولاد کی برائی معلوم ہو جاوے اس محل پر بولتے ہیں
بد اچھا بدنام بُرا	بدنامی کی جگہ سے بچنے کے لئے نعیتاً بولی جاتی ہے ؛
بچھڑا کھونٹے کے بل کودتا ہے	جب آدمی مددگاروں کی مدد پر زور اور ہوا اسکی نسبت بولتے ہیں۔ یا جسکے مددگار نہوں وہ عاجز بیکسی وہ اپنی عاجزی کے سبب میں بطور عذر کے یہ مثل کہتا ہے ؛ مثلاً سمجھے کے زور پر سسرال کو تنگ کرے تو سسرال والے یہ مثل کہیں گے اگر بیکے کی خوبی پر ہو سسرال کی سختیاں اولہاسے تو ہو کی طرف سے یہ مثل آپکی
بڈھی گھوڑی لال لگام	جو شخص بڑھاپے میں جوانوں جیسے بناؤ سنگار اور افعال و حرکات کرے اُسکی نسبت بولتے ہیں۔
بڑے میاں سو بڑے میاں چھوٹے میاں سبحان اللہ	جس شخص کے بزرگ خراب ہوں اور وہ اُن سے بھی زیادہ خراب نکلے اُسکی نسبت بولتے ہیں۔
بغل میں لڑکا شہر میں ڈھنڈورا	جب مطلوبہ چیز پاس ہو اور دور دور ڈھونڈتے پھریں پھر وہ پاس ہی سے ملجائے اس محل پر بولتے ہیں
بکری کی ماں کب تک خیر منائیگی	اگر چور بار بار ہنر و فریب سے ایک دفعہ چوٹ جائے تو اس کے پہرا ایکدن نہ ایکدن پھنس جانے کے یقین دلانیکو بولتے ہیں۔
بلی خدا کے واسطے چوہے نہیں مارتی	کسی محنت اور کوشش کو اپنے ہی نفع کے جتانے کے محل پر بولتے ہیں ؛
بلی بھی چوہے مارتی ہے بیٹ کے لئے	
بلی کے بھاگوں چھینکا ٹوٹا	جس چیز کی بہت نگہبانی اور جو کسی ہوا سپرد نگہبانوں کے جاتے رہنے یا اتفاقیہ اُس چیز کے بے کوشش ہاتھ

بلّی کے خواب میں چھیچھڑے ہی چھیچھڑے	جس شخص کو جس چیز کی بہت خواہش ہو اور وہ بے محل اور بے موقع اسی چیز کا ذکر کرے تو اُسکی نسبت بولتے ہیں ؛
بلّی کی میاؤں سے ڈر لگتا ہے	جب بہت سے زیر دست کسی زبردست کے مقابلے پر جمع ہوں اور فرداً فرداً اسکا کوئی مقابلہ نکرسکے بلکہ عین مقابلے کے وقت سب کے بھاگ جانے کا یقین ہو تو اُس بیجا مشورہ سے ہٹانے کے محل پر بولتے ہیں
بن بُلائی احمق لے دوڑی صحنک	جس شخص کو پوچھا نہ جاوے اور خواہ مخواہ بول اُٹھے اور بات میں دخل دے اُسکی نسبت بولتے یا بے بلائے گھر آجانے والے کی نسبت ؛
بن پرچے پرتیت نہیں	بدُون ازمانے کی یقین نہ آنے کے محل پر بولتے ہیں۔
بند کیا جانے ادرک کا سواد چیدہ داند بوزنہ لذّات ادرک	جب کوئی شخص اُس چیز میں نقص نکالے جسکے وہ عیب و صواب کو نہ سمجھتا ہو یا کسی شخص کو ایسی نعمت ملے جسکو وہ دیکھ نعمت نہ سمجھتا ہو اور اسکی بے قدری کرے اسکی نسبت بولتے ہیں۔ مگر اس محل پر فارسی مثل مستعمل ہے
بند کے بجائے بند ہی نہیں رہتے	آدمی ہمیشہ مصیبت ہی میں نہیں رہتا کسی مصیبتزدہ کی تسلی کے لئے بولتے ہیں ؛
بندہ بشر ہے	جب انسان سے سہو اور خطا ہو جاتی ہے تو عذراً یہ مثل کہتے ہیں ؛
بندھی مٹھی لاکھ برابر	رازداری اور باہمی اتفاق کی تعریف میں بولتے ہیں ؛
بن رسے رُوئے ماں بھی بچے کو دُودھ نہیں دیتی	کسی شے کی طلب میں کوشش کرانے کے لئے بولتے ہیں ؛
بن مانگے موتی ملیں مانگے ملے نہ بھیک	جب اتفاقیہ کوئی بیش قیمت نعمت ملجانے کہ جو ہزار کوشش کرنے سے نہ ملتی اُس محل پر بولتے ہیں ؛ مثلاً کوئی نوکری کی تلاش میں سارے پھر آیا کہیں ادنے درجہ کی بھی نہ ملی جب گھر آکر مایوس ہو کر بیٹھ رہا تو اپنے ہی شہر میں کسی اعلیٰ مسند کے موقع پر اعلےٰ درجہ کی اعلیٰ پر بُلایا گیا ؛
بُوچھا سب سے اُونچا	جب کوئی شخص اپنی برادری میں بے کر توتا اور بے بوتا ری اور نالایق ہو اور وہ لایقوں اور کرتوتوں پر اپنے آپکو اُونچا جتاوے اُسکی نسبت بولتے ہیں ؛
بنی کے سب ساتھی ہیں بگڑی کا کوئی نہیں	دولتمندی میں بیگانے بھی اپنے بن جاتے ہیں اور تنگدستی میں اپنے بھی بیگانے ہو جاتے ہیں جب کسی پر تنگدستی آجائے اور اپنے بیگانے بنجائیں اس محل پر بولتے ہیں ؛
بُوند کا چوکا گھڑے ڈھلکائے	وقت پر ذرا سی چیز بہت فایدہ دیتی ہے اور بے وقت بہت سی چیز سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا دیکھئے کوئی نامداری کا موقع ہاتھ سے نکلجائے اور اس نامداری کو لئے بے فایدہ کوشش کیجائے اس محل پر بولتے ہیں
بھاگتے — چور کی لنگوٹی ہی سہی	جاتی ہوئی چیز یا ڈوبتی رقم کا کوئی جز وجو ہاتھ آئے سو ہی سہی۔ جب کوئی رقم ڈوبتی ہو اور اُسکا کوئی حصّہ ملجاے تو اکثر وقت یہ مثل بولتے ہیں۔
بھانتی نے کُنبہ جوڑا کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا	جس کنبے یا مجمع میں کوئی ایک دوسرے کے موافق نہو سب اپنے اپنے منے کے ہوں انکی نسبت بولتے ہیں۔
بھائی رس کھائیے بھتیجے مس دیجئے	احسان اُتارنے کے بہتیرے موقعے اور بہانے مل سکتے ہیں اس تلقین کے محل پر بولتے ہیں ؛
بھٹ پڑے وہ سونا جس سے ٹوٹے کان	جب کسی اپنے عزیز سے دُکھ پہنچے اُسکو الگ کرنے کے محل پر بولتے ہیں یا جو احسان کر کے طعنوں مارے اُس کے احسان سے بچنے کے لئے ؛

بھری جوانی ماتھا ڈھیلا	جب کوئی جوانی کے دنوں میں سست اور کم ہمت ہو اُسکی نسبت بولتے ہیں ۔
بھس میں چنگی ڈال جالو دور کھڑی	جو شخص لڑائی کرکے الگ ہوجائے اور تماشا دیکھے اسکی نسبت بولتے ہیں
بھوکا بیچے جورو۔ رجا کہے اودھار دے	جب کوئی غرض مند اپنی غرض پر نہایت ضرورت کی چیز کسی سے طلب کرے اور وہ ٹالے بالے بتادے اُس محل پر بولتے ہیں
بھوکا مرتا کیا نہ کرتا	جب تنگدستی میں کوئی عیب ہوجاوے تو عذر کے لئے بولی جاتی ہے
بھیڑ جہاں جاوے وہیں مُنڈے	غریب پر ہر ایک کا بس چلتا ہے غریب کے نقصان کے محل پر بولتے ہیں
بھیڑ کی لات ٹخنوں تک	زیردست آدمی زبردست کو نہیں مار سکتا ناتوان کی عاجزی کے محل پر بولتے ہیں
بھیک کے ٹکڑے بازار میں ڈکار	نیچی خورے کنگلے کی نسبت بولتے ہیں
بیاہ پیچھے برات	جب کوئی بات موقع پر نہ آوے اور موقع کے بعد آوے اُسکی نسبت بولتے ہیں
بیاہ نہیں کیا تو براتیں تو دیکھی ہیں	جب کوئی شخص کسی کام سے جو اُس نے نہ کیا ہو دیکھا دیکھی بخوبی واقف ہو وہ اپنے تجربہ کو ظاہری بات میں یقین دلانیکو بولتا ہے
بیٹا بن کر کھاتے ہیں باپ بنکر نہیں کھاتے	خدمت کی تلقین کے موقع پر بولتے ہیں
بی بکری ناؤ میں خاک اُڑاتی ہو	لچر حیلے سے جھوٹا الزام لگاکے قصور مند بناکر نقصان پہنچانے کے محل پر بولتے ہیں ۔ اس بہانے سے بھیڑیے نے بکری کو کھایا تھا
بیل نہ کو دا کو دی گون	جس کو شکایت کرنی چاہیئے وہ چپ ہے اور جسکی شکایت چاہیئے تھی وہ اُلٹا شکایت کرنے لگے اس محل پر بولتے ہیں ۔ یا جسکا موقع بولنے کا ہو وہ نہ بولے اور جسکا موقع نہو وہ بول اُٹھے
بیگانہ سر نیستری کے برابر	جب کوئی کسی کی جھوٹی قسم کھائے یا جان و مال کے نقصان پر کچھ درد نہ کرے اسکی نسبت بولتے ہیں
بے گناہاں دلیر تر باشند	بے گناہ لوگ بے ڈر ہوکر جواب کرتے ہیں کسی سے دبتے نہیں ۔ برعکس جتانیکے محل پر

پ

پاک رہ بیباک رہ	جو جرم و خطا سے پاک رہتا ہے اُسکو کسی عیب گیر کا ڈر نہیں ہوتا صفائی جتانے کے محل پر
پانچے میت پچاسے ٹھاکر	پانچ روپے تک دوست کے ساتھ اور پچاس روپے تک حاکم کے ساتھ جھگڑا کرنے کے محل پر بولتے ہیں ۔ یعنی کسیقدر نقصان پر دوست اور حاکم سے بگاڑنی نہ چاہیئے
پتھر کے جونک نہیں لگتی	جب کسی بد اصل کو نصیحت اثر نہ کرے اُسکی نسبت بولتے ہیں

پچھلی ٹیکیا کھائی پچھلی مت آئی	جب سیانا آدمی لڑکوں جیسی بے وقوفی کا کام کرنے لگے اسکی نسبت بولتے ہیں +
پڑھے گھر کی پڑھی بلی	جن کے سیانے ہوشیار ہوں جب اُن کے بچوں سے بھی ہوشیاری ظاہر ہو اُنکی نسبت بولتے ہیں +
پڑھے نہ رڑھے دودھ مارے کڑھے پڑھے نہ لکھے نام محمد فاضل	بے علم اور بے ہنر جو علم اور ہنر والوں سے زیادہ کما دیں اور مرتبہ پاویں اُنپر بولی جاتی ہے +
پنچ مل خدا۔ خدا مل پنچ	پنچوں کی تعظیم کرنے اور پنچوں میں خدا کے شامل ہونیکا یقین دلانے کو نصیحتاً بولتے ہیں +
پنچوں کا کہنا سر اور آنکھوں پر مگر پر نالا یہین رہیگا	لوگوں کا کہنا نہ ماننے والے خود غرض ضدی کی نسبت بولتے ہیں +
پوت بگانے چومئے منہ رالوں بھریئے	جب بیگانی اولاد کو پالیں اور اُن سے وفا نہو اس موقع پر بولتے ہیں + یا بیگانی اولاد کے پالنے والوں پر نصیحتاً بولتے ہیں +
ڈھائی اکھر پریم کے پڑھے سو پنڈت ہوئے	طول طویل باتوں کی بڑائی اور مختصر بات کی تعریف کے محل پر بولتے ہیں یا عبادتوں پر خدا کی معرفت کی ترجیح میں +
پہلے خویش پیچھے درویش	اپنے غریب و محتاج رشتہ داروں کو غیر فقیر فقرا پر مقدم سمجھنے پر نصیحتاً بولتے ہیں +
پہلے مارے سو میری	ہر ایک کام میں سبقت کرنیوالا اکثر کامیاب ہوتا ہے حریف پر یا کسی ضروری کام پر جسکو بہت سے لوگ کرنا چاہیں سبقت کرنے کی تلقین پر بولتے ہیں
پھول نہیں تو پنکھڑی ہی سہی	جب کوئی بہت چیز ہاتھ نہ آئے اگر اسکا جزو بھی ہاتھ آجائے اُسی کو غنیمت جاننے کے محل پر بولتے ہیں +
پیاسا کنویں پاس آتا ہے کنواں پیاسے پاس نہیں آتا ہیں بیٹھ پیچھے تو بادشاہ کو بھی برا کہتے	غرضمند آدمی اُسکے پاس جاتا ہے جس سے غرض نکلے۔ حاجتمند کو حاجت روائی کی کوشش میں پھرنے کے محل پر بولتے ہیں + اگر کوئی اولے آدمی کسی اعلےٰ شخص کو بُرا کہے تو اسکا بُرا نہ ماننے کے محل پر بولتے ہیں

ت

تانت باجی راگ پایا	جب کسی کا دلی عندیہ اُسکی باتوں سے پایا جاوے اُس محل پر بولتے ہیں +
تخم تاثیر صحبت کا اثر	جب کسی شخص سے کسی کی بُری صحبت میں رہکر بُرائی ظاہر ہو یا اُس سے وہ بُرائی ظاہر ہو جاوے بزرگوں میں سے اُسکی نسبت بولتے ہیں +
تقدیر کے آگے تدبیر نہیں چلتی تدبیر کند بندہ تقدیر کند خندہ	جب کچھ تقدیر آگے پیش نہ چلے اور تدبیر کے برخلاف کام ہو اُسوقت بولتے ہیں +
تل بھر لہو پیاز برابر محبت	اپنے کو دوست سے زیادہ درد ہوتا ہے۔ جب کسی وقت اپنا دوست کا رشتہ دار نہایت دوسرے سے زیادہ کام آوے اُس موقع پر بولتے ہیں

تلوار کا گھاؤ بھر جاتا ہے زبان کا گھاؤ نہیں بھرتا	کسی اپنے قریبی یا دوست کے سخت طعنے یا سخت کلامی کی شکایت کے موقع پر بولتے ہیں ؛
تلوار مارے ایکبار احسان مارے بار بار	احسان تلوار سے زیادہ زخم ڈالتا ہے یعنی جب احسان کا ذکر آتا ہے تو بار بار شرمانا پڑتا ہے ۔ حریف کے لئے نامقدور احسان سے بچنے کے لئے کہتے ہیں
تم ڈال ڈال تو ہم پات پات	جب کوئی کسی ہوشیار اور چالاک کے آگے اسکو احمق سمجھ کر اپنی ہوشیاری اور چالاکی برتے اسکو سنائی جاتی ہے ؛
تم ہمکو بلاؤ گے تو کیا کھلاؤ گے ہمارے ہاں آؤ گے تو کیا لاؤ گے	جو شخص ہر صورت سے اپنا ہی مطلب نکالے دوسرے کی مطلب برآری نکرے اور دینے کے موقع پر بھی لینا ہی چاہے اُسکی نسبت بولتے ہیں ؛
تھالی پھوٹی تو پھوٹی جھنکار تو سُنی	جب کوئی بےغیرت اپنی پردہ فاش ہونے پر نادم نہو بلکہ خوش ہو اور ذرا سے حظ نفسانی میں بہت سے عزت اور مال کے نقصان کی پروا نکرے اُسکی نسبت بولتے ہیں ؛
تھوتھا چنا باجے گھنا	نالایق اوچھا کمظرف ۔ بےکر توت ۔ جب اپنی بڑائیاں مارتا ہے اسکی نسبت بولتے ہیں ؛
تیتر کے مُنہ لچھمی	اگر تیتر دائیں طرف بولے تو بہت لوگ نیک شگون جانتے ہیں اور اگر بائیں طرف بولے تو بدشگون لچھمی دولت کو کہتے ہیں مقدر کا ہونا حاکم کی زبان پر بیٹھنے والے کی زبان پر بیٹھنے والے کی زبان پر بیٹھنے والے

جتنا چھوٹا اُتنا ہی کھوٹا	جب کوئی قد کا چھوٹا یعنی ٹھگنا کچھ دھوکا فریب کرے اسکی نسبت بولتے ہیں
جتنا گڑ ڈالو اتنا ہی میٹھا ہو	جس چیز پر زیادہ لاگت آئے اور محنت ہو اسیقدر اس چیز کے عمدہ ہونے کی امید یقین لانکو بولتے ہیں مثلاً کوئی طالب علم ایک سال خامی کے سبب فیل ہو گیا تو وہ ایک سال اور پڑھ کر خوبی کے ساتھ
جتنی چادر دیکھے اُتنے پاؤں پسارے	آمدنی سے زیادہ خرچ نہ کرنے کے لئے نصیحتاً بولتے ہیں
جدھر رب اُدھر سب	جب کسی کا اقبال چمکے اور دشمن بھی دوستی کا دم بھرنے لگیں اُسکی نسبت بولتے ہیں
جسکا پاپ اُسی کا باپ	جب کوئی شخص کسیکو نقصان پہنچانا چاہے تو وہ خواہ مخواہ اُسکی طرف سے خود بھی ڈرتا رہتا ہے اور خود بخود اُسکا نقصان ہو جاتا ہے جب نقصان رساں خود بخود نقصان پاتا ہے یا ڈرتا رہتا ہے اس محل پر بولتے ہیں
جس کا جیون اُسکا دھن	جو شخص خیرات کریگا اُسیکو ثواب ملیگا اور نام ہو گا خیرات دینے کی تلقین کے محل پر بولتے ہیں
جس کا کھائے اُسی کا گائے	محسن کے احسان کا شکریہ اور خوشامد کے محل پر بولتے ہیں
جس کا کام اُسی کو ساجے اور کرے سو ٹھینگا باجے	جو شخص اپنا قدیمی پیشہ چھوڑکر اور پیشہ کرے جس سے پورا واقف نہ ہو اور اُسمیں نقصان اُٹھائے اُسکی نسبت بولتے ہیں
جسکو رکھے سائیاں مار سکے کوئی	جب دشمن کا وار خالی جائے اس محل پر بولتے ہیں لیکن فارسی مثل کا رواج ہے
دشمن چہ کند چو مہرباں باشد دوست	
جسکے پاس نہیں پیسا وہ بھلا مانس کیسا	جب غریب شریف کی عزت نکریں اور ذلیل مالدار کو معزز جانیں تو خوشامدی لوگوں کی نسبت بولتے ہیں
جسکے ماں باپ جیتے ہیں وہ حرامی نہیں کہلاتا	جس بات کا کامل ثبوت ہو اُسکے بیچ یقین دلانے اور جھوٹی خیال نہ کرنے کے محل پر بولتے ہیں
جسکے ہاتھ ڈوئی اُسکا سب کوئی	صاحب اختیار کی خوشامد کے محل پر بولتے ہیں
جسکی بیٹی نہ بہو اُسکی وہ کیا جانے پیر پرائی	جب اپنے دکھ کو دوسرا شخص نہ جانے اور بے پروائی سے بے دردی ظاہر کرے اُس بے درد کی نسبت بولتے ہیں
جسکی زبان چلے اُسکے سترہ چلیں	جب کوئی نکما زبان دراز آدمی زبان کے زور سے کام کرنے والوں سے اپنا کام زیادہ جتاوے اُسکی نسبت بولتے ہیں +
جو اپنی پگڑی اُتارے وہ دوسرے کی اُتارنے کیا ڈرے	جب کوئی بے عزت آدمی دوسروں کی عزت اُتارنے پر آمادہ ہو جاوے اس سے بچنے کے محل پر بولتے ہیں
جس ہانڈی میں کھائے اُسی ہانڈی میں چھید کرے	محسن کش - نمکحرام کی نسبت بولتے ہیں +

جُگ ٹوٹا نردماری	نااتفاقی سے جب کام بگڑ جاتا ہے اُسوقت بولتے ہیں
جماعت سے کرامت ہے	باہمی اتفاق سے جو مشکل کام نکلتا ہے اس محل پر اتفاق کی تعریف میں بولتے ہیں
جنکو لاڈ گنھیرے اُنکو دُکھ بہتیرے	جب ناز پروردہ مصیبت میں پڑ جاے اسکی نسبت بولتے ہیں
جنگل میں مور ناچا کس نے دیکھا	جو شخص اپنے رشتہ داروں اور برادری کے آنکھ اوجھل پردیس میں نامردی کا کام کرے جو اپنے شہر میں کرنا چاہئے تھا اسکی نسبت بولتے ہیں
جوانوں کو آئی ستی بوڑھوں کو آئی مستی	جب کوئی بڑھاپے میں جوانوں جیسی ہوس بازی کرے اُسکی نسبت طنزاً بولتے ہیں
جو برستا ہے وہ گرجتا نہیں	جو آدمی لایق اور فیض رساں ہوتے ہیں وہ شیخیاں اور بڑائیاں نہیں مارتے انکی نسبت بولتے ہیں
جو چڑھیگا سو گریگا	جب کوئی اُولوالعزم نقصان اُٹھائے یا شکست پائے اسکی تسلی کو بولتے ہیں
جو گرجتے ہیں وہ برستے نہیں	لاف زن اور شیخیاں مارنے والے فیض رساں نہیں ہوتے اُنکی نسبت بولتے ہیں
جو گیوں کا ڈانڈ براگیوں کے سر	جب خطا کسی کی ہو اور چٹی کسی پر پڑے اس محل بولتے ہیں
جو میرے ہے سو راجا کے نہیں	اوچھے نو دولت کی نسبت بولتے ہیں
جوؤں کے کارن کھنڈری نہیں پھونکی جاتی	ذرا سے عیب کی خاطر اپنا عزیز ترک نہیں کیا جاتا یا ذرا سی تکلیف سے روزگار نہیں چھوڑا جاتا
جہاں چار باسن ہونگے وہاں کھڑکینگے	بہت سے آدمی کی خاطر ذرا سی تکلیف برداشت کرنے کے محل پر بولتے ہیں
جہاں بہو کا پسینا وہیں سسر کی کھاٹ	جب گھر میں بول چال ہو جاوے تو اس بات کا بیخ نہ کرنے کے محل پر بولتے ہیں
جھوٹا کھاتے ہیں میٹھے کے لالچ	جہاں جس شخص کا ڈر ہو وہاں اُسی شخص کا موجود ہونا ایسے موقع پر بولتے ہیں
جھوٹے ہاتھ سے کتا بھی نہیں مارتے	فائدہ کے واسطے مشقت کا اُٹھانا یا کسی طمع سے عیب کا گوارا کرنا
جیسا دیس ویسا بھیس	نہایت پلّے سرے کے کنجوس کی برائی میں بولتے ہیں
جیسا منہ ویسا تھپیڑا	جس ملک میں رہنا ہو اُسکی وضع اختیار کرنے کے لئے بولتے ہیں
	جیسا کسیکا سوال ہو ویسا ہی جواب دینا یا جیسا کسی کا کام ہو ویسا ہی بدلہ دینے کے مقام پر بولتے ہیں

جیسے کنتھا گھر رہے ویسے رہے بدیس	نکھٹو اور نکمے آدمی کی نسبت بولتے ہیں ؛
جیسی روح ویسے فرشتے	جب کسی بڑے شخص کو بری چیزیں ملیں اسکی نسبت بولتے ہیں ؛
جیسی مائی ویسی جائی	اگر ماں خراب ہو اور لڑکی بھی خراب نکلے اسکی نسبت بولتے ہیں

چ

چاتر تو بیری بھلا مورکھ بھلا نہ میت دانا دشمن بہادلا دان دوست	جب نادانی دوست کی خیر خواہی میں کوئی نقصان نکلے اور دانا دشمن کی رائے سے کوئی فائدہ پہنچے اُس محل پر بولتے ہیں ؛
چاند پر خاک ڈالنے سے خاک نہیں پڑسکتی	اگر کوئی بدآدمی نیکوں کو بُرا کہے یا کسی ہنر کو نقص بتاوے اور چھپانا چاہے اُسکی ہو دگی پر بولتے ہیں
چاند چڑھے کُل عالم دیکھے	جو بات روشن اور ظاہر ہونے والی ہو اور کوئی مخفی طور سے بیان کرے یا چھپانے میں کوشش کرے اسکی نسبت بولتے ہیں ؛
چاندی کی ریت نہیں سونے کی توفیق نہیں	جہاں کم خرچ کرنے میں بدنامی سے شرم آوے اور بہت خرچ کرنیکی مقدور نہو اس محل پر بولتے ہیں ؛ مثلاً کم لاگت کا بیاہ کرتے اور تھوڑا سا جہیز دیتے شرم آوے اور دھوم دھام کی شادی کرنے اور بڑی نامداری کا جہیز دینے کی طاقت نہو اس عذر پر جہاں بیٹی کو کنواری رکھنے کا خلق پولتے ہیں
چٹری اور دو دو	جو شخص عمدہ چیز بھی چاہے اور بہت بھی چاہے اس موقع پر اسکی نسبت بولتے ہیں ؛
چٹورا کتا الونی سل	جو شخص جنبالاجی ہو اور اُتنا ہی بدنصیبی سے ناکام رہے خواہش کے برخلاف چیز ملے اسکی نسبت بولتے ہیں
چراغ سے چراغ جلتا ہے	جب کسی فیض یا سلسلے سے دوسرے کو فیض پہنچے اور کسی کامل سے دوسرا آدمی کمال کو پہنچے اور ہنرمند دوسرا آدمی ہنرمند بنجائے اُس محل پر بولتے ہیں ؛
چراغ تلے اندھیرا	جو شخص دور و دراز کا انتظام کرے اور پاس کی بدانتظامی کی مطلق خبر نہو اور دور کی چیزیں دیکھو اور پاس کی چیز نظر نہ آئے ایسے محل پر بولتے ہیں ؛
چراغ گل پگڑی غائب	جبتک نگہبان رہے چیز بچی رہے یا نگہبان ادھر اُدھر ہو اچیز گم یا چوری ہوئی اس محل پر بولتے ہیں ؛
چڑھ جا بیٹا سولی پر رام بھلی کریگا	جو شخص کسی کو خوفناک کام پر اکسائے اور بڑھائے اسکی نسبت بولتے ہیں ؛
چکنے منہ کو سب چومتے ہیں	امیر کی سب خوشامد کرتے ہیں خوشامدیوں کی نسبت طنزاً بولتے ہیں ؛
چل بُرے بھلے کو چڑا آئین	جب بُرا آدمی بھلوں میں عیب نکالے اُسکی نسبت بولتے ہیں ؛
چل بے لٹھے ہیں سے پھر	جو شخص اپنی بات پر قایم نہو اور جھٹ پٹ پھر کر بات اور پیرائے میں لیجائے اسکی نسبت بولتے ہیں ؛

چلتی کا نام گاڑی ہے	جبتک آدمی کا کام چلتا رہتا ہے جبھی تک فائدہ اور نام ہے جب کام بند ہو جائے تو نام ہے نہ کام ہے ؛
بیمار کو عرش پر بھی بیگار	جب کسی محنتی یا خدمتگار کو کسی بیاہ شادی یا عیش آرام کی جگہ بھی خدمت یا درمحنت دی جاوے اس موقع پر اُسکی نسبت بولتے ہیں ؛
چمگادڑ کے گھر آئی چمگادڑ آبوا لٹک رہیں	اگر کوئی شخص مصیبت زدوں کو بجائے اور وہ بھی اس مصیبت میں پھنس جائے اُسکی نسبت بولتے ہیں ؛
چندن کی چٹکی بھلی گاڑی بھر نہ کاٹھ	عمدہ چیز تھوڑی بھی خراب چیز سے جو بہت ہو بہتر ہے ؛ عمدہ عطر کی کو بہت خراب پر ترجیح دینے کے موقع پر بولتے ہیں ؛
چوٹی کتیا جلیبیوں کی رکھوالی	جس چیز کا کوئی ظاہر خیانت دار ہو اُسی چیز پر اُسکو امانت دار کیا جاوے یا جس چیز کے چرانے کی کسی کو بہت خواہش ہو اُسی کو نگہبان مقرر کرنے کے محل پر بولتے ہیں ؛
چور چوری سے گیا تو کیا میرا پھیری سے بھی جائیگا	جب کوئی شخص کسی بدعادت یا گناہ سے توبہ کرلے اور پھر کسی نہ کسی پھیرائے میں اس قسم کے کام کرے اُسکی نسبت بولتے ہیں ؛
چور سے کہیں موسن شاہ سے کہیں جاگ	لگانے بجھانے والے مفسد آدمی کی نسبت بولتے ہیں ؛
چور کا بھائی بھی گٹھ کٹا	جب کوئی بیوقوف آدمی کسی بیوقوف آدمی کی طرفداری کرتا ہے اُسکی نسبت بولتے ہیں ؛
چور کی ڈاڑھی میں تنکا	جب کوئی شخص کسی نقصان رسیدہ کے بُرا بھلا کہنے پر بُرا مانے اور اُن تمام بُرائیوں و گالیوں کو اپنی طرف منسوب کرے اُسکی نسبت بولتے ہیں ۔ کہ یہی نقصان رساں یا عیبدار ہے ؛
چور کا شاہد چراغ	جب کوئی رازدار کسی کا بھید کھولدیوے اُسکی نسبت کہتے ہیں ؛
چور کی ماں کوٹھی میں سر دیکر روے	جب کوئی اپنا ایسا عیب کرے کہ اُسکے نقصان اپنوں پر پڑے اور وہ اس نقصان سے دانستہ دلمیں رنج و غم کھاوے یا عیب کے اظہار کسی پر نہ کرسکیں اُس محل پر بولتے ہیں ؛
چور لیوے نہ شاہ چھیڑے	جو شے نہ اپنے مطلب کی ہو اور کسی کے لایق نہو اور سب اُسکو روی جانے اُسکی نسبت بولتے ہیں ؛
چوری اور سر زوری چھ دلاور سے زور دے کہ بکبت چراغ دارد	جو شخص کسی کی چوری یا قصور کرکے الٹا اُسی کو دھمکاوے اور قصوروار بنا دے اُسکی نسبت بولتے ہیں ؛
چوری کا گڑ میٹھا	اس حرام کار زناکار کی نسبت بولتے ہیں جو گھر کی خوبصورت بیوی کو چھوڑکر بدشکل سے حرام کرے ؛
چوہے کے ہاتھ ہلدی کی گرہ لگی وہ بھی پنساری بن بیٹھا	جب کسی اوچھے آدمی کو تھوڑی سی بڑائی ملجاوے اور وہ اُسپر بہت اترائے کہ میری برابری کوئی نہیں اُسکی نسبت بولتے ہیں ؛
چوٹی بھی کہے مجھے گھی سے کھاؤ	جب اوچھے آدمی بڑوں کی برابری کرنے لگے اور بڑوں کے برابر اپنی تعظیم و تکریم چاہے اُس کی نسبت بولتے ہیں ؛

چھاج بولا تو بولا چھلنی بھی بولی	جب کوئی بہت عیبدار کسی کا عیب بیان کرنے لگے اُسپر طنزاً بولتے ہیں جسمیں بہتر سو چھید
چھت گٹھڑی مین صورت طباق مین	صورت تو گٹھڑی یعنی لباس اور طباق یعنی خوراک سے اچھی ہوسکتی ہے مگر سیرت کا اچھا ہونا بہت مشکل ہے صورت پر سیرت کو مقدم رکھنے کے محل پر بولتے ہیں
چھپر پر پھونس نہین ڈیوڑھی پر نقارہ	امیر کی شیخیان مارنے والے کنگلے کی نسبت بولتے ہیں - یا محتاجی اور مفلسی میں دولتمندی کے نشان دکھانے والے کی نسبت +
چھٹانک بھینا خیر آبادی کوٹھی	ذراسی کم قدر پونجی پر امیری کی شیخیان مارنے والے کی نسبت بولتے ہین
چھوٹا منہ بڑی بات	جب کوئی اپنی لیاقت اور ہستی سے بڑھکر بات کہے یا اعلےٰ رتبوں کی عیب گیری کرے اسکی نسبت بولتے ہیں
چھینکتے ہی ناک کٹی	جو شخص اپنی چیز کو چوکسی سے نہ رکھے اور بے احتیاطی سے جاتے رہنے پر اور دوسرون کو الزام لگاتا ہے اسکی نسبت
چیز نہ رکھے اپنی اور چوروں کو گالی دے	
چیل انڈا چھوڑتی ہے	نہایت گرمی پڑتی ہو - آگ برستی ہو - گرمی اور دوپہر کی شدت کے موقع پر بولتے ہین
چیل کے گھر ماس کہان	فضول خرچ کے پاس روپیہ پیسہ نہ نکلنے کے محل پر بولتے ہین
چیونٹی کی آواز عرش پر	غریب مظلوم کی فریاد عرش تک پہنچتی ہے یعنی خدا جھٹ سُن لیتا ہے غریب آزار سے ڈرانے کے محل پر بولتے ہین
چیونٹیون کے گھر نت ماتم	غریب آدمی نت مصیبتون میں گرفتار رہتا ہے - مصیبت زدہ غریبون کی نسبت بولتے ہین

ح

حاکم چون کا بھی بُرا	ادنے حاکم سے بھی ڈرکر رہنے کے لئے نصیحتاً بولتے ہیں
حاکم کتے تین اور شحت کے نو	جب کسی حاکم کے اہلکار اُس سے زیادہ رعیت کو لوٹیں انکی نسبت بولتے ہیں مثلاً حاکم نے کہا ایک گاڑی پکڑلاؤ سپاہیون نے بیس گاڑیاں جا پکڑیں +
حاکم کی آنکھ نہین ہوتی کان ہوتے ہین	جب عدالت میں دقوعے کے برخلاف شہادت کی رو سے فیصلہ ہووے اس محل پر بولتے ہین
حاکم مارے اور منہ ہی منہ مارے	جب حاکم اپنی جھوٹی بات سے رعیت کی سچی بات کو زبردستی رد کردے اس محل پر بولتے ہین
حال کا نہ قال کا روٹی چھپہ دال کا	نکمے اور نکھٹو آدمی کی نسبت کہا کرتے ہیں
حرام کھانا اور سلغم	جب کوئی ذراسی نکمی چیز پر ایمان کھودے اسکی نسبت بولتے ہین
حرام کوٹھے چڑھ پکارتا ہے	جب حرام اور پاپ چھپائے سے نہ چھپے اور ظاہر ہوجائے اس محل پر بولتے ہین

حساب جو بخشش سو سو	اپنوں اور دوستوں میں بے حسابی سے بگاڑ پڑنے کے لئے یعنی بن کا حساب رکھنے کو نصیحتاً بولتے ہیں +
حلال میں حرکت حرام میں برکت	جب حلال کمائی والے گھٹیں اور حرام والے بڑھیں اور پھلیں پھولیں سوقت زمانے کی برخلافی اور نیرنگی کی شکایت پر بولتے ہیں
حلوائی کی دکان اور دادا جی کی فاتحہ	پرائے مال کو اپنا سمجھ کر صرف میں لانے یا غیر کا مال بے دریغ صرف کرنے کے موقع پر بولتے ہیں
حمایتی کی گھوڑی عراقی کے لات مارے	جسکا کوئی مددگار رہتا ہے وہ اوروں کو بھی بڑوں کا سامنا کر بیٹھتا ہے۔ اسکی نسبت بولتے ہیں
حیا والا اپنی حیا سے ڈرا بیحیا لے جانا مجھ سے ڈرا	جب کوئی شریف آدمی اپنی عزت کے مارے رذیل سے پہلوتہی کرے اور وہ رذیل اُسکو دبا جان کر زیادہ سر پر چڑھے اس محل پر بولتے ہیں +
حیلہ رزق بہانہ موت	جب کوئی شخص خفیف سی بیماری میں مرجائے یا کسی کو ادنے سے پیشے میں بہت سا رزق ملجائے اسکی نسبت بولتے ہیں

خ

خارشتی کنبا مخمل کی جھول	جب کوئی بدشکل اور بے تمیز عمدہ لباس فاخرہ پہنے اسکی نسبت بولتے ہیں
خاک نہ دھول بکائن کے پھول	جھوٹی شیخیاں مارنے والے کی نسبت بولتے ہیں
خدا دیتا ہے تو چھپر پھاڑ کے دیتا ہے	جب کسی غریب کو اچانک مال دولت ملجاتا ہے اس موقع پر خدا کی بے نیازی کی تعریف میں بولتے ہیں
خدا دیکھا نہیں تو عقل سے تو پہچانا ہی	عقل و قیاس کے صحیح جاننے کے یقین دلانے پر بولتے ہیں
خدا نشکر خورے کو نشکر پہنچاتا ہے	جب خدا کسی شخص کو اُسکے حوصلے اور شان کے موافق خرچ اور کوئی نعمت دیوے اس موقع پر بولتے ہیں
خدا کی چوری نہیں تو بندی کی کیا چوری	کسی حلال کام میں کوئی شخص لوگوں سے شرماوے تو اس موقع پر بولتے ہیں مثلاً کوئی نوجوان اپنی ماں باپ کے سامنے اپنے بیٹے کو کھلاتے ہوئے شرمائے +
خربوزہ چھری پر گرے تو خربوزہ کا ضرر اور چھری خربوزہ پر گرے تو خربوزہ کا ضرر	غریب یا کمزور کا مالدار یا زورآور کے مقابلے میں مدعی یا مدعا علیہ بنے سے ہر طرح نقصان ہے امیر کے ساتھ غریب کو مقابلہ نکرنے کے لئے نصیحتاً بولتے ہیں
خربوزہ کو دیکھکر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے	جب کسی بدآدمی کی صحبت میں کوئی شخص بد ہوجائے تو اس محل پر بولتے ہیں یا بد کی صحبت سے بچنے کے لئے +
خوان بڑا خوان پوش بڑا۔ کھول کے دیکھو تو آدھا بڑا سیتی رومال ایک ٹٹھائی کا نام	ظاہر میں ٹیپ ٹاپ بہت ہو اور باطن میں کچھ بھی نہ ہو اسکی نسبت بولتے ہیں
داتا دیوے بھنڈاری کا پیٹ پھٹے	جب کسی مالک کسیکو کوئی چیز بخشے اور اُسکا مختار اپنے ہاتھ سے دیتا ہوا جلے اُسکی نسبت بولتے ہیں

داتا کی ناؤ پہاڑ چڑھے	جب کسی بڑی مردکی مشکل آسان ہو یا مراد حاصل ہو یا دد چوٹ بڑھے اسوقت اسکی تعریف میں بولتے ہیں
داموں کا روٹھا باتوں سے نہیں مناتا	جب کسی شخص سے کچھ لینا ہو اور وہ باتوں میں پرچانا چاہے اُسوقت اُسکی نسبت کہتے ہیں
دانتا بابے گھر پڑے اور ہانسا بابے رن پڑے۔	جس گھر میں لڑائی اور کلار ہے اسمیں جان و مال کا نقصان ہو جائے اس محل پر بولتے ہیں یا جان و مال کے نقصان کا خوف دلا کر گھر کی لڑائی ہٹانے کے لئے
دانہ دانہ پر مُہر ہے	قسمت کا لکھا رزق ہر طرح سے ملتا ہے۔ جب کہیں اتفاقیہ کھانا ملے یا بے ارادہ ٹھہرنا ہو جائے اور وہاں کھانا پڑے اُسوقت بولتے ہیں +
دانہ نہ گھاس گھوڑے تیری آس	بے خدمت تواضع کسی سے فیض پانے کی اُمید رکھنے والے کی نسبت بولتے ہیں
دبی بلی چوہوں سے کان کٹائے	جب کوئی زبردست زیردست کے قابو میں اگر اپنی مرضی کے برخلاف زیردست کی مرضی کے موافق اپنا نقصان اُٹھائے اُس محل پر بولتے ہیں +
دُکھیا دُکھ روئے سُکھیا کمر ٹوٹے	جب کسی مصیبت زدہ کے بیان پر کوئی شخص بے دردی سے ہنسے اور ٹھٹھے مارے اُسکی نسبت بولتے ہیں +
دُکھتے چوٹ کنوڈے گالی	جب کسی دُکھتے عضو پر چوٹ لگ جائے یا جس شخص کا لحاظ زیادہ ہو وہی اُس بے لحاظی کے موقع پر ملجائے یا جس چیز کا خوف ہو وہی سامنے آجائے اُس موقع پر بولتے ہیں
دُگدا میں دو نو گئے مایا ملی نہ رام	جب دو دلی میں دو کاموں میں سے ایک کام بھی نہ بنے اُس محل پر بولتے ہیں
دمڑی کی بڈھیا ٹکا سر مُنڈائی	جب اصل قیمت سے خرچہ زیادہ بڑھ جاوے اُس محل پر بولتے ہیں +
دمڑی کی ہانڈی چھوٹی کتے کی ذات پہچانی گئی	جب اپنے ذرا سے نقصان سے کسی ایسے شخص کی خصلت کا حال معلوم ہو جاوے کہ اگر وہ رہتا تو بہت کچھ نقصان کرتا اُس محل پر بولتے ہیں مثلاً ایک نوکر رکھا اُسنے ایک پیسہ چورا لیا اس پیسے کے نقصان سے اُسکو نکال کر روپیوں کے نقصان سے بچے +
دمڑی کی ہانڈی لیتے ہیں تو لوں سے بھی ٹھونک بجا کر لیتے ہیں	جب کوئی اندھا دُھند بے سوچے سمجھے کوئی ردی چیز زیادہ قیمت سے خرید لے یا خراب جگہ ناطہ رشتہ کرلے اُس کی کم سمجھی کی نسبت بولتے ہیں +
دن کو اُونی اُونی رات کو چرخہ پونی	بے وقت اور بے موقع کام کرنے والے کی نسبت بولتے ہیں
دو جون کے بھی بُرے	ایک آدمی اگرچہ زور آور ہو اور دوسرا مخالف کمزور پھر بھی اُن سے ڈر کر رہنے کو نصیحتاً بولتے ہیں
دو دل راضی تو کیا کریگا قاضی	جب دو شخص آپس میں ملجانے پر خوش ہوں تو تیسرے آدمی کی کچھ پیش چلنے کے محل پر بولتے ہیں خاصکر ناطے کے لئے بیٹے بیٹی والے کی رضامندی مقدمہ میں مدعی و مدعا علیہ کی
دُودھ کا دُودھ پانی کا پانی	حاکم کے نہایت عدل اور انصاف کی تعریف میں بولا کرتے ہیں
دود ھیلی گائے کی لات بھی بھلی	اگر فیض رسان آدمی سے کچھ ذرا تکلیف بھی پہنچے تو اس تکلیف کا برا نہ ماننے کے لئے بولی جاتی ہے

دودھ کا جلا چھاچھ کو پھونک پھونک کر پیتا ہے	ایک چیز سے ڈرا ہوا اسکی ہر شکل ہر چیز سے ڈرتا ہے۔ بہت نقصان اُٹھایا ہوا آدمی ذرا ذرا سے نقصان سے ڈرتا ہے۔ بچ بچ کر قدم رکھنے کے محل پر بولتے ہیں +
دودھ بھی دھولا چھاچھ بھی دھولی	اس سیدھے سادھے آدمی کی نسبت بولتے ہیں جو دنیاوی چھل بل اور دھوکے فریب سے واقف نہ ہو
دور کے ڈھول سہانے اور پاس سے پٹھویں کان	جس شخص کے ساتھ کچھ معاملہ نہیں پڑتا وہ اچھا نظر آتا ہے اور جب معاملے میں خراب نکلے تو اسکی نسبت بولی جاتی ہے +
دوڑ چلے نہ گڑ پڑے	حد سے نہ بڑھنے اور میانہ روی اختیار کرنے کے لئے نصیحتاً کہتے ہیں
دو گھر مسلمانی انہیں بھی آنا کانی	جب کسی جگہ تھوڑے سے آدمی ہوں اور وہ بھی آپس میں بیخ و عداوت رکھیں انکی نسبت کہی جاتی ہے
دو لڑتے ہیں تو ایک گرتا ہے	جب کوئی شخص کسی سے شکست کھاجاے اسکی دلداری کے لئے بولتے ہیں
دولھا کے ساتھ ساری برات ہے	سردار کے ساتھ فوج ہے۔ راجا کے ساتھ پرجا ہے۔ جس مجمع کا کوئی سردار یا سرگروہ ہو سب کی بھلی بری ہار جیت سرگروہ کے ساتھ ہونے کے موقع پر بولتے ہیں +
دو ملاؤں میں مرغی حرام	دو شخصوں کی باہمی ضد کد بحث و تکرار سے اصلی مطلب جاتا رہتا ہے
دھوبی بیٹا چاندسا بیٹی اور پٹاخ	جب کوئی شخص کسی کا نقصان کرکے اپنی خوشی کرے یا کسی کے مال پر اپنے مزے اُڑاے اسکی نسبت بولتے ہیں +
دھوبی کا کتا گھر کا نہ گھاٹ کا	محض نکمے اور بیکار آدمی کی نسبت بولتے ہیں
دھوبی کے گھر پڑا چور۔ وہ لٹا تے اور	پرائی جمع لٹنے والی کی نسبت بولتے ہیں

ڈ

ڈریں لومڑی سے نام دلیر خاں برعکس نہند نام زنگی کافور	نام اور شہرت کے برخلاف جسکا کام ہو اس کم ہمت کی نسبت بولتے ہیں
ڈھاک کے تین پات	جو شخص ہمیشہ مفلس اور نادار یا اپنی ضد اور ہٹ کا پورا ہو اسکی نسبت بولتے ہیں
ڈیڑھ بکا بین میاں باغ میں	تھوڑی سی پونجی پر اترانا۔ کم ظرف اور کم حوصلہ کی نسبت بولتے ہیں
ڈیڑھ پاچون چوبارے رسوئی	ذرا سا کام اور بہت بڑا اہتمام۔ ذرا سی چیز کے لئے بہت سا سامان کرنے کے محل پر بولتے ہیں
رات تھوڑی سانگ بہت	یعنی فرصت کم اور کام بہت
رات گئی بات گئی	موقع جاتا ہے، موقع گیا مطلب گیا جب تک مطلب نہیں جاتا رہتا ہے۔ موقع کے ساتھ بات جانے کے محل پر بولتے ہیں

راجہ رُوٹھے گا اپنی نگری لیگا	جب کوئی آقا یا مُسر یا مالک مکان ناراض ہوئے تو غلام یا نوکر یا ملازم یا رعیت کیطرف سے اُس کے ڈھیلا کر دیئے کے لئے بولی جاتی ہے +
راجہ کے گھر آئی رانی کہلائی	جب کوئی غریب کی بیٹی کسی امیر کے بیاہی جائے اُسکی نسبت بولتے ہیں یا کوئی ادنے آدمی کسی اعلیٰ کا عزیز اور مصاحب بنجاوے اُسکی نسبت +
راجہ کے گھر موتیوں کا کال	جہاں جس چیز کی کثرت چاہیئے وہیں وہ چیز نہو اُس محل پر بولتے ہیں +
راجہ کی سبھا نرگ میں جائے	خوشامدی لوگوں کی مذمت میں بولتے ہیں - کہ وہ راجہ کی جھوٹی بات کو بھی سچی کر دیتے ہیں +
راست گو مفلس مجلس میں جھوٹا	غریب آدمی کی سچی بات پر بھی اعتبار نکر کے جھوٹی بنا دیتے ہیں بڑا امیر کی جھوٹی بات کو بھی خوشامد سے سچی کر دیتے ہیں غریب کی بے قدری پر بولتے ہیں +
رام رام جپنا پرایا مال اپنا	بظاہر تسبیح و مصلّی اور باطن میں بے ایمان عابدوں اور پوجاریوں کی نسبت بولتے ہیں +
رانڈ کا سانڈ سوداگر کا گھوڑا جتنا کھاوے اُتنا ہی تھوڑا	رانڈ کے پوت بے سرا اور بیکار - خود مختار - آوارہ کی نسبت بولتے ہیں +
راہ چلے جانیئے یا پاس بسے جانیئے	جب کوئی مُعاملے سے پہلے اچھا معلوم ہو اور معاملہ پڑنے سے خراب نکلے اُسکی نسبت بولتے ہیں
رائی سے پربت ہو گیا	ذرا سی بات کے طُول کھینچنے کے محل پر بولتے ہیں +
رجا کیا جانے بھوکے کی سار	جب کوئی اپنا آسودہ حال کسی اپنے تنگ حال کی غم خواری نکرے اُس محل پر بولتے ہیں +
رکھ بت رکھا پت من ترا عاجی ہگو یم تو مرا حاجی بگو	جب کوئی کسی کی عزت کرتا ہے تو دوسرا بھی عوض میں اُسکی عزت کرتا ہے یا جب کوئی عزت اُتارے تو بدلے میں دوسرا بھی عزت اُتارتا ہے اس عوض کے بُرا نہ ماننے کے محل پر بولتے ہیں +
رل مل نیچوں کیجے کاج ہارے جیتے نہ آوئے لاج	اپنے جتھے سے نہ ٹوٹنے اور سرکے شامل شادی غمی میں رہنے کو نصیحتاً بولتے ہیں +
روتا جائے مُوئے کی خبر لائے	جو شخص تاک مار کر تنگ دلی سے مجبوراً کہیں بھیجا جائے اور وہاں سے محروم پھرے اُسکی نسبت بولتے ہیں +
روتے کیوں ہو اکہا ہوت ہی ایسی ہے	جو شخص بہت تیوری چڑھائے اور رسلا غم کی تصویر بنا رہے اُسکی نسبت بولتے ہیں +
رُوٹھے کو منایئے پیٹھے کو سلایئے	روٹھے کو منانے اور پیٹھے پڑے کو سلانے پر بولتے ہیں تاکہ کوئی حقارت نہ سمجھے +
روزگار اور دشمن بار بار نہیں ملتا	جب روزگار ملے اُسکے کر لینے کی تاکید کو یا ترک نہ کرنے کی تخویف کو اور اگر دشمن قابو میں آوے اُسکو چھوڑنے کے لئے بولتے ہیں +
رہے جھونپڑوں میں خواہ دیکھے محلوں میں	جب کوئی کنگلا امیرانہ دماغ اور خیال جتاوے اُسکی نسبت بولتے ہیں +

ریوڑی کے پھیر میں آگئے	بہت سے نقصانوں اور مصیبتوں میں پڑجانیکے محل پر بولتے ہیں ✦

ز

زبان ہاتھی پھر ہاتھ کی زبان ہی سر کٹاوے	جب کوئی بدزبان کے سبب یا بے موقع بولنے کے باعث نقصان اُٹھائے اُس وقت اُسکی نسبت بولتے ہیں ✦
زبردست کے بیسوں بسوے	جب کوئی زبردست بیگانہ حق زبردستی اپنا جتالیوے اُس محل پر بولتے ہیں ✦
زیروں سے شیر ہوتے ہیں	بچوں سے بڑے اور ادنے سے اعلیٰ ہوجاتے ہیں جب کوئی بچوں والی عورت بیوہ ہوجاتی ہے تو اسکو بچوں کے جوان ہونیکا یقین دلانے کو تسلی کے طور پر کہا کرتے ہیں ✦

س

سات ماموؤں کا بھانجا بھوکا بھوکا پکارے	جب کوئی بہت مددگاروں والا آدمی بیکسی سے ناچار ہو اور کوئی اُسکی خبرگیری نہ کرے اُسکی نسبت بولتے ہیں ✦
ساجن ساجن ملگئے جھوٹے بھیٹے بیٹھ	جب اپنوں اور دوستوں میں رنج ہو اور غیر لوگ ایک ایک طرف کے خیرخواہ ہوں جب یہ دونوں بیسمیں ملجاویں اور خیرخواہوں کی کچھ پوچھ نہ رہے تو خیرخواہوں کی نسبت بولی جاتی ہے
ساجھے کی ہنڈیا چوراہ میں پھوٹے	جب ساجھے کی چیز یا ہمی ضد کرکے کوئی نہ برتے اور بگڑ جاوے ٹالی جاتی رہے اُس محل پر بولتے ہیں ✦
سارا دھن جاتا دیکھے آدھا دیجے بانٹ	جب کُل مال جاتا دیکھے تو کُل کا خیال چھوڑکر جسقدر ہاتھ لگے اُسی کو غنیمت جاننے کے محل پر بولتے ہیں ✦
ساری دیگ میں ایک چاول ٹٹولتے ہیں مشتے نمونہ از خروارے	کل کا حال اُسکے جزو سے اور آدمی کا تمام حال اُسکے ایک دو وصف سے معلوم ہوجاتے کے محل پر بولتے ہیں ✦
سانپ سب جگہ ٹیڑھا چلتا ہے مگر اپنی بانبی میں سیدھا جاتا ہے	جب کوئی شخص غیروں سے تو بُرائی یا دغا کرے نوکرے مگر جب اپنوں سے بھی کرجاوے اُسوقت اُسکی نسبت بولتے ہیں ✦
سانپ کا بچہ سپولیا	جسکے ماں باپ یا بزرگ بُرے ہوں اُنکی اولاد کے بھی بُرے ہونے کے یقین پر بولتے ہیں
سانپ کا کاٹا رسی سے ڈرتا ہے	جو شخص موذی سے تکلیف اُٹھاتا ہے وہ ہمیشہ اُسکی ہمشکل دوسرے سے ڈرتا ہے جس صورت میں کہ بڑا صدمہ پہنچا ہو وہ ادنے صدمے کی فراسی صورت سے بھی ڈرتا ہے نقصان کی شناسائی ڈرجانیکے محل پر بولتے ہیں
سانپ مرے نہ لاٹھی ٹوٹے	کام نکل آئے مگر ضرر نہ ہو یعنی سانپ تو مرجائے پر لاٹھی کو صدمہ نہ پہنچے بنا نقصان کام نکالنے کے محل پر بولتے ہیں ✦
سخی سے سوم بھلا جو تُرت دیوے جواب	جب کوئی شخص کسی چیز کا وعدہ دیکر آج کل کئے جائے اور پھیرے پھرائے جاوے نہ جواب دے اور نہ دینے میں آوے اُس شخص کی نسبت بولتے ہیں ✦
سخی کے مال پر پڑے سوم کی جان پر بنجوس	جب کسی سوم کی جان جوکھوں یا مصیبت میں پڑجائے یا کوئی موذی مرجائے اُسوقت اُسکی نسبت بولتے ہیں ✦

سرائے کا کتا مسافر کا یار	مطلب پرست۔ مطلب کیے یار۔ رکابی مذہب مطلبی خوشامدی کی نسبت بولتے ہیں
سروں کے نر نروں کے سر	جب لائقوں کی اولاد نالائق نکلے اس محل پر بولتے ہیں
سستا روئے بار بار مہنگا روئے ایکبار	مہنگا بیچنے والوں کو سستا بیچنے کی تلقین پر بولتے ہیں۔ یا جو اپنا مال سستا بیچکر جھوٹ پڑ فراغت پالے وہ فروخت کے رنج سے جھوٹ جانے کی تعریف میں بولتا ہے +
سُسرے کی تین ٹانگیں	جب کوئی شخص ضدی اور میں اپنی ہٹ اور ضد پر اڑا رہے اور حق بات پر نہ آئے اسکی نسبت بولتے ہیں
سُوت کی انٹی اور یوسف کی خریداری	جو شخص تھوڑی سی بات پر عالی حوصلگی کرے اسکی نسبت بولتے ہیں
سو دن چور کے تو ایک دن ساہو کا	چور اگر چوری کرکے سلامت رہے گا بیچارہ بھی کبھی ایک دن پکڑا جائیگا۔ ہم جھوٹ اور فریب کا قریب اور چور کی چوری پکڑے جانے کے محل پر بولتے ہیں +
سو سُنار کی اور ایک لُہار کی	جب کمزور آدمی بار بار زور آور پر وار کرے تو زور آور کا ایک ہی وار سو وار کا کام کرتا ہے اس محل پر بولتے ہیں یا بار بار وار کرنے والے ضعیف کو زور آور کے ایک ہی بار کے وار سے بچانے کے لئے نصیحت بھی جاتی ہے
سو غلاموں گھر سُونا	جب کسی کنبہ یا نوع میں بہت سے آدمی ہوں اور سب کے سب نکمے اور نااہل ہوں کوئی بھی منتظم نہ ہو تو نقصان کے موقع پر اسکی نسبت بولی جاتی ہے +
سونے کا گڑوا اور پیتل کی پیندی	جہاں ابتدا کے کام نامداری کے اور آخیر کا کام بدنامی کا ہو اسکی نسبت اور نا موزوں اور بے میل اور بے جوڑ کاموں کی نسبت بولتے ہیں +
سونے کی کٹاری کوئی پیٹ میں نہیں مارتا	کسی فائدے کے لالچ جان کو جوکھوں میں نہ ڈالنے کے محل پر بولتے ہیں
سونے سے گھڑاون مہنگی	اصلی چیز کی قیمت سے لاگت اور خرچہ بڑھ جانے کے محل پر بولتے ہیں
سوئی کہے میں چھیدتی ہوں پہلے جھید	جو شخص اوروں کا عیب دیکھے اور بیان کرے اور اپنے عیب کی طرف نہ دیکھے اسکا عیب جتانے کے محل پر بولتے ہیں +
سیف تو پٹ پڑی تھی گنڈیسا کاٹ کر گئی	جب بڑی آدمی کا کام بڑے سے نہ ہوسکے اور وہ کام ایک چھوٹا سا کر دیوے اس محل پر بولتے ہیں
سینگ کٹا کے بچھڑوں میں ملا	جب کوئی بڑی عمر کا آدمی لڑکوں کی صحبت میں شریک ہو اور اپنے آپ کو بھی لڑکا جانے اسکی نسبت بولتے ہیں مثلاً کوئی بڑی عمر کا جوان پہلی جماعت میں پڑھنے بیٹھے +

ش

شرع میں شرم کیا ہے	صاف معاملہ میں یا لین دین میں لحاظ نکرنے کے محل پر بولتے ہیں
شکار کے وقت کیتا مٹائی	(اگر کسی جلدی) کے کام کے وقت کوئی شخص دوسرا فضیحت کا کام لے بیٹھے اسکی نسبت بولتے ہیں +

شکل بگڑیلوں کی مزاج پریوں کا	بدصورتی میں خوبصورتوں جیسا ناز وغرور کرنے والے کی نسبت بولتے ہیں
شمع کا رو پشت برابر ہے	صاف باطن اور روشن دلوں کی تعریف میں بولتے ہیں - جو لوگوں کے حق میں جیسے رو برو اچھا کہنے والے ہیں ویسا ہی پیٹھ پیچھے
شیطان طوفان اللہ نگہبان	جسوقت کسی پر جھوٹی تہمت لگ جائے اس وقت پناہ کے لئے بولا کرتے ہیں
شیطان کے کان بہرے	جسوقت کسی بری چیز کا ذکر کرتے ہیں تو اُسکو پہلے بولتے ہیں اور اس سے مراد یہ ہوتی ہے کہ خدا نخواستہ اسبات کو شیطان نہ سنے اور مشہور نہ کردے +
شیر بکری کو ایک گھاٹ پانی پلاتے ہیں	حاکم کے نہایت عدل اور انصاف کی تعریف میں اور رعایا کے امن چین میں بولتے ہیں - کہ زیر دست اور زبردست برابر ہیں
شیخی اور زمین کا نہیں	بیجا شیخی اور ناحق چھوٹی ڈینگیں مارنے والے کی نسبت بولتے ہیں
شیر شاہ کی ڈاڑھی بڑی یا شیخ کی مارا چاڑیں قصہ کا گاؤ آمد و حجت	بے جا اور بے کار اور فضول بحث اور تکرار اور جھگڑے کی برائی میں بولتے ہیں
شیر کا جایا ایک ہی بھات	جو کسی کے جیسا ہی بیٹا ہو اور وہی لائق فائق ہو اسکی تعریف میں بولتے ہیں

ص

صدر ہر جا کہ نشیند صدر است	لائق اور معزز آدمی جس جگہ بیٹھے گا وہی جگہ ادب کی جگہ ہو جائیگی لائق کی ہر جگہ قدر و منزلت ہوتی ہے اکثر محل پر بولتے ہیں +
صندل کے جیسا پے منہ کو گیا	بجز علم و کمال والا کسی معنی کرتا ہے بدنامی ہوئی اور مخزن الحوادث والا لکھتا ہے سرخ روئی حاصل ہوئی اور مؤلف نے جو ۵۰ سال دہلی میں با چند سنہ و معمر عورتوں سے اس کے معنی تحقیق کئے یہ تحقیق ہوا کہ اس مثل کو لونڈیوں کی نسبت طنزاً بولتے ہیں یعنی اُن لوگوں کے نسبت جو قدیم سے مفلس ہوں اور چند روز سے دولتمند ہو کر اترانے لگیں - یہی معنی چسپاں معلوم ہوتے ہیں - مثال یہ ہے کہ جب نو دولت غرور اور مزاج میں آکر کسی کو سپاہ نہ جواب نہیں دیتے تو وہ شخص اُنکی نسبت یہ مثل کہکے شکایت کرتا ہے

ط

طویلے کی بلا بندر کے سر	جب بڑے لوگوں کی آفت یا مصیبت کسی ادنے شخص پر پڑے اس محل پر بولتے ہیں
طاقت مہماں نداشت خانہ بمہماں گرانست	جس شخص کے مہمان آوے اور وہ بہانے سے کھسک جائے اسکی نسبت بولتے ہیں یا کسی کو دوست بلا جائیں اور وہ خاطر داری کے سامان کے لئے پاس سے جائے اور دیر کے بعد آئے مذاقاً اسکی نسبت بھی بدرست بول دیتے ہیں +

ف

فقیر کو کمبل ہی دوشالہ ہے	غریب کے نزدیک کم قیمت ہی چیز بہت قیمت رکھتی ہے - ذرا سا نقصان نہ سہنے والے کی کم ظرفی کو بولتے ہیں

ق

قاضی جی دُبلے کیوں ہو شہر کے اندیشے	کسی کسی کی فکر خواہ مخواہ آپ کرنے کی نسبت بولتے ہیں ✦
قولِ مرداں جانِ دارد	جب کوئی آدمی وعدہ یا اقرار کرکے اُسکے پُورا کرنے میں کوتاہی کرے تو پُورا کرنیکی تاکید میں اُسکو کہا جاتا ہے ✦
قہرِ درویش برجانِ درویش	جب کوئی زبردست آدمی غریب کو ضرر پہنچائے اور غریب بدلہ لینا چاہے اُسمیں بھی غریب ہی کو ضرر پہنچے یا غریب جل کر مٹھ کر بیٹھ رہے اُس محل پر بولتے ہیں ✦

ک

کاٹ کی ہانڈی بار بار نہیں چڑھتی	جھوٹ یا فریب ایک ہی دفعہ چل سکتا ہے بار بار نہیں چل سکتا۔ جھوٹ اور فریب کی بے اعتباری کے محل پر بولتے ہیں ✦
کاٹے باڑ نام تلوار کا۔ لڑے فوج نام سردار کا	جب چھوٹوں کی کارگذاری بڑوں کے نام ہوئے اُس محل پر بولتے ہیں ✦
کاسا دیکھئے یا ساند دیکھئے	جب کسی رشتہ دار کو پاس بسا دیں اور پھر وہ مزاج میں دخل پاکر شریک بنکر مقابلہ کرے اور ایذا رساں بنے اُس محل پر بولتے ہیں ✦
کاغذ کی ناؤ آج نہ ڈوبی کل ڈوبی	بے اصل اور بے اعتبار اور بے ثبات چیز کی ناپائداری کی نسبت بولتے ہیں ✦
کالی بھلی نہ سیت دونو کو مارو ایک ہی کھیت (دھولی)	جب کسیکے دو شخص بدخواہ ہوں اور وہ دونو آپسمیں بھی دشمن ہو جائیں تو ایک کو بھی نہ بھلے اور اچھا نہ چاہنے بلکہ دونوں ہی کو بُرا سمجھنے اور آدر تباہ ہونیکے لئے بولتے ہیں ✦
کام پیارا ہے چام پیارا نہیں	جب کوئی اپنا یا دوست یا نوکر اپنا کچھ کام نکرے اور بے کار روٹیاں کھائے تو اُسکی طرف سے متنفر ہو کر بولتے ہیں ✦
کام چور نوالہ حاضر	جو شخص کام کیوقت ٹل جائے اور کھانیکے وقت موجود ہو جائے یا دینے کے وقت کھسک جائے اور لینے کے وقت حاضر ہو جائے اُسکی نسبت بولتے ہیں ✦
کام کا نہ کاج کا ڈھائی سیر اناج کا	اپنے کی نسبت بولتے ہیں جو سُست اور تن آسان اور بیکار رہو اور کھانے پہننے میں سب سے زیادہ ✦
کام میں دھام دہی میں موسل	کسی نہایت موقع کے کام میں کوئی فرصت کا کام یا جھگڑا چھیڑ دینے کے محل پر بولتے ہیں
کُبڑے کی لات گن آئی	اگر کسیکو کوئی ضرر پہنچایا جاوے اور وہ ضرر اُسکو فائدہ دیوے اُس محل پر بولتے ہیں مثلاً افسر نے سزا میں کسی ملازم کی تبدیلی کردی اور ملازم کو اتفاقیہ یہ جگہ پہلے سے زیادہ اچھی اور رپاقت کی مل گئی
کتا بھی بیٹھتا ہے تو دُم ہلا کر بیٹھتا ہے	جو شخص اپنے مکان کو گندا رکھے اور صفائی نکرے تو صفائی کرنیکی تاکید میں اسکو کہا جاتا ہے
کتا دیکھے گا نہ بھونکیگا	جس چیز کے دیکھنے سے آدمی کا بوس بڑھے اُس چیز کو اُسکی نظروں سے الگ رکھنے کے محل پر بولتے ہیں ✦
کتا راج بٹھایا اور چکی چاٹنے آیا	کمینہ آدمی اعلےٰ رتبہ پر پہنچکر اپنے تئیں کا لحاظ نہیں رکھتا بلکہ اپنی اصلی حالت پر مائل ہوتا ہے اُس محل پر

کتے کی دم کو بارہ برس نلکی میں رکھا تھا پھر دیکھا تو ٹیڑھی کی ٹیڑھی — اُس کج طبع کج فہم کی نسبت بولتے ہیں جو بار بار کے نقصان اُٹھائے اور ٹرکھانے اور نہایت سمجھانے سے نہ سمجھے +

کتے کی موت آتی ہے تو مسجد کی طرف بھاگتا ہے — جو شخص اپنے جان جوکھوں و مصیبتوں میں پڑنا چاہے اُسکے سمجھانے کے لئے بولتے ہیں +

کچھ تو خربوزہ بیٹھا اور کچھ اُوپر سے قند — جب آدمی خود شریف ہو اور علم و ادب اور شرافت کی صحبت سے زیادہ شریف ہو جائے اُسکی نسبت بولتے ہیں یا کوئی خوبی پہلی ہو دوسری خوبی آکر شامل ہو جائے اُسکی نسبت +

کچھ لیتے ہو کہا اپنا کام کیا ہے
کچھ دیتے ہو کہا یہ شرارت بند کو نہیں بھاتی — خود غرض کی نسبت بولتے ہیں جو لینے کے موقع پر عزیز ہو جائے اور دینے کے موقع پر لینے والے کو دشمن جانے +

کریے تو کچھ ڈریئے نکریئے تو بھی ڈریئے — جب کسی شخص پر ناحق کی تہمت آجاوے اُس محل پر بولتے ہیں کہ خدا کی آفتوں سے ڈر کر رہنا چاہیئے +

کرسیوا تو کھا میوا — خدمت کے نیک انجام کے یقین دلانے کو بولتے ہیں +

کاٹھی میں کوئلہ — خوبصورت چیزوں میں بدصورت اور ہنروں میں عیب اور اچھی چیزوں میں کسی نقص کے پیدا لگنے کے محل پر بولتے ہیں +

کس کھیت کی مولی ہو — بے اثر اور بے حقیقت آدمی جو اپنے آپ کو بڑا اور صاحب اختیار جتاوے اُسکے دبانے کو بولتے ہیں

کسی کا گھر جلے اور کوئی تاپے — جو شخص کسی کا نقصان کر کے تماشا دیکھے یا اپنا فائدہ اُٹھائے اُسکی نسبت بولتے ہیں +

لکڑی کے چور کو گردن نہیں مارتے — ذرا سی خطا پر سنگین سزا کی بڑائی پر بولتے ہیں +

کما ؤ آؤ ڈرتے نکھٹو آئے لڑتے — جب نکھٹو اور نکما گھر والوں پر اپنا زیادہ رعب داب بٹھائے اور سب سے زیادہ اپنے آپ کو کامی جتائے اُسکی نسبت بولتے ہیں +

کماویں رات کھلاویں دات — ناداری کے موقع پر زیادہ صرف کرنے کا حوصلہ بڑھانیکے لئے کہا کرتے ہیں +

کمہار پر بس چلا گدھیا کا کان اینٹھے — جب کسی بردست قصور مند سے بدلا نہ لیا جائے اور اُسکے کسی بردست بے قصور کو ستایا جاوے اُس محل پر بولتے ہیں +

کمہار کہنے سے گدھے پر نہیں چڑھتا — جب کوئی شخص اپنی خوشی کوئی کام کرے اور لوگوں کے کہنے سے نہ کرے اُسوقت اُسکی نسبت بولتے ہیں +

کوا چلا ہنس کی چال اپنی چال بھی بھول گیا
کلاغے تگ کبک رگوش کرد
تگ خویش را ہم فراموش کرد — جب کوئی ادنے بے حیثیت آدمی اعلے اور صاحب حیثیت کی ریس کرے اور نقصان اُٹھاوے یا اناڑی آدمی ہنرمندوں کی ریس کر کے بگڑ جائے اُس محل پر اُسکی نسبت بولتے ہیں ہندی فارسی دونوں مثلیں مستعمل ہیں +

کوئی تو لوں بڑا کوئی مولوں بڑا — جو شخص نالائق زبانی زور سے اپنے آپ کو لائقوں سے بڑھاوے اُسکی نسبت بولتے ہیں +

کوٹھی کٹھلا کو ہاتھ نہ لگانا گھر بار آپکا ہے — جھوٹ موٹ باتوں پر جانے والے مطلوبہ چیز سے ٹلانے والے کی نسبت بولتے ہیں +

کنواں کھودتے کو کھاتا تیار
چاہ کن را چاہ در پیش — جو شخص اوروں کا نقصان چاہے پھر اُسی کا ہو جانے اُسکی نسبت بولتے ہیں +

کنوئیں میں بھنگ پڑی ہے	جس مجمع کے سب ہی لوگ بے وقوف یا خراب ہوں اُنکی نسبت بولتے ہیں
کوئلوں کی دلالی میں ہاتھ کالے	بُرے کام میں پڑکر برائی ملنے کے محل پر بولتے ہیں
کوئی کسی کی قبر میں نہیں جانے کا	کسی عزیز یا دوست کی خاطر جھوٹ نہ بولنے اور ایمان نہ کھونے کے محل پر بولتے ہیں
کہاں راجہ بھوج کہاں گنگا تیلی کجا موسیٰ کجا دجّالِ ناپاک چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک	جب کسی ادنےٰ آدمی کو کسی اعلےٰ کے برابر کیا جاوے تو اُسکی بے تمیزی پر طعن کرکے دونوں کا فرق جتانے کو کہتے ہیں +
کھانے کو بسم اللہ کام کو استغفر اللہ	کاہل نوکر یا اولاد کی نسبت بولتے ہیں
کھانا اور گھُرانا	جو شخص جبکا کھائے اور اسی کو دھمکائے اور دبائے اسکی نسبت بولتے ہیں
کھائے من بھاتا پہنئے جگ بھاتا	جو شخص اپنے رواج کے برخلاف پہنے یا چلے اسکے سمجھانیکو بولتے ہیں مثلاً مسلمان یا ہندو عیسائیوں جیسا کوٹ پتلون پہنے اور وضع اختیار کرے +
کھرے سے کھوٹا اُسے سو ٹوکا ٹوٹا	جو شخص نیکی کرنے والیکے ساتھ بدی کرے تو نیکی کرنیوالا اسکو بددعا کے طور پر کہتا ہے
کھری مزدوری چوکھا کام کہ مزدور خوشدل کند کار بیش	جو شخص بے گار کا کام اچھا چاہے اسکی نسبت بولتے ہیں یا مزدور کو خوش کرکے اچھا کام لینے کے محل پر +
کھچڑی کھاتے پہنچا اُترا	نعمتوں کے ناشکرے جھوٹی مزاکت ظاہر کرنے والے کی نسبت بولتے ہیں
کھلائے سونے کا نوالہ دیکھئے شیر کی نظر	اولاد کے دباؤ میں رکھنے کے لئے بولتے ہیں
کہے سے کوئی کنوئیں میں نہیں گرتا	جب کسی بُرے کام کا الزام کسی ہم صحبت پر ڈالا جائے تو اسکی بریت کے لئے اور فعل کی برائی فاعل ہی پر چڑھنے کے واسطے بولتے ہیں +
کھیتی رکھے باڑ کو باڑ رکھے کھیتی کو	بزرگوں کو اپنے خردوں اور افسر کو اپنے ماتحتوں کے ساتھ حسن سلوک کرنیکے محل پر بولتے ہیں تاکہ خرد اور ماتحت بھی ان سے نیک سلوک کریں دونوں کو نصیحت ہے +
کیا پدی کیا پدی کا شوربا کے آدمی کے پیر شدی	بے حقیقت آدمی جو اپنے آپ کو اعلےٰ جتاوے اسکی شیخی جھاڑنے کو بولتے ہیں۔ جو شخص نیا ہو اور وہاں کی اپنی واقفیت وہاں کے پرانوں پر زیادہ جتاوے اُسکی بیوقوفی جتانیکے محل پر

گ

گاجر کی پونگی بجی تو بجائی نہیں تو توڑ کھائی	جو چیز ایک کام میں نہ آئے دوسرے کام میں آجائے یا کچھ نفع نہ دے تو نقصان بھی نہ دے اسکی نسبت بولتے ہیں۔ مثلاً کوئی کپڑا مول لیا اگر نہ بکا تو آپ پہن لیا +

گاڑی کو دیکھکر بانوں پھول جاتے ہیں	جب مددگاروں کے سہارے سے آدمی اپنا کچھ بھی زور نہ لگائے اور ہمت نکرے سب مدار انہی کے سہارے پر چھوڑ دے اُسکی نسبت بولتے ہیں ٭
گالے ڈوبیں پتھر تریں	اگر جھوٹا آدمی سچا اور سچا شخص جھوٹا ہو جائے یا دھرمی کا نقصان اور پاپی کا فائدہ ہو جائے اس محل پر بولتے ہیں یا شریفوں کی ذلت اور رذیلوں کی عزت ہونے کے محل پر ٭
گانٹھ کا پورا ہیے کا اندھا	اُس مالدار بے وقوف کی نسبت بولتے ہیں جو سستی چیز مہنگی خریدے
گاے نہ بچھی نیند آوے اچھی	مال واسباب ڈھور ڈنگر بہت عیال داری نہ ہونے اور انکی فکروں سے آزادی کی تعریف میں بولتے ہیں کہ اگر یہ ہوتیں تو موجب فکر تھا اگر نہ ہوئیں تو بے فکری کی موج ہے ٭
گدھا گھوڑا ایک بھاؤ	جنکو اچھے بُرے کھرے کھوٹے اور شریف ورذیل میں تمیز نہ ہو انکی نسبت بولتے ہیں
گدھا مرے کمہار کا دھوبن ستی ہو	خواہ مخواہ ناحق جو کسی کی خاطر بہت رنج اُٹھائے اُسکی بیوقوفی پر بولتے ہیں ٭
گدھے کے کھائے کا پاپ تُن	مُسٹنڈا اور غیر مستحق اور بے مروت لوگوں پر مال نہ صرف کرنے کے لئے بولتے ہیں ٭
گدھے کی آنکھ میں لون یا نے کہا میری آنکھیں پھوٹیں	تا فکرے بے وقوف کے ساتھ جو کسی نعمت سے سلوک کیا جائے وہ بجائے شکر کے شکایت کرے اسکی نسبت بولتے ہیں ٭
گرجی تو ڈری پڑی تو سہی	جس مصیبت کی ہول زیادہ ہوا اور اسکا برداشت کرنا سہل ہو جائے جتنا ڈر تھا اُتنی نہو اسکی نسبت بولتے ہیں ٭
گڑ کھائے اور گلگلوں سے پرہیز	بڑی بڑی بُرائیاں اور عیب کرے اور اس قسم کے ادنے ادنے عیب سے پرہیزگاری جتاوے اسکی نسبت بولتے ہیں ٭
گڑ نہ دے تو گڑ سا میٹھا تو بولے	جو شخص کوئی مطلوبہ چیز نہ دے اور نخی سے جواب دے اسکی نسبت بولتے ہیں ٭
گزر گئی گزران کیا جھونپڑا کیا امیدات	جس شخص کی اوقات تنگی ترشی میں گزر جائے وہ جسطرح گزر گئی اسیطرح کو غنیمت سمجھنے کو مزاج کی بے تکلفی جتانے کو کہا کرتا ہے ٭
گنجی کبوتری محلوں میں ڈیرا	بدصورت اور بے حقیقت کو بڑا رتبہ بیجانے کے محل پر بولتے ہیں ٭
گنگا گئے منڈائے سدھ	جہاں آدمی بدوں نقصان اُٹھائے کے نہ آئے ایسے محل پر کہا کرتے ہیں ٭
گنوار گنتا نہ دے بھیلی دے	جب کوئی بے وقوف تھوڑے سے خرچ میں کنجوسی کرکے بہت سا نقصان اُٹھائے اسوقت اسکی نسبت بولتے ہیں ٭
گونگے کا گڑ کھٹا نہ بیٹھا	جس بات کا اظہار نہ کرسکیں دل ہی دل میں لطف یا رنج اُٹھائیں مصیبت کی نسبت کہا کرتے ہیں
گھر آیا کتا بھی نہیں نکالتے	اپنے گھر پر آئے رذیل اور دشمن کی بھی خاطر و مدارت کرنیکو بولا کرتے ہیں یا جو شخص اسکے برخلاف کرے اسکی ملامت کو کہتے ہیں ٭
گھر آئے ناگ نہ پوجے بانبی پوجن جائے	جو فائدہ گھر بیٹھے ملے وہ نہ لے اور اس فائدہ کی تلاش میں دور دور مارا مارا پھرے اُس شخص کی نسبت بولتے ہیں ٭

گھر بیاہ اور بہو پیلوں	جس شخص کے ملنے کیواسطے لوگ اُسکے مکان پر جمع ہوں اور وہ کہیں کہیں پھرے تو اُسکو یہ مثل سُنائی جاتی ہے ✦
گھر کھیر تو باہر بھی کھیر . . .	گھر سے آسودہ آدمی کی ہر جگہ خاطرداری ہونے کے محل پر بولتے ہیں ✦
گھر سے آئی ہیں سندیسا لائی تیں	جس شخص پر کچھ گذری ہو اُس سے زیادہ سرگزشت دوسرا آدمی اُسکو سُنانا چاہے تو جس پر گذری وہ شخص سُنانے والے کو اپنا یقین دلانے کو کہتا ہے ✦
گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے	جب کوئی گھر کا بھیدی چوری کرادیوے یا بھید ظاہر کرنے سے کوئی اور نقصان کردیوے اُسکی نسبت بولتے ہیں ✦
گھر کر گھر کر ستر بلا سر دھر	گھر کے جنجالوں کی آفت اور مصیبت کی بُرائی میں بولتے ہیں ✦
گھر کے پیروں کو تیل کا ملیدہ	جو شخص یاروں کے ساتھ دغا یا چالاکی غیروں جیسی کرے اُسکی نسبت بولتے ہیں یا اپنوں کو غیروں کی جگہ سمجھنے والوں کی نسبت ✦
گھر کی دادھی بن گئی بن کو لگ گئی آگ	جب کوئی مصیبت زدہ کسی وسیلہ کے پاس آرام پانے جاوے اور وہاں بھی کوئی اتفاقیہ واردات ہوکر پہلے سے زیادہ مصیبت پڑجاوے اُس محل پر بولتے ہیں
گھر کی مُرغی دال برابر	جو چیز گھر میں موجود ہوتی ہے اُسکی قدر کم ہوتی ہے وہ بے صرفے اور بے دریغ سستی مولی بکتی جاتی ہے اُس محل پر بولتے ہیں ✦
گھر گھر مٹیالے چولے ہیں	جو شخص دوسروں کو مالدار سمجھکر اُن سے روپیہ طلب کرے تو وہ اُسی جیسا اپنا حال جتانے کو کہتے ہیں - یا اُنکی نسبت اور کوئی کہتا ہے ✦
گھر نہ دوار میاں محلہ دار	جو کنگلا آدمی بے بنیاد شیخیاں مارے اور بڑوں بڑوں پر اپنی بڑائی جتاوے اُسکی نسبت بولتے ہیں ✦
گھڑی بھر کی بے شرمی سارے دن کا آرام	جو شخص ذرا سی بے مُروتی کرکے بہت سے نقصان سے بچ جائے اُسکی نسبت بولتے ہیں مثلاً کسی نے گھوڑا مانگا یہ تھوڑی دیر کیواسطے گو بے شرم اور بے لحاظ ہوا مگر اس نقصان سے بچگیا کہ وہ کہیں گھوڑے کو کھودیتا یا بے احتیاطی سے رکھکر ماردیتا یا فربہ بیچکر کہدیتا کہ کہیں بھاگ گیا
گھوڑا گھڑسال ہی میں قیمت پاتا ہے	اُس محل پر بولتے ہیں کہ ہر چیز کی قدر منزلت اُسی کے مکان پر ہوتی ہے ✦
گھوڑے گئے گدھوں کے راج	جب شریف اور نامور آدمی جاتے رہیں رذیل و نالایق اُنکی جگہ ہوں اُس محل پر بولتے ہیں ✦
گھوڑے کی دُم بڑھیگی تو اپنی ہی تھی بڑھاویگا	جب کوئی بے فیض آدمی ترقی اور رتبہ پاتا ہے تو اوروں کو اُس سے فیض نہونے کے باعث اُسکی نسبت بولتے ہیں ✦
گھی کہان گیا کھچڑی مین	جب اپنا مال خرچ ہوا اور وہ اپنے ہی عزیزوں کے پاس جائے اُس محل پر بولتے ہیں ✦
گئے تھے نماز بخشانے روزے گل پڑے	جب کوئی ایک مشکل سے چھوٹنے کی کوشش کرے وہ مشکل بجا رہے دوسری مشکل اور بڑے اُسکی نسبت بولتے ہیں ✦
گیدڑ کی کمبختی آئے تو گاؤن کو بھاگے	جان بوجھکر آفت میں پڑنے والے کی نسبت بولتے ہیں ✦
گیدڑ اوروں کو شگون بتائے اپنی گردن کتوان سے کٹوائے	اوروں کو نصیحت کرے اور آپ فضیحت میں پڑے یا جن نقصانوں سے اوروں کو بچائے اُنہی نقصانوں میں آپ پڑے اُسکی نسبت بولتے ہیں ✦

ل

لاج کی آنکھ جہاز سے بھاری ہے	جیسا جہاز نہیں اٹھایا جاتا ایسا ہی عزت والی آنکھ سے بے شرمی نہیں اٹھائی جاتی عزت دار شرم کے مارے آنکھ سامنے نہ اٹھانے کے محل پر بولتے ہیں +
لاچاری پر بت سے بھاری	لاچار آدمی لاچاری کے نیچے ایسا دبا ہوا ہوتا ہے جیسا آدمی پہاڑ کے تلے دب جائے لاچاری سے اگر ہمت یا جوان مردی نہو سکے اُس کو معذور رکھنے کے لئے یہ مثل بولتے ہیں +
لادے لدادے لادنیوالا ساتھ دے	جو شخص ہر طرح کا خرچ اور ہر طرح کا بوجھ اور ہر طرح کی تکلیف دوسرے ہی پر ڈالے اُسکی نسبت بولتے ہیں +
لالچ لیری کا یار کبھی نہ اُترے پار	جو شخص لالچ بتانے والے اور آج کل کر نیوالے کی اُمید پر رہتا ہے اُسکی اُمید بر نہیں ہوتی اول تو بتانیوالوں سے دو ٹک جواب لیکر اور طرح اپنا کام نکالنے کو مستعد ہونے کے لئے بولتے ہیں +
لڑتوں کے پیچھے اور بھاگتوں کے آگے	آسان۔ ڈرپوک۔ جان و مال بچانیوالے کی نسبت بولتے ہیں +
لکھ بھی چوری لکھ بھی چوری	کسی چوری سے بھی بچنے کے لئے بولتے ہیں +
لنگڑی کٹو آسمان پر گھونسلا	لنگڑی اپنی طاقت و بنیاد سے بڑھکر دعوے اور حوصلہ کرے اُسکی نسبت بولتے ہیں +
لومڑی کے شکار کو جائے تو شیر کا سامان کر لیجے	کمینے سے کام کے لئے بہت سے سامان کرنے کو نصیحتاً بولتے ہیں +

م

مار پیچھے سنوار ہو جاتی ہے	جو وقت بدلا لیا جائے تو لیا جائے ورنہ پیچھے سنوار یا صلاح وغیرہ ہو جانے سے کام مشکل ہے لڑائی میں مارنیوالے کی جیت اور مار کھانیوالے کی ہار بتانے کے لئے بولتے ہیں
مارنے کا ہاتھ پکڑا جاتا ہے بولنے کی زبان نہیں پکڑی جاتی	زبان کی بدزبانی روکنے سکنے کے محل پر بولتے ہیں +
مارے گوڑ اچھوٹے آنکھ	ٹانگ۔ پیر جوڑ۔ اور ایسے محلات کی نسبت بولتے ہیں کہ کہیں کی بات ہو اور کہیں کی +
مارنیوالے سے جلانیوالا بُرا ہے	مار سکیو جانی یا مالی نقصان پہنچانے کی از حد کوشش کر چکیں اور خدا کی حفاظت سے اُس محل پر بولتے ہیں +
مالِ حرام بود بجائے حرام رفت	مال حرامی حرام رہتے جاتے رہنے کے محل پر بولتے ہیں +
مان مارے اور مان ہی مان پکارے	ماں کی گالی بھی ناگوار نہیں ہوتی سختی میں بھی انہی کی مدد یاد آتی ہے + خدا کیطرف سے تجربہ کر لو فریاد رس جاننے کے محل پر بولتے ہیں +
مان مر گئی پیاسی پوت کا نام جمنا	ماں پیاسی سے مر گئے ہوں اور یہ اپنے آپ کو دولتمند جتاوے اُسکی نسبت کہتے ہیں
مان نہ مان میں تیرا ججمان	بن بلائے اور بلا مرضی کسی کی محفل میں شریک ہو جانے والے کی نسبت بولتے ہیں جو بے بلائے اور بلا مرضی کسی کی محفل میں شریک ہو جانے والے کے دخل دے +

مانو تو دیو نہیں تو بھبیت کا لیو — اعتقاد اور عجب اور داد سے بے فیض جگہ سے بھی فیض حاصل ہو جانے کے لئے بولتے ہیں ✣

مایا کے تین نام - پرسا - پرسو - پرسرام — جب ایک ذمنی شخص کنگال تھا تو اسکو حقارت کو چھوڑ کر پرسو کہنے لگے جب ثروت سے پرسا کہنے لگے اور جب بڑھاپے کہنے لگے یعنی آدمی کی تعظیم اور تکریم دنیا میں دولتمند ہو گیا تو بڑی عزت اور تعظیم سے پرسرام کہنے لگے

مدعی سست گواہ چست — جہاں صاحب معاملہ کوشش نہ کرے اور گرہ میں دولت کے سبب ہے ✣

مُردے کو مٹی پکڑ رلاتے ہیں اور زندی کو — کہ جس محل پر کوہیں یا عدالت میں مثلاً غیر لوگ کوشش کر کے اسکے معاملے کا اثبات کرتے ہیں اور یہ روزگار کو جان سے زیادہ عزیز سمجھنے کے لئے اپنے دعوے پر اتنا زور نہ مارے جتنا کہ گواہ لے لئے کہا کرتے ہیں ✣

مرضی مولی سے اولے — ہر ایک رنج آفت میں خدا کی رضا پر راضی ہونے کے لئے بولی جاتی ہے ✣

مرغی اپنی جان سے گئی کھانیوالے کو سواد بھی نہ آیا — کوئی کسی کے لئے از حد جانفشانی کرے اور یہ کچھ بھی احسان نہ مانے اس محل پر بولی جاتی ہے ✣

مرغی کو تکلا کا گھاؤ ہی کافی ہے — غریب کو تھوڑا نقصان بھی بہت ہے ✣

مرغی کی بانگ کو کون صحیح رکھتا ہے — افسوس کھانے کے محل پر بولتے ہیں یا سرسری کہ تھوڑے سے نقصان پر بہت سا مردوں میں عورت کی نہ چلنے اور لاچار پڑ جانے قدر کم جن پیش بچانے کے محل پر بولتے ہیں ✣

مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید بر کلہ خود باید زد — موقع نکل جانے کے بعد جو بات یاد آتے ہے رنج اٹھانے کیواسطے بولتے ہیں ✣

ملاحی کی راجی دی مانس کے بانس کھائی — رضا سے جہاں تک نقصان ہے رہے یا کوئی چیز بھی دیئے اور بیکار اور حقیر کوئی کسیکو دوستی دوا اٹھانے کے محل پر بولتے ہیں

ملا کی دوڑ مسجد تک — جہاں تک پڑھے سکا کم حوصلوں اور پست ہمتوں دہلیں تک پہنچتا ہے اس سے آگے نہیں

من ملے کا میلا جیت ملے کا جیلا — دو شخص خواہ مختلف قوم اور مذہب سے ہوں بولتے ہیں اول نے تو کچھ ملاقات نہیں پس دل مل گئے تو لطف دوستی ہے - اور اگر

منہ کھائے آنکھ لجائے — نعمت کے بر تتے ہوئے محسن کا لحاظ کرنے کے محل پر بولتے ہیں ✣

منہ مانگے موت نہیں ملتی — خواہش کے موافق کام نہ ہونے سے راضی ہونے کے لئے بولتے ہیں یا بیچنے والوں کو انکی لگی ہوئی قیمت سے کم دینے کو سمجھانے کے لئے

موت کو پکڑے تو زحمت قبولے — جو شخص تھوڑے سے کام یا نقصان کے خوف سے زیادہ مذکورہ چیزیں چھوڑ دیتا ہے اور جب اسپر حملہ آور ہوتا ہے تو اپنے کو اپنے پر گویا نہ کرے اور جب اسپر حملہ آور ہوتا ہے تو اپنے کو اپنے پر گویا نہ کرے

موری کی اینٹ چوبائے لگی — جب کسی کمینہ کو بڑا رتبہ ملجائے اپنی تکلیف کو انسان آپ ہی کے محل پر بولتے ہیں ✣

موزے کا گھاؤ میاں جانے یا پاؤں — بیٹے بیٹیوں سے پوتے دھتے وغیرہ

مول سے بیاج پیارا ہوتا ہے — برادری میں سب کو یکساں

مونگ سو مٹھ نیں چھوٹا بڑا کون — بیت بارہ

موے باپ کی بڑی بڑی آنکھیں — چھوٹے آدمی کو مرنے کے بعد بڑا جتانے والے یا کسی چیز کی تعریف اسکے گذر جانے کے بعد جتانے زیادہ کرنے والے کو سنایا کرتے ہیں +

موے شیر سے جیتی بلّی بھلی — حاضر کمزور معاون کو غائب زور اور مددگار سے بہتر جتانے کے محل پر بولتے ہیں یا زور اور غائب دشمن سے کمزور حاضر دشمن کو زیادہ سمجھنے پر +

میرا تھا سو تیرا ہوا۔ برا ہی خدا ٹاک دیکھیں دے — اگر کسی کے یگانہ کو کوئی غیر بنا یگانہ بنا دے اور اس سے بیگانہ بنا دے تو اس بناؤٹی یگانہ بنانے والے کی نسبت بولتے ہیں +

میرے ہی گھر سے آگ لائی نام رکھائی سندر — کسی سے مانگی چیز لیکر اسی شخص کے پاس اپنی پیدا کردہ جتانیوالے یا کسیکی تصنیف یا تالیف میں ذرا سا تغیر و تبدل کرکے اپنی تصنیف یا تالیف بتانے والے کی نسبت بولتے ہیں

مینڈکی کو بھی زکام ہوا — جو شخص کسی کام کے لایق نہ ہو اور اُسکا حوصلہ کرے یا ادنےٰ ہو کر اعلےٰ لوگوں جیسا مزاج اور گھمنڈ

مینڈکی چلی مدار کو — جو نکما آدمی بڑا حوصلہ کرے اسکی نسبت بولتے ہیں +

مہری تیری چھاچھ چھوڑی تو کتوں سے چھڑا — جس شخص سے فائدہ کی اُمید ہو اور وہ اولٹا نقصان پہنچانے پر آمادہ ہو جائے تو فائدہ سے صبر کرکے اس سے نقصان سے بچنے کے لئے بولتے ہیں +

دوغ تو بگذار تشم از سگ ہائی دہ مرا

ن

ناچ نجانوں آنگن ٹیڑھا — طنزاً اُس شخص کی نسبت بولتے ہیں جو کسی امر میں دخل نرکھے اور جاننے کا دعوی کرے اور دعوی کی تصدیق نہ ہونے کا الزام کسی اور چیز پر رکھکر عذر اور حیلے بہانے سے بریت حاصل کرے +

رقص کردن خچ و ندانند صحن را گویند کج است

ناچنے نکلی تو گھونگٹ کیسا — جب کوئی کسی عیب کے کرنے کا ارادہ کرے اور دوران حال میں شرمائے تو شرم لحاظ اُٹھا کر اس کام کے کرنے کا حوصلہ بڑھانے کو کہا کرتے ہیں +

ناخن سے یا لہو سے ماس جدا نہیں ہوتا — یگانوں میں کسی طرح کا فساد اور بگاڑ اور رنج پڑ جائے مگر ٹوٹ نہیں سکتے۔ یگانگی کے قایم رکھنے اور یگانگی کے نکبانے کے لئے یگانوں کو فصیحتاً کہا کرتے ہیں

ناک کاٹی مبارک کان کاٹے سلامت — اُس بے حیا اور بے شرم کی نسبت بولتے ہیں جو اپنے عیبوں کے ظاہر ہونے سے نہ شرمائے بلکہ اور زیادہ عیبدار اور بے حیا ہوتا جائے

نام بڑا اور درشن تھوڑے — جس شخص کا کسی بات میں نام بڑا مشہور ہو اور جب آزمایا جاوے تو کام نام کے برخلاف نکلے اس کی نسبت بولتے ہیں +

نامرد ہاتھی اپنے لشکر کو مارتا ہے — جب کم ہمت آدمی کا عزیز بردستوں پر زور نہ چلے اور اپنے ہی زیردستوں پر بیجا حکومت سے زور چلائے

نامی نفر کما کھائے نامی چور مارا جائے — جب کسی کا بنامی میں نام مشہور ہو جائے اور ناکردہ باری اسکے ذمے لگے اسکی نسبت یا جو نیکی میں مشہور ہو جائے اور بے محنت اسکو فائدہ پہنچے اسکی نسبت بولتے ہیں۔ یا بدنامی سے بچنے اور نیکنامی حاصل کرنے کو فصیحتاً کہتے ہیں

نائی نائی بال کتنے ججمان آگے ہی آتے ہیں — جو بات ابھی پیش آنے والی اور بظاہر ہونیوالی ہو اس کے دریافت کرنے اور پوچھنے کی فضولی میں بولتے ہیں +

نت کنواں کھودنا نت پانی پینا — پہلی پونجی نہ ہونے کے سبب ہر روز جتنا کمانا اُتنا ہی کھا لینے کے محل پر بولتے ہیں

نکٹے کی ناک کٹی سوا گز اور بڑھی — جو بے عزت آدمی ذلت اور رسوائی ہونے کی کچھ پروا نکرے اور زیادہ بے شرمی سے اونچا ہوا اُسکی نسبت بولتے ہیں

ننگی گھیسے گھاٹ نہ آپ نہائے نہ اوروں کو نہانے دے — جو آدمی نہ تو آپ کسی کام کو کرے اور نہ اوروں کو کرنے دے اُسکی نسبت بولتے ہیں

نہ نو من تیل ہوگا نہ رادھا ناچیگی	جس کام میں ایسی شرطیں لگائی جاویں جنکا پورا ہونا ناممکن ہو اس مطلب سے کہ نہ تو شرطوں کے موافق سارا سامان تیار ہوا اور نہ یہ کام ہو اس کام کے نکرنے کو حوالہ ڈالنے کے محل پر بولتے ہیں +
نو سو چوہے کھاکے بلی حج کو چلی	ساری عمر گناہوں میں گزار کر پرہیزگاری جتانے والے کی نسبت بولتے ہیں +
نوکر کے آگے چاکر چاکر کے آگے نوکر	جب کسی کو کوئی خدمت دی جاوے اور وہ آپ نہ کرے اُس خدمت کے ادا کرنے کا کسی اور کو حکم دے اُسکی نسبت بولتے ہیں +
نو نقد نہ تیرہ اُدھار	مدت کے بعد بہت ملنے کی اُمید سے تُرت کا تھوڑا ملنا غنیمت سمجھنے کے محل پر بولتے ہیں +
نیا نو دن پُرانا سو دن	پُرانے کا حق نئے سے زیادہ سمجھنے کے محل پر اور پرانے کپڑے اور پھٹے کپڑے کو سینے پاڑنے لگاکر زیادہ رکھنے کے محل پر بولتے ہیں +
نیک صلاح کا پُوچھنا کیا	کار خیر میں دیر نہ کرنے کے لئے بولتے ہیں یا کوئی شخص کسی کی بھلائی میں صلاح کرے وہ نا آوے اور خود اُسکا یہ مثل کہکر کھانے آ بیٹھے ہے +
نیکی اور پُوچھ پُوچھ	نیک کام میں مشورہ کی کچھ ضرورت نہیں ہے جلدی نیکی کرنے کے لئے بولتے ہیں +

و

واہ پیر علیا پکائی تھی کھیر ہو گیا دلیا	مُراد کے برخلاف کام بگڑ جانے کے محل پر بولتے ہیں +
ولی کو ولی ہی پہچانتا ہے ولی اُولی شیطان	ہر قسم کے آدمی کو اسی قسم کا آدمی خوب پہچانتا ہے جب کوئی شخص اپنی قسم کے چالاک کی چالاکی کو تاڑ جائے اُسکی نسبت بولتے ہیں +
وہ بوند ولایت گئی یا وہ پانی ملتان گیا	سوچ مچ کے ہوئے کی نسبت بولتے ہیں +
وہ دن ڈوبا جو گھوڑی چڑھا کُبا	جب نکھٹو اور نکما آدمی کسی بڑے بھاری کام کے کر دینے کا وعدہ کرے تو اُس سے اس کام کی نا اُمیدی پر بولتے ہیں +

ہ

ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے	جو چیز روشن اور ظاہر ہو اُس کے بیان کرنے کی ضرورت نہ ہونے کے محل پر بولتے ہیں +
ہاتھ پانوں کی کاہلی اور منہ میں موجھیں جائز	سُستی اور غفلت سے کام کی خرابی ہونے کے محل پر بولتے ہیں +
ہاتھ کو ہاتھ پہچانتا ہے	جس شخص کے ہاتھ سے کچھ ملے اُس شخص کے ہاتھ پر عوض میں کچھ رکھنے کو دل چاہنے کے محل پر بولتے ہیں
ہاتھ سے جو کھلے تو دانت کیوں لگائے	جو کام آسانی سے نکلے تو مشکلوں میں نہ پڑنے اور جو گھر میں فیصلہ ہو جائے عدالتوں نہ چڑھنے کے لئے بولتے ہیں +
ہاتھی کے پانوں میں سب کا پانوں ہے	جس کنبے یا مجمع کا بڑا آدمی جسطرف ہوگا اُسی طرف اُس کے چھوٹے ہونگے +
ہاتھی نکا بھی دُم باقی ہے	جسطرف بڑا اُسی طرف اُسکے ماتحت چھوٹوں کے ہونے کے محل پر بولتے ہیں +
	جب سارا کام نکل جائے اور تھوڑا سا باقی رہے اُس محل پر بولتے ہیں +
ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات	جس لڑکے کے ہونہار آثار نظر آویں اُسکی نسبت بولتے ہیں یا کسی ہونہار کام کے آثار اچھے نظر آویں اُسکی نسبت یا اُن دونوں صورتوں کے برخلاف آثار نظر آنے سے مایوسی کے لئے بولتے ہیں +

ی

یاراں چوری نہ پیراں غاربازی	سفید صاف اور صاف دل بیچیاں ظاہر اور باطن والے صاف گو کی نسبت بولتے ہیں +
یہاں کے بابا آدم ہی نرالے ہیں	جہاں سم و رواج کے برخلاف اپنے ہی اپنے منہ کے آدمی ہوں وہاں انکی نسبت بولتے ہیں +